قانون اسلام — سلسلۂ عبادات

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

فتاویٰ عثمانی

جلد ۶

یعنی

زبان اردو میں ایک جامع ذخیرہ جو علماء حنفیہ کی جملہ مستند کتب کا مجموعہ ہے۔ اور ایک نئی طرز پر ترتیب دیا گیا ہے

احادیث و دلائل وغیرہ بھی جگہ جگہ درج کئے گئے ہیں

کتاب الحج والزیارۃ

مصنفہ

مولوی محمد منور الدین

... عالیجناب شمس العلماء مولوی سید محمد ضیاء الدین خان صاحب خان بہادر

... اسسٹنٹ کمشنر پنجاب ... دہلی مرحوم و مغفور

مطابق ۱۳۴۳ھ ہجری

ہندوستان الیکٹرک پریس دہلی میں باہتمام منشی شام بہاری لال طبع ہوئی

فہرست مضامین

کل کتاب سات باب پر منقسم ہے اور آخر میں ایک فہرست ہے جس میں کل کتاب کے مضامین بلحاظ حروف تہجی ترتیب دیئے گئے ہیں تاکہ مسائل کی تلاش کرنے میں بہت سہولت ہو۔

دیباچہ

مقدمہ

باب اوّل (حج کی تفسیر و فضائل و مواقیت)

فصل اوّل ۔ عمرہ اور حج کی تفسیر

باب دوم (حج کی ادائیگی کا وقت اور جگہ)

باب سوم (حج کی ادائیگی کی کیفیت)

باب چہارم

(حج کے بعض بعض احکام کی تشریح)

باب پنجم

(حج کے جنایات اور کفارات)

فصل چہارم ـ ممنوعات احرام پر احرام اور ان کی جزا ـ

باب ششم

(زیارت مزار مقدس)

مقدمہ

طریق زیارت علی الترتیب مع جملہ احکام بالتفصیل

باب ہفتم

(اماکن محترمہ مکہ و مدینہ و نواح)

فہرست نقشہ جات

نقشہ کلاں متعلق کتاب ہذا جس میں مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، مساجد متبرکہ، مشاہد مشرفہ، مقابر کرمہ، آثار مبارکہ، اماکن مقدسہ و حدود حرم وغیرہ دکھائے گئے ہیں

بعض غلطیاں جن کو کتاب پڑھنے سے پہلے درست کرلینا چاہئے

کاتبوں سے اکثر جگہ کتابت میں غلطی ہوگئی ہے لہذا کتاب کے مطالعہ سے پہلے ذیل کی غلطیاں درست کرلینی چاہئیں۔
یہ صرف ضروری غلطیاں لکھی جاتی ہیں۔ جو اس وقت نگاہ سے گذری ہیں۔

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
				۲۰۱	۱۸	دریانی	درمیانی	۹۳	۱	اذکار	اذکار
۲۱	۳	نابینا	نا بینا	۵۴	۱۸	چا	چادر	۱۲۱	۵	دو	وہ
۳۲	۲۴	ضفا	صفا	۶۰	۲۱	اس	اس کا	۱۵۲	۲۲	تبرکا	تبرکاً
۴۱	۷	جمعرات ۱۲ ذالحجہ	جمعرات ۱۳- ذی الحجہ	〃	۲۷	اطلاع	اضطباع	۱۶۱	۲	سرخنی	سرخی
۴۷	۱۶	جیسر	بس	۸۶	۴	ستغفار	استغفار	〃	۹	وغیرہ	عمرہ
۴۹	۵	کعتبہ	کعبہ	〃	۱۰	اور عرفاتہ پہری	اور عرفات پہری	۱۶۲	۸	سراولاج	سراج الوہاج
〃	۱۸	کعتبہ	کعبہ	۸۹	۳	جائزنا	جائز ہونا	〃	۸	توہی	وہی
۵۰	۱۰	کگری	کنکری	۹۱	۵	والاکی مزنہ	وادی مزنہ	〃	۱۲	امام کے آخر	امام [illegible]
۵۱	۲۵	اخراج	اخراج	۹۱	۸	گر	گرد	۱۴	مرقع ۱۴ ج	[illegible]	[illegible]

کاش لگانے ۔ نہایت افسوس پیچھے تھے ۔ سرداران قوم کا یہی حال رہا ہے ۔ سر احکام دین پر جھکا دینے والے ۔ خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے ۔ اور سچ بھی ہے سید القوم خادمہم ۔
یا معشر المسلمین ۔ اسلام کی حالت کا مختصر خاکہ جو ہم نے کھینچا ہے ۔ صحیح ہے یا نہیں ۔ اگر آپکو اسلام کی کچھ بھی ہمدردی ہے تو آئیے ۔ کچھ قلم سے ہی کچھ سہی دوڑائیں ۔ تھک گئے ہم تو ان ہی باتوں کو کہتے کہتے ۔ ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے ۔ صف دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال ۔ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے ۔ بہت سوچا اور غور کیا تو معلوم ہوا کہ زمانہ کی حالت کو فقہ کی ایسی جامع اور لاکتاب درستی پر لاسکتی ہے جو ان سائل پر مشتمل ہو اور ترتیب دی گئی ہو یعنی جسکی ترتیب مسائل اس طرح کی جائے ۔ کہ اس رشتہ واضح کی طرح ہو ۔ کہ جس کے ہر نہ سے ریڈیم کے اثر سے نصف شب کو بھی وقت بتا سکتے ہیں ۔ نہ روشنی تلاش کرنے کی ضرورت نہ دیا سلائی جلانے کی حاجت ۔ نہ اٹھنے کی زحمت ۔ کلائی کو موڑا اور وقت معلوم کر لیا ۔ گویا ترتیب میں یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ اگر کسی مسئلہ کی معلوم کرنیکی ضرورت ہوئی تو فوراً نکال لیا ۔ اور بلا مدد استاد سمجھ لیا ۔ اگرچہ ۔ سخن ہر چہ گوئیم ہمہ گفتہ اند ۔ بر باغ دانش ہمہ رفتہ اند ۔ میں نے کیا کیا ۔ میں نے یکیا ۔ مولانا برہان الدین ۔ مولانا علاء الدین حصکفی ۔ علامہ اور نگ زیبی ۔ مولانا ابو البرکات نسفی وغیرہ و غیرہم کو ایک موقعہ پر جمع کر کے مباحثہ کی مجلس گرم کر دی ۔
اب جو مسائل اس مجلس نے طے کئے وہ اردو میں قلمبند کئے گئے ۔ اور اس مجموعہ کا نام فتاوی عثمانی قرار پایا ۔ پھر اسکو دو سلسلوں میں یعنی معاملات اور عبادات میں تقسیم کیا گیا ۔ یہ کتاب الحج والزیارت سلسلہ عبادات کی چھٹی جلد ہے ۔ اور بلحاظ اشاعت پہلی ہے ۔ یہ کتاب باوجود ضخیم ہونے کے ۔ کیونکہ علمائے حنفیہ کی جملہ مستند کتب کا مجموعہ ہے ۔ الذین یسر ۔ کا نمونہ پیش کرتی ہے ۔ چنانچہ کتاب الحج میں عمرہ و حج و قران و تمتع کے جملہ مسائل علی الترتیب باب سوم میں تھوڑے سے فرق سے آپ کو ملینگے ۔ اور باب اول میں حج کی تفسیر اور حج کی مختلف صورتیں ۔ اور انکے ادا کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے ۔ باب دوم میں حج کی ادائگی کا وقت اور جگہ بتائی گئی ہے ۔ تو جس کو وقت کے متعلق معلوم کرنا ہو وہ اس باب کو دیکھے ۔ یا وہ شخص دیکھے جس کو چیزیں جاپان یا دیگر ممالک سے کہ نہ روزینہ کا فاصلہ معلوم کرنا ہو ۔ باب چہارم میں وہ مسائل جمع کر دئے گئے ہیں جن کی ضرورت شاذ و نادر پڑتی ہے ۔ مثلاً اگر کوئی شخص موقع پر بیمار ہو جائے ۔ تو معذور کے متعلق مسائل اس میں دیکھ لے ۔ اسی طرح اگر کسی کو اپنا حج دوسرے سے کرانے کی ضرورت پڑے ۔ تو وہ بھی اس باب کو دیکھے ۔ باب پنجم کو دیکھنے کی ضرورت اس صورت میں ہوگی جبکہ دوران افعال حج میں کوئی گناہ سرزد ہو ۔ اور باب ششم میں مزار مقدس کی زیارت کا طریقہ ہے جیسا کہ صحابہ کرام سے منقول ہے ۔ باب ہفتم میں صرف اماکن محترمہ کے نقشے جات ہیں اور کچھ بیان ہے ۔
کتاب الحج والزیارت ۔ ابھی زیر تصنیف ہی تھی کہ علماء کو بھی خبر لگ گئی ۔ ہر کجا چشمہ بود شیرین ۔ مردم و مرغ و مور گرد آیند ۔ ایک دو مسئلوں پر ایسی بحث ہوئی کہ گھنٹوں گذر گئے ۔ اب کیا تھا ۔ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔ تھوڑے دنوں میں پشاور کے ایک مولوی صاحب کو بھی خبر لگی وہ سفر کر کے کتاب الحج کو دیکھنے آئے ۔ وہ مسائل حج میں تبصرہ آفاقی تھے مگر تمتع کے متعلق بعض مسئلوں میں الجھ گئے ۔ آخر در مختار لائی گئی ۔ اور طویل بحث کے بعد فتاوی عثمانی کے مسائل کو تسلیم کر لیا ۔ فتاوی عثمانی کے تمام سلسلے ہیں ۔ علیحدہ علیحدہ عنوان (جنکو ہم نے فقروں کے نام سے نامزد کیا ہے) کے نیچے علیحدہ علیحدہ قسم کے مسائل جمع کر دئے ہیں ۔ ہاں اگر کوئی مسئلہ ایسا ہے جس کا تعلق ایک سے زیادہ عنوان سے ہے تو ایک عنوان کے نیچے اس مسئلہ کا ذکر کر کے باقی عنوان میں اسکا حوالہ دیا گیا ہے ۔ سب سے بڑی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جن مستند کتب سے مسائل اخذ کئے گئے ہیں انکا نام مسئلہ کے سامنے درج کر دیا ہے ۔ اور کتاب المیراث میں کتاب کا نام اور صفحہ بھی دیا گیا ہے ۔ فقروں کے نمبر جلی قلم سے صفحہ کے کونے پر لکھدئے گئے ہیں تاکہ ہر فقرہ جلد تلاش کیا جا سکے ۔ مسائل کے زیادہ جلدی ملنے کے واسطے ہر کتاب کے آخر ایک انڈکس (یعنی فہرست مطالب بترتیب حروف تہجی) بھی دیا ہے ۔ کتاب کی ترتیب وہی رکھی گئی ہے جس ترتیب سے افعال حج ادا کئے جاتے ہیں ۔
چونکہ یہ کتاب فقیہ العلماء جناب شمس العلماء مولوی ضیاء الدین صاحب کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے لہذا محتاج بیت العتیق سے گذارش ہے کہ اس جسم مقدس پر بھی فاتحہ پڑھیں جو لباس احرام میں جنت المعلیٰ کی چار دیواری میں آرام فرما ہے ۔ اگر عدیم الفرصتی اجازت نہ دے تو ارکان حج کے دوران ہی میں کسی وقت اس عربی نژاد کو دعائے خیر سے یاد کریں ۔
یہ مشہور بات ہے کہ من صنف استہدف ۔ تاہم علماء و فضلاء کی خدمت میں التماس ہے ۔ کہ اگر وہ ترتیب مسائل وغیرہ میں کسی قسم کی غلطی پائیں ۔ تو اس سے چشم پوشی فرمائیں ۔ بمصداق ع
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ ۔ ولکن عین السخط تبدی المساویا ۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے دل میں ان کتابوں سے دلچسپی پیدا کر دے اور ہمیں یا رب لا تسلب حبہا ابداً ۔ و یرحم اللہ عبداً قال آمینا ۔ اور اس زمانہ کے مسلمان اگلے وقتوں کے سے مسلمان بن جائیں امانت میں امین ۔ بات کے پکے قول کے سچے بغض و کینہ و حسد سے مبرا ۔ اپنی جان و مال کو اسلام کی نذر کرنے والے ۔ اللہم انی اسئلک ان تنفع بہ الناس انتفاعا کاملا و ان انتفع بتالیفہ عاجلا و آجلا ۔ اللہم انک انت السمیع المجیب ۔ و علیک توکلت والیک انیب ۔

محمد منور الدین

۱۵ ۔ ربیع الثانی ۱۳۴۳ ہجری
محلہ چاہ رہٹ نزد جامع مسجد دہلی

لہ ان سائکلو پیڈیا ۔ ذخیرہ علوم یعنی لغت کا ذخیرہ جو بلحاظ حروف تہجی ترتیب دیا گیا ہو ۔ لہ رسٹ واچ یعنی کلائی پر لگانے کی گھڑی ۔ لہ ریڈیم ایک قسم کی دھات ہے جو رات کے وقت اندھیرے میں خوب چمکتی ہو ۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذي جعل كلمة التوحيد لعباده حرزًا وحصنًا وجعل البيت العتيق مثابة للناس وأمنًا وأكرمه بالنسبة إلى نفسه تشريفًا وتحصينًا ومنًّا وجعل زيارته والطواف به حجابًا بين العبد وبين العذاب مجنًّا۔ والصلاة على محمد نبي الرحمة وسيد الأمة وعلى آله وصحبه قادة الحق وسادة الخلق وسلم تسليمًا كثيرًا ۔ أما بعد۔ تفسیر عزیزی

میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر بھیجے گئے تو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہمارے واسطے ایک مکان بناؤ اور اس کے گرد طواف کرو جس طرح بیت المعمور کے گرد فرشتوں کو طواف کرتے دیکھا ہے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل نے بحکم الٰہی حضرت آدم کو وہ جگہ جہاں کہ آج بیت اللہ ہے جس کا پہلا بنا ہوا تھا بتائی اور فرشتوں کی مدد سے وہاں خانہ کعبہ کی بنیاد قائم کی۔ جب ہر ایک ولی و نبی اور بزرگوں کو ٹھکانا ہوگیا تو حکم ہوا کہ البیت المعمور کو آسمان پر رکھو چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور بیت المعمور حضرت نوح کے زمانے تک وہاں قائم رہا۔ مگر جب طوفان نوح آیا تو بیت المعمور یہاں سے اٹھا کر ساتویں آسمان پر رکھا گیا۔ جو خانہ کعبہ کے مقابل ہے۔ اور اس کے گرد ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث معراج میں اس کا تذکرہ ہے۔ جب طوفان ختم ہوا تو موجودہ کعبہ شریف کی جگہ ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ بن گیا۔ لوگ اس جگہ آتے اور اس ٹیلے کا دیدار کرتے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے تک وہاں بالکل جنگل تھا۔ اور ہزاروں میل اور جنگل وہاں چرائے جاتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود سے نکل کر نکلنے کا مرحلہ طے کر چکے تھے۔ اور اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی وجہ سے بہت آزردہ دل ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ وطن چھوڑ کر حران میں جا رہے۔ پھر مصر کا ارادہ کیا جب وہاں پہنچے تو [illegible] ایمان لانے لگے کہ آخر کار اپنی بیٹی سارہ کی شادی آپ کے ساتھ کر دی۔ مگر اس کا مطلب یہ تھا کہ [illegible] کا جادو کس طرح چل سکتا تھا۔ بلکہ الٹی ان کی صحبت سے حضرت سارہ بھی ان کی ہم خیال ہو گئیں۔ [illegible] حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن حضرت ہاجرہ کے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے کچھ مدت بعد حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبور کیا کہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو کسی ایسی جگہ چھوڑ آؤ جہاں پانی نہ ہو اور نہ دانہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہتیرا ان کو اس خیال سے باز رکھنا چاہا مگر وہ نہ مانیں۔ آخر جب جناب الٰہی سے بھی یہی حکم ہوا کہ حضرت سارہ کے کہنے کے مطابق کرنا چاہیے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو سوار کر کے اس میدان میں پہنچے جہاں اب خانہ کعبہ ہے۔ اور ایک مشک پانی اور کچھ کھجوریں ان کو دے کر وہاں سے واپس آگئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واپسی کے وقت دعا مانگی کہ خدا میری اولاد کو اس زمین پر ہر قسم کی آرائش دے۔ تو کہا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں ہر قسم کے میووں کی کثرت اس دعا کا اثر ہے۔ الغرض جب پانی ذخیرہ ختم ہو گیا۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھوک پیاس کی شدت سے بے تاب ہوئے۔ اور حضرت ہاجرہ ان کی تکلیف دیکھ کر پانی کی تلاش میں ادھر ادھر گھبرائی ہوئی پھرنے لگیں چنانچہ ان کے اسی طرح گھبرا کر دوڑنے کی یادگار میں صفا و مروہ کی سعی حج میں قائم رکھی گئی۔ اسی اثنا میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جو پیاس کی گھبراہٹ میں زمین پر پاؤں رگڑ رہے تھے۔ ان کے پاؤں میں خدا نے ایک چشمہ پیدا کر دیا۔ یہی چاہ زمزم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ اگر اس پانی کو مٹی کی منڈیر سے نہ گھیر دیتیں تو تمام عالم اس کا پانی پیتا۔ کچھ مدت بعد بنی جرہم یمن کی طرف سے آکر اس جگہ اترے۔ اور جہاں خانہ کعبہ ہے وہاں جانوروں کو اڑتے دیکھ کر قریب آئے۔ تو دیکھا کہ ایک عورت بچہ کو لئے بیٹھی ہے۔ اور قدرتی پانی کا چشمہ ابل رہا۔ اس قوم نے حضرت ہاجرہ سے وہاں آباد ہونے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے اس شرط پر اجازت دی کہ پانی پر ان کا کوئی حق نہ ہوگا۔ رفتہ رفتہ وہاں ایک چھوٹی سی بستی بن گئی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جرہمیوں سے عربی زبان سیکھی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بڑے ہونے پر اس قوم کے سردار نے اپنی بیٹی کی شادی ان سے کر دی۔ اس عرصے میں

حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو گیا۔ اور اسوقت حضرت سارہ کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے۔ کچھ مدت بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کردو چنانچہ دونوں باپ بیٹے حکم الٰہی بجالانے کو تیار ہو گئے۔ لیکن خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے بجائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک دنبہ چھری کے نیچے پیدا کر دیا اور وہ ذبح ہو گیا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قدرت الٰہی سے محفوظ رہے۔ کچھ مدت بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پاس جانے کی چاہی۔ آپ نے اس شرط پر اجازت دی کہ نہ سواری سے اتریں۔ اور فوراً کو قیام کریں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ تو وہ موجود نہیں تھے انکی بیوی نے اثنائے کلام میں کچھ مذمت آپ کے سامنے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی کی۔ آپ یہ کہکر واپس چلے آئے کہ جب تمہارا شوہر آئے۔ تو کہنا کہ چوکھٹ تمہارے دروازے کے قابل نہیں ہے۔ دوبارہ کچھ مدت بعد پھر اسی شرط پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت لی۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کے واسطے روانہ ہوئے۔ لیکن اس مرتبہ بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے گھر پر نہ تھے۔ لیکن انکی دوسری بیوی ملیں کیونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی واپسی کے بعد علیحدہ کر دیا تھا۔ انہوں نے آپکی بہت خاطر کی۔ گو آپ حسب وعدہ کے مطابق سواری سے نہ اترے۔ مگر آپ نے سواری پر ہی آپ کا سر اور منہ دھلوایا۔ اور بہت تواضع کی۔ اس مرتبہ چلتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن سے کہہ آئے کہ اپنے شوہر سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ چوکھٹ تمہارے دروازے کے لائق اور بہت اچھی ہے۔ اسکی قدر کرنا چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنی بیوی کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے۔

کچھ اور مدت گذرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر حضرت سارہ سے کہا کہ دو مرتبہ گیا لیکن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنا نہ ہوا۔ اس مرتبہ اجازت دو کہ میں کچھ دن وہاں ان کے پاس رہ کر ان سے اچھی طرح مل لوں۔ حضرت سارہ نے اجازت دی۔ اور آپ سہ بارہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر مکہ معظمہ تشریف لیگئے۔ اسوقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام قریب زمزم کے تشریف رکھتے تھے اور تیروں کو درست کر رہے تھے۔ اپنے والد کو دیکھکر بے اختیار دوڑے۔ اور دونوں اسقدر روئے کہ آوازیں بلند ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ اس جگہ خانہ کعبہ بناؤں۔ تم بھی میری مدد کرو۔ چنانچہ دونوں باپ بیٹے کام اس کی تعمیر میں مشغول ہوئے۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنانے کا کام کرتے تھے یکم ذی قعدہ کو کعبہ شریف کی تعمیر شروع ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو ختم ہوئی۔

یہ دوسرا موقع تھا اس مکان کے بنانے کا (پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حکم الٰہی سے کعبہ شریف کی بنیاد ڈالی تھی) تیسری مرتبہ عمارت منہدم ہو گئی تو تعمیر کیا بنو جرہم کی قوم نے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سسرال سے تعلق رکھتے تھے اسکو چوتھی مرتبہ عمالقہ نے بنایا پھر قصی نے جو مصر اور شام کا بادشاہ تھا بنایا پھر پانچویں مرتبہ قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے اپنی طرز پر بنایا۔ اور حطیم کو اس عمارت سے باہر کر دیا۔ پھر چھٹی مرتبہ عبداللہ بن زبیر نے جو حاکم مکہ تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے موافق اسی ہی بنیاد پر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھی پھر عمارت بنائی۔ اور اس طرح حطیم کعبہ میں داخل ہو گیا۔ اسوقت اس میں دو دروازے آمنے سامنے بنائے گئے تھے تاکہ لوگ ایک طرف سے اندر جائیں تو دوسری طرف سے باآسانی باہر آسکیں۔ ساتویں مرتبہ حجاج بن یوسف نے جو اسوقت حاکم مکہ تھا سامنے کے دروازے کو بند کر دیا اور حطیم کی طرف کی دیوار توڑ کر اور کعبہ شریف کو چھوٹا کر کے پہلی بنیاد پر قائم کر دیا۔ اب اس زمانہ میں کعبہ شریف اسی طور پر قائم ہے۔ اس کے بعد کوئی توڑ پھوڑ نہیں واقع ہوئی۔

الغرض جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔ آپ کو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (اور پکار لوگوں کو حج کے لئے آئیں تیرے پاس پیدل اور دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر دور دراز کے راستوں سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا مَا یَبْلُغُ صَوْتِیْ (نہیں پہونچے گی آواز میری) حکم ہوا عَلَیْكَ الْاَذَانُ وَعَلَیْنَا الْبَلَاغُ (تیرا کام پکارنا ہے پہنچا دینا ہمارا کام ہے) حکم الٰہی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہوئے (اور اس وجہ سے اس پتھر کو مقام ابراہیم کہتے ہیں) اور وہ اتنا بلند ہوا کہ سب پہاڑوں سے اونچا ہو گیا تب انہوں نے پکارا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ بَنٰى لَكُمْ بَیْتًا وَّكَتَبَ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَاَجِیْبُوْا رَبَّكُمْ (اے لوگو! تحقیق تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے بنایا گھر اور فرض کیا واسطے تمہارے حج پس خدا کے حکم کی تعمیل کرو)۔۔۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ۔ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ۔ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول گواہی دینی اس امر پر کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز کا ٹھیک طور پر پڑھنا۔ اور زکوٰۃ دینا۔ اور حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج ارکان اسلام سے ہے اور جس شخص نے حج نہیں کیا درحالیکہ اس میں حج کرنے کی استطاعت تھی تو گویا اس نے ارکان اسلام ناتمام رکھے۔ جامع ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا (جو مالک ہو خرچ اور سواری کا کہ پہنچائے اسکو بیت اللہ تک اور وہ حج نہ کرے پس کچھ فرق نہیں کہ وہ مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر)۔ مسند دارمی میں ابی امامہ سے اس طرح آیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ

حج کی ملاکر۔ اس کے بعد آپ اونٹنی پر سوار ہوئے۔ تو پہلی مرتبہ جب لبیک کہی جب احرام باندھ چکے۔ اور دوسری مرتبہ جب لبیک کہی جب اونٹنی کھڑی ہوئی۔ پھر جب بیداء کی پہاڑی پر آپ چڑھے جب لبیک کہی۔ اور کبھی لبیک بحجۃ و عمرۃ کہتے۔ اور کبھی لبیک بحجۃ کہتے اور فرماتے تھے ۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ - اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ — اور آپ یہ بلند آواز سے فرماتے تھے کہ صحابہ سنتے اور آپ اُن سے فرماتے کہ آواز بلند کرو۔ اور صحابہ تلبیہ کے الفاظ میں کمی بیشی بھی کرتے تھے۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم منع نہ فرماتے تھے۔ آپکی سواری میں ایک اونٹنی تھی جس پر کجاوہ تھا نہ محمل۔ جب روحا کے مقام میں پہنچے تو ایک جنگلی گدھا ملا جو زخم کھایا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اسکا شکار کرنیوالا ابھی آجائیگا۔ اتنے میں شکاری دوڑا ہوا آیا اور اس نے کہا آپکو اختیار ہے کہ اس شکار کو جو چاہیں کریں۔ تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس شکار کو لوگوں کو تقسیم کر دو۔ اس کے بعد اثایہ کی منزل میں پہنچے تو ایک ہرن کو دیکھا کہ درخت کے سایہ میں سوتا ہے تو آپ نے ایک شخص کو اس پر متعین کیا کہ کوئی حاجی اسکا شکار نہ کرنے پائے۔ جب عرج میں پہنچے۔ تو اتفاقاً ایک غلام پیچھے رہ گیا تھا۔ جس کے پاس آپ کا اونٹ تھا بہت دیر تک اس کا انتظار کیا جب وہ آیا تو اونٹ اس کے پاس نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تادیباً اسکو مارنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع اور آپ ہنستے تھے اور آپ نے صرف یہی الفاظ فرمائے اور کچھ نہیں کہا۔ جب آپ ابواء میں پہنچے تو صعب بن جثامہ نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا ہوا بطور ہدیہ پیش کیا آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور جب انکو آزردہ پایا تو آپ نے فرمایا کہ ہم محرم ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہم نے یہ رد کیا۔ اور جب وادی عسفان میں پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کونسی وادی ہے۔ وہ بولے کہ یہ وادی عسفان ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایک روز تھا کہ حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام اس وادی میں اپنے سرخ اونٹوں پر چلے جاتے تھے اور تہبند باندھا ہوا اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور حج کی تلبیہ کہتے جاتے تھے۔ اور جب آپ سرف میں پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا تو افسردہ ہوئیں اور رونے لگیں تو آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے کچھ فکر نہ کر کہ اسکو خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے واسطے لکھ دیا ہے اور اس سفر حج میں تجھکو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ جو کچھ حاجی کرتے ہیں تو بھی کر مگر صرف طواف نہ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ غسل کر اور حج کا احرام باندھ لے۔ تو آپ نے ایسا ہی کیا اور کل افعال حج کے کئے سوائے طواف کے اور پاک ہونے کے بعد طواف کیا اور سعی کی۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو حج اور عمرہ کے احرام سے باہر ہوئی۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھکو شک ہے کہ میں نے وقوف عرفات کے بعد عمرہ کا طواف کیا تو وہ طواف صحیح ہوا یا نہیں۔ تو آپ نے انکے بھائی عبد الرحمن سے کہا کہ انکو تنعیم لیجاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھوا لاؤ کہ یہ عمرہ کرلے۔ علماء لکھتے ہیں کہ یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تسلی خاطر کیلئے کیا گیا ورنہ طواف اور سعی انکے حج اور عمرہ کو کافی تھی اور وہ پہلے متمتع تھیں اور حج اور عمرہ جمع کیا تھا۔ لیکن بعض علماء لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عمرہ ترک کر دے اور حج کا احرام باندھ لے اور حج ختم کرنے کے بعد آپ نے اس عمرہ کی قضا کیواسطے فرمایا اور یہ عمرہ تھا جس کے واسطے عبد الرحمن سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لائیں۔ یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس کے بعد آپ نے وادی ذی طویٰ میں قیام فرمایا اور یہ شنبہ کی شب تھی اور ذی الحجہ کی پانچ تاریخ تھی۔ دوسرے روز صبح کی نماز ادا فرماکر غسل کیا اور مکہ کے شہر میں داخل ہوئے اب آفتاب نکلے کو ایک گھنٹہ گذر چکا تھا۔ اب دروازہ بنی شیبہ پر پہنچے تو فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ مَھَابَۃً۔ لیکن بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب آپکی نظر کعبہ شریف پر پڑی تو تکبیر پڑھی اور یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ (دیکھو فقرہ ۷۷) جب مسجد کے اندر داخل ہوئے تو سیدھے کعبہ شریف کی طرف تشریف لے گئے اور جب حجر اسود کے مقابل آئے تو سلام کیا مگر ہاتھوں کو نہ اٹھایا۔ اسکے بعد طواف شروع کیا اسطرح کہ خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف رہا اور دوران طواف میں صرف درمیان حجر اسود اور رکن یمانی کے فرمایا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور اول کے تین چکر میں جلدی چلے اور پاؤں کو نزدیک نزدیک رکھا جیساکہ پہلوان چلا کرتے ہیں اور ردائے مبارک کو دائیں بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈالدی یعنی داہنا کندھا کھلا رکھا اور باقی چار چکروں میں آہستہ چلے۔ اور ہر بار حجر اسود کے مقابل آکر اس لکڑی سے جو دست مبارک میں تھی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اس کو چوم لیتے (وہ لکڑی ایک عصا تھا جسکا سرا ٹیڑھا ہوا تھا) اور حجر اسود کو بوسہ دیتے تو لب مبارک کو اس پر رکھتے۔ اور یہ بھی روایتوں میں آیا ہے کہ کبھی اپنے لبوں کو اس پر رکھتے اور کبھی دست مبارک کو اس پر رکھتے اور پھر ہاتھوں کو چومتے۔ اور استلام کے وقت فرماتے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور کبھی حجر اسود پر پیشانی بھی رکھتے اور اس پر سجدہ کرکے بوسہ دیتے۔ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر آئے یہ پڑھتے ہوئے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی۔ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی (مقام ابراہیم اسوقت خانہ کعبہ کے قریب تھا دیکھو فقرہ ۲۲۵) اور آپ نے پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور استلام کیا اور باب صفا سے باہر صفا کیطرف تشریف لے گئے۔ اور جب صفا پر پہنچے تو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ الخ فرمایا۔ نیز یہ ابدأ بما بدأ اللہ بہ (نسائی کی روایت میں ابدؤا امر کا صیغہ ہے)۔ اسکے بعد کوہ صفا پر اتنا چڑھے کہ کعبہ شریف نظر آنے لگا۔ اور کعبہ شریف کیطرف منہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی بڑائی کی اور کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ الخ۔ تین بار تہلیل کہا اور اسکے درمیان دعا پڑھتے تھے۔ اسکے بعد نیچے آئے۔ شیبہ کی بیٹی صفیہ روایت کرتی ہیں کہ صفا و مروہ کے درمیان آپ یہ پڑھتا تھا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔ اور سعی آپ نے پیدل کی تھی مگر جب لوگوں کی تعداد بہت ہوگئی تو آپ اونٹنی پر سوار ہوگئے اور سعی تمام کی۔ اور جب مروہ پر پہنچے تو وہی کیا جو صفا پر کیا تھا اور جب سعی تمام ہوئی تو آپ نے صحابہ

سے فرمایا کہ جو قربانی نہیں لایا ہے وہ احرام کھول سکتا ہے۔ تو اس طرح صحابہ ترویہ کے دن تک یعنی ۸ ذی الحجہ تک بلا احرام رہے۔ اور فرمایا کہ اگر میرے پاس بھی قربانی نہ ہوتی تو ہم بھی احرام کھول دیتے۔ (بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے بھی احرام کھول دیا۔ مگر یہ غلط ہے)۔ اور سر منڈوانے والوں کے واسطے آپنے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ۔ انکے واسطے تین دفعہ ایسا فرمایا اور ایک بار مقصرین کا لفظ فرمایا حضرت ابوبکر عمر علی رضی اللہ عنہم اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں کھولے تھے بوجہ اسکے کہ انکے ساتھ قربانی تھی۔ اور سب امہات المومنین نے احرام کھول دیا تھا کیونکہ قربانی انکے ساتھ نہ تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی بوجہ قربانی ساتھ نہ ہونے کے احرام کھول دیا تھا۔ اب ان ایام میں جو لوگ ساتھ آئے تھے وہ نماز قصر پڑھتے رہے۔ پنجشنبہ کو آفتاب نکلنے پر منیٰ کی طرف چلے۔ سب لوگ ساتھ چلے جس نے احرام کھول رکھا تھا اس نے اس روز احرام باندھا اور ساتھ ہو لیا۔ منیٰ میں پہنچے تو نماز ظہر و عصر و مغرب اور عشاء پڑھی اور رات سب وہاں رہے یہ جمعہ کی شب تھی۔ آفتاب نکلنے پر منیٰ سے بائیں طرف کی راہ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض صحابہ تکبیر کہتے تھے اور بعض تلبیہ۔ آپ منع نہ فرماتے تھے جب نمرہ میں پہنچے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ اس جگہ کھڑا کیا گیا۔ آپ اس میں اترے۔ جب آفتاب کو زوال ہوا تو فرمایا کہ اونٹنی تیار کیجائے تو آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں اسلام کے قواعد بیان فرمائے اور شرک اور جاہلیت کی بنیاد جڑ سے اکھیڑ ڈالی۔ اور امت کو وصیت کی کہ عورتوں پر مہربانی رکھنا اور انکے حقوق کو نگاہ رکھنا۔ اور عورتوں کا جو حق مردوں پر ہے وہ بیان فرمایا۔ اور پھر فرمایا کہ تم لوگ گواہی دیتے ہو سب یکزبان ہوئے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپنے خدا تعالیٰ کے احکام ہمارے پاس پہنچائے اور امت کو خوب نصیحت کی اور حق رسالت ادا کیا تب آپ نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کر کے تین مرتبہ فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں ان لوگوں کو جو اس مجلس میں حاضر نہیں پہنچا دینا۔ اس کے بعد آپ اونٹنی سے اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان دے۔ اذان دی گئی اور آپ نے نماز ظہر اور عصر ملا کر قصر کر کے پڑھائی۔ اور جو لوگ مکہ کے ساتھ آئے تھے انہوں نے بھی نماز قصر ہی آپکے ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر قصواء پر سوار ہوئے اور میدان عرفات میں آئے۔ اور وہاں دامن کوہ میں بڑے بڑے پتھروں پر رو بقبلہ اونٹنی پر کھڑے ہوئے۔ اور دعا و زاری شروع کی۔ یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جس جگہ ہم کھڑے ہوئے ہیں یہی جگہ مخصوص نہیں ہے۔ عرفات میں جہاں چاہو کھڑے ہو۔ عرفات میں آپ دعا کے واسطے ہاتھ خدا تعالیٰ کے روبرو سینہ تک اٹھاتے تھے اور اسطرح دعا مانگتے تھے جیسا کوئی مسکین روٹی طلب کرتا ہے۔ آپ نے یہ دعا مانگی تھی (دیکھو فقرہ [illegible])۔ آج کے روز ایک شخص میدان عرفات میں اونٹ پر سے گر پڑا اور مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسکو پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو۔ اور جو چادر احرام کی اوڑھے یا باندھے ہوئے ہے اسی میں اسکو دفن کرو اور نہ اس کے خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر اور منہ کو چھپاؤ۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن یہ لبیک کہتا ہوا اٹھیگا۔ جب غروب آفتاب پر آپ روانہ ہوئے تو اسامہ بن زید کو قصواء پر پیچھے سوار کیا اور اونٹنی کی مہار اتنی کھینچے رہے کہ اسکا سر زین سے لگتا تھا۔ اور راستہ میں فرماتے تھے کہ اے لوگو آہستہ چلو کہ دوڑنا ٹھیک نہیں اور بھاگ دوڑ پرہیزگاری کی خدا نہیں ہے۔ اب واپسی پر آپ مازمین کے راستہ سے آ رہے تھے جس طرح آپ عیدگاہ کو جاتے ہوئے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے (یہی طور یہاں بھی جاری رکھا) راستہ میں کسی جگہ جب میدان آجاتا تھا تو کچھ اونٹنی کو تیز کر لیتے تھے۔ اور راستہ میں تلبیہ کہتے تھے۔ اور راستہ میں وضو کیا تو اسامہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ نماز پڑھیں گے تو فرمایا کہ الصلوٰۃ امامک نماز آگے ہے پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچے۔ پھر وضو کامل کیا۔ اور اذان کہی گئی اور اقامت اور اسباب اتارنے سے پہلے نماز مغرب ادا کی۔ اور اسباب اتار کر اقامت دوسری کہی گئی اور عشاء کی نماز بھی پڑھی گئی۔ نماز عشاء کی اذان نہیں کہی گئی۔ اور نماز مغرب اور عشاء کے درمیان نماز نفل نہ پڑھی اور وہیں آرام کیا۔ اسکے بعد کوئی نفل کی نماز نہیں پڑھی [احادیث صحیحہ سے یہی معلوم ہوتا ہے] ضعفاء کو اجازت دی کہ صبح ہونے سے پہلے اگلے مقام یعنی منیٰ چلے جائیں اور فرمایا کہ جبتک آفتاب نہ نکلے جمرہ پر کنکر نہ ماریں۔ لیکن حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ام سلمہؓ کو نحر کی رات روانہ کیا اور انہوں نے کنکریاں رات ہی کو ماریں اور مکہ تشریف لے گئیں اور طواف افاضہ ادا کیا اور واپس منیٰ آگئیں۔ اس کی اسناد ضعیف ہیں اور عورتوں کو رات کو بھیجا اور سب نے رات کو جمرہ کی رمی کی (اس مسئلہ میں اختلاف ہے شافعیؒ و احمدؒ کہتے ہیں کہ رمی جائز نہیں مگر بعد طلوع آفتاب۔ لیکن اور علماء کہتے ہیں کہ معذور کو جائز ہے)۔ صبح ہونے پر نماز صبح کی اول وقت پڑھی۔ اسکے بعد سوار ہوئے اور مشعر حرام میں آئے۔ [مشعر حرام وہ جگہ ہے جہاں اب ایک گنبد بنایا گیا ہے] اور وہاں قیام کیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اور دعا و تضرع اور التجا میں مشغول ہوئے اور تکبیر و تہلیل اور ذکر کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب نکلنے کے قریب ہوا تو قصواء پر سوار ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اسامہ ابن قریش کے ساتھ پیدل چلے فضل سے راستہ میں فرمایا کہ رمی کیواسطے کنکر چن لے۔ تو انہوں نے سات کنکر چنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے آپنے دونوں ہاتھوں سے انکی گرد جھاڑی اور کہا اَمْثَالَ هٰٓؤُلَآءِ فَارْمُوْا وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ۔ (اسیطرح کے مارو اور بچتے رہو غلو سے دین میں سو پس ہلاک ہوئے اگلے تمہارے غلو سے دین میں)۔ اس راستہ میں ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت ملی اور آپ سے دریافت کیا کہ میرا باپ نہایت بڈھا اور ضعیف ہے اور وہ اونٹ پر بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ تو کیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپنے فرمایا کہ ہاں تو اسکی طرف سے حج کر فضل اس عورت کی طرف دیکھنے رہے تو آپ نے اپنا دست مبارک فضل کے منہ کے سامنے کر لیا کہ اسکو نہ دیکھ سکیں۔ پھر ایک بڑھیا عورت ملی اور کہا کہ میری ماں بہت ضعیف اور ناتواں ہے اگر اونٹ پر باندھکر لیجاؤں تو ڈر ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ فرمایا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں ادا کرتی۔ تو آپنے فرمایا کہ حج بھی اس پر خدا کا قرض ہے تو

کتاب الحج والزیارت

۲- حج کے متعلق آیاتِ قرآنی اور انکی تفسیر

(جملہ آیات قرآنی مع تفسیر ذیل میں ہیں)

۱- اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۗ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

سیقول البقرۃ-رکوع ۱۹ متعلق سعی صفا و مروہ

تفسیر- خانہ کعبہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جن کا نام اساف اور نائلہ تھے بدفعلی ظہور میں آئی تھی جسکی پاداش میں وہ پتھر کے بن گئے تھے- لوگوں نے انکو اٹھا کر کعبہ کے باہر رکھ دیا تھا تاکہ لوگ انکو دیکھیں اور عبرت پکڑیں پھر رفتہ رفتہ وہ دونوں بت صفا و مروہ پر رکھدیئے گئے۔ صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ جیسا کہ اس زمانہ کا دستور تھا ان بتوں کی بھی ادب و تعظیم کا رواج پڑ جاتا ہو نیلگی- زمانہ اسلام میں لوگوں کو صفا و مروہ پر دوڑنے میں تامل ہوا کہ مبادا بت پرستی کا اتہام انکو لگے- تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حج کی عبادت ابراہیم علیہ السلام کو سکھائی گئی تھی صفا و مروہ کا دوڑنا اس میں شامل تھا کیونکہ ہاجرہ پانی کی تلاش میں ان پہاڑوں کے درمیان زمزم کے ظاہر ہونے سے پہلے دوڑی تھیں- تو خدا تعالیٰ نے انکے اس فعل کو حج کے افعال میں داخل کر دیا تھا- تو اگر بیچ کے دنوں میں وہاں بت رکھدیئے گئے تو اصل عبادت پر اسکا کچھ اثر نہیں پڑتا-

صفا و مروہ کے دوڑنے کو بعض رکن حج کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک سنت ہے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ کے مابین دوڑے اور عبادات کو ادا کرتے وقت آپ نے صحابہ سے فرمایا خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ یعنی مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو- یعنی آپکا مطلب یہ تھا کہ میں اسواسطے تفصیل سے حج کے مناسک ادا کرتا ہوں کہ تم سیکھ جاؤ-

وَمَنْ تَطَوَّعَ الخ کا مطلب ہے کہ صفا و مروہ کی سعی یہی تو ضروری ہے جو شخص نیک نیتی سے نیک کام کرے اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے اور ایک دن اسکا بدلہ دیگا-

۲- وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

سیقول البقرۃ-رکوع ۸ متعلق احصار و تمتع

تفسیر- اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ حج اور عمرہ کو پورے پورے ارکان کے ساتھ ادا کرو- بعض مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے عمرہ کے متعلق دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اسکی صحت میں کلام ہے کیونکہ صحیحین میں اس شخص کے متعلق جس نے یہ دریافت کیا تھا جو حدیث ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا-

ہجرت کے چھٹے سال جب آپ مدینہ سے زیارت کعبہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے تو حدیبیہ تک پہنچے تھے کہ مشرکین نے سب کو روک لیا (اسکا حال ہم نے کتاب میں مفصل لکھا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں یہ حکم ہوا کہ اگر تم حج کرنے سے روک لئے جاؤ تو جیسا کچھ میسر ہو قربانی بھیجو اور جبتک قربانی حرم میں نہ پہنچ جائے تب تک اپنے سر مت منڈاؤ- (دیکھو تفسیر ۱۰۰ سے ۱۵۵ تک) بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ احصار صرف دشمن ہی کے روکنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے مگر صحیح احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کی حالت میں بھی احصار ہو سکتا ہے صحیحین میں لکھا ہے بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعہ نے دریافت کیا کہ میرا ارادہ حج کا ہے لیکن مجھکو بیماری کا دورہ ہوا کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم ایسی شرط سے حج کا سفر کرو کہ جس جگہ بیماری کا دورہ ہوگا وہیں رک جاؤنگی- اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیماری کے عذر سے بھی احصار ہو سکتا ہے-

۳- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ ھِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِھَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

سیقول ۲- البقرۃ رکوع ۸- قمری مہینوں کے حساب کے متعلق

تفسیر- جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ چاند کا کیا حال ہے کہ کبھی گھٹتا کبھی بڑھتا اور مہینے کے آخر کبھی بالکل چھپ جاتا ہے

تو خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (چاند کی گردش کے متعلق پورا حال سورۂ یونس اور سورۂ یسین میں لکھا ہوا ہے) کہ دنیا کے کام مثلاً دین، عدت کا حساب، حج کا وقت سب چاند کے تغیر و تبدل پر منحصر ہے۔ حج کے متعلق جو اس میں ذکر آیا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اہل مکہ چاند کے حساب کے علاوہ اپنے طریق پر کچھ حساب لگا کر ذی الحجہ کے سوا اور مہینہ میں حج ٹھہرا لیا کرتے تھے (دیکھو سورۂ توبہ) تو یہ حساب بتا کر خدا تعالیٰ نے انکو متنبہ کر دیا۔

زمانہ قدیم میں یہ دستور تھا کہ اہل مدینہ احرام باندھنے کے بعد حالت احرام میں دروازہ سے اندر آنا ناجائز خیال کرتے تھے۔ اور یا تو گھر کی دیوار میں نقب لگا کر یا کوئی سیڑھی لگا کر گھر میں آیا کرتے تھے تو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا کہ یہ شرعی بات نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔

۴ — اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

سیپارہ ۲ سورۃ البقرہ رکوع ۹-۱۰

تفسیر: حج کے مہینے مقرر ہیں یعنی شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ (دیکھو فقرہ ۱۵)۔ تو جب احرام حج کا باندھ لیوے، تو مباشرت اور خلاف شرع باتوں سے بچو جیسا اس آیت شریف میں حکم کیا گیا ہے۔ اور جو شخص ان احکام کی پابندی رکھیگا اسی کا حج مقبول ہوگا۔ (دیکھو فقرہ ۳۹)

اکثر لوگ حج کے وقت بے سروسامانی چلے جاتے تھے۔ اور لوگوں سے سوال کر کے انکو تنگ کرتے تھے۔ چنانچہ اس آیت شریف میں فرماتے ہیں کہ اپنا سفر خرچ ساتھ لیا کرو [illegible] اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

اسلام سے پہلے موسم حج میں بازار لگا کرتے تھے جن میں خوب خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اور لوگوں کا سال بھر کا گذارہ اس آمدنی پر چلتا تھا۔ اسلام کے بعد لوگوں کو خیال ہوا کہ اس طرح تجارت اور حج ساتھ کرنے سے حج میں فتور تو نہیں پڑتا تو آیت پاک نازل ہوئی۔ اور لوگوں کے فکر دور ہو گئے۔ اس آیت شریف کا شان نزول اس طرح بتایا جاتا ہے۔ اور تفسیر ابن ابی حاتم میں اس طرح آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ہم لوگ کرایہ پر اونٹ چلاتے ہیں چنانچہ اونٹوں کو لیکر جاتے ہیں تو حج بھی کر آتے ہیں سو لوگ ہم کو کہتے ہیں کہ تمہارا حج اس طور پر صحیح نہیں ہوتا۔ تجارت کو جاتے ہو اور حج کو آتے ہو تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپکی خدمت میں ایک شخص نے یہی قسم کا واقعہ بیان کیا تھا اور میں بھی موجود تھا۔ اس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تھی۔ اور آپ نے تجارت پیشہ لوگوں کو بلا کر اس آیت کا مطلب اسی طرح سمجھا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ تمہارا حج صحیح ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔

زمانہ قدیم میں قریش لوگ حج میں عرفات تک نہیں جاتے تھے کہ عرفات حرم کی حد سے باہر ہے۔ حجۃ الوداع کے وقت جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حج کے مسائل بتائے تو تین بار فرمایا کہ بڑی چیز حج میں وقوف عرفات ہے۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ جہاں سے سب لوگ عرفات کو چلتے ہیں تم بھی وہیں سے چلا کرو۔ کہ حج میں عرفات جانا ضروری ہے۔ یہاں یہ فرمایا کہ باقی ارکان حج اور عمرہ میں مشترک ہیں۔ صرف وقوف عرفات ہی ایک ایسا رکن ہے جو حج کے واسطے مخصوص ہے۔ اور عمرہ میں نہیں ہے۔ اس لحاظ سے جب وقوف عرفات ترک ہو جاتا ہے۔ تو حج، حج نہیں ہوتا بلکہ عمرہ ہوتا ہے۔

عرفات سے روانگی کے متعلق احکام فقرہ ۹۱ میں ذکر کر آئے ہیں۔

اسلام سے پیشتر حج سے فارغ ہونے کے بعد لوگ مشعر الحرام میں جا کر اپنے آباء و اجداد کی تعریف میں قصیدے پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ اور حکم دیا گیا کہ ان قصائد کا پڑھنا چھوڑ کر خدا تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ اور اللہ سے ایسی دعا مانگنی چاہئے جس میں

دین اور دنیا کی بھلائی ہو فقط دنیا کی بہتری کے خیال میں نہ رہنا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس طور پر انسان آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے۔
ایام معدودات سے چار دن مراد ہیں۔ ایک دن عید الاضحیٰ کا اور تین روز اسکے بعد کے۔ ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے۔ ان دنوں
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ارشاد کیا کہ یہ دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔ صحیح مسلم
اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ سے بھی پایا جاتا ہے۔ حشر کا کہ یہاں اسواسطے آیا کہ حشر کے روز لوگ اسی طرح جمع ہونگے جس طرح
عرفات کے میدان میں جمع ہوتے ہیں۔
اسلام سے پہلے بعض لوگ گیارہویں کو منیٰ سے واپس آجایا کرتے تھے۔ اور بعض بارہویں کو واپس آتے۔ جلدی آنے والوں پر دیر میں
آنیوالے اعتراض کیا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

۵۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى
النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

لن تنالوا ۴ — آل عمران — رکوع ۱۰

پہلی آیت خانہ کعبہ کی تعظیم ظاہر کرتی ہے یعنی جو گھر کہ اول ہی اول لوگوں کی عبادت کے واسطے زمین پر بنایا گیا وہ یہی ہے جو شہر مکہ میں واقع ہے۔ یہ برکت والا ہے
اور ہدایت ہے واسطے تمام جہان کے۔ اس میں بہت سی ظاہر نشانیاں ہیں جن میں سے ایک مقام ابراہیم بھی ہے۔ اور جو اس گھر میں داخل ہوا وہ
امن والا ہو گیا ہے۔ دوسری آیت میں حج کی فرضیت کا ذکر ہے۔ یعنی خدا کی بندگی کے لئے بیت اللہ کا حج ان لوگوں پر
فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اس کی نافرمانی کرے تو خدا تعالیٰ تمام دنیا
جہان سے بے نیاز ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۰۳۔

۶۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ
مَا یُرِیْدُ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ
الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

لا یحب اللہ ۶ — المائدۃ — رکوع ۱

تفسیر۔ سورۂ مائدہ کی یہ آیتیں حجۃ الوداع کے سفر میں نازل ہوئی تھیں جیسا کہ مسند امام احمد اور طبرانی میں اسماء بنت یزید سے روایت آئی
ہے۔ راویوں کے سلسلہ میں شہر بن حوشب بھی ہیں جنکی روایت اکثر علماء ضعیف بتایا کرتے ہیں لیکن ہم ان کی روایت کو صحیح مانتے ہیں۔
(دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۹۳) ۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو پورا کرو اقرار (یعنی وہ احکام جو حرام و حلال چیزوں کے متعلق عہد کے
طور پر قرآن شریف میں آئے ہیں۔ چنانچہ یہی مطلب تفسیر ابن جریر سے پایا جاتا ہے) حلال ہوئے تمہارے واسطے چوپائے مویشی (انعام میں درندہ شمار نہیں کئے
جاینگے کیونکہ عرب کے محاورہ میں انعام صرف چوپائے مویشی کے متعلق بولا جاتا ہے) سوائے انکے جنکے متعلق آگے ہم بتائینگے۔ (چنانچہ آیت حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ
میں بتایا گیا ہے)۔ مگر یہ حلال جانور شکار کو جبکہ تم احرام میں ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہے حکم کر سکتے ہیں۔ (دیکھو فقرہ ۱۰۶) ۔ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین
اپنے تئیں ملت ابراہیمی کا پابند خیال کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے حج بھی کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کو اس آیت کے ذریعہ ممانعت کی گئی تھی کہ مشرکین کو حج سے روکیں
ہاں اس کے بعد جب سورۂ برات نازل ہوئی تو اس میں حکم دیا گیا کہ مشرکین نجس ہیں اور ناپاک ہیں۔ سال آئندہ سے وہ مسجد حرام میں نہ آیا کریں۔ تب یہ آیت زیر بحث منسوخ ہوئی۔
لیکن مفسرین کی ایک جماعت اس آیت کے منسوخ ہونے کی قائل نہیں ہے۔ ان میں ہی ایک مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے فوز الکبیر میں اس آیت کی تنسیخ کو
تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ ان مفسرین کا یہ خیال ہے کہ سورۂ برات کی یہ آیت آیت زیر بحث کی تخصیص کرتی ہے۔ لہذا ان کو ناسخ و منسوخ نہیں کہہ سکتے۔ اس آیت کے نازل
ہونیکی وجہ یہ ہے کہ شریح بن ہند پہلے مدینہ شریف میں آکر مسلمان ہو گیا تھا پھر اپنے وطن میں جاکر مرتد ہو گیا۔ اور پھر حج کے ارادہ سے جب وہ مکہ شریف آیا
تو بہت کچھ تجارت کا مال اور بہت سے جانور بطور ہدی لایا۔ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کا سب سامان
لوٹ لیا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ جانور نیاز کے ہیں۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا یہ مطلب ہے کہ اس طرح سے لوٹ مار کرنا
اور خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی توہین کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں ہے۔ آگے یہ بتایا ہے کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔ شعائر شعیرہ کی جمع ہے جسکے معنی نشانی
کے ہیں۔ جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنا ہدی بنانیکے واسطے دیکھو فقرہ ۹۰۰

۳۳ — حج فرض ہے اور عمرہ سنت (نزد امام اعظم)

۱- حج کی فرضیت قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہے۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ○ اور حج بیت اللہ کا کرنا اس شخص پر لازم ہے جس کو استطاعت راستہ کے خرچ کی ہو۔ اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے تو خدا تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں۔

ب- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا۔ فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ فسکت حتی قالھا ثلاثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم۔ رواہ مسلم

ترجمہ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خطبہ پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو تحقیق فرض کیا گیا ہے تم پر حج پس حج کرو۔ ایک شخص بولا [illegible] کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس آپ خاموش رہے یہاں تک کہ [illegible] پھر فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو [illegible]

ج- بنی الاسلام علی خمس۔ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ۔ والحج۔ وصوم رمضان[۵۸]۔ رواہ البخاری ومسلم

۲- عمرہ سنت ہے نزد امام اعظم اور فرض ہے نزد امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ ہدایہ

دلیل (۱) شافعی کی۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے العمرۃ فریضۃ کفریضۃ الحج۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحج فریضۃ والعمرۃ تطوع۔ (حج فرض ہے اور عمرہ نفل) دوسرے یہ کہ عمرے کی ادائگی کا کوئی خاص وقت نہیں جب چاہے کرو۔ اور یہی بات ہے کہ حج کی نیت کرنے سے بھی بعض دفعہ عمرہ ادا ہو جاتا ہے جیسے اگر کسی کا حج فوت ہو جائے تو وہ عمرہ ادا کر لیتا ہے حالانکہ اسکی نیت تو حج ہی کی تھی عمرے کی نہیں تھی۔ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ نفل ہے۔ جو حدیث امام شافعی نے پیش کی ہے اور جو امام اعظم رحمۃ اللہ نے پیش کی ان میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ پہلی حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ عمرہ فرض ہے۔ تب بھی علماء حنفیہ اسکو تسلیم نہیں کرتے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ فرض کے معنی تقدیر کے لیتے ہیں گویا اس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ عمرے کے بھی افعال ایسے ہی مقرر ہیں جیسے حج کے۔ ہدایہ

(ا)- احادیث دلیل امام شافعی کی دلیل ہیں۔ دارقطنی نے عمر ابن الخطاب سے روایت کیا کہ ان رجلا قال یا رسول اللہ ما الاسلام قال ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وان تقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتحج وتعتمر۔ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں۔ اور قائم کرے تو نماز کو اور دے زکوۃ۔ اور حج کرے اور عمرہ کرے تو۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اسناد اسکے صحیح ہیں۔ حاکم نے کتاب الصحیح علی صحیح مسلم میں اسکو روایت کیا ہے۔ یہی حدیث صحیحین میں ہے لیکن عمرہ کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ اسکے متعلق اور حدیثیں بھی ہیں لیکن ضعیف ہیں۔ حاکم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے کوئی شخص خدا کی مخلوق میں مگر لازم ہے اس پر حج اور عمرہ [illegible] جو شخص طاقت رکھے وہاں کے جانے کی۔ اور تعلیق کی اس کی امام بخاری نے۔ حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے [illegible] زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الحج والعمرۃ فریضتان لا یضرک بایھما بدأت (حج اور عمرہ دونوں فرض ہیں [illegible]) جس سے چاہے شروع کر۔ حاکم نے کہا کہ یہ قول زید ابن ثابت کا ہے نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہ بھی ہے کہ اسکی اسناد میں اسمعیل بن مسلم مکی ہے جس کو محدثین ضعیف بتاتے ہیں۔

(ب)- احادیث دلیل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہیں۔ روایت ترمذی میں ہے کہ پوچھے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے متعلق کہ کیا وہ واجب ہے۔ فرمایا نہیں مگر یہ کہ عمرہ کرنا افضل ہے۔ اور ضرور اس حدیث کے اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے مگر اسکی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں اور ترمذی کی روائتیں بھی متفق ہیں اس امر پر کہ انہوں نے اسی حدیث کو حسن کہا۔ یہ حدیث دارقطنی اور طبرانی میں بھی ہے۔ ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔ ابن ماجہ میں ہے بروایت طلحہ بن عبید اللہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔ اور اسکی اسناد میں عمر بن قیس ہے تاہم اسکی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں۔ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے بروایت عبد اللہ بن مسعود کہ حج فرض ہے اور عمرہ نفل ہے۔

[۵۸] اسلام کی بنیاد پانچ امور پر ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ [illegible] اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنی۔ اور زکوٰۃ دینی۔ اور حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۴۔ حج دو طرح پر واجب ہوتا ہے

۱۔ انسان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہوتا ہے جبکہ شرائط حج موجود ہوں۔ ایسے حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲۔ انسان اپنے اوپر خود واجب کر لیتا ہے اور یہ واجب کر لینا حج کی نذر مان لینے سے ہوتا ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ۔ ایسے حج کو حج نذر کہتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح ۔ دونوں طرح کا حج ایک ہی طریق پر ادا کیا جاتا ہے۔ ہاں حج کی نذر ماننے کے مختلف طریق ہیں جنکا مفصل ذکر فقرہ ۱۴۸ میں کیا گیا ہے

۵۔ حج کس پر فرض ہے اور کن شرائط کیساتھ (شرائط حج)

جب ذیل کی شرائط موجود ہوں تو اسپر حج فرض ہے۔ ان شرائط کے متعلق علماء کا بڑا اختلاف ہے بعض تو شرائط قسم اول کو شرائط وجوب اور قسم دوم کو شرائط ادا خیال کرتے ہیں اور بعض اسکے برعکس ہم نے مختلف مستند کتابوں کے مطالعہ سے جو نتیجہ نکالا ہے اسکے مطابق ان شرطوں کو ترتیب دیتے ہیں

I ۔ شرائط قسم اول

یعنی وہ شرطیں جنکے موجود ہونے سے حج فرض ہوتا ہے انکو شرائط وجوب کہتے ہیں

۱۔ مسلمان ہو (مرد ہو یا عورت) کافر نہ ہو ۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں مالدار تھا اس کے بعد جب فقیر ہو گیا تو مسلمان ہو گیا۔ تو اب اسپر حج واجب نہیں۔ (کیونکہ زمانہ کفر میں وہ مالدار تھا۔ اب تو نہیں ہے) ۔ فتح القدیر

ب۔ اگر کسی شخص نے حج کیا اور پھر مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا تو اگر اب اس کو استطاعت حاصل ہو تو اسکو دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

وجہ یہ کہ اب دوبارہ اسلام میں آنے کی وجہ سے اور مستطیع ہونے کی وجہ سے حج اسپر واجب ہوا۔ ارتداد کی وجہ سے پہلا حج باطل ہو گیا

۲۔ آزاد ہو ۔ غلام پر حج واجب نہیں ۔ ہدایہ

ا۔ غلام پر حج واجب نہیں ہے گو وہ مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو یا ایسا غلام ہو کہ کچھ حصہ اس کا آزاد بھی ہو گیا ہو۔ بحر الرائق

ب۔ غلام مکہ معظمہ میں (یعنی موقع پر) موجود بھی ہو جب بھی حج اسپر واجب نہیں۔ اگرچہ اس کو مالک نے حج کرنے کی اجازت دے بھی دی ہو۔ بحر الرائق

وجہ۔ یہ کہ وہ زاد و راحلہ کا خود مالک نہیں اور خود حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے

ج۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ عَشْرَ حِجَجٍ ثُمَّ أُعْتِقَ فَعَلَيْهِ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ عَشْرَ حِجَجٍ ثُمَّ بَلَغَ فَعَلَيْهِ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ۔ یعنے غلام اگر دس حج کرے پھر آزاد کیا جائے تو حج فرض اسپر لازم ہے۔ اور اسی طرح نابالغ لڑکا اگر دس حج کرے اور اس کے بعد بالغ ہو تو حج فرض اسپر لازم ہے ۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

د۔ اگر غلام احرام باندھے اور پھر آزاد ہو جائے اور مناسک حج پورے کرے تو اس سے فرض حج ادا نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر وقوف عرفات سے پہلے تجدید احرام کرے اور فرضی حج کی نیت کرے تب بھی فرض حج ادا نہ ہوگا۔ وجہ یہ کہ وہ صرف غلامی سے آزاد ہوا ہے لیکن اور شرائط حج تو ابھی پوری نہیں ہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں و عینی شرح کنز

و۔ غلام یا لونڈی اگر نفلی حج کے واسطے احرام باندھ لیں تو آقا کن حالتوں میں احرام کھلوا سکتا ہے ۔ دیکھو فقرہ ۱۰۰۵

س۔ اگر غلام یا لونڈی مالک کے حکم سے احرام باندھے پھر مالک ان کو فروخت کرے تو یہ بیع جائز ہے۔ اور خریدار کو یہ اختیار ہے کہ ان کو

حج سے روک دے اور احرام اتروا دے ۔ شرح طحاوی باب الفدیہ

۳۔ صحیح العقل ہو۔ خارج العقل یا مجنون پر حج واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

ا۔ خفیف العقل آدمی کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک کم عقل کو حج کرنا واجب ہے ۔ بعض کے نزدیک واجب نہیں بحر الرائق

ب۔ وقوف عرفات سے پہلے اگر مجنون کو افاقہ ہو تو از سر نو احرام باندھ کر حج کرے ۔ عالمگیری

۴۔ بالغ ہونا ۔ نابالغ پر واجب نہیں ۔ فتاویٰ قاضی خاں

ا۔ حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو لڑکا حج کرے اور پھر بالغ ہو وے تو اسپر دوسرا حج ہے اور جو غلام حج کرے اور پھر آزاد ہو تو پھر اسپر دوسرا حج ہے ۔

دلیل ۔ حج ایک عبادت ہے اور نابالغ پر عبادت نہیں ۔ لہذا جب بالغ ہو جب اسپر عبادت فرض ہوتی ہے ۔ ہدایہ

ب۔ اگر نابالغ احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو جائے اور حج ادا کرے تو فرض حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا ۔ کیونکہ اس نے حج کا احرام نفل حج کے ادا کرنے کو باندھا تھا اس سے فرض حج ادا نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح اگر غلام احرام باندھنے کے بعد آزاد ہو جائے تو اس کے واسطے بھی یہی حکم ہے ۔ فرق دونوں میں اتنا ہے کہ اگر یہ بالغ وقوف عرفات سے پہلے دوبارہ احرام باندھ کر حج کرے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائیگا ۔ بالاجماع بخلاف آزاد شدہ غلام کہ اس کا حج فرض اس طرح بھی ادا نہ ہوگا ۔ ہدایہ ۔ درمختار

دلیل ۔ لڑکا جو نفل حج کر رہا تھا اسپر اس حج کا پورا کرنا واجب نہ تھا کیونکہ نابالغ پر کوئی عبادت نہیں ہے لیکن اگر غلام نفل حج ادا کر رہا تھا تو اس کو اس کا پورا کرنا ضروری تھا ۔ لہذا غلام کو لازم ہے کہ اس حج کو اختتام تک پہنچائے ۔ ہدایہ شرح طحاوی ۔ تبیین شرح کنز ۔ درمختار

ج۔ اگر لڑکے نے بلوغ سے پہلے حج کیا تو اس کا فرض حج اس سے ادا نہ ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

د۔ اگر نابالغ بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ شریف پہنچ گیا اور وہاں بالغ ہوا اور وہاں احرام باندھا تو حج فرض اس سے ادا ہو جائیگا اور میقات سے بغیر احرام تجاوز کرنے پر اس کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی ۔ فتاویٰ قاضی خاں ۔ دیکھو فقرہ ۲۷

۵۔ تندرست ہو ۔ بیمار پر معاف ہے ۔ ہدایہ

تشریح وجہ یہ کہ بیماری کی حالت میں انسان تکلیف شرعی برداشت نہیں کر سکتا ۔ ہدایہ

ا۔ اپاہج تندرست کے معنوں میں ہے نزد امام اعظمؒ بر خلاف امام محمدؒ ۔ ہدایہ

ب۔ اپاہج (یعنے جس کی ٹانگیں رہ جائیں) کو ساتھی ملجائے پر امام اعظمؒ کے نزدیک حج واجب ہے ۔ کیونکہ بوجہ ساتھی کے وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ وہ سواری پر قادر ہے لیکن امام محمدؒ کے نزدیک اسپر حج درست نہیں کیونکہ وہ بذات خود حج کرنے پر قادر نہیں بر خلاف نابینا کے کہ اگر اسکو رہبر ملجاتے تو وہ حج کر سکتا ہے ۔ تو نابینا تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص راستہ بھول گیا اور اس کو کسی دوسرے آدمی نے راستہ پر لگا دیا ۔ ہدایہ

ج۔ لنگڑے اور اپاہج اور مفلوج اور اس شخص پر جسکے پاؤں کٹے ہوئے ہوں حج واجب نہیں ۔ نہ خود اسپر نہ اسکے سرمایہ پر نزد امام اعظمؒ یعنی یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ اپنے سرمایہ سے اپنے بدلہ کسی اور سے حج کرا دے ۔ لیکن صاحبین کے نزدیک انپر حج واجب ہے (دیکھو فقرہ ۷) اور نہ ایسے شخص پر حالت بیماری میں اپنی جانب سے حج کرانے کی وصیت لازم ہے (دیکھو فقرہ ۔ ۷) اسی طرح بڈھے آدمی اور مریض پر جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں حج واجب نہیں ۔ فتح القدیر ۔ کنز ۔

تشریح ۔ فرع ج میں جو مذکور ہوا یہ مطابق مذہب امام ابو حنیفہؒ ہے اور صاحبین سے بھی یہی روایت ہے ۔ لیکن ظاہر روایت صاحبین سے یہ ہے کہ ان اشخاص پر حج واجب ہے ۔ چنانچہ اگر اپنی جانب سے وہ کسی اور سے حج کرا دیں تو جبتک ان کا عذر باقی ہے تب تک کافی ہے اور جب عذر جاتا رہے تو ان کو بذات خود اس حج کو دوبارہ کرنا چاہئے ۔ چنانچہ محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں اسی کی طرف رجوع کیا ہے ۔ (دیکھو باب چہارم فصل اول)

د ۔ اگر حج کو جانے کے بعد موقع پر بیمار ہو جائے تو اس کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۴۳ سے ۱۴۴ تک

۶۔ دونوں آنکھیں موجود ہوں ۔ نابینا پر معاف ہے ۔ ہدایہ

تشریح ۔ اگر نابینا کو ساتھی بھی ملجائے اور زاد اور راحلہ کافی رکھتا ہو ۔ تب بھی اسپر حج واجب نہیں نزد امام اعظم رح لیکن صاحبین کے نزدیک بموجب ایک روایت کے واجب ہے اور بموجب دوسری روایت کے واجب نہیں ۔ امام اعظم فرماتے ہیں لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی الْحَجُّ وَلَا الْجُمُعَۃُ وَلَا الْجَمَاعَۃُ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَلْفُ قَائِدٍ وَعَشَرَۃُ اٰلَافِ دِرْہَمٍ (یعنی نابینا پر حج اور جمعہ اور جماعت نہیں اگرچہ اسکے پاس ہزار رہبر اور دس ہزار درہم ہوں) ۔ عیون المسائل

ا ۔ اگر نابینا اپنے خرچ سے حج کرائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب نہیں ۔ صاحبین کے نزدیک واجب ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب ۔ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۷ سے ۱۳۸ تک

۷۔ مالدار ہو یعنی اس قدر استطاعت رکھتا ہو کہ زاد و راحلہ کا متحمل ہو سکے ۔ ہدایہ

ا ۔ روایت کی حاکم نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس سے اللہ کے قول میں وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ الخ (یعنی حج ہے لوگوں پر اللہ کے واسطے جو طاقت سبیل کی رکھتا ہو) کہا گیا یا رسول اللہ کیا چیز ہے سبیل فرمایا کہ توشہ اور سواری ۔ یہ حدیث مرسلاً بھی آئی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سبیل زاد و راحلہ ہے ۔ اس حدیث کو حضرت عائشہ ۔ ابن عمر ۔ ابن عباس وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے ۔

تشریح (۱) زاد سے مطلب اپنا خرچ خوراک جس کی اس کو عادت ہو ۔ راحلہ سے مطلب خود اپنی سواری یا سواری کے لئے خرچ

تشریح (۲) توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسکے پاس اپنی ضروریات یعنی اپنے رہنے کے مکان اور لباس اور نوکر چاکر اور گھر کے اسباب اور قرض کے سوا اس قدر سرمایہ ہو کہ سواری پر نہ پیدل کا کرایہ دے اور اپنے اہل و عیال اور مرمت مکان وغیرہ کے واسطے اتنا خرچ چھوڑ سکے کہ اس کی واپسی تک کے واسطے کافی ہو ۔ محیط سرخسی

تشریح (۳) حج اس شخص پر فرض ہے جسکے پاس اتنا سرمایہ ہو کہ حج کو سواری پر جا سکے اور واپس آسکے یا جب مکہ شریف تین دن سے کم فاصلہ پر ہو تو پیدل جا سکے اور واپس آسکے ۔ اور یہ سرمایہ ان ضروریات کے علاوہ ہو ۔

(۱) رہنے کا مکان
(۲) پہننے کے کپڑے
(۳) اسباب خانہ داری
(۴) نوکر چاکر
(۵) دیگر خاص سامان ضروریات
(۶) قرض
(۷) اہل و عیال کا خرچ اپنی واپسی تک کا

چنانچہ اگر صرف رہنے کا مکان ۔ خدمت کا غلام ۔ پہننے کے کپڑے اور ضروری اسباب ہو تو اسپر حج واجب نہیں ۔ عالمگیری ۔ اور اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان اور اور اشیاء نہوں مگر مطلب اسقدر ہے کہ حج کر سکتا ہے اور رہنے کا مکان اور ملازم اور نفقہ کا انتظام کر سکتا ہے تو اسپر حج واجب ہے اگر اسکو حج کے سوا کسی اور کام میں خرچ کریگا تو گنہگار ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح

ملک یا سرمایہ ۔ مال سے مطلب وہ مال ہے جو اس کی اپنی جائز کمائی کا ہو ۔ اور اسکو اپنی ملکیت ہو ۔ اگر کسی نے احساناً دیدیا ہے

یا ایسا مال ہے جسکو بغیر احسان کے کام میں لا سکتا ہے تو یہ مال اس کی ملکیت نہیں سمجھا جائیگا۔ اگر کسی کے پاس مال حلال نہو تو چاہیئے کہ قرض لیکر حج کرے اور اپنے مال سے قرض ادا کرے ۔ فتاویٰ قاضی خاں

(۱) اگر کوئی شخص کسی مال پر مانگ کر لینے یا مباح ہونے کی وجہ سے مالک ہو تو اسپر حج واجب نہیں چاہے وہ ماں باپ کا مال ہو یا اجنبی لوگوں کا۔ فتاویٰ عالمگیری

(۲) اگر کسی نے حج کرنے کے واسطے مال دیا بطور احسان خواہ ماں باپ کا ہو جنکے دینے کا احسان نہیں یا غیر کا ہو جنکا احسان ہوتا ہے تو اس کا قبول کرنا جائز نہیں ۔ فتح القدیر شرح ہدایہ

(۳) فقیر اگر پیدل چلکر حج کرے اور پھر مالدار ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہو گا۔ فتاویٰ قاضی خاں

تشریح۔ ناجائز طور پر جمع کئے ہوئے مال سے حج نہیں ہوتا۔ منہاج العابدین میں روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی حج کرتا ہے مال غیر حلال سے اور لبیک کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ وَحَجُّكَ هٰذَا مَرْدُوْدٌ عَلَيْكَ ۔ یعنی لبیک پکارنا تیرا ہم قبول نہیں کرتے اور یہ تیرا حج تجھی کو مبارک رہے ۔

سواری پیدل ۔ سواری سے مطلب ایسی سواری ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے ۔ چنانچہ اگر کسی شخص کے پاس ایسی اونٹنی ہے کہ وہ اسپر سفر کر سکتا ہے۔ تو اس پر حج واجب ہے۔ اگر زیادہ مالدار ہے تو حج اسپر اس وقت واجب ہوگا جب وہ ایک طرف کا محمل کرایہ پر لے سکے ۔ فتاویٰ عالمگیری

اگر کوئی شخص اونٹ پر اس طرح قادر ہو کہ دوسرے کے ساتھ باری باری سے سوار ہو۔ یعنی تھوڑی دور ایک سوار ہو۔ اور تھوڑی دور دوسرا تو اس سے حج کی استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔ یا اتنا مال ہے کہ ایک منزل اونٹ پر چلتا ہے۔ اور ایک منزل پیدل۔ تو حج کی استطاعت ثابت ہوتی ہے ۔ فتاویٰ قاضی خاں

اہل مکہ اور اسکے گردو نواح کے لوگوں کو اپنی یا کرایہ کی سواری کی ضرورت نہیں۔ اگر ان کے گھر سے مکہ تین دن سے کم فاصلہ پر ہے تو ان پر حج واجب ہوگا۔ بشرطیکہ وہ پیدل چل سکتے ہوں۔ (مگر اس قدر خرچ ضروری ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو اپنی واپسی تک کے واسطے دے سکیں) سراج الوہاج ۔ سوار ہو کر حج کو جانا افضل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ہاں اگر مکہ قریب ہے تو پیدل جانا افضل ہے اور دور ہو تو سواری پر جانا افضل ہے۔ عالمگیری ۔ گدھے پر سوار ہو کر حج کو جانا مکروہ ہے۔ اونٹنی پر سوار ہو کر جانا مکروہ نہیں ہے ۔ فتاویٰ قاضی خاں ۔ فقیر اگر پیدل چلکر حج کرے اور پھر مالدار ہو جائے تو دوبارہ اسپر حج واجب نہوگا۔ فتاویٰ

نکاح و حج۔ اگر حج کے لائق سرمایہ ہو اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو حج کرے کہ حج فرض ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح

(۱) رہنے کا مکان ۔ اگر کسی کے پاس ایسا گھر ہے جس میں وہ نہیں رہتا۔ اور ایسا غلام ہے جس سے خدمت نہیں لیتا تو ان کو بیچ کر حج کرنا اسپر واجب ہے ۔ عالمگیری ۔ یہ واجب نہیں کہ رہنے کے مکان کو بیچکر حج کرے اور آئندہ کرایہ کے مکان میں رہا کرے ۔ بحر الرائق ۔ اگر کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس میں سے تھوڑا سا اس کے رہنے کے واسطے کافی ہے تو اس کو حج کے واسطے اس زیادہ کا بیچنا لازم نہیں ۔ عالمگیری ۔ اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ اسکو بیچکر اس کی قیمت میں ایک چھوٹا مکان بھی لے لے اور حج بھی کرلے تو یہ لازم نہیں ۔ فتویٰ عالمگیری

(۲) پہننے کے کپڑے ۔ اگر کسی کے پاس ایسے کپڑے ہوں کہ ان کا استعمال نہیں کرتا اور ان کو بیچ کر اس کی قیمت میں حج کر سکتا ہے تو اسپر ان کو بیچکر حج کرنا واجب ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

(۳) اسباب خانہ داری ۔ یعنی ضروری اسباب ۔

(۴) نوکر چاکر ۔ یعنی خدمتی غلام و نوکر ۔

(۵) دیگر خاص سامان ضروری۔ ا۔ فقہ کی کتابیں۔ اگر کسی شخص کے پاس فقہ کی کتابیں ہوں اور وہ شخص فقیہ ہو اور انکے استعمال کی اسکو ضرورت ہو تو ان کو فروخت کرکے حج کرنا واجب نہیں۔ اگر وہ جاہل ہے تو انکو فروخت کرکے حج کو جانا اسپر واجب ہے۔ قاضیخاں

ب۔ مال تجارت۔ اگر کوئی شخص تاجر ہو اور تجارت پر ہی اس کی گذر ہو تو اگر اسکے پاس اتنا سرمایہ ہو جائے کہ حج کے جانے آنے میں زاد اور راحلہ کا خرچ اور جانیکے وقت سے واپسی تک کا اہل وعیال کا خرچ دیکر اصل مال تجارت کا باقی رہے تو اسپر حج واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ عالمگیری

ج۔ آلات پیشہ دری۔ اگر کوئی شخص پیشہ ور ہے تو حج کے واجب ہونیکے واسطے یہ شرط ہے کہ اس قدر مال کا مالک ہو کہ حج کو آنے جانے کا خرچ اور جانیکے وقت سے واپسی تک کا عیال کا نفقہ دیکر اسکے پیشہ کی اوزار باقی رہیں۔ عالمگیری

د۔ مزروعہ زمین۔ اگر کسی شخص کے پاس اتنی مزروعہ زمین ہے کہ اگر اس میں سے تھوڑی سی بیچ ڈالے جو اسکے حج کو جانے اور آنے میں خرچ کو اور اسکی واپسی تک اہل وعیال کے خرچ کو کافی ہو اور باقی زمین اسکے پاس اتنی بچ رہے جسکی آمدنی سے وہ واپس آکر اپنی گذر کرسکے تو اسپر حج فرض ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ہ۔ آلات زراعت۔ اگر کوئی شخص کھیتی کرتا ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جائے کہ اسکے حج کو جانے اور آنے کی خرچ اور اسکے جانیکے وقت سے واپسی تک اہل وعیال کے خرچ کو کافی ہو۔ اور اسکے پاس کھیتی کے آلات مثل ہل وغیرہ کے باقی رہجاویں تو اسپر حج واجب ہوگا۔ فتاویٰ قاضیخاں

(۶) اہل وعیال سے مراد وہ لوگ ہیں جنکا نفقہ اسکے ذمہ لازم ہے۔ بحر الرائق۔ اہل وعیال کے نفقہ کا خرچ اس طرح حساب میں لگایا جائیگا کہ کم ہو نہ زیادہ اور اسکے واپس آنے کے بعد کا خرچ شمار نہیں کیا جائیگا۔ فتاویٰ عالمگیری

II شرائط قسم دوم

یعنی وہ شرطیں جنکے موجود ہونے پر حج کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے انکو شرائط ادا کہتے ہیں

۸۔ راستہ میں امن ہو (یعنی راستہ میں کسی طرح کا خطرہ نہ ہو) ہدایہ

ا۔ راستہ میں خطرہ بہت نہ ہو یعنی امن غالب ہو۔ اگر راستہ میں امن بھی ہو اور خطرہ بھی تو امن بہت ہو اور خطرہ تھوڑا سا۔ ہدایہ۔ کفایہ

ب۔ تحقیق میں لکھا ہے کہ حج مردوں اور عورتوں پر واجب ہے جبکہ وہ عاقل اور بالغ اور آزاد اور تندرست ہوں اور ساتھ ہی راہ امن بھی ہو۔ اگر امن راہ نہ ہو اور زاد و راحلہ موجود ہو تو حج واجب نہ ہوگا۔ چنانچہ اس طرح آیا ہے اَلْحَجُّ وَاجِبٌ عَلَى الْاَحْرَارِ الْمُسْتَطِيْعِيْنَ مِنَ الْكِبَارِ يَسْتَوِيْ فِيْهِ الْاِنَاثُ وَالذُّكُوْرُ اِذَا اَمِنَ الطَّرِيْقُ فِي الْاَكْثَرِ یعنی حج فرض ہے آزاد لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہوں اور بالغ ہوں مردوں پر بھی عورتوں پر بھی اگر جانے کے واسطے راستہ پر امن ہو۔

ج۔ فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے۔ لَوْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَكَّةَ بَحْرٌ فَهُوَ كَخَوْفِ الطَّرِيْقِ لَا يَجِبُ الْحَجُّ عَلَيْهِ یعنی اگر اسکے اور مکہ کے درمیان دریا ہو تو وہ مانند خوف راہ کے ہے تو حج اسپر واجب نہیں ہے۔ فتاویٰ ظہیریہ

تشریح (۱) سمندر عذر ہے خوف راہ کے واسطے اور دجلہ اور فرات نہریں ہیں نہ کہ سمندر کہ خوف راہ کے واسطے مانع ہوں اور اسی طرح جیحون و سیحون بھی نہریں ہیں اور امن راہ کے مانع نہیں ہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں و جامع صغیر خانی

۹۔ دار الاسلام میں سکونت رکھتا ہو۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ جو شخص دار الاسلام میں موجود ہے اس کی نسبت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ حج کی فرضیت کو جانتا ہے۔ خواہ وہ حج کی فرضیت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ اور اس نے حالت اسلام میں پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو۔ فتاویٰ عالمگیری

ب۔ اگر کوئی مسلمان دار الحرب میں ہے۔ اسکو اگر دو مرد۔ یا ایک مرد اور دو عورتیں حج کی فرضیت کے متعلق بتائیں تو اس پر حج واجب ہوگا۔ یہ مرد یا عورتیں ظاہرا معقول اور آزاد ہوں لیکن صاحبین کے نزدیک ضروری نہیں کہ یہ خبر دینے والے معقول اور بالغ اور آزاد ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۰۔ اگر عورت ہے تو خاوند یا محرم ہمراہ ہو (یا صالحہ عورتیں ہمراہ ہوں نزد امام شافعیؒ) جبکہ مکہ شریف تین روز یا زیادہ کی مسافت پر ہو۔ ہدایہ

مسئلہ۔ اگر مکہ شریف تین روز سے کم کی مسافت پر ہو تو کسی کی ہمراہی کی ضرورت نہیں اور عورت کو بغیر محرم کے حج کے واسطے چلا جانا چاہیئے کیونکہ اس قدر مسافت اسکو بغیر محرم کے طے کرنی جائز ہے۔ ہدایہ

ا۔ امام شافعی کے نزدیک اگر کوئی عورت کسی قافلہ میں صالحہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن امام اعظم رح اسکو جائز نہیں رکھتے۔ ہدایہ۔ کفایہ

دلائل۔ امام شافعی کے نزدیک صالحہ عورتوں کے ہمراہ جانے سے فتنہ و فساد کا خوف نہوگا۔ لیکن امام اعظم رح فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ (یعنی حج نہ کرے کوئی عورت مگر کہ اسکے ساتھ محرم ہو) دوسرے یہی بات ہے کہ بغیر محرم کے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے اور عورتوں کے ہمراہی سے یہ اندیشہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے منع ہے کہ کوئی عورت اجنبی عورت کے ساتھ رہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

ب۔ اگر محرم مل سکے تو نزدیک امام اعظم کے خاوند اپنی بیوی کو فرض حج کے واسطے جانے سے روک نہیں سکتا۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک روک سکتا ہے کیونکہ خاوند کی حق تلفی ہوتی ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک صرف نفلی حج کے واسطے جانے سے روک سکتا ہے نہ فرض کے واسطے اس واسطے کہ خاوند کی حق تلفی بمقابلہ فرائض کے حقیقت نہیں رکھتی۔ ہدایہ۔ کفایہ

ج۔ حج کو جانے کی غرض سے نکاح کرنا واجب نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں

احادیث۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ سفر کرے عورت دو دن بھی مگر یہ اسکے ہمراہ اس کا خاوند ہو یا کوئی محرم ہو۔ ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ نہیں ہے حلال ہے جو ایمان لاتی ہے واسطے اللہ کے اور دن قیامت پر یہ کہ سفر کرے ایک رات بغیر محرم کے۔ اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تین میل بھی بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

عورت۔ عورت سے مطلب بالغ عورت ہے۔ لیکن اگر کوئی لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو مگر جسمانی لحاظ سے ایسی معلوم ہوتی ہو تو وہ بھی بغیر محرم سفر نہیں کر سکتی۔ عورت جوان ہو یا بڑھیا ان کے واسطے ایک ہی حکم ہے۔ محیط۔ کفایہ۔

محرم۔ (۱) محرم وہ شخص ہے جسکے ساتھ اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ جیسے بوجہ رشتہ یا دودھ کی شرکت یا تعلق دامادی کے۔ فتاویٰ عالمگیری (دیکھو کتاب النکاح فقرہ ۱۴۳) (۲) محرم فاسق۔ یا مجوسی۔ یا نابالغ یا مجنوں نہو۔ کیونکہ مجوسی کے مذہب میں تو محرم سے نکاح درست ہے۔ اور باقیوں پر عورت کی حفاظت کا پورا اطمینان نہیں ہو سکتا۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز۔ (۳) محرم امین ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو (جو قریب بلوغ ہو وہ بالغ ہے) آزاد ہو یا غلام کافر ہو یا مسلمان۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ کفایہ۔ عالمگیری (۴) عورت کا غلام محرم نہیں ہے۔ جوہرۃ النیرہ (۵) جس لڑکے کو ابھی احتلام نہیں ہوتا۔ اور جس مجنوں کا ابھی جنون نہیں گیا۔ وہ ہمراہی کے واسطے محرم نہیں ہو سکتے۔ محیط سرخسی

(۱) محرم فاسق ملنے کی صورت میں عورت کو حج کرنا واجب نہیں۔ ہدایہ و کفایہ۔ وجہ یہ ہے کہ وہ فاسق اپنے اشتغال کی وجہ سے عورت کی پوری حفاظت نہیں کر سکتا۔ (۲) محرم کا نفقہ یعنی خرچ خوراک وغیرہ سب اسی عورت کے ذمہ ہے کیونکہ یہ عورت اسی کی مدد سے حج کو جارہی ہے۔ نزد علماء حنفیہ عورت کو اپنے مال میں سے محرم کو بھی سواری اور خوراک دینی واجب ہے۔ تاکہ وہ بھی اسکے ساتھ حج کرے۔ ہدایہ شرح۔ فتاویٰ ابی حفص میں لکھا ہے کہ محرم اپنے خرچ سے حج کرے اور عورت اپنے خرچ سے کرے۔ چنانچہ اگر ایسا محرم نہ ملے کہ وہ اپنا خرچ کر سکے تو عورت پر حج فرض نہیں ہے۔ اور ایسی ہی روایت امام محمد رح سے بھی ہے۔ کما ذکرہ فی الکفایہ۔

خاوند و بیوی۔ (۱) اگر خاوند نے بیوی کو حج کی اجازت دیدی تو اگر اس نے حج کے مہینوں سے پہلے احرام باندھا تو خاوند احرام کھلوا سکتا ہے۔ لیکن اگر حج کے مہینوں میں باندھا ہے تو نہیں کھلوا سکتا۔ ہاں حج کے مہینوں سے پہلے اس وقت احرام باندھ سکتی ہے۔ اور خاوند نہیں کھلوا سکتا جبکہ وہ اتنی دور رہتی ہو کہ وہاں کے لوگ حج کرنے تک حج سے پہلے ہی جا سکتے ہوں۔ اور پھر بھی اگر وہ چار روز روانگی سے پہلے باندھا تب بھی نہیں کھلوا سکتا۔ عالمگیری (۲) اگر خاوند نے بیوی کو حج کی اجازت نہ دی اور اس نے احرام باندھ لیا تو خاوند کو اختیار ہے اسکو بغیر ہدی کے احرام سے باہر کر دے (احرام سے باہر اس طرح کرے کہ کوئی فعل ممنوعات احرام اس کے ساتھ کرے مثلاً اسکے ناخن کاٹے) اب اسپر ایک تو احصار کی ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ میں ایک حج اور عمرہ اسکے

بدلہ کرنا ہوگا — فتاویٰ عالمگیری

۱۱- اگر عورت ہے تو عدت میں نہو۔ یہ عدت خاوند کے مرجانیکی وجہ سے ہو یا طلاق بائن یا طلاق رجعی کی وجہ سے ہو۔ شرح طحاوی

ا- اگر راستہ میں خاوند نے طلاق رجعی دی تو عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند سے جدا نہو۔ اور خاوند کے واسطے افضل یہ ہے کہ رجعت کرے۔ اور اگر طلاق بائن دی ہے تو اس کا خاوند اسکے واسطے اجنبی کے حکم میں ہے۔ سراج الوہاج

ب- اگر عورت حج کے راستہ میں کسی شہر میں داخل ہو تو عورت کو چاہئے کہ وہاں سے آگے نہ جائے اگر مکہ وہاں سے تین دن کی مسافت پر ہو یا زیادہ پر۔ فتاویٰ قاضی خاں — ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ خاوند یا محرم کے بغیر عورت تین روز سے کم مسافت طے کر سکتی ہے۔

۱۲- امور ذیل مانع نہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- بیٹا حج کو نہیں جا سکتا اگر ماں باپ (یا اگر وہ نہوں تو دادا دادی) اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔ فتاویٰ قاضی خاں (مقتطفات)

ا- ہاں اگر باپ کے ہلاک ہو جانیکا خوف نہو تو حج کے واسطے نکلنے میں مضائقہ نہیں۔ سیر الکبیر

ب- بیوی اور اولاد اور دیگر اہل وعیال جن کا نفقہ اسپر لازم ہے اگر اسکے حج کے جانے سے ناراض ہوں اور ان کے ہلاک ہونیکا خوف نہیں ہے تو حج کو جانے میں مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- مگر وہ لوگ جن کا نفقہ اسپر نہیں ہے۔ اگر وہ اسکے حج کو جانے سے ناراض ہوں اور ان کی ہلاکت کا خوف بھی ہو تب حج کے واسطے نکلنے میں مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ج- اگر لڑکا خوبصورت ہے اور حج کو جانا چاہتا ہے تو باپ کو اختیار ہے کہ ڈاڑھی نکلنے تک اسکو حج کو جانے سے منع کرے[۹۲]

د- اگر قرضدار ہے تو حج اور جہاد کو جانا مکروہ ہے جبکہ اس کے پاس اس قدر مال نہو کہ اپنے قرضخواہوں کو ادا کر سکے۔ ہاں اگر قرضخواہوں سے اجازت حاصل کرلے تب جا سکتا ہے — فتاویٰ عالمگیری

ا- اگر کوئی ادائے قرض کے واسطے ضامن بنجائے تو اگر قرضدار کی اجازت سے ضامن بنا ہے تب تو قرضخواہ اور ضامن دونوں کی اجازت سے حج کو جائے اگر بلا اجازت قرضدار کے ضامن بنا ہے تو صرف قرضخواہ کی اجازت چاہئے۔ ضامن سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں — فتاویٰ قاضی خاں

یاد رہے کہ جملہ شرائط بالا کے واسطے یہ ضروری ہے کہ حج کے موقع پر موجود ہوں ورنہ حج فرض نہوگا۔

ا- اگر حج کے موقع سے پہلے کوئی شخص زاد وراحلہ پر قادر ہوا اور اسکو اپنے ضروری کاموں میں خرچ کر ڈالا تو اسپر حج لازم نہیں۔

تشریح- حج کے موقع سے مطلب یہ ہے کہ ایسا زمانہ ہو کہ جب اس شہر کے لوگ عام طور پر حج کے واسطے جاتے ہوں۔ فتاویٰ عالمگیری

ب- اگر کوئی شخص پہلے مالدار تھا اور پھر فقیر ہو گیا تو اسپر حج فرض بطور قرض کے باقی رہیگا۔ فتح القدیر

ج- اگر شروع سال میں حج کے مہینوں سے پہلے کسی شخص کے پاس سواری اور خرچ خوراک ہو اور ابھی اس کے شہر کے لوگ مکہ کو نہیں جاتے تو اس کو اختیار ہے اس مال کو جہاں چاہے صرف کرے۔ اور جب وہ مال صرف کر چکے اور پھر اس شہر کے لوگ حج کے واسطے نکلیں تو اس پر حج واجب نہیں — فتاویٰ عالمگیری

د- جس وقت اس شہر کے لوگ حج کو جاتے ہوں اس وقت کسی کے پاس سرمایہ موجود ہو تو اس کو حج کے سوا اور کام میں خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر صرف کریگا تو گنہگار ہوگا۔ اسپر حج واجب ہے — فتاویٰ عالمگیری۔

ہ- اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ راستہ کا امن۔ بدن کی سلامتی۔ اور عورت کے واسطے محرم کا موجود ہونا حج کے واجب ہونے کی شرائط ہیں یا ادا کی۔ بعض فقہا کے نزدیک وجوب کی شرائط ہیں۔ اور بعض کے نزدیک ادا کی۔ مگر زیادہ رجحان اس طرف ہے کہ

---

[۹۱] یہ حج اور عمرہ اسکے ذمے سے جاتا رہیگا جبکہ خاوند نے پھر اجازت دیدی اور اس نے اسی سال حج کر لیا۔ مگر احرام توڑنے کی قربانی ضرور دینی ہوگی۔ ہاں اگر دوسرے سال حج کیا تو ضرور قضا کا حج اور عمرہ دینا ہوگا۔ شرح طحاوی [۹۲] یہ فتاویٰ ابواللیث میں لکھا ہے

یہ شرائط ادا ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی حج کرنے سے پہلے مر جائے تو صورت اول میں اس کو اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرنی لازم نہیں ہاں صورت دوم میں ضرور لازم ہے۔ نہایہ و فتاوی عالمگیری۔

۶- حج فرض ہونے پر کب کرنا چاہیئے اور کتنی مرتبہ

۱- جب پر حج فرض ہو جائے اسکو فوراً اسی سال کرنا چاہیئے — ہدایہ و عینی شرح کنز و کفایہ

ا- سنن ابوداؤد میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَن اَرَادَ الحَجَّ فَليُعَجِّل جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اُس کو جلدی کرنی چاہیئے یعنی جس سال فرض ہوا ہے اُسی سال ادا کرے —

ب- امام ابو یوسف رح و امام اعظم رح کے نزدیک جب پر حج کے شرائط پورے ہوں اسی سال حج کرنا چاہیئے۔ دوسرے سال پر ملتوی نہ کرنا چاہیئے — ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز —

دلیل۔ چونکہ حج کی ادائیگی کا سال میں ایک خاص وقت ہے اور موت انسان کے ساتھ ہے ممکن ہے کہ حج کو دوسرے سال پر ملتوی کرتے سے حج سے پیشتر موت آجائے اور حج نہ کر سکے۔ اس واسطے بہتر ہے کہ شرائط پوری ہونے پر فوراً اسی سال حج کرلے۔ اس پر بہت علماء کا اتفاق ہے — ہدایہ۔ کفایہ — مبسوط میں بھی یہی لکھا ہے —

ج- اگر حج فرض ہوتے ہی اسی سال کر سکتا ہے۔ تو دوسرے سال پر ملتوی کرنا جائز نہیں — فتاوی عالمگیری

د- اگر سال آئندہ پر حج کو ملتوی کیا۔ اور سال آئندہ میں حج ادا کیا تو ادا واقع ہوگا — بحر الرائق

ہ- جب پر حج واجب ہوا اور وہ فوراً حج نہ کرے تو وہ فاسق ہے اور اُسکی گواہی نہ سنی جائے گی۔ اور اگر آخر عمر میں حج کر لیا تو گناہ اس کے ذمہ باقی نہیں رہیگا۔ اور اگر بغیر حج کئے مر گیا تو بالاجماع گنہگار ہوگا — فتاوی عالمگیری

۲- جب پر حج فرض ہو جائے اس کو امام محمد و امام شافعی رح کے نزدیک دیر کرنے میں کچھ حرج نہیں — ہدایہ۔ کفایہ عینی شرح کنز

دلیل — (۱) حج تمام عمر میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے تو گویا تمام عمر کے وقت میں کسی وقت حج کرلے جیسے کہ نماز اُسکے تمام وقت میں کسی وقت پڑھ لے۔ یہ ضرور نہیں کہ اول ہی وقت پڑھے یا آخر ہی وقت پڑھے لہذا حج میں دیر کرنیکا کچھ حرج نہیں — ہدایہ

دلیل (۲) ہجرت کے چھٹے سال حج کے متعلق احکام الٰہی جاری ہوئے تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں سال میں حج کیا ہے۔ لہذا دیر میں کچھ حرج نہیں — ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز

دلیل کا جواب۔ ہجرت کے چھٹے سال یہ آیت نازل ہوئی تھی وَاَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمرَةَ لِلّٰهِ اس سے یہ مطلب نہ تھا کہ حج فرض کیا گیا اب رہا وہ آیت کہ فرضیت حج کے متعلق نازل ہوئی تھی یعنی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ البَيتِ مَنِ استَطَاعَ اِلَيهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ العَالَمِينَ۔ وہ دسویں ہی سال نازل ہوئی تھی اور جب ہی آپ نے حج کیا — ہدایہ

خلاصہ۔ غرض خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی کو اپنی صحت اور سلامتی کا گمان غالب ہو تو دیر کا مضائقہ نہیں اور اگر بڑھاپے یا کسی مرض کی وجہ سے موت کا گمان غالب ہو تو بالاجماع فوراً اُسی سال حج کرے۔ بہتر یہی ہے کہ حج فرض ہوتے ہی اسی سال کرے کیونکہ اگر اثنا میں موت آجائے تو گنا ہگار ہوگا — کذا فی عنایہ شرح ہدایہ —

۳- حج تمام عمر میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے (یعنی جبکہ شرائط پوری ہوں) — ہدایہ و عینی شرح کنز و کفایہ —

ا- اقرع بن حابس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حج ہر سال کرنا فرض ہے یا تمام عمر میں ایک مرتبہ۔ فرمایا کہ ایک بار فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے —

ب- صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی روایت سے جو حدیث آئی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہے کہ حج ایک بار فرض ہے —

۷ - حج فرض ہونے پر خود ادا کرے یا بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت

(شرائط حج اول قسم کی اور دوسری قسم کی فقرہ ۵ میں لکھی گئی ہیں)

۱ - اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں تو حج بذات خود کرنا واجب ہے۔ (دیکھو شرائط حج فقرہ ۵)

ا - اگر اول قسم کی تمام شرطیں ایک مرتبہ موجود ہونے کے بعد کوئی ایک شرط کم ہو جائے تو حج اسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ جو کوئی مالدار ہوا اور بعد میں فقیر ہو گیا۔ تو حج اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر بینا نابینا ہو جائے یا تندرست بیمار ہو جائے حج اسکے ذمہ سے خود حج کرے یا مجبوری دائمی کی صورت میں کسی کو نائب مقرر کر کے اس سے کرا دے۔ (دیکھو فقرہ ۱۳۹)

ب - اگر کچھ شرطیں پہلے موجود نہ تھیں اور کسی نے حج کیا اور بعد میں شرطیں پائی گئیں تو دوسری بار اسپر حج فرض نہیں۔ مگر لڑکے نابالغ دیوانہ اور غلام اور کافر کو دوبارہ کرنا ہوگا۔

تشریح - اگر کسی غلام یا کافر نے پہلے حج کیا تھا تو اب آزاد یا مسلمان ہو کر پھر کرنا چاہیئے۔

۲ - اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں تو حج بذات خود کرنا واجب ہے اور اگر حج نہ کیا اور موت آ گئی تو اپنی طرف سے حج کرنے کے واسطے وصیت کرنی ضرور ہے۔

ا - اگر سخت بیمار ہے اور اپنی طرف سے حج کرنے کو کسی کو بھیجے تو جائز نہیں کیونکہ حج اسی پر فرض ہو چکا ہے۔

ب - حج وصیت سے متعلق دیکھو فقرہ ۱۳۵ - ۱۳۶۔

۳ - اگر اول قسم کی شرائط اور دوسری قسم کی شرائط بھی موجود ہوں اور دوسری قسم کی شرائط میں سے کوئی سی نہ موجود ہو تو اسپر حج اپنی ذات سے کرنا واجب نہیں بلکہ چاہیئے کہ کسی کو نائب مقرر کر کے یہ حج کرا دے۔ لیکن جو شرط موجود نہیں ہے وہ ایسی ہو کہ مرنے تک غیر موجود ہی رہے۔

ا - ایسے شخص پر بھی موت کے قریب اپنی طرف سے وصیت کرنی ضروری ہے۔

ب - بذریعہ نائب حج کرانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۷ لغایتہ ۱۲۸۔

ج - قیدی یا وہ شخص جو بادشاہ سے خائف ہو کہ وہ اسکو حج کرنے سے روکتا ہو تو اسکو اپنی طرف سے حج کرانا واجب نہیں۔ فتاوی عالمگیری

۸ - حج فرض ہونے پر حج کو نکلا اور راستہ میں مر گیا

۱ - جو شخص حج کا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلے اور راستہ میں مر جائے تو اُسکا اجر اللہ تعالی پر ہے۔

ا - ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی حج کے ارادہ سے نکلے اور راستہ میں مر جائے تو لکھتا ہے کہ اللہ تعالی اُسکے واسطے ثواب ایک حج کا قیامت تک۔ اور جو کوئی عمرے کا قصد کر کے نکلے اور راستہ میں مر جائے تو لکھتا ہے اللہ تعالی اُس کے واسطے ثواب ایک عمرے کا قیامت تک اور کتاب درۃ الاسرار میں اس حدیث کو مرفوعاً اس طور پر لکھا ہے کہ مقرر کرتا ہے اللہ تعالی ایک فرشتے کو جو اُس کا نائب ہو کر قیامت تک اس کی طرف سے حج کیا کرے۔

ب - عمدۃ الانابۃ فی احکام الاجابہ میں اس طرح آیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ خَرَجَ یَؤُمُّ هٰذَا الْبَیْتَ مِنْ حَاجٍّ اَوْ مُعْتَمِرٍ ذَائِرًا کَانَ مَضْمُوْنًا عَلَی اللّٰهِ اِنْ رَدَّهٗ رَدَّهٗ بِاَجْرٍ وَغَنِیْمَةٍ وَاِنْ قَبَضَ جَعَلَهُ الْجَنَّةَ۔ جو نکلے اس گھر کے

ارادے سے حج یا عمرہ کیلئے۔ تو ذمہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ واپس بھیجے اُسکو اجر دیکر اور غنیمت کے ساتھ اور اگر اُس کی روح قبض کرے داخل کرے اُس کو جنت میں۔)

۲۔ جو شخص حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلے اور مکہ کی طرف آتے یا جاتے مر جائے تو اُس کے تمام گذشتہ گناہ خدا تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

ا۔ انسؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مر گیا مکہ کی راہ میں آتے ہوئے یا جاتے ہوئے حق تعالیٰ اُس کے پہلے گناہ بخشتا ہے اور اُس کا حساب کا دفتر نہیں کھولا جائیگا اور اُس کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور وہ داخل ہوگا جنت میں بغیر حساب و عذاب کے۔

ب۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج یا عمرہ کے ارادے سے چلا اور راستہ میں مر جائے تو قیامت کے روز اُسکا حساب نہ ہوویگا بلکہ اُس سے کہا جائیگا کہ بہشت میں چلا جا۔

۳۔ جو شخص دورانِ حج میں مر جائے تو امام شافعیؒ کے نزدیک اُسکو احرام ہی کے کپڑوں میں دفن کر دیتے ہیں۔

ا۔ دیکھو فقرہ ۲۳۰

(آ) فصل دوم۔ حج کرنے کے مختلف طریق (آ)

(یعنی عمرہ۔ حج۔ قرآن۔ تمتع مع مناسک)

حج کرنیکے مختلف طریقے ہیں۔ ایک تو عمرہ ہی جسکو حج اصغر (یعنی چھوٹا حج) کہتے ہیں۔ اور جسکو سال میں جب اور جتنی مرتبہ چاہے کر سکتے ہیں سوائے پانچ دن کے جنکا ذکر ذیل میں ہے اور یہ عمرہ امام اعظمؒ کے نزدیک تو سنت ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک حج کی طرح یہ بھی فرض ہے۔ اور عمرہ کیا ہے احرام باندھکر طواف اور سعی کرنا ہے۔ دوسرا حج ہے جو خاص شرائط کیساتھ فرض ہوتا ہے (دیکھو فقرہ ۵) اور ۹۔ ذی الحجہ یوم عرفہ کو عرفات پر ادا کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اسکے دوسرے روز طواف زیارت ہوتا ہے۔ تو حج کے صرف دو رکن ہوئے وقوفِ عرفات اور طواف زیارت۔ تیسرا تمتع ہے اور وہ یہ ہے کہ عمرہ اور حج ماہ ہائے حج میں ادا کئے جائیں مگر اس طرح ان دونوں کو جمع کرنا صرف آفاقی کیواسطے جائز ہے۔ چوتھا قران ہے وہ یہ ہے کہ عمرہ اور حج کو ایک ہی احرام سے جمع کریں۔ وہ بھی صرف آفاقی کیواسطے جائز رکھا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں قران کرنے کے واسطے ضروری نہیں کہ عمرہ اور حج ماہ ہائے حج میں ادا ہوں۔ امام اعظمؒ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک حج مفرد ہی افضل ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ بھی (ایک روایت) اسکی تائید کرتے ہیں اور امام احمدؒ کی نزدیک (ایک روایت) تمتع افضل ہے۔ ایسی ہی بات کہ عمرہ اور حج اور قران اور تمتع اداکس طرح کرتے ہیں اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۱۔ ۱۲۔ نقرہ ۱۴ میں ہمنے عمرہ اور حج وغیرہ کے مناسک کے شرائط و فرائض و واجبات وغیرہ ایک جگہ جمع کر دئے ہیں کہ وقت ضرورت سے جگہ جگہ ڈھونڈنے نہ پڑیں۔

۹۔ عمرہ و حج و قرآن و تمتع سے کیا مطلب ہے

(دیکھو فقرہ ۱۱ و ۲۷)

ا۔ عمرہ سے مطلب خانہ کعبہ کی زیارت اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جو احرام کیساتھ ہو عالمگیری

ا۔ صرف عمرہ کرنے والے کو مفرد بالعمرہ کہتے ہیں۔

۲۔ حج سے مطلب عرفات پر وقوف کرنا اور طواف زیارت کرنا جو احرام کے ساتھ ایک وقت معین پر ہو۔ از ہدایہ عالمگیری
صرف حج کرنے والے کو مفرد بالحج کہتے ہیں

۳۔ قران عمرہ و حج کا مجموعہ ہے جو مجموعی احرام سے لگاتار ادا کیا جائے (قران کرنیوالیکو قارن کہتے ہیں)

ا۔ قران کہتے ہیں لبیک کہنے کو عمرہ اور حج کی ایک ہی دفعہ میقات سے ۔۔۔ (شرح وقایہ)

ب۔ قارن وہ شخص ہے جو حج اور عمرہ دونوں کے احراموں کو جمع کرے چاہے حج کے مہینوں میں احرام باندھے یا اس سے پہلے چاہے حج اور عمرہ کا احرام ساتھ باندھے یا حج کا احرام باندھکر عمرہ کا احرام اسی میں ملائے یا عمرہ کا احرام باندھکر حج کا احرام اس میں ملائے پہلی صورتیں درست نہیں اور گنہگار ہوگا عالمگیری

قران کے واسطے احرام کب باندھا جاتا ہے اور کس طرح ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۳)

۴۔ تمتع عمرہ اور حج کا مجموعہ ہے جو متفرق احرام سے بیچ میں فاصلہ دیکر ادا کیا جاتا ہے (تمتع کرنیوالیکو متمتع کہتے ہیں)

ا۔ تمتع اسے کہتے ہیں کہ احرام باندھکر عمرہ کے افعال کرنا حج کے مہینوں میں اور عمرہ سے فارغ ہونیکے بعد وطن جانے سے پہلے احرام کھول کر (یا اگر قربانی ساتھ ہے تو بغیر کھولے) حج بھی کرنا ۔ حاشیہ شرح وقایہ

ب۔ تمتع اس واسطے نام رکھا گیا ہے کہ متمتع فائدہ اٹھا سکتا ہے احرام عمرہ اور احرام حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام میں منع ہیں بخلاف قارن کے کہ وہ اگر عمرہ کے بعد کوئی جنایت کریگا تو قربانی دینی ہوگی ۔ شرح وقایہ

ج۔ متمتع سائق الہدی ایسا ہی ہے جیسے قارن اور ہمارے خیال میں متمتع کا اطلاق معنوں کے لحاظ سے صرف غیر سائق الہدی پر ہو سکتا ہے ۔ م

۱۰۔ عمرہ و حج و قران و تمتع میں کونسا افضل ہے

نزد امام احمد (بیک روایت)	نزد امام شافعی (امام مالک امام احمد بیک روایت)	نزد امام اعظم
تمتع	حج	قران
حج	تمتع	تمتع
قران	قران	حج
عمرہ	عمرہ	عمرہ

۱۔ امام اعظم کے نزدیک سب سے افضل قران ہے پھر تمتع اور پھر افراد ۔ ہدایہ

ا۔ ایک روایت کے بموجب افراد افضل ہے تمتع سے ۔ ہدایہ کفایہ عینی شرح کنز

۲۔ امام شافعی کے نزدیک سب سے افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران ۔ ہدایہ

۳۔ امام مالک کے نزدیک سب سے افضل تمتع ہی پھر قران اور پھر افراد ۔ ہدایہ

(یہ نقشہ عینی شرح کنز وغیرہ سے مرتب کیا گیا ہے اور کچھ ہدایہ سے)

وجوہات (اس امر کے متعلق کہ افراد قران تمتع میں سے کونسا افضل ہے)

۱۔ افراد ۔ افراد افضل ہے تمتع سے (نزد امام اعظم بیک روایت) کیونکہ متمتع ان کے نزدیک عمرہ کے ارادہ سے سفر کر کے آتا ہے کیونکہ وہ پہلے تو آتے ہی عمرہ کرتا ہے اور جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو احرام کھول ڈالتا ہے تو گویا وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے اہل مکہ ۔ اب جو حج کریگا تو وہ احرام مسجد حرام سے باندھیگا تو گویا جو سفر طے کر کے وہ آیا تھا اس میں اس نے احرام عمرہ کا باندھا اور عمرہ ہی ادا کیا ۔ بمقابلہ اس کے سفر حج کی غرض سے سفر کر کے آتا ہے اور چونکہ حج فرض ہے اور عمرہ سنت تو فرض کی ادائیگی کی غرض سے سفر

ف افراد کے معنے اکیلا حج کرنا ۔

کرنا مقابلہ سنت کی ادائیگی کی غرض سے سفر کرنے سے بہتر ہے۔ لہذا افراد تمتع سے افضل ہے ۔۔ ہدایہ وکفایہ

افراد افضل ہے قران سے (نزد شافعیؒ) ایک وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ القران رخصۃ[۵۲] یعنی قران رخصت ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک رخصت سے یہ مطلب ہے کہ اجازت دی گئی ہے یعنی زمانہ جاہلیت میں کفار کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے اور اس حدیث سے اہل جاہلیت کے قول کی نفی کی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عمرہ کو کرنیکی اجازت بھی ماہ ہائے حج میں دیکر ہمکو اجازت دی کہ بار بار سفر کی تکلیف سے بچنے کے لئے عمرہ اور حج ایک ہی موقع پر کریں ورنہ قران بھی عزیمت ہے (ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز)

۲۔ قران ۔ قران افضل ہے تمتع سے اور افراد سے (نزد امام اعظمؒ)۔ دلیل پیش کی گئی ہے کہ طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یَا آلِ مُحَمَّدٍ اَهِلُّوا بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا۔ (اے آل محمد بلند کرو اپنی آوازیں لبیک کہکر واسطے حج اور عمرہ کے ملاکر) دوم قران میں دو عبادتیں جمع ہوجاتی ہیں ایک عمرہ دوسرے حج ۔ پس قران ایسا ہے جیسے روزہ بھی رکھا اور اعتکاف بھی کیا۔ یا ایسا سمجھو جیسے کوئی شخص جہاد میں سرحد اسلام کی نگہبانی کرے اور ساتھ ہی نماز تہجد بھی پڑھ لیا کرے ۔۔ ہدایہ وکفایہ

۳۔ تمتع ۔ تمتع افضل ہے افراد سے (بموجب ظاہر روایت) کیونکہ اسمیں قرآن کی طرح دو عبادتیں جمع ہوجاتی ہیں ۔ یعنی حج اور عمرہ ۔ اور قران تو افضل مانا ہی گیا ہے ۔ دوسری یہ بات کہ اسمیں ایک نسک بمقابلہ افراد کے زیادہ ہے ۔ یعنی قربانی ۔ اور یہ جو کہیں کہ متمتع تو عمرہ کے واسطے سفر طے کرکے آتا ہے اور پھر حج بھی کر لیتا ہے ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ دراصل حج کی غرض سے سفر کرکے آتا ہے اور عمرہ تو اسکی ذیل میں کر لیتا ہے کیونکہ عمرہ تو حج کے تابع ہے ۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی شخص نماز جمعہ کے واسطے کوشش کرکے آئے (اور یہ کوشش نماز جمعہ کے واسطے واجب ہے) اور آتے ہی سنتیں پڑھنے لگے ۔ تو اسکے یہ معنی نہیں ہونگے کہ وہ سنتیں پڑھنے کی غرض سے کوشش کرکے آیا ۔ بلکہ سنتیں نماز جمعہ کے تابع ہیں اور اسکی اصل کوشش نماز جمعہ میں شامل ہونے کی تھی ۔ اسکی ذیل میں سنتیں بھی پڑھ لیں ۔ ہدایہ ۔ تمتع افضل ہے قران سے (نزد مالکؒ) کیونکہ تمتع کا ذکر کلام مجید میں آیا ہے جیسا کہ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ اور قران کا نہیں آیا امام اعظمؒ اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ جیسا کہ تمتع کا ذکر قرآن میں آیا ہے قران کا ذکر بھی قرآن میں آیا ہے وہ یہ ہے وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۔ یعنی احرام باندھو دونوں کا لہذا قران افضل ہے ۔۔ کفایہ عینی شرح کنز۔

۱۱ ۔ عمرہ اور حج اور قران اور تمتع کس طرح ادا کئے جاتے ہیں

(عمرہ و حج و قران و تمتع سے کیا مطلب ہے اور انمیں کونسا افضل ہے دیکھو فقرہ ۱۰۰)

۱۔ عمرہ ۔ آفاقی کو چاہئے میقات سے (اور مکی زمین حل سے) احرام باندھکر کعبے کے گرد طواف کرے اور اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے اور اسکے بعد حلق یا قصر کرکے احرام کھولدے ۔۔ ہدایہ وکفایہ

۱۔ احرام کس طرح باندھتے ہیں ۔۔ دیکھو فقرہ ۲۵ لغایت ۴۰ ۔

۲۔ عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہے ۔ بجائے طواف قدوم کے طواف عمرہ ہے ۔۔ دیکھو فقرہ ۵۱ ۔

۳۔ طواف عمرہ میں تلبیہ موقوف کرے شروع طواف پر ۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی تلبیہ موقوف کرے ۔ دیکھو فقرہ [illegible]

۴۔ عمرہ میں طواف صدر نہیں ہے ۔ لیکن امام حسنؒ کے نزدیک وطن جانیکے موقع پر معتمر کے ذمہ طواف صدر ہے ۔۔ دیکھو فقرہ ۱۲۱ ۔

۲۔ حج ۔ آفاقی کو چاہئے میقات سے (اور مکی جوف مکہ سے) احرام باندھکر خانہ کعبہ کے گرد طواف قدوم کرے اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے

---

[۵۲] ایسی حدیث طبرانی کی روایتیں بھی ہے ۔ سلے جو حکم الٰہی کہ لوگوں کے عذروں پر مبنی ہو اسکو رخصت کہتے ہیں ۔ اور اسکے مقابلے میں عزیمت ہے یعنی وہ حکم الٰہی جو لوگوں کے عذروں پر مبنی نہو ۔

اسکے بعد وقوف عرفات کرے پھر وقوف مزدلفہ پھر رمی جمرہ عقبہ پھر حلق یا قصر پھر طواف زیارت پھر رمی جمار پھر طواف وداع (اگر غیر اہل مکہ ہے) کرے ـــــ ہدایہ وکفایہ

۱- احرام باندھنا - اسکے مسائل کے متعلق دیکھو فقرہ ۲۰ سے ۳۵ تک

۲- طواف قدوم غیر اہل مکہ کیواسطے نہیں ہے - طواف قدوم کہ تحیۃ المسجد ہی مکہ میں داخل ہونے پر ادا کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے غیر اہل مکہ کے واسطے ضروری نہیں ہے - کفایہ دیکھو فقرہ ۵۵ ـــ

۳- اگر طواف قدوم میں رمل کرے تو سعی صفا و مروہ بھی کرے اور اگر طواف قدوم ہی نہ کرے یا اس میں رمل نہ کرے تو طواف زیارت میں رمل کرے اور سعی بھی جب ہی کرے ـــ دیکھو فقرہ ۱۵ مسئلہ ۵ ـــ

۴- وقوف عرفات وقوف مزدلفہ رمی جمار وغیرہ کے متعلق دیکھو فقرہ ۷ سے ۱۳۶ تک ـــ

۳- تمتع

تمتع - دو قسم کا ہوتا ہے - ایک وہ جو میقات سے قربانی ساتھ لیکر چلے - دوسرا وہ جو قربانی ساتھ نہ لے - ہر دو قسم کے متمتع ماہ ہائے حج میں پہلے میقات سے عمرہ کا احرام باندھکر عمرہ کے تمام افعال صرف عمرہ کرنیوالے کی طرح کرینگے - اور جسکے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ عمرہ سے فارغ ہوکر احرام کھولکر حج کے دنوں کا منتظر رہیگا اور حاجی مفرد کی طرح حج کے وقت پر تمام افعال حج کے کریگا - اور جو قربانی ساتھ لایا ہے وہ عمرہ کرنیکے بعد سر نہیں منڈوائیگا بلکہ عمرہ کے احرام میں ہی رہیگا اور حج کے دنوں میں تجدید احرام کے بعد حج کے افعال اسی طرح کریگا جس طرح حاجی مفرد کرتا ہے ـــ

۱- تمتع میں پہلے عمرہ اور پھر حج کرتے ہیں - عمرہ کے افعال حج کے افعال سے پہلے اس وجہ سے ادا کئے جاتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے تمتع بالعمرۃ الی الحج - یعنی عمرہ کا ذکر پہلے آیا ہے اور حج کا بعد میں - چنانچہ اسی طرح قران میں کیا جاتا ہے - کیونکہ تمتع اور قران تقریباً ایک ہی ہیں ـــ

۲- اگر حج کے احرام باندھنے کے بعد طواف مع رمل کرے اور سعی بھی تو اسکو لازم نہیں کہ طواف زیارت میں رمل کرے اور بعد میں سعی - کفایہ عالمگیری - دیکھو فقرہ ۱۰۱

۳- عمرہ سے فارغ ہونے پر سر منڈوائے یا منڈوائے اگر ہدی ساتھ لایا ہے تو عمرہ کے بعد سر نہ منڈوائے یہانتک کہ تجدید احرام کرے اور اگر ہدی ساتھ نہیں لیکیا ہے تو عمرہ کے بعد احرام کھول کر مقیم ہے ـــ از کفایہ - دیکھو فقرہ ۶۴

۴- عمرہ کے بعد حج کا منتظر رہے - عمرہ کے بعد احرام اتار کر (یا احرام میں) حج کا منتظر رہے ـــ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۶۴)

۵- حج کا احرام باندھنا - آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام مسجد حرام سے یا حرم میں کسی جگہ سے باندھے - ہدایہ - عمرہ اور تمتع میں میقات سے احرام باندھنا شرط نہیں ہے یہانتک کہ اگر اپنے گھر سے یا کہیں اور سے احرام باندھا تو متمتع ہو جائیگا ـــ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۴۸)

۴- قران

قران - میقات سے عمرہ اور حج کا احرام باندھکر پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے اور اسکے بعد اسی احرام سے حج کے افعال ادا کرے یہ قران ہے

۱- قران میں پہلے عمرہ اور پھر حج کیا جاتا ہے - اسکے متعلق ابھی تمتع کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے - احرام کے متعلق دیکھو فقرہ ۲۰ سے مسئلہ ۷ -

۲- عمرہ کرنیکے بعد احرام نہ کھولے - عمرہ کے افعال کرنیکے بعد سر نہ منڈوائے - بلکہ اسی احرام سے حج کے افعال شروع کرے - کفایہ - دیکھو فقرہ ۶۴

۳- طواف عمرہ اور طواف حج ساتھ کرلے اور دو سعی کرنی - اگر دونوں طواف پہلے ہی سے ساتھ ملا کر کرلئے یا دونوں سعی ساتھ کرلیں تو یہ کر سکتا ہے لیکن ایسا کرنیوالا گنہگار ہوگا مگر اسکی جزا میں قربانی نہیں دینی ہوگی - کیونکہ طواف اول تحیۃ سنت ہے - از کفایہ

۴- قران کی ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں - ہاں اگر قران کی ہدی کو عرفات میں لیجائے تو بہتر ہے - فتاوی عالمگیری

۵- قربانی - جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرے اور یہ قربانی مناسک حج سے ہے ـــ فتاوی عالمگیری

۶- احرام کھولنا - امام اعظم کے نزدیک سر منڈانے سے احرام کھولا جاتا ہے (جیسا حج میں) نہ قربانی سے ـــ از کفایہ (دیکھو فقرہ ۱۰۳)

۷- قارن سیدھا عرفات گیا - اگر قارن مکہ میں داخل نہ ہوا اور سیدھا عرفات چلا گیا تو دم قران اس سے ساقط ہوا کیونکہ عمرہ اس نے ترک کیا - اور اسکی جزا میں قربانی دینی ہوگی - اور اس عمرہ کی قضا بھی واجب ہے - از کفایہ (دیکھو فقرہ ۷۰)

۱۳ - عمرہ و حج کس کو کرنا چاہیے اور تمتع و قران کس کو

(عمرہ، حج و قران و تمتع کے ادا کرنے کے اوقات کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۵)

۱ - عمرہ اور حج اہل مکہ و غیر اہل مکہ سب کے واسطے ہے — از ہدایہ و عالمگیری

ا - دیکھو فقرہ ۹ و ۱۱ — ب - حج اور عمرہ علیحدہ علیحدہ سب کر سکتے ہیں چاہے حدود میقات کے اندر رہتے ہوں یا باہر —

۲ - تمتع اور قران صرف غیر اہل مکہ کے واسطے ہے — نزد علمائے حنفیہ برخلاف علمائے شافعی - ہدایہ

دلیل - (علمائے حنفیہ) قرآن شریف میں آیا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (یہ اُن لوگوں کے واسطے ہے جنکے اہل حاضر نہوں مسجد حرام میں یعنی تمتع اور قران ان لوگوں کے واسطے جائز کیا گیا ہے جو مکہ و نواح میں سکونت نہیں رکھتے) کیونکہ تمتع و قران اس وجہ سے مشروع کیا گیا ہے کہ ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج ادا کر سکے اور عمرہ اور حج کے واسطے علیحدہ علیحدہ سفر کر کے نہ آنا پڑے۔ اور سفر کر کے آنا آفاقی کو ہی ہوتا ہے لہذا اسی کے واسطے یہ کیا گیا ہے — ہدایہ۔

ا - اہل مکہ کے حکم میں میقات کے حدود کے اندر رہنے والے بھی داخل ہیں — ان کو بھی تمتع اور قران کرنا مشروع نہیں ہے۔ ہدایہ - عالمگیری

ب - ذیل کی صورتوں میں اہل مکہ تمتع ہو سکتا ہے اور نہیں ہو سکتا۔

اگر مکی کوفہ جائے اور وہاں سے واپسی پر

۱ - تمتع کرے تو اسکو اجازت ہے کیونکہ وہ بمنزلہ آفاقی کے ہو گیا اور آفاقی کی ہی طرح میقات سے احرام باندھے گا — ہدایہ

۲ - تمتع کے واسطے عمرہ کرے اور قربانی ہانک کر لے چلا اور احرام کھولنے پر وطن جائے تو متمتع نہیں ہے — ہدایہ

۳ - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 نہ لے چلا 〃 〃 〃 — ہدایہ[51]

۴ - عمرہ کر کے حج کے مہینوں سے پہلے اور احرام اتار دے پھر مکہ میں مقیم ہو جائے پھر ایک عمرہ اور حج کرے تو اس طرح بھی تمتع نہیں ہے - عالمگیری

۵ - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 { پھر اگر حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر چلا جائے } 〃 〃 〃 〃 تمتع ہے 〃

۶ - 〃 〃 〃 〃 〃 〃 { پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہو جائے } 〃 〃 〃 〃 متمتع نہیں ہے[52] 〃

۷ - 〃 〃 〃 〃 〃 { پھر مکہ سے چلا جائے اور حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہو جائے اور اپنے اہل و عیال میں چلا جائے } 〃 〃 〃 〃 متمتع ہے[53] 〃

ج - ذیل کی صورتوں میں غیر اہل مکہ متمتع نہیں ہو سکتا اور ہو سکتا ہے۔

۱ - اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر مکہ میں یا بصرہ میں سکونت اختیار کر لی اور اسی سال میں حج کیا تو وہ متمتع ہو گا - عالمگیری[54]

۲ - اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور پھر اسکو فاسد کر دیا اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہو گا - عالمگیری

---

[51] تشریح - کیونکہ اب واپس جانا اس پر واجب نہیں - واپسی سے یہ مطلب ہے کہ اپنے وطن سے حرم کو جانا یا مکہ کو جانا اور یہ مکی کے واسطے ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ حرم میں یا مکہ میں موجود ہے۔ پس اس کا المام اپنے اہل سے صحیح ہے - اور یہ باوجود سوق ہدی کے متمتع نہوا - ہدایہ —

[52] تشریح - صاحبین کے نزدیک میقات سے باہر جائے چاہے اہل و عیال میں اور چاہے کہیں اور دونوں صورتوں میں متمتع ہے - برخلاف امام اعظم رح - عالمگیری —

[53] تشریح - وجہ یہ ہے کہ اس کا سفر اول بصرہ جانے سے تمام نہیں ہوا - گویا وہ ایسا ہی ہے کہ ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا - برخلاف صاحبین — شرح وقایہ —

۳- اگر کسی کوفی نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسکو فاسد کردیا اور فاسد عمرہ کی قضا کی اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

۴- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {اور فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ میقات پر آکر پھر احرام باندھ لیا} 〃 〃 〃 متمتع ہوگا۔ عالمگیری

۵- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {[سلہ] فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ پہلے ایسی جگہ جا ٹھہرا جہاں کے لوگ تمتع اور قران کرسکتے ہیں اور پھر احرام باندھ کر آیا} 〃 〃 〃 متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری (نزد ابو حنیفہ)

۶- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {[سلہ] فاسد عمرہ کی قضا کی اس طرح کہ اپنے وطن چلا گیا اور پھر احرام باندھ کر آیا} 〃 〃 〃 متمتع ہوگا۔ قاضیخاں

۷- 〃 〃 حج کے مہینوں سے پہلے 〃 〃 〃 {اور میقات سے اندر رہا} اور قضا عمرہ اور حج ان ماہ حج میں کیا تو متمتع ہوگا۔ عالمگیری (بالاجماع)

۸- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {[سلہ] اور ایسی جگہ ٹھہرا جہاں کے لوگ تمتع اور قران کرسکتے ہیں اور پھر مکہ آیا شروع شوال سے پہلے} 〃 〃 〃 متمتع ہوگا۔ عالمگیری

۹- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 {[سلہ] اور ایسی جگہ ٹھہرا جہاں کے لوگ تمتع اور قران کرسکتے ہیں اور مکہ آیا شوال شروع ہونے پر} 〃 〃 〃 متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

ھ- تمتع کے متعلق اور صورتیں فقرہ ۱۱ و ۲۷ میں ملینگی۔

۱۳- اگر مکی کوفہ جائے اور وہاں سے واپسی پر قران کرے تو اس کو جائز ہے۔ کیونکہ وہ بمنزلہ آفاقی کے ہوگیا اور آفاقی ہی کی طرح میقات سے احرام باندھیگا۔ ہدایہ و عالمگیری۔

[سلہ] تشریح۔ صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں جبکہ وہ میقات سے باہر ہے تو چاہے وطن جائے یا نہ جائے تمتع کرسکتا ہے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک تمتع جب ہی کرسکیگا جب وہ اپنے وطن ہو آئے۔ شرح طحاوی۔

[سلہ] امام ابو حنیفہ کے نزدیک شوال کا چاند میقات سے باہر دیکھے اور جب حج کے مہینے شروع ہوں تو تمتع کی اہلیت رکھتا ہو۔

[سلہ] امام ابو حنیفہ کے نزدیک شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھے اور جب حج کے مہینے شروع ہوں تو تمتع کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

۱۴۔ جملہ مناسک کی شرائط و فرائض واجبات وغیرہ

۱۔ حج

شرائط ۔ شرائط کے واسطے دیکھو فقرہ ۵

شرائط صحت حج۔ ۱۔ احرام۔ بغیر احرام کوئی فعل حج کا صحیح نہیں۔

۲۔ زمان۔ کہ کوئی رکن بغیر اسکے وقت کے صحیح نہ ہوگا اور کل ارکان ماہ حج میں ادا ہوں۔

۳۔ مکان۔ یعنی مسجد حرام طواف کے واسطے اور صفا و مروہ کے واسطے عرفات وقوف کے واسطے وغیرہ۔

فرائض ۔ ۱۔ احرام باندھنا (اور یہ شرط بھی ہے)۔

۲۔ عرفات میں وقوف۔

۳۔ طواف زیارت (بقدر چار چکر)

واجبات ۔ ۱۔ احرام باندھنا میقات سے۔

۲۔ سعی کرنا درمیان صفا و مروہ کے۔

۳۔ زوال سے آفتاب ڈوبنے کے تھوڑی دیر بعد تک وقوف عرفات کرنا۔

۴۔ وقوف مزدلفہ۔

۵۔ سر مونڈانا۔

۶۔ رمی جمار۔

۷۔ طواف وداع (ہر غیر اہل مکہ)۔

۸۔ طواف زیارت ایام نحر میں کرنا۔

۹۔ رمی جمار کو ذبح پر مقدم کرنا۔ (قارن اور متمتع کو)۔

۱۰۔ ذبح کرنا ہدی کا قارن اور متمتع کو۔

۱۱۔ ہدی کے ذبح کو مقدم کرنا حلق پر قارن اور متمتع کو۔

۱۲۔ ذبح کرنا ہدی کو ایام نحر میں (قارن اور متمتع کو)۔

سنن ۔ ۱۔ طواف قدوم (آفاقی پر ہے جو مفرد حج ہو یا قارن ہو نہ کہ مکی پر اور نہ مفرد عمرہ پر اور نہ متمتع پر)۔

۲۔ خطبہ پڑھنا امام کا ساتویں کو مکہ میں۔ نویں کو بعد زوال کے عرفات میں مسجد نمرہ میں گیارھویں کو منا میں۔

۳۔ مکہ سے منا کی طرف آٹھویں تاریخ بعد نماز فجر حج کی غرض سے نکلنا۔

۴۔ پانچ نمازیں منا میں پڑھنا یعنی آٹھویں کو ظہر و عصر و مغرب و عشا اور صبح ہی صبح کی نماز۔

۵۔ عرفہ کی اکثر شب منا میں رہنا۔

۶۔ منا سے عرفات جانا عرفہ کے روز طلوع آفتاب کے بعد۔

۷۔ منا سے مکہ واپس آتے ہوئے ابطح (یعنی محصب) میں ذرا ٹھیرنا اگرچہ ایک ساعت ہو۔

مستحبات۔ ۱۔ مفرد حج کو ایک قربانی کرنی۔

۲۔ غسل کرنا مکہ میں داخل ہونیکے وقت (آفاقی کو)۔

۳۔ غسل کرنا مزدلفہ میں جانیکو (مکی اور آفاقی کو)۔

مکروہات اور ممنوعات اور مفسدات } ۔ دیکھو باب پنجم۔ اور دیکھو فقرہ ۳۶ ۔

۲۔ عمرہ

شرائط صحت ۔ ۱۔ احرام۔ بغیر احرام کے کوئی فعل عمرہ کا صحیح نہیں۔

۲۔ زمان۔ کوئی رکن بغیر اسکے وقت کے صحیح نہیں ہوگا۔

۳۔ مکان یعنی مسجد حرام طواف کے واسطے اور صفا و مروہ سعی کیواسطے۔

رکن یا فرض۔ ۱۔ طواف بقدر چار چکر۔

واجبات ۔ ۱۔ طواف کے تین چکر کرنا (کل سات چکر ہوتے ہیں تو اور چار واجب ہیں)

۲۔ سعی کرنا۔

۳۔ حلق یا قصر کرنا۔ (یعنی سر منڈوانا یا بال کتروانے)۔

سنن و مباحات و مکروہات و ممنوعات } دیکھو ان واجبات کے مکروہات ممنوعات وغیرہ کو ذیل میں۔

۳۔ احرام

فرائض ۔ ۱۔ نیت دل میں کرنا (احرام حج یا عمرہ یا تمتع یا قران کیواسطے جیسی صورت ہو) } نیت ترک احرام صحیح نہیں ہوگا

۲۔ تلبیہ کہنا (یا سوق ہدی کرنا)۔

واجبات ۔ ۱۔ میقات پر سے یا اسکی مقابل جگہ سے احرام باندھنا

۲۔ ممنوعات احرام سے بچنا۔ } واجبات کے ترک سے دم یا جزا لازم ہوگی

سنن ۔ ۱۔ حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنا۔

۲۔ اپنے شہر کے میقات کے پاس سے احرام باندھنا۔

۳۔ احرام کے واسطے غسل یا وضو کرنا (حائض و نفسا کو بھی اور نابالغ کو بھی)۔

۴۔ بدن کو خوشبودار صابن سے دھونا غسل کے وقت ۔

۵۔ تہبند اور چادر پہننا ۔

۶۔ نماز دو رکعت پڑھنی احرام کے وقت سوائے وقت مکروہ کے ۔

۷۔ تلبیہ کہنی خاص الفاظ ماثورہ میں بلا کم و بیشی کرکے (دیکھو فقرہ ۴۲۶)

۸۔ تلبیہ جب کہنی تو تین بار کہنی ۔

۹۔ تلبیہ باواز بلند کہنی مرد کو (سوائے اندرون مسجد حرام کے) ۔

مستحبات ــ ۱۔ میقات سے پہلے احرام باندھنا آفاقی کو (بشرطیکہ احرام کے ممنوعات سے بچ سکے) ۔

۲۔ احرام باندھنے سے پہلے صحبت کرنی (بشرط ضرورت) ۔

۳۔ ضروری بال اور ناخن دور کرنے (غسل احرام کے وقت) ۔

۴۔ غسل کرنا بہ نیت احرام ۔

۵۔ تہبند اور چادر سفید باندھنی (دھلے ہوئے ہوں یا نئے) ۔

۶۔ دو رکعت نماز کے بعد جائے نماز پر حج یا عمرہ وغیرہ کی نیت کرنی ۔

۷۔ نیت زبان سے کہنی (بعد اسکے کہ دل سے کہہ چکا ہو) ۔

۸۔ فرض حج کی نیت کرنی حج کی نیت کرتے وقت (اگر فقیر ہو)

۹۔ احرام باندھتے وقت پہلے ہی بار تلبیہ میں ذکر کرنا حج یا قران کا ۔ چنانچہ کہے لبیک بحجۃ یا لبیک بعمرۃ یا لبیک بحجۃ وعمرۃ) ۔

۱۰ ــ تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھنا ۔ (افضل درود شریف وہ ہے ۔ جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے ۔ یعنی نماز میں) ۔

۱۱۔ دعائیں ماثورہ پڑھنی (لیکن درود شریف اور دعائیں ہلکی آواز سے پڑھنی) ۔

۱۲۔ تلبیہ کثرت سے کہنا (دیکھو فقرہ ۳۴) ۔

۱۳۔ تلبیہ کہنا جبکہ کوئی چیز اچھی معلوم ہو اسکے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الآخِرَۃ ۔

۱۴۔ تلبیہ کے درمیان سلام و کلام نہ کرنا نہ کچھ کھانا پینا ۔

۱۵ تلبیہ کہتے ہوئے شخص کو سلام نہ کرنا ۔

محرمات ــ ۱۔ احرام کے واجبات کو ترک کرنا ۔

۲۔ احرام کے ممنوعات کو عمل میں لانا ۔

مکروہات ــ ۱۔ احرام کی سنتوں کو ترک کرنا ۔

مفسدات و ممنوعات ــ دیکھو باب پنجم ۔

مباحات ــ ۱۔ غسل کرنا خالص پانی سے چاہے گرم ہو مگر خوشبو اس میں نہ ملی ہو

۲۔ پانی میں غوطہ مارنا غسل کے واسطے ۔

۳۔ بدن کو نہ ملے اور میل دور نہ کرے ۔

۴۔ کپڑے دھونا طہارت کے واسطے (نہ جوئیں مارنے کے واسطے)

۵۔ کمر میں ہتھیار باندھنا ۔

۶۔ کمر میں ہمیانی باندھنا

۷۔ کمر پر پٹکا باندھنا ۔

۸۔ چھتری لگانا یا اور طرح سے سر کو سایہ میں کرنا کہ سایہ کرنے والی چیز سر کو نہ لگے

۹۔ سر پر ہاتھ رکھنا اپنا ہو یا غیر کا ۔

۱۰ } سر پر دیگ اٹھانا یا بوری یا طباق یا تختہ یا اسی طرح کی کوئی چیز
۱۱ } نہ کپڑے کی گٹھڑی اٹھانا کہ یہ مکروہ ہے

۱۲۔ تکیہ پر سر اور رخسارہ رکھنا ۔

۱۳۔ سرمہ لگانا (جس میں خوشبو نہ ہو) بقصد سنت ۔

۱۴۔ آئینہ دیکھنا ۔

۱۵۔ مسواک کرنا ۔

۱۶۔ دانت کو جڑ سے اکھاڑنا ۔

۱۷۔ لٹکا ہوا ناخن علیحدہ کرنا ۔

۱۸۔ فصد کھولنا اور سینگی لگانا (مگر بال نہ مونڈے) ۔

۱۹۔ کھجلانا بدن کا اس طرح پر کہ بال نہ جھڑیں اگر خون نکلے تو مضائقہ نہیں ۔

۲۰ زخم کو شگاف لگانا ۔

۲۱۔ ختنہ کرنا ۔

۲۲۔ ٹوٹے عضو پر پٹی باندھنا ۔

۲۳۔ کپڑا اوڑھنا منہ اور سر کے سوا (خواہ سفید ہو خواہ رنگا ہوا ہو) ۔

۲۴۔ دونوں کانوں اور گردن اور ٹھوڑی کے نیچے کی ڈاڑھی ڈھانکنا ۔

۲۵۔ اور بدن کو ڈھانکنا سوائے سر اور منہ کے ۔

۲۶۔ جوتی کا پہننا جو ٹخنوں سے نیچی ہو ۔

۲۷۔ شکار کے گوشت کو کھانا (بشرطیکہ غیر محرم نے بغیر مدد محرم کے غیر حرم میں شکار کر کے ذبح کیا ہو) ۔

۲۸۔ اس کھانے کا کھانا کہ جس میں خوشبو کی چیزیں ڈالکر پکائی ہوں مثلاً زعفران لونگ دارچینی وغیرہ ۔

۲۹۔ مچھلی کا شکار کرنا ۔

۳۰۔ گائے بکری اونٹ مرغی کا ذبح کرنا ۔

۳۱۔ کوا چیل بچھو سانپ اور کتا کاٹنے والا انکو مارنا[۵۱]
۳۲۔ گھاس کا اکھاڑنا یا کاٹنا زمین غیر حرم سے (گھاس یا درخت خشک ہو یا تر)۔
۳۳۔ شعر پڑھنا یا بنانا کہ جمیں ممنوعہ مضمون نہو۔
۳۴۔ نکاح اپنا کرنا }
۳۵ نکاح کسی کا کرنا } [۵۲]
۳۶۔ عطار کی دکان میں بیٹھنا اگر خوشبو سونگھنے کا ارادہ نہو۔

۴۔ طواف

اقسام طواف ۔ طواف ۷ قسم ہیں۔ طواف قدوم۔ طواف الزیارت[۲] طواف الصدر۔ طواف[۳] العمرۃ۔ طواف[۴] النذر۔ طواف[۵] تحیت طواف[۶] التطوع۔

شرائط صحت طواف ۔ ۱۔ موقع طواف یعنے گرد کعبہ شریف۔

فرائض ۔ ۱۔ چار چکر (نزد امام شافعی رح سات چکر فرض ہیں)۔
۲۔ نیت طواف (چاہے دل میں کریں)۔

واجبات ۔ ۱۔ پوری طہارت سے طواف کرنا (جتنی نماز کے واسطے ضرور ہے)
۲۔ کپڑے پاک رکھنے (جسقدر نماز کے واسطے ضروری ہیں)۔
۳۔ طواف میں بدن کا ستر رکھنا جس قدر نماز کے واسطے ضروری ہے
۴۔ پیدل طواف کرنا (اگر کوئی عذر نہ ہو)۔
۵۔ کعبہ کو بائیں طرف کر کے طواف کرنا۔
۶۔ حطیم کو طواف کے چکر میں اندر لینا۔
۷۔ تین چکر اور کرنے (ان چار کے ساتھ جو فرض ہیں)۔
۸۔ طواف کے بعد دو رکعت ادا کرنا۔
۹۔ اگر ان واجبات میں سے کسی کو ترک کرے تو ان کو دوبارہ کرنا اور در صورت نکرنے کے ایک بکری کی قربانی کرنا۔

سنن ۔ ۱۔ حجر اسود کو چومنا ہر چکر کے اول و آخر۔
۲۔ حجر اسود کو چومنا وقت سعی میان صفا و مروہ کے۔
۳۔ اضطباع تمام چکروں میں صرف اس حالت میں کہ جب اسکے بعد سعی کرے (چاہے طواف عمرہ کا ہو یا حج کا)۔
۴۔ تین چکروں میں رمل کرے۔ اگر طواف کے بعد سعی منظور ہے
۵۔ حجر اسود کے سامنے جا کر تہلیل و تکبیر کے وقت طواف شروع کرنے سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھانا اور اس طرح تمام چکروں میں تکبیر و تہلیل کے وقت رفع یدین کرنا (اس میں علماء کا اختلاف ہے)
۶۔ طواف شروع کرنا حجر اسود سے (بعض اسکو واجب کہتے ہیں)۔
۷۔ طواف لگاتار کرنا بغیر وقفہ کے اور اسی طرح چکر کو لگاتار کرنا بغیر وقفہ کے۔
۸۔ طواف کے بعد بغیر وقفہ کے سعی کرنا (جبکہ سعی کا ارادہ ہو)۔
۹۔ کپڑوں کی پاکی بوقت طواف۔ (علاوہ خاص ستر کی جگہ کے)

مستحبات ۔ ۱۔ حجر اسود کا چومنا تین بار۔
۲۔ حجر اسود پر سجدہ[۵۳] کرنا اور مکرر ایسا کرنا۔
۳۔ رکن یمانی کو بوسہ دینا۔
۴۔ شروع کرنا طواف حجر اسود سے اس طور پر کہ تمام بدن حجر اسود کے مقابل گذر کر جائے۔ (دیکھو فقرہ ۵۱)
۵۔ طواف میں ادعیہ ماثورہ و غیر ماثورہ پڑھتے رہنا۔
۶۔ طواف میں دعائیں پکار کر نہ پڑھنا۔
۷۔ طواف کرنا مطاف پر اس طور ہو کہ خانہ کعبہ کے قریب قریب رہے بشرطیکہ اوروں کو تکلیف نہ ہو۔
۸۔ شاذروان کے باہر باہر طواف کرنا۔
۹۔ اگر کسی چکر میں وقفہ ہو جائے تو اس چکر کو از سر نو کرنا (بعید از وقفہ ہو یا بعذر)۔
۱۰۔ نگاہ چار طرف نہ کرنی تا کہ حضوری دل رہے۔
۱۱۔ طواف زیارت دسویں تاریخ تک کرنا۔
۱۲۔ عورتوں کو رات کے وقت طواف کرنا۔
۱۳۔ بات نہ کرنا طواف میں۔
۱۴۔ کوئی ایسا کام نہ کرنا جو عجز و انکساری کے خلاف ہو۔

مباحات ۔ ۱۔ طواف میں بات چیت کرنا۔ صرف مسائل وغیرہ کے متعلق۔
۲۔ طواف میں دعا وغیرہ نہ پڑھنا۔
۳۔ تھوڑا سا طواف کسی عذر سے چھوڑ دینا۔
۴۔ طواف سواری پر کسی عذر سے کرنا۔
۵۔ اگر طواف میں سلام اور کلام کرے۔

---

[۵۱] دیکھو فقرہ ۷۶ قاعدہ ۲
[۵۲] نزد امام شافعی رح تزوج و تزویج جائز نہیں ہے۔
[۵۳] یعنی سجدہ کے طور پر سر جھکا کر بوسہ دینا۔

۶- اگر طواف میں کسی ضروری حاجت کو جائے مثلاً پانی پینے -
۷- اگر جوتی سمیت طواف کرے تو جوتی پاک ہونی چاہئے -
۸- اگر طواف میں شعر پڑھے جس کا مضمون اچھا ہو -

محرمات- ۱- واجبات میں سے کسی کو ترک کرنا -

مکروہات- ۱- حجر اسود کا استلام ترک کرنا -
۲- رمل و اضطباع نہ کرنا (جس طواف میں مشروع ہے) -
۳- ضرورت سے زائد بات کرنی -
۴- طواف میں خرید و فروخت کرنی -
۵- طواف میں شعر کہنا -
۶- آواز بلند کرنی اگرچہ دعا پڑھنے کے واسطے ہی ہو -
۷- ہر چکر کے بعد بہت وقفہ کرنا -
۸- دو طوافوں کو جمع کرنا بغیر بیچ میں دو رکعت پڑھنے کے (اگر دو رکعت پڑھنے کا وقت مکروہ ہے تو مضائقہ نہیں) -
۹- طواف کرنا جبکہ خطبہ ہو رہا ہو -

۵- سعی صفا و مروہ

شرائط و فرائض- ۱- سعی حج کے واسطے ماہ ہائے حج میں کیجائے اور اسی طرح تمتع اور قران کے واسطے لیکن عمرہ کے واسطے ضروری نہیں (حج کے مہینوں کے بعد سعی اسی وقت جائز ہے جب طواف زیارت ایام نحر کے بعد کیا جاوے اور سعی اس کی ساتھ کی جاوے) -
۲- سعی بعد طواف کے کیجائے (چاہے نفلی طواف کرے مگر اس طواف میں رمل و اضطباع بھی مسنون ہے) -
۳- سعی کے وقت احرام ضرور ہو لیکن طواف زیارت کے بعد بغیر احرام کے سعی کرنی درست ہے بلکہ مسنون ہے) -
۴- سعی خاص صفا و مروہ پر کیجائے نہ اس کے حدود سے باہر -
۵- چار پھیروں سے کم نہ کئے جائیں -

واجبات- ۱- پیدل سعی کرنی اگر کوئی عذر نہیں ہے -
۲- عمرہ کا احرام پوری سعی میں موجود رہنا چاہئے اور سعی کے بعد تک رہنا -
۳- سعی صفا سے شروع کرنی -
۴- صفا و مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی -
۵- سات پھیرے پورے کرنا (یعنی مع چار پھیرے فرائض کے)

سنن- ۱- سعی کی نیت کرنی -
۲- طواف اور سعی کے درمیان وقفہ نہ دینا -
۳- سعی کے پھیروں کے درمیان وقفہ نہ دینا -
۴- صفا و مروہ کے اوپر تک چڑھ جانا -
۵- میلین میں دوڑنا اور باقی مسافت میں اپنی رفتار پر چلنا -
۶- اپنے ستر کو ڈھانکنا

مستحبات- ۱- صفا مروہ پر دیر تک ٹھہرنا اور عاجزی سے دعا پڑھنا -
۲- اگر سعی کے کسی پھیرے میں وقفہ ہو جائے تو اس پھیرے کو دوبارہ کرنا -
۳- دوران سعی میں دعائیں اور اذکار ماثورہ پڑھتے رہنا -
۴- دوران سعی میں دعا اور اذکار تین تین بار پڑھنا -
۵- دوران سعی میں جسم اور کپڑے کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا -
۶- مسجد حرام میں سعی ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرنا -

محرمات- ۱- واجبات کا ترک کرنا -

مکروہات- ۱- طواف کے بعد سعی کرنے میں بے عذر بہت تاخیر کرنا -
۲- بغیر عذر کے پھیروں میں بہت وقفہ کرنا -
۳- اثنائے سعی میں فضول باتیں کرنا -
۴- صفا مروہ کی اونچائی پر نہ چڑھنا -
۵- میلین میں نہ دوڑنا -
۶- خرید و فروخت دوران سعی میں کرنا -

مباحات- ۱- وہی مباحات ہیں جو طواف میں ہیں -

۶- عرفات و وقوف عرفات

شرائط صحت وقوف- ۱- احرام حج (یعنی وقوف بغیر احرام یا با احرام عمرہ صحیح نہیں ہے)
۲- مکان (یعنی خاص عرفات کی جگہ ہو) -
۳- زمان (یعنی عرفہ کے روز زوال کے بعد عید کی صبح صادق تک)

فرائض وقوف- ۱- ایک لمحہ وقوف کرنا -

واجبات وقوف- ۱- امتداد وقوف (یعنی غروب آفتاب تک وقوف کرنا) اگر شب کو وقوف کرے تو امتداد کی ضرورت نہیں) -

سنن- ۱- غسل کرنا وقوف کے لئے -
۲- مسجد نمرہ میں خطبہ سننا -
۳- خطبہ کے بعد بغیر توقف نماز ظہر اور عصر پڑھنا -
۴- جمع بین الصلوتین اس کی پوری شرائط سے ادا کرنا -

۵۔ بلا توقف جمع بین الصلوٰتین کے بعد موقف کی طرف جانا۔
۶۔ عرفات سے واپس آنا امام کے ساتھ نہ اس سے پہلے (اگر امام غروب آفتاب سے دیر کرے تب امام کیساتھ نکلنا ضروری نہیں)
۷۔ وقوف میں جن باتوں سے دل بھٹک جائے اسکی طرف توجہ نکرنا
۸۔ وقت وقوف کے باوضو ہونا۔

مستحبات — ۱۔ لوگوں کے ساتھ اکیلے نہ اترنا۔
۲۔ وقوف کے واسطے پہلے زوال سے تیاری کرنا۔
۳۔ وقوف کی نیت کرنی۔
۴۔ وقوف سواری پر کرنا امام کو۔
۵۔ وقوف میں روبقبلہ کھڑے ہونا۔
۶۔ جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا۔
۷۔ وقوف کرنا امام کے قریب اگر لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔
۸۔ وقوف کی حالت میں دھوپ میں کھڑے رہنا اور سایہ نکرنا لیکن عذر سے۔
۹۔ وقوف کے وقت اپنا ظاہر و باطن پاک رکھنا۔
۱۰۔ وقوف میں دعا کے واسطے سوال کے وقت ہاتھ اٹھانا۔
۱۱۔ وقوف میں کثرت تلبیہ و اذکار و ادعیہ و استغفار کرنی اور زاری اور دل سے عجز و نیاز کرنا۔
۱۲۔ وقوف میں اپنی امید دعا کی مقبولیت میں قوی رکھنی۔
۱۳۔ وقوف کے وقت ہر دعا کو تین بار کہنا۔
۱۴۔ وقوف میں ہر دعا کو حمد و صلوٰۃ سے شروع کرنا اور اسی طرح ختم کرنا
۱۵۔ ہر دعا کے پیچھے آمین پڑھنا۔
۱۶۔ وقوف کی حالتیں احتیاطاً نیک کام بہت کرے۔ مثلاً فقراء کو خیرات کرنی۔ ضعیفوں اور محتاجوں پر رحم کرنا عاجزوں کو درویشوں سے نیکی کرنا ہمسایوں اور رشتہ داروں سے نرمی سے پیش آنا۔ کھانا کھلانا اور پانی پلانا۔
۱۷۔ اپنے ساتھی اور ساربان سے نہ لڑنا۔

محرمات — ۱۔ واجب کو ترک کرنا (یعنی حدود عرفات سے باہر نکل جانا غروب آفتاب سے پہلے)

مکروہات — ۱۔ جمع بین الصلوٰتین کے بعد موقف کی طرف جانے میں دیر کرنی۔
۲۔ بلا حضوری دل کے وقوف کرنا۔
۳۔ غروب کے بعد موقف سے مزدلفہ جانے میں دیر کرنی۔
۴۔ مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ میں جلدی کرنی کہ لوگوں کو تکلیف ہو۔

۵۔ نماز مغرب عشا(۱) کہیں اور جگہ سوائے مزدلفہ کے پڑھنی۔

۷۔ مزدلفہ و وقوف مزدلفہ

شرائط وقوف — ۱۔ حج کا احرام بندھا ہوا ہو۔
۲۔ وقوف خاص مزدلفہ میں ہو نہ اسکے باہر۔
۳۔ وقت پر ہو (یعنی عید کے روز صبح طلوع ہونے پر)۔

واجبات — ۱۔ ایک لحظہ وقوف کرنا جیسا وقوف عرفات میں ہوتا ہے (امام شافعی کے نزدیک سنت ہے)۔
۲۔ جمع بین الصلوٰتین۔

سنن — ۱۔ شب باشی مزدلفہ میں عید کی رات صبح تک۔
۲۔ امتداد وقوف شروع از صبح طلوع آفتاب کے قریب تک
۳۔ مزدلفہ سے طلوع آفتاب سے پہلے منا کی طرف روانہ ہونا

مستحبات — ۱۔ سواری سے اتر کر پہلے غسل کرنا۔
۲۔ قریب جبل قزح کے وقوف کرنا۔
۳۔ بغیر تاخیر کے نماز مغرب و عشا کو عشا کے وقت میں ادا کرنا
۴۔ موقف کی طرف پیدل جانا۔
۵۔ نماز صبح باجماعت اندھیرے میں پڑھنا۔
۶۔ موقف میں روبقبلہ ہو کر دعا تلبیہ و اذکار میں مشغول ہونا
۷۔ نحر کے روز صبح کی نماز مشعر الحرام میں پڑھنا۔

مکروہات — ۱۔ مزدلفہ میں سورج نکلنے تک ٹھہرنا
۲۔ امام سے آگے یا پیچھے مزدلفہ سے روانہ ہونا۔

۸۔ منا

سنن — قربانی کی راتوں میں منا میں رہنا۔

مکروہات — سوائے منا کے شب منا کے سوا دوسری جگہ شب باشی کرنا۔ اگرچہ مکہ ہی میں کرے۔

۹۔ رمی جمار

شرائط و فرائض — ۱۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت عید کے روز طلوع فجر سے دوسرے روز طلوع فجر

(۱) مغرب عشا سوائے مزدلفہ کے اور جگہ پڑھنی حرام ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کو مزدلفہ میں جمع کرنا واجب ہے

دیگر ایام کی رمی جمار کا وقت گیارہویں کی طلوع فجر سے تیرہویں کی غروب آفتاب تک ہے۔

۲۔ کنکریاں جمرے پر پڑیں یا اسکے نزدیک تین ہاتھ کے فاصلہ پر۔

۳۔ کنکریاں مارنا نہ کہ جمرہ پر رکھدینا۔

۴۔ سات کنکریوں کو جدا جدا پھینکنا (اگر ساتوں کو ایک دفعہ ہی پھینکا تو جائز نہیں) ۔

۵۔ کنکریاں اپنے ہاتھ سے پھینکے دیگر عذر کی حالت میں نائب سے پھکوا سکتا ہے۔

۶۔ وہ کنکر زمین کی جنس سے ہو ویں (سونا چاندی یاقوت وغیرہ سے جائز نہیں) ۔

۷۔ چار کنکروں سے کم نہ پھینکے ورنہ جائز نہ ہوگا۔

واجبات — ۱۔ جمرہ عقبیٰ کی رمی سر منڈوانے سے پہلے کرنا۔

۲۔ چار کنکروں سے زیادہ پھینکنا۔

۳۔ ہر روز کی رمی کی اس کے آخیر وقت تک تاخیر نہ کرنا۔

سنن — ۱۔ رمی کرنا بطن وادی سے۔

۲۔ پے درپے کنکر پھینکنا۔

۳۔ کنکر پھینکتے وقت جمرے سے پانچ گز سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا

۴۔ ہر روز کی رمی ترتیب وار کرنا۔

۵۔ وقت کا لحاظ رکھنا (یعنی مسنون وقتوں میں جمرات پر کنکر مارنا)

۶۔ کنکر چھوارے کی گٹھلی کے برابر ہو۔

۷۔ جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد وقوف کرنا، دعا کے واسطے اور عقبہ کی رمی کے بعد نہ کرنا۔

مستحبات — ۱۔ رو بقبلہ کھڑا رہنا کنکر مارتے وقت سوائے جمرہ عقبہ کے کہ اس دن کعبہ کو بائیں طرف کرکے جمرہ کی طرف منہ کرنا مستحب ہے

۲۔ باوضو رہنا۔

۳۔ جمرہ عقبہ کی رمی سواری پر کرنا اور دیگر جمروں کی پیدل۔

۴۔ دائیں ہاتھ سے رمی کرنا۔

۵۔ چاروں دنوں میں رمی کرنا (یعنی چوتھے دن کی رمی کو ترک نہ کرنا) ۔

۶۔ انگوٹھے پر کنکر رکھکر شہادت کی انگلی کے زور سے پھینکنا

۷۔ کنکر مزدلفہ سے چنکر لانا جمرہ عقبہ کے لئے نہ دیگر جمرات کے لئے۔

۸۔ کنکروں کا دھونا رمی سے پہلے۔

۹۔ نحر کے روز رمی جمرہ عقبہ کرنا بعد طلوع آفتاب کے۔

مکروہات — ۱۔ کنکروں کو مسجد اور جمرہ سے اور ناپاک جگہ سے لینا

۲۔ بڑے پتھر کا توڑنا کنکر بنانے کے لئے۔

۳۔ جمرہ عقبہ کی رمی اونچے پر چڑھ کر کرنا بجائے نیچی جگہ کے

۴۔ جمرے عقبہ کی رمی کرتے وقت پانچ گز سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا

۵۔ جمرے عقبہ کے رمی کو رات تک ملتوی کر دینا (کیونکہ عید کی صبح صادق سے لیکر رات بھر اور صبح تک جائز ہے)

۶۔ اگر وہاں کے پڑے ہوئے یا مستعمل کنکروں سے رمی کرے

۷۔ اگر چھوارے کی گٹھلی سے بڑے کنکر سے رمی کرے

۱۰۔ حلق یعنی سر منڈوانا

واجبات — ۱۔ پاؤ سر کا حلق یا قصر۔

۲۔ حلق یا قصر کرنا مکان معین میں یعنی حرم میں۔

۳۔ حلق یا قصر کرنا زمان معین میں یعنی ایام نحر میں۔

سنن — ۱۔ تمام سر کا حلق یا قصر۔

۲۔ عورتوں کو قصر مسنون ہے۔

۳۔ پاؤ سر کا قصر بقدر انگل کی ایک پور کے۔

محرمات — حلق کرنا عورتوں کے واسطے۔

مکروہات — اگر صرف پاؤ سر کے حلق یا قصر پر اکتفا کرے۔

کتاب الحج والزیارت

باب ۴ فصل اوّل - حج کے مہینے اور مناسک کی ادائیگی

حج کے مہینے شوال و ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ اور حج کے تمام افعال ان ہی مہینوں کے اندر ادا ہونے چاہئیں۔ امام شافعی کے نزدیک تو احرام بھی ان ہی مہینوں میں باندھا جائے۔ مگر امام اعظم کے نزدیک احرام اگر ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جائے تو جائز ہے۔ تمتع میں بھی یہی قاعدہ ہے کہ سوائے احرام عمرہ کے تمام افعال ماہ ہائے حج میں ادا ہونے چاہئیں۔ نزد امام اعظمؒ۔ ہاں قران میں اگر عمرہ ماہ ہائے حج سے پہلے ادا کرے تو مضائقہ نہیں۔ عمرہ اگر ماہ ہائے حج سے پہلے یا بعد ادا کیا جائے تو کچھ حرج نہیں اور ماہ ہائے حج میں بھی ہو تو مضائقہ نہیں (بشرطیکہ عمرہ سفر کرنا ہو)۔

۱۵ حج کے مہینے اور ان کا تعلق مناسک سے

۱۔ حج کے مہینے شوال۔ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ — ہدایہ

ا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے الحج اشہر معلومات (یعنی حج کے کچھ مہینے مقرر ہیں)

ب۔ امام مالک کے نزدیک شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ تینوں مہینے ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک شوال ذیقعدہ اور ۹ دن ذی الحجہ کے ہیں۔ — درمختار

دلیل۔ عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن زبیر سے یہی روایت ہے کہ حج کے مہینے شوال و ذیقعدہ و دس روز ذی الحجہ کے ہیں۔ دوم یہ کہ دس ذی الحجہ کے بعد حج فوت ہو جاتا ہے اگر تمام مہینہ ذی الحجہ کا حج کے واسطے ہوتا تو دس ذی الحجہ کے بعد بھی کوئی شخص حج کر سکتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آیت کا مطلب دو ماہ اور ذی الحجہ کے دس روز ہیں — ہدایہ

۲۔ عمرہ میں کل افعال حج کے مہینوں میں (بشرطیکہ اس سال میں حج نہ کرے) یا حج کے مہینوں سے پہلے ادا ہوں یا بعد۔

تشریح۔ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور اسی سال حج بھی کیا تو وہ متمتع ہوگا۔ گو یا صرف عمرہ کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ اس سال حج نہ کرے۔ اگر کریگا تو متمتع ہو جائیگا — دیکھو اسی فقرہ کا مسئلہ ۴

۳۔ حج کے کل افعال ماہ ہائے حج میں ادا ہونے چاہئیں — فتاویٰ عالمگیری

تشریح۔ اگر حج کے افعال مثلاً طواف یا سعی میں سے کوئی بھی ان مہینوں سے پہلے کیا تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ ہاں امام اعظم کے نزدیک اگر احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ لے تو جائز ہے لیکن امام شافعی کے نزدیک وہ احرام عمرہ کا ہو جائیگا۔ کیونکہ

ا کیونکہ حج کا وقت ابھی شروع نہیں ہوا اور عمرہ کا وقت موجود ہے جیسے احرام باندھا جیسا کہ حج کا وقت جاتا رہنے سے حج فوت ہو جاتا ہے تو احرام اسکا عمرہ کا ہو جاتا ہے کہ عمرہ کرکے احرام اتار دے۔ کفایہ

علماء شافعیؒ کے نزدیک احرام رکن ہے حج کا اور علماء حنفیہ کے نزدیک شرط ہے۔ جیسا کہ وضو شرط ہے نماز کے واسطے اور اسی وجہ سے اگر نماز کے وقت سے پہلے وضو کر لیا جائے تو جائز ہے۔ لہٰذا احرام بھی اگر ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ لیا جائے تو جائز ہے۔ احرام کا تو مقصد یہ ہے کہ بعض چیزیں اپنے اوپر حرام کر لینی۔ جیسے شکار مارنا وغیرہ اور بعض اپنے اوپر لازم کر لینی تو اس طرح احرام ہر وقت درست ہے اور احرام کا وقت سے پہلے باندھنا ایسا ہی ہے جیسے میقات سے پہلے باندھنا۔ ہدایہ و عالمگیری۔

۴۔ تمتع میں عمرہ کے کل افعال حج کے مہینوں میں ادا ہونے چاہئیں۔ ہدایہ

تشریح۔ امام شافعیؒ کے نزدیک کوئی فعل بھی ان مہینوں سے باہر نہ کیا جائے یہاں تک کہ احرام بھی ان مہینوں کے اندر ہی باندھا جائے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک ان مہینوں سے پہلے احرام باندھنا اور طواف کے تین چکر کر لینے کا مضائقہ نہیں۔ امام مالکؒ کے نزدیک عمرہ کا بہت سا حصہ ان مہینوں سے پہلے کر لینے کا مضائقہ نہیں یہاں تک کہ عمرہ کا اختتام ان مہینوں میں ہونا کافی ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ عمرہ اور حج کے بیچ میں المام صحیح سے اپنے وطن واپس نہ جائے۔ از ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ۔

الغرض تمتع کے متعلق یہ باتیں قابل غور ہوتی ہیں (مطابق مذہب حنفی)

۱۔ مکی۔ (یعنی تمتع کرنے والا اگر مکی ہو تو غیر مکی کے حکم میں ہونا چاہیے (دیکھو فقرہ ۱۳)

۲۔ غیر مکی۔ (یعنی تمتع کرنے والا غیر مکی ہو)

۳۔ وقت۔ (یعنی عمرہ کے افعال ماہ ہائے حج میں ہوں۔ چاہے احرام پہلے باندھ لیا ہو۔

۴۔ المام۔ (یعنی عمرہ اور حج کے بیچ میں اگر وطن جائے تو المام صحیح سے نہ جائے۔

یعنی مکہ کی واپسی کے واسطے کوئی موقع ضرور ہو) اور سفر واحد کے معنی یہی ہیں کہ اگر وطن واپس بھی آجائے تو پھر مکہ جانا ضرور ہو۔ تو گویا یہ واپسی سفر ہی میں شمار ہوگی۔

تمتع میں ذیل کی صورتیں ظاہرا پیچیدہ ہیں مگر اسی مسئلہ کے مطابق ہیں۔ (تمتع کی اور صورتیں فقرہ ۱۳ میں ملیں گی)

۱۔ وقت۔ اگر رمضان میں احرام باندھا اور سال آئندہ کے شوال تک احرام قائم رکھا پھر عمرہ کیا اور اسی سال میں حج کیا تو وہ متمتع ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ وقت۔ اگر عمرہ کے طواف کے تین چکر رمضان میں کئے اور باقی شوال میں پھر اسی سال حج کیا تو وہ متمتع ہے۔[۵۸] فتح القدیر۔

۳۔ وقت۔ حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کے طواف کے تین چکر کئے پھر باقی عمرہ اور حج حج کے مہینوں میں کیا تو متمتع ہوگا۔ شرح وقایہ

۴۔ وقت 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 چار چکر کئے 〃 〃 〃 〃 〃 نہ ہوگا[۵۵] ہدایہ

۵۔ وقت۔ المام حج کے مہینوں میں 〃 〃 تین چکر کئے اور احرام میں رہا اور وطن آگیا اور پھر حج کے مہینوں میں عمرہ پورا اور حج کیا تو متمتع ہوگا[۵۶] عالمگیری

۶۔ وقت۔ المام 〃 〃 〃 〃 〃 〃 چار چکر کئے 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۷۔ وقت۔ المام 〃 〃 〃 〃 〃 چکر کئے اور عمرہ تمام کیا اور احرام کھول دیا اور وطن آگیا پھر اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ عالمگیری

۸۔ وقت۔ المام 〃 〃 〃 〃 〃 〃 تین چکر کئے 〃 〃 عمرہ کو تمام کیا اور حج کیا تو متمتع نہ ہوگا[۵۷] 〃

۹۔ وقت۔ المام 〃 〃 〃 〃 〃 〃 چار چکر کئے 〃 〃 〃 〃 تو متمتع ہوگا 〃

۱۰۔ وقت۔ المام 〃 〃 〃 〃 〃 پورا عمرہ کیا اور سوق ہدی کی 〃 〃 حج کیا تو متمتع ہوگا 〃

---

[۵۱] چنانچہ متمتع وہ شخص ہے جو عمرہ کے افعال حج کے مہینوں میں ادا کرے یا حج کے مہینوں میں تین مرتبہ سے زیادہ عمرہ کا طواف کرے۔ اور پھر حج کا احرام باندھے اور اسی ہی سال میں وطن جانے سے پہلے حج کرے خواہ پہلے احرام سے باہر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ فتاویٰ قاضی خاں [۵۲] وجہ یہ ہے کہ انکے نزدیک ایک سفر میں حج و عمرہ ہونا چاہیے۔ چاہے عمرہ کے تھوڑے ہی افعال ماہ ہائے حج میں ہوں۔ [۵۳] المام صحیح اسکو کہتے ہیں کہ اپنے وطن واپس آجائے اور مکہ جانا اسپر واجب نہ ہو۔ محیط [۵۴] تشریح۔ تمتع میں یہ شرط نہیں ہے کہ جس سال میں عمرہ کا احرام باندھے اسی ہی سال میں حج بھی کرے۔ بلکہ یہ شرط ہے کہ جس سال میں عمرہ کرے اسی سال حج بھی کرے۔ عالمگیری [۵۵] بلکہ اس نے حج یا عمرہ جدا جدا کیا اور اسپر (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷ پر ملاحظہ ہو)

کتاب الحج والزیارت

۲۱ - نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ اول - ابتدائی - یا ترتیب ادائیگی عمرہ)
(اس سلسلہ کے نقشہ دوم سوم چہارم وغیرہ کے واسطے دیکھو فقرہ)
موقع ۱ - گھر - عازم حج گھر سے روانہ ہوتا ہے -
موقع ۲ - میقات - میقات پر پہنچتا ہے اور احرام باندھتا ہے -
موقع ۳ - حرم - حدود حرم میں داخل ہوتا ہے تو یہاں ادب سے پیدل ہو لیتا ہے -
موقع ۴ - مدعی - یہاں مقام مدعی پر پہنچتا ہے اور دعا مانگتا ہے -
موقع ۵ - مکہ - اب شہر مکہ میں داخل ہوتا ہے -
موقع ۶ - مسجد حرام - اب مسجد حرام کے اندر جاتا ہے -
موقع ۷ - طواف - اب طواف کرتا ہے یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر سات چکر کرتا ہے (نقشہ میں ایک دکھایا ہے) پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھتا ہے -
موقع ۸ - سعی - اب سعی کرتا ہے یعنی حجر اسود کو بوسہ دیکر صفا و مروہ میں سات پھیرے کرتا ہے (نقشہ میں ایک دکھایا ہے) پھر مقام ابراہیم پر نماز پڑھ کر قیامگاہ پر واپس آجاتا ہے -
موقع ۹ - مکہ میں قیام - یہ موقع قیام گاہ ہے -
نقشہ ترتیب ادائیگی حج
بر اعظم افریقہ
گھر
حدود میقات
حدود حرم
حدود شہر
صفا
مروہ
مسجد حرام
مقام ابراہیم
حجر اسود
خانہ کعبہ
حطیم
عرفات
منا
مزدلفہ

ھدایت :- اس باب کے مطالعہ کے وقت یہ خیال کرلینا چاہئے کہ پانچ آدمی سفر حج کو جارہے ہیں ۱ - صرف عمرہ کرنے والا ۲ - صرف حج کرنے والا ۳ - قران کرنے والا ۴ - تمتع کرنے والا (جو قربانی ساتھ لے گیا ہے) ۵ - تمتع کرنے والا (جو قربانی ساتھ نہیں لے گیا ہے) ، پہلا آدمی اپنا سفر موقع ۱ سے شروع کرکے موقع ۹ پر ختم کرتا ہے۔ یعنی عمرہ کے کل افعال اس موقع پر ختم ہو جاتے ہیں ، باقی سب آدمی اپنا سفر موقع ۱ سے شروع کرکے موقع ۸۱ پر ختم کرتے ہیں۔ سب اپنے اپنے احکام کی پوری پوری پابندی کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان ہی کے احکام ہیں جس موقع پر تبدیلی واقع ہوئی ہے اس کا اشارہ کنارہ پر کردیا گیا ہے۔ مثلاً قران کا (ق) تمتع مع سوق ہدی کا (تمتع) اور تمتع بلا سوق ہدی کا (متمتع) کنارہ پر لکھدیا گیا ہے اور عمرہ کے متعلق جو بعض احکام ضمناً موقع ۸۱ تک آئے ہیں انکے کنارہ پر (ع) کا نشان دیا گیا ہے ۔
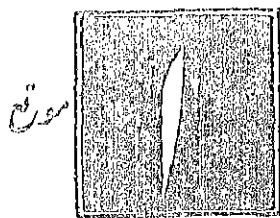
موقع

گھر سے روانہ ہونا
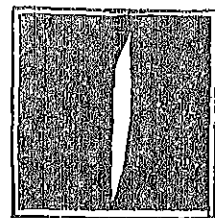
موقع

۲۲ حج کیواسطے روانگی کا ارادہ کرے تو امور ذیل پر غور کرے

۱ - خالص نیت سے حج کا ارادہ کرے یعنی مکر و فریب اور ریا اور غرور دل سے نکال دے ۔ عالمگیری۔

ا - مطلب یہ ہے کہ دنیا کے دکھانے کے واسطے حج کا ارادہ نہ کرے محض خدا کے واسطے حج کا ارادہ کرے ۔

ب - سیر و سیاحت کی غرض سے اور تجارت کی غرض سے وہاں نہ جائے اور حج کا بہانہ کرے ۔ یعنی ظاہر تو یہ کرے کہ میں حج کو جاتا ہوں اور جائے سیر اور تجارت کے واسطے اور ساتھ ہی حج بھی کرے ۔ نہیں بلکہ اصلی مطلب حج ہونا چاہیئے۔ اگرچہ تجارت بالعرض ہو تو مضائقہ نہیں ۔ کیونکہ کلام مجید میں آیا ہے ۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا

فضائل حج زیر کیا۔

حج - بعض علماء نے محمل میں سوار ہونا اسی وجہ سے مکروہ لکھا ہے کہ وہ غرور پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں اگر غرور دل میں نہ لائے تو سوار ہونے کا مضائقہ نہیں۔ فتاوی عالمگیری

۲- قرض اگر کچھ ہو تو اُس کو ادا کرے۔ فتاوی ظہیریہ ۱- زرمہر قرض ہے اُسکو ادا کرنا چاہیئے یا بیوی سے معاف کرانا چاہیئے۔

۳- گناہوں سے توبہ کرے۔ فتاوی عالمگیری

۴- کسی سمجھدار آدمی سے سفر کے متعلق مشورہ لے۔ حج کے متعلق مشورہ نہ کرے کیونکہ اسکی خوبی تو مسلمہ ہے۔ عالمگیری

۵- نماز روزہ اور دیگر فرائض اگر اس سے رہ گئے ہیں تو ان کو دوبارہ ادا کرے اور اپنے قصور پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا ارادہ دل میں کرے۔ بحر الرائق

۶- اگر کسی کی امانت اس کے پاس رکھی ہو تو واپس کرے۔ یا کسی کی چیز ظلم سے لے رکھی ہو تو واپس کرے۔

۷- اپنے دشمنوں کو راضی کرے کہ حدیث میں آیا ہے لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ تَوْبَةَ عَبْدٍ حَتّٰى يُرْضِيَ الْخُصَمَاءَ۔ وَاِذَا رَضِيَ خُصَمَاؤُهٗ اَرْضَتْ وَ يَقْبَلُ اللّٰهُ تَوْبَتَهٗ وَصَوْمَهٗ وَصَلٰوتَهٗ۔ اور یہ بھی آیا ہے دِرْهَمٌ وَاحِدٌ يُرَدُّ فِي الْخُصَمَاءِ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ۔

۸- حقوق العباد حتی المقدور معاف کرائے۔ فتح القدیر

۹- مال حلال حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ بغیر مال حلال کے حج قبول نہیں ہوتا۔ خیر اگر غیر حلال ہے تو فرض حج کا ادا ہو جائیگا۔ فتح القدیر (ناجائز مال سے حج کرنیکے متعلق دیکھو فقرہ ۵ مسئلہ ۷)

۱۰- اہل و عیال کا نفقہ ادا کرے۔ اتنا نفقہ دے کہ اُس کی واپسی تک کے واسطے کافی ہو۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ اَهْلَهٗ۔ انسان کو گناہگار ہونیکو یہی کافی ہے کہ اپنے اہل سے بے توجہی کرے۔

۱۱- ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ اس شکریہ میں کہ میرا ارادہ روانگی حج کا قوی ہوگیا۔

۱۲- یہ چیزیں ساتھ لیجانے کے واسطے علیحدہ رکھے۔ مسواک۔ سرمہ۔ سلائی۔ سوئی دھاگہ۔ آئینہ۔ کنگھی۔

۱۳- حج کے احکام معلوم کرے۔ اگر ممکن ہو تو ایک کتاب مناسک حج کے متعلق اور قرآن شریف اور دعاؤں کی کتاب ساتھ رکھے

۱۴- اپنے اہل و عیال اور بھائیوں کو رخصت کرے اور ان سے اپنی خطائیں معاف کرائے اور اس غرض سے خود ان کے پاس جاوے۔ فتاوی عالمگیری

۱۵- استخارہ اس طرح کرے کہ سنت ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو دعاء استخارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

---

۱۵ اس آیت کے معنی و تفسیر و شان نزول کے متعلق دیکھو فقرہ ۲۰) ۱۵۲ نہیں قبول کرتا اللہ بندے کی توبہ جبکہ وہ راضی کرے اپنے دشمنوں کو پس جب راضی ہوئے دشمن تو اللہ بھی راضی ہو جاتا ہے اور قبول کر لیتا ہے اسکی توبہ اور اس کا روزہ اور نماز۔ اور ایک درم جو دشمن کے حق میں دیا جائے بہتر ہے دینے والے کے لئے ہزار برس کی عبادت سے۔

۱۶۔ بہتر ہو کہ وصیت لکھکر کسی امانت دار کے سپرد کرے تاکہ اگر خود حج میں مرجائے تو حقوق العباد اور حقوق اللہ جو اسکے ذمہ ہوں اسکے بعد ٹھیک طور پر ادا کئے جاسکیں۔ حدیث میں آیا ہے

لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّبِیْتَ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُہٗ مَکْتُوْبَۃٌ تَحْتَ رَاْسِہٖ۔

ترجمہ۔ نہیں حلال ہے اس شخص کے واسطے جو ایمان لائے اللہ پر اور یوم آخر پر کہ سوئے دو رات لیکن یہ کہ وصیت لکھی ہوئی رکھی ہو اسکے سرہانے۔

۲۳ روانگی کے متعلق ان امور کا خیال رکھے

۱۔ جمعرات کو روانہ ہونا مستحب ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز حجۃ الوداع کے واسطے روانہ ہوئے تھے۔ یا مہینہ کے پہلے پیر کو چلے۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ وطن سے اس طرح رخصت ہو جس طرح سفر آخرت کے واسطے جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۳۔ گھر سے رخصت ہوتے وقت بہتر ہے کہ سات مساکین کو کھانا کھلائے۔

۴۔ گھر سے نکلتے وقت دو گانہ پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ۔ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ۔ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ۔ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ ثِقَتِیْ وَاَنْتَ رَجَائِیْ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ مَا اَھَمَّنِیْ وَمَا لَا اَھْتَمُّ بِہٖ۔ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ عَزَّ جَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ اِلَی الْخَیْرِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ۔ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ۔ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ۔ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ ؁

اے اللہ میں تیرے لئے جدا ہوا۔ اور میں تیری طرف متوجہ ہوا۔ تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیرے پر توکل کیا میں نے۔ اے اللہ تو میرا اعتماد ہے۔ اور تو میری امید ہے۔ کفایت کر مجھکو جو مشکل میں ڈالے اور جو مشکل میں نہ ڈالے مجھکو۔ اور جو چیز کہ تو زیادہ جاننے والا ہے مجھ سے غالب ہے۔ پناہ مانگنے والا تیرا۔ اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے۔ اے اللہ توشہ دے مجھے تقویٰ اور بخش میرے گناہ۔ اور متوجہ کر مجھکو طرف بہتری کے۔ جدھر متوجہ ہوں میں۔ اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سختی سفر اور برائی لوٹنے کی سے اور نقصان سے بعد فراخی کے اور برائی نظر کی سے بیچ اہل اور مال کے۔

۵۔ گھر کے دروازہ سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؁

نکلتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے نہیں ہے بازگشت اور نہیں قوت مگر اللہ سے۔ جو بڑا ہے اور عظمت والا ہے۔ توکل کیا میں نے اللہ پر۔ اے اللہ تو توفیق دے مجھکو واسطے اس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اور بچا مجھکو شیطان مردود سے۔

اسکے بعد آیت الکرسی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے۔ فتاویٰ ظہیریہ

۶۔ گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے۔

اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاعْصِمْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

اے اللہ پناہ مانگتا ہوں تیری اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا نادانی کروں یا نادانی کی جائے مجھ پر ساتھ نام اللہ کے بھروسہ کیا میں نے اللہ پر نہیں ہے بچنا گناہ سے اور قوت عبادت مگر بسبب اللہ برتر بزرگ کے۔ اے اللہ توفیق دے مجھکو اس چیز کی جسکو تو دوست رکھتا ہے اور جس سے تو خوش ہوتا ہے اور بچا مجھکو شیطان مردود سے۔

۷۔ اب لوگوں سے مصافحہ کرے تو یہ کہے۔

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَإِيْمَانَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ۔

خدا کو سپرد کرتا ہوں دین تمہارا اور ایمان تمہارا اور انجام کار تمہارا۔

۸۔ اب جو لوگ عازم حج سے ملکر جانے لگیں تو یہ کہیں۔

فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدٰى۔

بیچ حفاظت اللہ کی رہو اور پناہ اس کی کے توشہ دے اللہ تجھکو پرہیزگاری سے اور دور رکھے تجھکو ہلاکت سے۔

۹۔ سواری پر سوار ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ عالمگیری

بِسْمِ اللّٰهِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ابتدا کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور نہیں قدر جانی اللہ کی ان لوگوں نے جیسی کہ چاہئے اور زمین تمام اس کی مٹھی میں ہوگی دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہوئے ہوں گے اسکے داہنے ہاتھ میں۔ پاک ہے وہ اور برتر ان کے شرک کرنے سے۔ ساتھ نام اللہ کے ہے چلنا جہاز کا اور ٹھہرنا اُن کا تحقیق پروردگار میرا البتہ بخشنے والا مہربان ہے) یا یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَعَلَّمَنَا الْقُرْآنَ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

سوار ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور حمد ہے واسطے اللہ کے جس نے ہدایت کی ہمکو واسطے اسلام کے اور سکھایا ہمکو قرآن اور احسان کیا ہم پر ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد ہے واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ جسنے کیا مجھکو بہتر امت میں جو نکالی گئی ہے واسطے آدمیوں کے پاک ہے وہ اللہ جسنے مسخر کیا واسطے ہمارے یہ جانور اور نہیں تھے ہم واسطے اسکے طاقت رکھنے والے اور ہم طرف رب اپنے کے لوٹنے والے ہیں اور حمد ہے واسطے اللہ کے جو رب العالمین ہے۔

۲۴ راستہ میں امور ذیل مد نظر رکھے

۱۔ راستہ میں لوگوں سے خوش اخلاقی برتے اور کسی سے لڑائی کی بات نہ نکالے۔ اور ممکن ہو تو راستہ میں لوگوں کو کھانا کھلائے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حج کی نیکی إِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ ہے۔ (کھانا کھلانا اور نرمی سے کلام کرنا)

۲- راستہ میں سواری اور کھانے میں کسی کی شرکت نہ کرے کیونکہ اس میں اکثر جھگڑا رہتا ہے۔

۳- کسی نیک آدمی کا ساتھ ہو جائے تو اچھا ہے اور بہتر ہے کہ اجنبی شخص ہو نہ کہ رشتہ دار۔ عالمگیری

۴- راستہ میں اتقا اور پرہیزگاری اور تحمل اور بردباری کو کام میں لائے۔

ا- ایک بزرگ تو اس قدر اتقا کو کام میں لائے کہ کوئی شخص ان کے پاس ایک خط لایا اور کہا کہ مکہ شریف پہنچ کر یہ خط فلاں شخص کو دیدیں۔ انہوں نے کہا ٹھہر جاؤ اونٹ والے سے دریافت کر لوں کہ آیا خط کا بوجھ بھی لا دسکتا ہوں کیونکہ وہ اپنا اسباب پہلے ساربان کو دکھا چکے تھے۔

۵- راستہ میں کسی کو برا نہ کہے اگر کسی کے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔ تب بھی اسکو کچھ نہ کہے۔

۶- کرایہ کی سواری میں یہ لحاظ رکھے کہ بوجھ کس قدر اٹھا سکتی ہے۔ اس سے زیادہ بوجھ نہ لادے۔ فتح القدیر

ا- اگر کسی کی اپنی سواری ہو تو اسکو اسکی معمولی خوراک سے کمی نہ کرے۔ عالمگیری

یادداشت- جو شخص حج کو جائے اسکو چاہئے کہ پہلے حج کرے پھر مدینہ جائے اگر حج فرض نہ ہو تو چاہے مدینہ پہلے چلا جائے اور پھر حج کرے۔ حج فرض کی صورت میں بھی اگر پہلے مدینہ جائے اور پھر حج کرے تو جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری
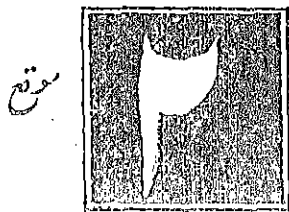
موقع اب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے موقع
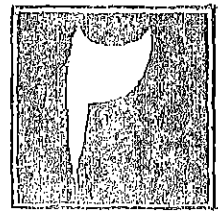
جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ میقات ہی پر احرام باندھے۔ اگر میقات سے بہت پہلے بلکہ گھر سے احرام باندھ کر چلے تو بعض علماء کے نزدیک افضل ہے۔ بلکہ حضرت علی نے وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ کا مطلب یہی لیتے ہیں کہ گھر سے احرام باندھ کر چلنا چاہئے۔ احرام اس طرح باندھا جاتا ہے کہ نہا دھو کر ایک چادر اور تہمد پہن کر دو رکعت نفل پڑھے اور جانماز پر بیٹھے اور عمرہ اور حج کی نیت کرے۔ اور لبیک بطریق مسنون کہے جس احرام بندھ گیا۔ مگر بجائے لبیک کے اگر کسی قربانی کے جانور کو لیا اور ہدی ہانک کر لے چلے تب لبیک کی بھی ضرورت نہیں۔ یاد رہے کہ تہمد باندھ لینے اور چادر اوڑھ لینے سے کوئی شخص محرم نہیں ہو سکتا جبتک کہ نیت عمرہ یا حج وغیرہ کی دل میں نہ کرے۔ اہل مکہ جو تحت میزاب احرام باندھتے ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ وہ گھر سے غسل وغیرہ کرکے لباس احرام باندھ کر آتے ہیں اور تحت میزاب دو رکعت نماز پڑھ کے نیت احرام کی کرتے ہیں۔ اسی وقت سے احرام صحیح ہو جاتا ہے۔ عمرہ۔ حج وتمتع وقران سب کے واسطے احرام ایک ہی طریق پر باندھا جاتا ہے۔ بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ شریف جانے پر ایک قربانی جزا میں دینی ہوتی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں بروایت ابن عباس آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص بغیر احرام کے میقات سے تجاوز نہ کرے اور اسی طرح طبرانی کی روایت میں آیا ہے۔ مکہ شریف کے چاروں طرف احرام باندھنے کے مقامات مقرر کئے ہوئے ہیں ان کا مفصل ذکر فقرہ ۲۸ میں ہے۔ احرام باندھنے کے واسطے کوئی خاص زمانہ یا وقت نہیں ہے۔ امام اعظم کے نزدیک اگر کوئی شخص حج کے واسطے احرام باندھے تو ماہ ہائے حج سے پہلے ہی باندھ سکتا ہے۔ مگر امام شافعی اس کی اجازت نہیں دیتے ان کے نزدیک حج کا احرام ماہ ہائے حج کے اندر ہی باندھنا چاہئے۔ ہاں افعال حج کی ادائیگی کے متعلق جمیع علماء متفق ہیں کہ ماہ ہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں۔ عمرہ کے احرام کے واسطے کوئی وقت مقرر نہیں جس مہینے میں اور جب چاہے احرام باندھے اور عمرہ کرے مگر یوم عرفہ اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق میں نہ کرے۔ تمتع کے واسطے

جو عمرہ کا احرام باندھے اسکے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھ سکتا ہے مگر افعال عمرہ اور حج کے ماہ ہائے حج ہی میں ادا ہونے چاہئیں ۔ ہاں قران کے واسطے اگر عمرہ کرے تو وہ ماہ ہائے حج سے پہلے کر سکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے موقع پر معذور ہے مثلاً بیہوش ہے تو اس کا ساتھی اس کی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے اور لبیک کہہ سکتا ہے ۔ تلبیہ جو کہی جائے وہ خاص مقررہ الفاظ میں کہی جانی چاہئے ہاں اس میں کچھ بڑھا دے تو مضائقہ نہیں کمی ذرا نہ کرے ۔ صحاح ستہ میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ تلبیہ کے الفاظ میں کچھ بڑھا دیا کرتے تھے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لوگ کبھی اکثر ان مقررہ الفاظ میں بڑھا دیا کرتے تھے ۔ مگر کسی شخص نے ان الفاظ میں کمی کبھی نہیں کی ۔ تلبیہ ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر چنانچہ جیسا نماز میں ہر حالت کی تبدیلی پر اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسی طرح حالت احرام میں اونچی جگہ چڑھتے نیچی جگہ اترتے، سواروں کو آتا دیکھکر صبح ہونے پر نماز کے بعد غرض جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہر حالت کی تبدیلی پر لبیک کہی جاتی ہے ۔ تلبیہ ارکان حج یا عمرہ میں اکثر کہتے رہتے ہیں ۔ مگر حج میں تو جب کہ روز جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرتے ہی موقوف کر دیتے ہیں اور عمرہ میں جب طواف عمرہ شروع کریں جب موقوف کرتے ہیں ۔ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ حالت احرام میں دوسرے عمرہ یا حج کے احرام کی نیت کر لیتے ہیں ۔ یہ بعض موقع پر جائز ہے بعض پر ناجائز ۔ دیکھو فقرہ ۱۹۱ ۔ جب احرام بندھ جاتا ہے تو ممنوعات احرام سے پرہیز کرنا چاہئے ورنہ جزا لازم ہوگی ۔ دیکھو فقرہ ۱۷۱ سے ۱۹۰ ۔ احرام باندھنے کے بعد اگر کوئی حج یا عمرہ نہ کر سکا تو عمرہ کر کے احرام کھولے دیکھو فقرہ ۱۰۰ سے ۱۵۵ ۔

۲۵ ۔ میقات و احرام و آفاقی ۔ میقاتی و مکی کے معنے و مطلب

۱ ۔ مواقیت (واحد میقات) ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ شریف میں جانے کے واسطے احرام باندھتے ہیں ۔ ہدایہ ۔ کفایہ ۔ عینی شرح کنز

۲ ۔ احرام کے معنے حرام کر دینا ۔ چونکہ حج کرنے والے پر کئی چیزیں حرام کی گئی ہیں ۔ لہٰذا اس اظہار کے واسطے کہ اس وقت سے یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں ایک لباس جو صرف ایک چادر اور تہبند ہوتا ہے بہ نیت حج باندھا جاتا ہے جسکو احرام کہتے ہیں ۔

ا ۔ یاد رہے کہ احرام کا عمل اس وقت سے شروع ہوتا ہے جس وقت احرام کا لباس پہننے کے بعد حج کی نیت کیجائے اور لبیک کہی جائے ۔ ورنہ صرف احرام کا لباس پہنے پھرنے سے کوئی شخص محرم نہیں ہو سکتا ۔ م

۳ ۔ آفاقی وہ شخص ہے جو میقات کے باہر رہتا ہو ۔ مثلاً اہل کوفہ ، بصرہ وغیرہ وغیرہ ۔ ہدایہ و کفایہ و عینی شرح کنز

۴ ۔ میقاتی وہ شخص ہے جو میقات کے حدود کے اندر رہتا ہو یا خاص میقات پر رہتا ہو ۔ (حدود میقات کے واسطے دیکھو نقشہ فقرہ ۲۹)

۵ ۔ مکی وہ شخص ہے جو مکے میں سکونت رکھتا ہو ۔

ا ۔ حج کی اغراض کے واسطے وہ شخص بھی مکی کہلاتا ہے جو مکہ معظمہ میں پہنچکر احرام کھولدے ۔ اگرچہ اقامت کا ارادہ نہ رکھتا ہو ۔

ب ۔ وہ لوگ جو میقات کے حدود کے اندر رہتے ہیں وہ بھی اہل مکہ کے حکم میں ہیں ۔

۲۶- میقات پر احرام باندھنا یا اس سے پہلے

۱- گھر سے احرام باندھ کر چلنا افضل ہے۔ (اور قبل پہنچے میقات کے اگر احرام باندھے تو درست ہے) یہ قول علی و ابن مسعودؓ کا ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ کلام مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ اور اتمام سے یہی مطلب ہے کہ اپنے گھر سے احرام باندھ کر چلے (یعنی گھر سے ہی ارکان حج شروع کیے جائیں۔) اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں انسان کو مشقت زیادہ اٹھانی پڑتی ہے۔ اور خانہ کعبہ کی تعظیم زیادہ ہے (کہ خانہ کعبہ کی عظمت کے خیال سے پہلے ہی سے احرام باندھ لیا ہے)۔ عینی شرح کنز و ہدایہ۔

حاکم نے باب التفسیر میں مستدرک میں روایت کیا ہے کہ کسی نے حضرت علی سے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کا مطلب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اتمام حج و عمرہ یہ ہے کہ باندھے تو احرام اپنے گھر سے۔ یہ حدیث مرفوعاً ابوہریرہ سے مروی ہے۔ اور ضعیف ہے۔

۲- میقات سے پہلے احرام باندھنا افضل نہیں ہے الا اگر ممنوعات احرام سے بچ سکے تو افضل ہے۔ ورنہ میقات تک احرام باندھنے میں تاخیر کرے (نزد امام اعظم بیک روایت) جوہرۃ النیرہ و ہدایہ۔

۱- اگر متمتع اور قارن اپنے گھر یا اور کہیں سے احرام باندھے تو درست ہے۔ کیونکہ میقات سے احرام باندھنا عمرہ اور تمتع کے واسطے شرط نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

۳- میقات اس واسطے مقرر کیے گئے ہیں کہ اس سے آگے احرام میں تاخیر کرنا منع ہے۔

۱- دلیل کے واسطے دیکھو حدیث فقرہ (۲۹)

۲۷- میقات سے بغیر احرام باندھے مکہ شریف جانا

(میقات سے بغیر احرام کے شریف تک چلا جائے تو ایک قربانی دینی ہوگی اور ایک حج یا عمرہ کرنا ہوگا)

۱- جو شخص (آفاقی) مکہ شریف میں داخل ہونا چاہے (حج کرنا ہو یا کسی اور غرض کے) اس پر واجب ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر جائے اور اس احرام سے ایک حج یا ایک عمرہ کرے یا وہ حج یا عمرہ کرے جو اس کے ذمے ہے۔ (نزد علمائے حنفیہ) فتاویٰ عالمگیری۔ ہدایہ

دلیل۱- پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص میقات سے آگے نہ بڑھے مگر کہ وہ محرم ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ احرام کعبہ شریف کی تعظیم کی غرض سے باندھا جاتا ہے۔ عمرہ یا حج کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ ہدایہ

دلیل۲- مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ۔ (نہ تجاوز کرے میقات سے مگر ساتھ احرام کے) اور ایسا ہی طبرانی کی روایت میں ہے۔ و مسند امام شافعی میں ہے کہ واپس کر دیتے تھے ابن عباس اس شخص کو جو بغیر احرام میقات سے گذر کر آ جاتا تھا۔ اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں اس طرح لکھا ہے۔ کہا ابن عباس نے کہ جب کوئی شخص میقات سے آگے بڑھ جائے اور احرام نہ باندھے یہاں تک کہ داخل ہو جائے مکہ میں تو چاہیے کہ میقات پر واپس آئے اور احرام باندھے اور اگر میقات پر واپس نہ جا سکے تو چاہیے کہ وہیں احرام باندھ لے اور اس کے بدلے ایک قربانی کرے لنتی ہم۔ اگر اس شخص نے اسی سال حج یا عمرہ کیا تو وہ حج یا عمرہ جو اس کے ذمہ بوجہ بغیر احرام مکہ آنے کے لازم ہو گیا تھا وہ اسی میں شمار ہو جائے گا۔ دوسرا حج یا عمرہ علیحدہ نہ کرنا ہوگا۔ (اگر یہ حج یا عمرہ دوسرے سال کیا تو جزا کا حج یا عمرہ علیحدہ دینا ہوگا) محیط۔ باب المیقات

سا ۹۵ مجاوزۃ الوقت بغیر احرام جو فقہ کی کتب میں لکھا ہے اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر احرام کے اگر میقات پر سے گذر جائے تو جزا دینی ہوگی۔ بلکہ یہ مطلب ہے جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ میقات پر سے بغیر احرام کے گذر کر مکہ شریف پہنچ جائے اگر یہ شخص ثنی نہ ہو۔ اگر صرف میقات پر سے گذر کر کسی اور جگہ مثلاً حل میں گیا اور واپس آ گیا تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔

ا۔ امام شافعی کے نزدیک اگر آفاقی سوائے حج یا عمرہ کے کسی اور کام کے واسطے مکّہ جاتا ہو تو اسکو میقات پر احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔

ا۔ اگر بغیر احرام مکّہ شریف پہنچ گیا ہے اور وہاں احرام باندھا تو ایک حج یا ایک عمرہ بھی کرے اور ایک قربانی بھی دے کہ اس نے حق میقات ترک کیا ہے اور بغیر احرام اندر آ گیا ہے۔ یہ قربانی اس کے ذمہ اس وقت نہیں رہیگی جبکہ وہ میقات پر واپس آ جائے بشرطیکہ حج کا کوئی فعل نہ کیا ہو اور وہاں سے احرام باندھکر آئے یا اگر وقت تنگ ہے اور حج فوت ہونیکا خوف ہے تو یہاں ہی باندھے جب بھی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاوی عالمگیری۔

تشریح ـ ا۔ اگر میقات تک واپس آیا اور احرام نہیں باندھے ہوئے تھا اور پھر میقات سے احرام باندھا۔ تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور اگر میقات تک واپسی میں صاحب احرام تھا اور لبیک کہہ چکا تھا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ بقول امام ابو حنیفہ۔ اور صاحبین کے نزدیک لبیک کہیں یا نہ کہیں قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاوی عالمگیری

ب۔ اگر بغیر احرام باندھے کئی مرتبہ مکّہ شریف گیا تو ہر مرتبہ کے واسطے ایک عمرہ (یا ایک حج) کرے اور ایک قربانی بھی کرے کہ بغیر احرام کئی مرتبہ اندر آ گیا ہے۔ ہاں اگر اسی سال میقات جا کر احرام باندھکر اس نے کسی قسم کا حج یا عمرہ کر لیا تو آخر مرتبہ کی جزا کا حج یا عمرہ اور قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور اس سے پہلی مرتبہ کی اسپر باقی رہیگی۔ شرح طحاوی باب الحج والعمرہ۔

ج۔ اگر بغیر احرام مکہ چلا گیا اور پھر عمرہ یا حج کا احرام باندھکر عمرہ یا حج کیا اور وہ فاسد ہو گیا یا فوت ہو گیا اور اس کی قضا کی میقات سے احرام باندھکر تو جو قربانی میقات سے بغیر احرام گذرنے کی وجہ سے واجب تھی وہ اس کے ذمہ سے جاتی رہیگی۔ (بخلاف امام زفر)۔ ہدایہ و فتاوی عالمگیری

د۔ اگر بغیر احرام مکّہ چلا گیا۔ اور پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا یا قران کا احرام باندھا۔ تو استحساناً اسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا اور پھر عمرہ کا احرام (حرم سے) باندھا تو دو قربانیاں واجب ہونگی ایک اس وجہ سے کہ میقات سے حج کا احرام نہ باندھا دوسری اس وجہ سے کہ عمرہ کا احرام حرم کے باہر جا کر باندھا۔ فتاوی عالمگیری۔

ہ۔ اگر بغیر احرام بستان[1] بنی عامر (یعنی حدود حل) میں چلا گیا تو اس کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ فتاوی عالمگیری۔ (ملاخطہ مسئلہ)

۲۔ جو شخص اہل میقات یا اہل حل مکّہ شریف میں داخل ہونا چاہے (اگر حج کی غرض سے نہ ہو) اس کو احرام باندھنا ضرور نہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

وجہ۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو بار ہا مکّہ شریف آنا جانا پڑتا ہے۔ اور ہر دفعہ احرام باندھنا دقت سے خالی نہیں۔ ہاں اگر حج کی غرض سے اندر جانا چاہیں تب احرام باندھیں۔ ہدایہ۔

ا۔ اگر آفاقی کسی ضرورت کی وجہ سے بستان[1] بنی عامر میں گیا پھر مکّہ میں جانیکا ارادہ کیا تو بغیر احرام جا سکتا ہے کیونکہ بستان بنی عامر تو کوئی واجب التعظیم جگہ نہیں ہے کہ وہاں احرام باندھکر جائے۔ اور جب وہاں بغیر احرام پہنچ گیا اور وہاں کے لوگوں میں مل گیا تو وہ اُن ہی جیسا ہو گیا اور حدود میقات میں جو لوگ رہتے ہیں ان کو جائز ہے کہ مکّہ میں بغیر احرام جائیں تو اس شخص کے واسطے بھی جائز ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ اگر حل کا رہنے والا حل سے احرام باندھکر سیدھا عرفات جائے اور وقوف کرے تو جائز ہے اور اسکو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہدایہ

۳۔ جو شخص اہل مکّہ اگر حل میں جائے اور پھر واپس آئے (اگر حج کی غرض سے نہو) تو اسکو احرام باندھنا ضرور نہیں۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔

ا۔ اگر حج کی غرض سے مکّہ شریف میں داخل ہو تو احرام باندھے۔ ہدایہ

ب۔ اگر آفاقی حل میں جا کر رہے یا قیام کرے تو اسکے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

---

[1] بستان بنی عامر ایک مقام ہے جو میقات کے اندر ہے اور حدود حرم سے باہر ہے۔ یعنی حل میں واقع ہے۔

ج ــ مکی اگر حج کے ارادہ سے حل میں آیا اور احرام باندھا اور سیدھا عرفات باہر ہی باہر چلا گیا تو اسپر قربانی واجب ہو گی ـ کیونکہ اس کا میقات حرم ہے اور وہ اس سے بغیر احرام گذر گیا ہے ـ ہاں اگر وقوف عرفات سے پہلے حرم کے اندر واپس آگیا اور لبیک کہتا ہوا آیا تو قربانی اسکے ذمے سے جاتی رہیگی ـ اگر لبیک کہتا ہوا نہ آیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی اسکے ذمہ رہیگی ـ بخلاف صاحبین ـ ہدایہ ـ عالمگیری

د ــ مکی اگر کسی کام کے واسطے حل آیا اور احرام باندھا اور سیدھا عرفات باہر ہی باہر چلا گیا تو اسپر جزا واجب نہ ہو گی ـ عالمگیری

س ــ متمتع عمرہ سے فارغ ہوا (تو اب یہ مکی کے حکم میں ہے) اور حل میں آیا اور حج کا احرام باندھا اور عرفات میں وقوف کیا تو اسپر قربانی واجب ہو گی لیکن صاحبین کے نزدیک اگر وہ حالت احرام میں حرم کو واپس آیا اور امام اعظم کے نزدیک لبیک کہتا ہوا واپس آیا تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہیگی ـ یا حرم واپس آکر اس نے پھر احرام باندھ لیا تو بالاتفاق قربانی اسکے ذمہ نہیں رہے گی ـ غایۃ السروجی شرح ہدایہ ـ

۴ ـ نابالغ یا غلام یا کافر اگر میقات سے بغیر احرام کے تشریف چلا جائے تو اسپر کچھ جزا لازم نہیں ـ فتاویٰ قاضی خاں ـ

ا ــ اگر یہ نابالغ بعد میں بالغ ہو گیا (یعنی اگر اسکو احتلام ہوا) تب بھی اسکے ذمہ کچھ جزا لازم نہیں ـ فتاویٰ عالمگیری ـ

ب ــ اگر اس غلام کو مالک نے بعد میں احرام باندھنے کی اجازت دی اور اس نے احرام باندھا تو میقات سے بغیر احرام گذرنے کی قربانی اسپر اس وقت واجب ہو گی جب وہ آزاد ہو جائیگا ـ فتاویٰ عالمگیری ـ

ج ــ اگر یہ کافر بعد میں مسلمان ہو گیا تو اسپر کچھ جزا لازم نہیں ـ فتاویٰ عالمگیری ـ

۵ ـ اگر ایک میقات سے بغیر احرام گذر کر دوسرے میقات پر چلا جائے اور وہاں سے احرام باندھے تو جائز ہے لیکن پہلے ہی میقات سے باندھنا افضل ہے ـ عالمگیری ـ

ا ــ یہ روایت صرف ان لوگوں کے واسطے ہے جو اہل مدینہ نہیں ہیں کیونکہ اہل مدینہ کو اپنے میقات سے خصوصیت زیادہ ہے ـ سراج الوہاج ـ

تشریح ـ مطلب یہ ہے کہ اہل مدینہ اگر ذوالحلیفہ سے گذر کر کسی اور میقات پر احرام باندھنا چاہے تو اسکو اجازت نہیں ہے ـ

۲۸ ـ میقات احرام (مواقیت مکانیہ احرام)

(مقامات احرام کے واسطے دیکھو نقشہ فقرہ ۱۹)

حدیث ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ـ رواہ البخاری ومسلم

ترجمہ ـ ابن عباس سے روایت ہے کہ مقرر کئے میقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے واسطے ذوالحلیفہ اور اہل شام کے واسطے جحفہ اور اہل نجد کے واسطے قرن اور اہل یمن کے واسطے یلملم ـ اور یہ مقام ان لوگوں کے واسطے ہیں جو ان کے پاس آویں اور ان لوگوں میں سے ہو دیں جو ارادہ کریں حج اور عمرہ کا ـ اس حدیث کا اخراج کیا ترمذی اور ابو داؤد نے ـ ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ مقرر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات واسطے اہل عراق کے ذات عرق ـ اگرچہ اس حدیث کی اسناد میں افلح بن حمید ہے کہ احمد بن حنبل اسکے منکر تھے ـ تو نکالا عبدالرزاق نے مالک سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات مقرر کیا واسطے اہل عراق کے ذات عرق ـ اس طرح یہ حدیث صحیح ہے ـ

سلہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مدینہ سے ۶ میل ہے ـ ذوالحلیفہ کو عوام آبار علی کہتے ہیں ـ عینی شرح کنز ـ ایک روایت کے بموجب مکہ معظمہ سے ۲۲۷ میل ہے ـ

۱۔ مدینہ کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے ۔ ذوالحلیفہ ۔۔

یہ مقام مکہ شریف سے ۱۹۸ میل ہے اور مدینہ شریف سے ۶ میل ۔ عینی شرح کنز

۲۔ عراق کی طرف سے آنیوالوں کیواسطے ۔ ذات عرق ۔

ا۔ یہ وہ حد ہے جو درمیان نجد اور تہامہ کے واقع ہے ۔ عینی شرح کنز
ب۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے تین روز کی مسافت پر ہے

۳۔ شام و مصر و مغرب کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے ۔ جحفہ ۔۔

ا۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے ۱۱۵ میل ہے۔ ۱۱۔ اب جحفہ ویران ہوگیا ہے تو اسکے قریب ایک مقام رابغ ہے وہاں سے احرام باندھتے ہیں ۔ عینی شرح کنز

۴۔ نجد کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے ۔ قرن ۔۔

ا۔ مکہ شریف سے ۵۰ میل ہے ۔ یہ ایک پہاڑ ہے عرفات کے پاس جہاں سے مکہ دو منزل رہجاتا ہے عینی شرح کنز ۔ یہ ایک گول پہاڑ ہے سفید رنگ کا ۔

۵۔ یمن اور تہامہ اور ہندوستان کی طرف سے آنیوالوں کے واسطے یلملم ۔۔

ا۔ مکہ شریف سے ۳۲ میل ہے ۔ اب اس کو سعدیہ کہتے ہیں (یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے) یہاں سے مکہ شریف ۲ منزل ہے ۔ عینی شرح کنز

۶۔ بے راستہ آنیوالوں کے واسطے ۔۔۔ وہ مقام میقات

ا۔ جو لوگ سمندر کے راستہ آئیں تو جب کسی میقات کے مقابل آویں تو احرام باندھیں ۔ فتاوی عالمگیری ۔ ب۔ اگر ٹھیک ٹھیک نہ معلوم کر سکے تو اندازہ سے مکہ سے دو منزل پہلے احرام باندھے عالمگیری یعنی سیدھ معلوم کرکے بیچ میں احرام باندھنا چاہئے۔

۷۔ اس طرف سے آنیوالوں کیواسطے جدہر میقات نہیں ہے ۔ مکہ سے دو منزل

یعنی ایسے شخص کو مکہ سے دو منزل پہلے احرام باندھنا چاہئے ۔ عالمگیری

۸۔ اہل حل اہل میقات کے واسطے ۔۔ کل زمین حل

ا۔ زمین حل وہ زمین ہے کہ حرم اور میقات کے بیچ میں واقع ہے ۔ لہذا کہیں بھی احرام باندھے چاہے اپنے گھر پر باندھے ۔ ہدایہ ۔ دیکھو فقرہ ۔ ۱۴ ۔ جج
ب۔ اگر حرم تک احرام باندھنے میں تاخیر کرے تو جائز ہے ۔ فتاوی عالمگیری

۹۔ اہل مکہ کیواسطے (جبکہ وہ احرام عمرہ کا باندھنا چاہیں) کل زمین حل

ا۔ اگرچہ زمین حل میں جہاں چاہے احرام باندھ سکتا ہے تاہم تنعیم میں احرام باندھنا بہتر ہے ۔ خصوصاً مسجد عائشہ رضی سے ۔ دلیل ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی کے بھائی کو حکم دیا تھا کہ حضرت عائشہ کو تنعیم لیجائیں (کہ حل میں ایک موضع ہے) اور وہاں سے وہ عمرہ کا احرام باندھیں ۔ ہدایہ ۔ کفایہ ۔
ب۔ حج عرفات میں ادا کیا جاتا ہے جو زمین حل میں واقع ہے تو حرم و حل تک کا سفر ضرور ہوا لیکن عمرہ کیواسطے اگر وہاں ہی احرام باندھکر افعال ادا کرے تو کوئی سفر نہ ہوا لہذا حل میں احرام باندھنا مقرر کیا کہ حل و حرم کا سفر ہو جاوے لیکن تنعیم میں عمرہ کا احرام باندھنا افضل جیسا کہ اوپر لکھا گیا

۱۰۔ اہل مکہ کیواسطے (جبکہ وہ احرام حج کا باندھنا چاہیں) ۔ کل زمین حرم

ا۔ اگرچہ کل زمین حرم میں احرام باندھ سکتا ہے لیکن مسجد حرام میں احرام باندھنا بہتر ہے خصوصاً میزاب کے نیچے ۔ ہدایہ ۔ دلیل ۔ صحیح یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو حکم کیا تھا کہ وہ مکہ سے احرام باندھیں ۔ ہدایہ وکفایہ

۳۵۔ اوقات احرام (میقات زمانیہ احرام)

ا۔ حج کا احرام ماہ حج سے پہلے باندھا جا سکتا ہے نزد امام اعظم لیکن امام شافعی کے نزدیک ماہ حج سے پہلے نہیں باندھنا چاہئے ۔ دیکھو فقرہ ۱۸

ا۔ تمتع و قران کا احرام باندھنے کے وقت کے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۱۵ ۔

سلا جحفہ مدینہ سے ۷ منزل پر ہے سلا حل و حرم کے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۲۱

۲۔ عمرہ کا احرام تمام سال میں کسی وقت باندھا جا سکتا ہے لیکن یوم عرفہ۔ یوم عید الضحیٰ اور ایام تشریق میں باندھنا مکروہ ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۵ مسئلہ

۳۔ دن یا رات میں کسی وقت احرام باندھنے ممانعت نہیں ہے۔ اوقات احرام کے متعلق ایک جگہ آیا ہے۔ وَاِذَا قَدَّمَ الْاِحْرَامَ عَلَى الْاَشْهُرِ يَنْعَقِدُ وَيَجُوزُ لِاَنَّهُ شَرْطٌ لٰكِنْ يُكْرَهُ وَلَا يَجُوزُ اَنْ يَعْمَلَ شَيْئًا مِنْ اَعْمَالِ الْحَجِّ مِنْ طَوَافٍ اَوْ سَعْيٍ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ۔ وَوَقْتُ الْعُمْرَةِ السَّنَةُ كُلُّهَا وَتُكْرَهُ فِي خَمْسَةِ اَيَّامٍ يَوْمِ عَرَفَةَ وَيَوْمِ النَّحْرِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيقِ۔ ترجمہ:۔ اور اگر احرام ماہ ہائے حج سے پہلے باندھا جائے تو صحیح ہے اور جائز ہے کیونکہ احرام شرط ہے۔ لیکن مکروہ ہے۔ پھر بھی یہ جائز نہیں ہے کہ افعال حج میں مثلاً طواف یا سعی کچھ بھی ماہ ہائے حج سے پہلے ادا کرے۔ اور عمرہ کے احرام باندھنے کا وقت کل سال ہے لیکن وہ بھی مکروہ ہے قربانی کے دن اور ایام تشریق میں

۳۱۔ احرام کا لباس

۱۔ احرام کے دو کپڑے ہوتے ہیں ایک تہمد جو نیچے کے بدن پر باندھا جاتا ہے۔ دوسری چادر جو اوپر کے بدن پر باندھی جاتی ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ۔

دلیل۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام میں یہی دو کپڑے پہنے ہیں اور دوسرے یہ کہ سلے ہوئے کپڑے احرام کے واسطے منع ہیں۔ ہدایہ وکفایہ۔

تشریح۔ چادر اتنی لمبی ہونی چاہئے کہ اگر داہنے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں ہاتھ کے کندھے پر ڈالی جائے تو پیچھے لٹکی رہے اور تہمد اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ اچھے طور پر باندھ سکے اور ٹخنے کھلے رہیں۔ اور اگر چادر کے دونوں سرے تہمد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں۔ از درمختار وکفایہ وفتاویٰ عالمگیری۔

ا۔ احرام کے کپڑے نئے ہوں یا مستعمل پاک ہوں۔ لیکن نئے بہتر ہیں کہ ان میں پاکی زیادہ خیال کی گئی ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ۔

ب۔ ان کپڑوں کا کوئی رنگ مقرر نہیں اکثر سفید کپڑے کا احرام باندھتے ہیں۔ بہتر ہے کہ احرام کے کپڑے سفید ہوں۔ درمختار

ج۔ اگر بجائے دو کپڑوں کے ایک ہی سے چادر وتہمد کا کام لیا جائے جس سے ستر خوب ڈھک جائے تو درست ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

د۔ اگر چادر کو کانٹے یا سوئی سے اٹکا دے یا چادر وتہمد کو ڈوری سے باندھے تو برا ہے۔ مگر کچھ جزا نہیں دی جائیگی۔ فتاویٰ عالمگیری

ہ۔ احرام کے کپڑوں میں ایسی خوشبو لگانا کہ احرام کے بعد تک اس کا اثر باقی رہے۔ بالاتفاق جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری۔

س۔ بچوں کو احرام کس طرح باندھتے ہیں۔ دیکھو فقرہ ۱۴۵

۲۔ عورتوں کا احرام ان کے سلے ہوئے کپڑے ہیں۔ اور عورت احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے۔ ہدایہ۔ کفایہ

دلیل۔ عورتوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننے اس وجہ سے جائز ہیں کہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے میں ان کی بے پردگی ہوتی ہے۔ ہدایہ وکفایہ۔

ا۔ عورتوں کو سلا ہوا کپڑا (جیسے کرتہ۔ قمیص۔ دوپٹہ۔ موزے۔ دستانے) ریشمی کپڑا اور زیور پہننے کا مضائقہ نہیں۔ عالمگیری

ب۔ عورتوں کے احکام کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۳۹ سے ۱۴۱ تک

ج۔ رنگین کپڑا اگر زعفران یا کسم کے رنگ سے رنگا ہوا تھا اور دھل چکا ہے اور اس کی خوشبو نکل گئی ہے تو عورت پہن سکتی ہے۔ کفایہ

د۔ عورت کو حالت احرام میں سر ڈھانکے رکھنا چاہئے اور چہرہ کھلا رکھنا چاہئے۔ دیکھو فقرہ ۳۲۷ مسئلہ ۲۔

۳۲۔ احرام کی تیاری

۱۔ سر کے بال منڈوائے یا کتروائے اگر ضرورت ہو اسی طرح حسب ضرورت اپنی خانگی ضروریات سے بھی فارغ ہوے۔ درمختار

ا۔ اگر ضرورت ہو تو ناخن کتروائے اور زیر ناف اور بغل کے بال دور کرے۔ اور لبیں کاٹے۔ عینی شرح کنز۔

ب۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بالوں کو نہ منڈوائے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں منڈوائے تھے۔ اور اکثر صحابہ نے بھی نہیں منڈوائے تھے سوائے حضرت علی کے۔

ج۔ اگر کسی کو سر منڈوانے کی عادت ہے تو منڈوائے ورنہ بالوں کو خطمی اور اشنان وغیرہ سے خوب دھو کر صاف کرے اور کنگھی کر کے درست کرے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

د۔ سر کے بال منڈواتے وقت شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ اگر احرام سے خارج ہوتے وقت تک سر پر بال نہ نکلے تو پھر سر کس طرح منڈیگا۔ دیکھو فقرہ۔ ۱۰۲۔

۲۔ اسکے بعد غسل کرے تو افضل ہے ورنہ وضو کرے۔ ہدایہ وعینی شرح کنز

ا۔ غسل کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے زید بن ثابت سے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور نیز بیہقی نے روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ غسل کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کپڑے پہنے اور جب ذوالحلیفہ میں تشریف لائے تو دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد اونٹ پر سوار ہوئے۔ جب سوار ہو چکے تو حج کے لئے احرام باندھا۔ حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے۔

ب۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے واسطے غسل کیا۔ اسی وجہ سے غسل افضل ہے۔ ہدایہ۔

ج۔ اس غسل میں نیت احرام کی کرے۔

د۔ اگر کوئی عذر ہو تو تیمم کرے۔ درمختار

س۔ یہ غسل نظافت بدن کے واسطے ہے۔ لہذا حائض کو بھی بحالت حیض غسل کرنا چاہئے لیکن یہ غسل اسکے غسل فرض کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ ہدایہ وعینی شرح کنز

س۔ غسل کے بدلے وضو کیا جا سکتا ہے جیسا کہ نماز جمعہ کے واسطے ہوتا ہے لیکن غسل بہتر ہے کیونکہ اس سے پاکی زیادہ بہتر طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ہدایہ

ص۔ اگر کوئی خوشبودار مصالحہ مل کر نہائے تو مضائقہ نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ مصالح ایسا ہو کہ بعد غسل اسکا اثر باقی نہ رہے۔ ہدایہ

(ا) اگر اثر بعد غسل باقی رہے تو امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور امام مالک اور امام شافعیؒ بھی اسی پر متفق ہیں کیونکہ پھر یہ ہوتا ہے کہ محرم خوشبو سے فائدہ اٹھاتا ہے اور خوشبو کو استعمال کرنا بلکہ خوشبو سے فائدہ اٹھانا حالت احرام میں جائز نہیں۔ اور آکی اصلیت یہ ہے فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ رواہ البخاری ومسلم۔ اور بعد احرام کے خوشبو کا اثر پیشانی مبارک پر باقی رہتا تھا۔ ہدایہ

تشریح۔ ا۔ احرام کے بعد خوشبو لگانی منع ہے (دیکھو فقرہ ۳۹) لیکن اگر خوشبودار مصالح سے بدن دھویا گیا اور خوب اچھی طرح صاف کر لیا گیا تو ظاہر ہے کہ مصالح بدن کے اوپر لگا تو رہا ہی نہیں گیا بدن میں پیوست ہو کر جزو بدن ہو گیا اب اگر بعد میں پھوٹ کر خوشبو نکل آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

یاد رہے کہ اس کی مثال سلے ہوئے کپڑے سے نہیں دیجاسکتی کہ اگر سلا ہوا کپڑا بدن پر رہگیا اور بعد احرام کے خیال آیا کہ سلا ہوا کپڑا بدن پر ہے تو اسکے واسطے یہ حکم نہیں ہے جو خوشبو در مصالحہ کے متعلق ذکر ہوا۔ عنایہ شرح ہدایہ لکھنوی جیم۔ ۲۔ اصل بات یہ ہے کہ جو خوشبو احرام سے پہلے استعمال کیجائے در حالیکہ بدن خوب ملکر صاف کرلیا جائے تو اگر بعد میں پیوست شدہ خوشبو پھیل نکلے تو مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔

۳۳۔ احرام باندھنا (اور احرام اتارنا)

۱۔ غسل سے فارغ ہو کر احرام باندھے یعنی احرام کے دونوں کپڑے تہمد اور چادر (دیکھو فقرہ ۳۱) باندھکر دوگانہ نماز پڑھے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں ایسا ہی کیا ہے۔ ہدایہ وعینی شرح کنز

ا۔ اسکے متعلق حدیث ابو داؤد میں مذکور ہوئی۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتیں ذوالحلیفہ میں وقت احرام کے۔ رواہ مسلم۔ اسی طرح ابو داؤد اور حاکم نے بروایت ابن عباس بھی لکھا ہے۔

ب۔ اس نماز کو وقت مکروہ میں نہ پڑھے اور اگر نماز فرض کا وقت ہے اور وہ پڑھ لی تو اسکے قائم مقام ہوگئی۔ عالمگیری وکنز

ج۔ اگر اول رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں بعد سورہ فاتحہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھے تو بہتر ہے کہ بفعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے تو اچھا ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

د۔ اکثر علماء اول رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ پڑھتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا پڑھتے ہیں۔

۲۔ احرام کا لباس عورت کے واسطے کیا ہے۔ دیکھو فقرہ ۔ ۳۱ مسئلہ ۲۔

۳۔ قران وتمتع کا احرام بالکل اسی طرح باندھا جاتا ہے۔ جیسے مفرد حج یا عمرہ کا۔

۲۔ (ا) اسکے بعد جائے نماز پر بیٹھے ہوئے اور دل میں حج یا عمرہ یا قران کی نیت کرے اور دعا اسی طرح پڑھے۔ ہدایہ وغیرہ۔

(حج کے واسطے) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي - وَأَعِنِّي عَلَيْهِ وَبَارِكْ لِي فِيهِ نَوَيْتُ الْحَجَّ وَأَحْرَمْتُ بِهِ لِلّٰهِ تَعَالَى۔

(عمرہ کے واسطے) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي - وَأَعِنِّي عَلَيْهَا وَبَارِكْ لِي فِيهَا نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَأَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالَى۔

(قران کیواسطے) اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي - وَأَعِنِّي عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لِي فِيهِمَا نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَأَحْرَمْتُ بِهِمَا لِلّٰهِ تَعَالَى۔

ا۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ یہ دعا اس وجہ سے پڑھی جاتی ہے کہ حج کے ارکان مختلف وقتوں اور مختلف جگہوں میں ادا کرنے پڑتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا خدا تعالی سے آسانی کی دعا کرنی چاہیے۔ عینی شرح کنز۔

ب۔ اگر الحج والعمرہ یعنی حج کا لفظ پہلے اور عمرہ کا لفظ بعد میں کہدے تب بھی مضائقہ نہیں کیونکہ مطلب تو ایک ہی ہے کہ دونوں کو ساتھ ادا کرنا چاہتا ہے۔ دراصل دعا میں عمرہ کا لفظ پہلے اور حج کا بعد میں اس وجہ سے لایا جاتا ہے کہ قران اور تمتع میں عمرہ پہلے کیا جاتا ہے اور حج بعد میں۔ کفایہ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۱)

۵۱ اے خدا نہ ہٹا ہمارے دلوں کو بعد اسکے کہ تو نے ہمکو ہدایت کی اور دی ہمکو اپنے پاس سے رحمت۔ بیشک تو بڑا دینے والا ہے ۵۲ اے رب ہمارے دے ہمکو اپنے پاس سے رحمت اور مہیا کر ہمارے واسطے ہمارے کام میں ہدایت ۵۳ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں پس آسان کر اسکو میرے واسطے اور قبول کر اسکو مجھسے۔ اور اعانت کر میری اسپر اور برکت دے واسطے میرے اس میں۔ نیت کی میں نے حج کی اور احرام باندھا میں نے خدا کے لئے ۔ دراصل تقبل منی تک ہے اسکے آگے کے الفاظ اگر کہے تو بہتر ہے۔

ج۔ اگر قارن احرام باندھنے کے وقت عمرہ اور حج کی نیت دل میں کرلے تو کافی ہے جیسا کہ نماز میں نیت قلبی کافی ہے۔ ہدایہ

د۔ اگر تمتع کا احرام باندھے تو پہلے عمرہ ہی کا باندھنا پڑیگا۔ لہذا عمرہ کی نیت کرے اسکے بعد جب حج کا احرام باندھے جب حج کی نیت کرے دیکھو فقرہ ۱۱

۴۔ (۲) اگر عورت احرام باندھے تو سر نہ کھولے اور منہ کھلا رکھے اور حج کی نیت دل میں کرے اور زبان سے وہ نیت پڑھے جو لکھی گئی۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

۱۔ دیکھو احرام کا لباس فقرہ ۲۸۰

ب۔ امام شافعی کے نزدیک مرد کو منہ چھپانا جائز ہے اور وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ اِحْرَامُ الرَّجُلِ فِیْ رَأْسِہٖ وَاِحْرَامُ الْمَرْأَۃِ فِیْ وَجْھِھَا (یعنی احرام مرد کا اس کے سر میں ہے اور احرام عورت کا اس کے چہرہ میں) روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے موقوفاً ابن عمر پر اور صاحب ہدایہ نے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے۔ دوم یہ کہ ایک شخص حالت احرام میں مر گیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپاؤ منہ اس کا اور نہ چھپاؤ سر اس کا۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ جب ایسا موقع پر ایک شخص حالت احرام میں مر گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ نہ چھپاؤ منہ اس کا اور نہ چھپاؤ سر اس کا کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا اٹھیگا۔ امام مالک نے جو حضرت عثمان سے روایت کی ہے اس میں آیا ہے کہ وہ چھپاتے تھے منہ اپنا حالانکہ احرام سے ہوتے تھے۔ اور روایت کیا اس کو دارقطنی نے مرفوعاً۔ یہی امام شافعی کے مذہب کے موافق ہے۔ لیکن یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جس حالت میں عورت کے واسطے منہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے باوجودیکہ پردہ لازمی ہے تو مرد کے واسطے تو ضرور کھلا رہنے کی اجازت ہوگی۔ م

۳۔ (۱) اس کے بعد تلبیہ کہے اس طرح۔ لَبَّیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ۔ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ آیندہ)

ا۔ اگر صرف حج کا ارادہ کیا ہے تو تلبیہ کہتے وقت حج کی نیت دل میں کرے کیونکہ ہر عبادت کے واسطے نیت ضروری ہے۔ اور حج بھی یکبارگی سنت ہے تو اس کی نیت بھی کرنی دل میں ضروری ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

ب۔ اگر سواری پر سوار ہو کر تلبیہ کہے تو جائز ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ نماز کے بعد ہی کہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ ہدایہ

ج۔ بعد نماز کے تلبیہ کہنی اور سواری پر سوار ہو کر کہنی دونوں طرح احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی و نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی بعد نماز کے اور بعض امام نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور سواری پر سوار ہو کر لبیک کہنا حدیث بخاری و مسلم سے ثابت ہے۔

د۔ لبیک ایکبار کہنا شرط ہے اور اس سے زیادہ سنت اگر ایکبار بھی نہیں کہیگا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

ر۔ لبیک کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ عالمگیری بعض کے نزدیک درود کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ مِنَ النِّسَاءِ وَالطِّیْبِ وَکُلِّ شَیْءٍ حَرَّمْتَہٗ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْھَکَ الْکَرِیْمَ (اے اللہ مانگتا ہوں تجھسے رضامندی تیری اور جنت اور پناہ مانگتا ہوں غصہ تیرے سے اور دوزخ سے۔ اے اللہ حرام کرتا ہوں میں واسطے تیرے بال اپنے اور کھال اپنی اور گوشت اپنا اور خون اپنا عورتوں سے اور خوشبو سے اور ہر اس چیز سے جسکو تو نے حرام کیا ہے محرم پر۔ چاہتا ہوں میں اسکو خاص تیری ذات بزرگ کے لئے)

س۔ اگر لبیک کی جگہ تسبیح یا تحمید یا تہلیل یا تمجید کے کلمہ کہے یا اسی طرح سے اور ذکر اللہ کا کیا اور اس سے احرام کی نیت کی تو احرام صحیح ہوجاویگا بالاجماع۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ص۔ اگر بجائے لبیک کے اَللّٰھُمَّ کہا تب بھی احرام صحیح ہوگا لیکن ان کے نزدیک جو اَللّٰھُمَّ سے نماز شروع ہونی جائز سمجھتے ہیں۔ فتاویٰ قاضی خان

ط۔ اگر کوئی شخص لبیک اچھی طرح نہ کہہ سکتا ہو۔ یا کسی اور زبان میں کہے تو درست ہے۔ مگر عربی میں کہنا افضل ہے۔ عالمگیری و شرح طحاوی
ع۔ عورت کو لبیک کہنے میں آواز بلند نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ لبیک اس طرح کہے کہ وہ خود سنے غیر نہ سنے۔ تمام علماء کا اسی پر اتفاق
ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز۔ دیکھو فقرہ — ۱۲۲

۳۔ (۲) یا سوق ہدی کرے یعنی بدنہ کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسکو ہانکتا ہوا حج کے ارادہ سے لیچلے۔ اس طرح بھی احرام صحیح ہے۔ اور یہ قائم مقام لبیک کے ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

تنقیح۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سوق ہدی کرے یعنی ہدی کو ہانک کر لیچلے یا تلبیہ کہے اسی وقت محرم ہو گیا احرام کے ممنوعات کا اسی ساعت پرہیز اسپر لازم ہوا۔ اب اسکے بعد تلبیہ حسب معمول کہتا رہے۔ مگر ابتداءً محرم ہونے کے واسطے ان میں سے ایک بات ضروری ہے
چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ محرم کہی فقط ہوتا ہے جیسے سوق ہدی سے اسکی تولاً جیسے تلبیہ کہتے سے۔ —
ا۔ یہ قربانی جسکو ہانک کر لیجاتے ہیں چاہے نفل کی ہو چاہے نذر کی چاہے شکار وغیرہ کی جنایت کی۔ فتاوی عالمگیری
ب۔ ہدی کو پیچھے سے ہانکنے کو سوق ہدی کہتے ہیں اور آگے سے کھینچکر لیجانے کو قود ہدی کہتے ہیں سوق افضل ہے قود سے۔
ج۔ اگر قربانی کسی کے ہاتھ بھیجدی اور خود دیر میں گیا تو جبتک اس سے جا نہ لیگا تب تک صاحب احرام نہ ہوگا۔ الا اگر قربانی تمتع یا قران کی ہے تو قربانی سے جا ملنے کی ضرورت نہیں صرف اس کی طرف متوجہ ہوتے ہی صاحب احرام ہو جائیگا اور اگر اب قربانی سے جا ملا تو نیت پختہ ہو گئی اور اسی طرح صاحب احرام ہو گیا جیسا کہ پہلی صورت میں ہوا تھا۔ ہدایہ۔ فتاوی عالمگیری۔
د۔ اگر کئی آدمی ایک اونٹ کی یا گائے کی قربانی میں شریک ہوں اور خانہ کعبہ کی طرف جا رہے ہوں اور ایک شخص نے اس میں سے انکے حکم سے قربانی کے گلے میں پٹہ ڈالا تو سب کا احرام ہو گیا اور اگر سب کے حکم سے نہ ڈالا تو صرف اسی ڈالنے والے کا احرام ہوا۔ عالمگیری
ر۔ تمتع اور قران کی ہدی کو عرفات میں لیجانا واجب نہیں۔ ہاں اگر لیجائے تو بہتر ہے۔ فتاوی عالمگیری
س۔ ہدی کو اشعار کرنا یا تجلیل یا تقلید کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ — ۱۵۹ —

۴۔ جب تلبیہ کہہ چکا (اور حج کی نیت دل میں کر لی تھی) تو محرم ہو گیا۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۳۵)
ا۔ صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے بغیر تلبیہ کے احرام درست نہیں۔ فتاوی عالمگیری
ب۔ قارن کو چاہیے کہ دل میں قران کی نیت کرے۔
ج۔ ممنوعات احرام سے اس وقت سے پرہیز لازم ہے۔

۵۔ احرام باندھنے پر افعال حج یا عمرہ وغیرہ پورا کرنے کے بعد سر منڈوانے یا بال کتروانے سے احرام اتارا جاتا ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۰۲

۳۴۔ اگر کوئی شخص بیہوش ہو تو دوسرا اسکی طرف سے احرام باندھ سکتا ہے

ا۔ اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور اس کا ساتھی اسکی طرف سے احرام باندھے اور تلبیہ کہے تو نزد امام اعظم جائز ہے برخلاف صاحبین۔ ہدایہ۔ فتاوی عالمگیری۔

دلیل۔ صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ اس شخص نے نہ تو خود احرام باندھا ہے اور نہ کسی اور کو اجازت دی ہے کہ اس کی طرف سے احرام باندھے لہٰذا نہ تو صریحاً اجازت پائی جاتی ہے نہ دلالتاً۔ صریحاً تو دی ہی نہیں یہ تو ظاہر ہی ہے اور دلالتاً اجازت ہو نہیں سکتی کیونکہ اسکو اس بات کا علم ہی نہیں کہ مجھکو اجازت دینی چاہیے تھی۔ اس بات کو اکثر علماء اور فقہا نہیں جانتے پس عوام کو تو کیا خبر۔ بخلاف صریحاً اجازت دینے کے۔ امام ابوحنیفہؒ کی یہ دلیل ہے کہ اگر کسی کا رفیق ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنے یہی ہوتے ہیں کہ اگر وہ خود کسی کام کو نہ کر سکے

تو اس کا ساتھی کرلے۔ اور حج کے سفر میں احرام باندھنا تو ضروری ہوتا ہے تو اگر اجازت نہ بھی دی گئی تو بمنزلہ اجازت ہی کے ہوا کہ احرام تو باندھنا ہی پڑیگا۔ تو یہ اجازت بطور دلالت ہوئی ۔۔ اور اسی دلیل سے اجازت دینے کا علم ہونا بھی ثابت ہوا۔ ہدایہ

ا۔ اگر یہ شخص بعد میں ہوشیار ہوجائے اور افعال حج خود کرنے لگے تو جائز ہے۔ ہدایہ

۲۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہدیا کہ اگر میں بیہوش ہوجاؤں یا سو جاؤں تو میری طرف سے احرام باندھ لینا۔ تو اس طرح احرام باندھنا بالاجماع صحیح ہے۔ ہدایہ۔

ا۔ اب اگر یہ شخص بعد میں ہوشیار ہوجائے یا جاگ اٹھے اور افعال حج خود کرنے لگے تو جائز ہے۔ ہدایہ۔

۳۵۔ احرام کے واسطے لبیک کے ساتھ نیت بھی ضروری ہے

ا۔ احرام کے وقت لبیک کے ساتھ افراد یا قران و عمرہ جس کی نیت کیجائے اسی کا احرام ہوگا۔ (اگرچہ احرام میں اس بات کا ذکر بھی کیا ہو۔ عالمگیری)

ا۔ اگر لبیک کے ساتھ دو حج کی نیت کی تو نزد امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف اس شخص پر دو حج لازم ہونگے۔ فتاویٰ قاضی خاں

۲۔ 〃 〃 〃 دو عمروں کی نیت کی تو 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 دو عمرہ لازم ہونگے۔ فتاویٰ قاضی خاں

۳۔ 〃 〃 〃 حج فرض اور نفل کی نیت کی تو 〃 〃 〃 〃 یہ احرام حج نفل کا ہوگا[۱] ۔۔ فتح القدیر

۴۔ 〃 〃 〃 حج نفل اور نذر کی نیت کی تو 〃 〃 〃 یہ احرام حج نفل کا ہوگا ۔۔ فتح القدیر

۲۔ اگر احرام کے وقت لبیک کے ساتھ نیت کچھ نہ کی (نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی) تو

ا۔ اگر اس شخص پر حج فرض تھا تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

۲۔ اگر اس شخص پر حج فرض نہ تھا تو یہ احرام حج کا ہوگا نزد امام محمد اور عمرہ کا ہوگا نزد امام اعظم۔ فتاویٰ قاضیخاں۔ } دیکھو فقرہ ۱۳۰ مسئلہ ۲ دلیل ۲۔

(اگر طواف سے پہلے حج یا عمرہ کی نیت کرلی تو احرام اسی چیز کا ہوگا جس کی نیت کی ورنہ احرام حج ہی کا رہیگا۔ نزد امام محمد۔ عالمگیری)

۳۔ اگر دوسرا احرام حج کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام عمرہ کا دوسرا حج کا ہوگا ۔۔ فتاویٰ عالمگیری

۴۔ اگر دوسرا احرام عمرہ کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام حج کا دوسرا عمرہ کا ہوگا ۔۔ 〃

۵۔ اگر دوسرا احرام نہ حج کی نیت سے باندھا نہ عمرہ کی نیت سے تو یہ احرام قران کا ہوگا ۔۔ 〃

۳۔ اگر احرام کے وقت لبیک عمرہ کی کہی مگر نیت حج کی کی تھی یا اسکے برعکس کیا تو احرام اسی چیز کا ہے جس کی نیت کی تھی۔

ا۔ اگر نیت عمرہ و حج دونوں کی کی تھی تو احرام قران کا ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

۴۔ اگر احرام کے وقت لبیک کے ساتھ نیت کی مگر بھول گیا کہ کیا نیت کی تھی۔

ا۔ اگر یہ بھول گیا کہ حج کی نیت کی تھی یا عمرہ کی تو حج و عمرہ دونوں کرنے ہوں گے ۔۔ فتاویٰ قاضی خاں

ب اگر یہ بھول گیا کہ قران کا احرام باندھا تھا تو استحساناً حج اور عمرہ بطور قران ادا کرنے ہونگے ۔۔ فتاویٰ قاضی خاں

۳۶۔ تلبیہ کے الفاظ خاص میں کمی بیشی نہ کرنی چاہیئے

ا۔ تلبیہ کے الفاظ بجنسہٖ ادا ہونے چاہئیں۔ ان الفاظ میں کمی بیشی نہ کیجائے ۔۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

---

[۱] یا اس صورت میں ہے کہ اسپر حج فرض نہ تھا (دیکھو فقرہ) [۲] ارادہ یہ تھا کہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے اور اسی احرام باندھا اسکے بعد بھول گیا کہ دونوں کا باندھا تھا یا حج کا یا عمرہ کا۔

ا۔ امام شافعی کے نزدیک (بموجب ایک روایت کے) ان الفاظ میں کمی و بیشی روا نہ کیجائے۔ گویا یہ الفاظ اذان و تشہد کی طرح ایک خاص ترتیب دی ہوئی عبادت ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز۔ کفایہ

ب۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ان الفاظ میں زیادتی کرنیکا مضائقہ نہیں۔ وجہ یہ کہ اکثر اصحاب جلیل الشان مثل عبداللہ بن مسعود ابن عمرؓ۔ ابو ہریرہؓ نے ان مقررہ الفاظ میں کچھ بڑھا کر کہا تھا دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تلبیہ کا مقصد خدا تعالیٰ کی تعریف اور اپنی عبودیت کا اظہار ہے پس اس میں زیادتی سے کچھ حرج نہیں واقع ہوتا۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ عینی شرح کنز

ج۔ حضرت عمرؓ نے تلبیہ کے الفاظ میں یہ زیادہ کہا تھا۔ جیسا کہ صحاح ستہ میں لکھا ہے۔ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ لَبَّیْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْكَ وَالْعَمَلُ ابوداؤد کی ایک روایت میں اور کفایہ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ لوگ تلبیہ کے الفاظ میں کچھ الفاظ زیادہ کرتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسنؓ بھی ان مقررہ الفاظ میں کچھ زیادہ کرتے تھے۔

۳۷۔ تلبیہ کن موقعوں پر کہے اور کب موقوف کرے

۱۔ تلبیہ ان موقعوں پر کہنی چاہئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام ان ہی موقعوں پر تلبیہ کہا کرتے تھے۔ ہدایہ

(۱) ہر نماز کے بعد (۲) جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے (کفایہ) (۳) ہر دفعہ جب اوپر کی طرف چڑھے یا نیچے کی طرف اترے (۴) جب شتر سواروں کو آتے جاتے دیکھے۔ (۵) جب سواری پر سوار ہو اور سواری پر سے اترے (۶) ہر روز صبح کے وقت۔

دلائل۔ (۱) تلبیہ ایسی ہے جیسے نماز میں تکبیر۔ تو جیسا کہ نماز میں ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہیں اسی طرح احرام میں بھی گویا حج کی نیت بندھی ہوئی ہے تو ہر نقل و حرکت پر تلبیہ کہے۔ ہدایہ

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَالثَّجُّ (یعنی افضل حج وہ ہے جس میں تلبیہ باواز بلند کہی جائے اور قربانی کیجائے) عج سے مطلب تلبیہ کہنا باواز بلند اور ثج سے مطلب قربانی کا خون بہانا۔ ہدایہ

ا۔ روایت کی ابن ابی شیبہ نے ثنا معاویۃ عن الاعمش عن خیثمۃ کانوا یستحبون التلبیۃ عند ستۃ فی ادبار الصلوۃ واذا استقبلت الرجل راحلتہ واذا صعد شرفا واذا ھبط وادیا واذا لقی بعضھم بعضا وبالاسحار۔ یعنی صحابہ مستحب جانتے تھے لبیک کہنے کو چھ جگہ۔ ہر نماز کے بعد۔ سواری پر سوار ہوتے وقت۔ اور جب اونچے پر چڑھے اور جب نیچے کی طرف اترے اور جب ایک دوسرے سے ملاقات کرے۔ اور صبح سویرے

ب۔ ابن ماجہ نے فوائد میں امور بالا کے علاوہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے جب ملاقات کرتے تھے سواروں سے۔

ج۔ ہر نماز کے بعد لبیک کہے مگر قضا اور نفل نماز کے بعد نہ کہے۔ شرح طحاوی۔

د۔ لبیک ہر موقع پر تین بار کہے مگر فرض صرف ایک ہی بار کہنی ہے۔

ر۔ لبیک بلند آواز سے کہے مگر اتنی بلند آواز سے جس سے تکلیف ہو (اور مسجد میں بہت آواز بلند نہ کرے)۔

۲۔ تلبیہ عمرہ میں طواف شروع ہوتے ہی موقوف کی جاتی ہے اور حج میں رمی جمرہ عقبہ شروع ہوتے ہی۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باز رہتے تھے لبیک سے عمرہ میں جب بوسہ دیتے تھے حجر اسود کو۔ رواہ الترمذی۔ اس کے علاوہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لبیک کہے عمرہ کرنے والا بوسہ دینے حجر اسود تک۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی لبیک موقوف کرے۔ (دیکھو فقرہ ۴۸) ف۔ حج میں رمی جمرہ عقبہ شروع ہوتے ہی لبیک موقوف کرے۔ دیکھو فقرہ ۹۵

---

۵۱ جب کسی کی سواری کا جانور اسکے سوار ہونیکے واسطے اسکے سامنے لایا جائے۔

۳۸۔ احرام پر احرام باندھنا

دیکھو فقرہ ۔ ۱۹۱ تا ۱۹۴

۱۔ حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا یا ایک عمرہ کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھنا بدعت ہے۔ فتاوی عالمگیری

ا۔ اگر دونوں کو جمع کیا تو امام ابو یوسفؒ و امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں حج یا دونوں عمروں کا ادا کرنا لازم ہوگا مگر ایک احرام توڑ دینا چاہیے اور امام محمدؒ کے نزدیک ان میں سے صرف ایک کا ادا کرنا لازم ہوگا۔ لہٰذا اگر حج کے دو احرام باندھے ہیں تو جب پہلے سے فارغ ہو جائے تو دوسرے حج کو دوسرے سال ادا کرے۔ مگر دوسرا عمرہ اسی سال ادا کرے۔ کیونکہ عمرہ تو سال میں کئی ہو سکتے ہیں۔ — فتاوی عالمگیری

۲۔ حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا بدعت ہے۔ مگر عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا غیر اہل مکہ کو جائز ہے۔ ہدایہ و فتاوی عالمگیری

۳۔ احرام پر احرام باندھنے کے مختلف طریق اور ان کی جزا کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۹۱ سے ۱۹۴

۳۹۔ احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے پرہیز لازم ہے

۱۔ رفث اور فسوق اور جدال سے پرہیز کرے۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔[۱]

تشریح۔ رفث سے مراد جماع یا فحش باتیں یا جماع کا ذکر عورتوں کے روبرو کرنا۔ فسوق سے مراد گناہ یا اذنکاب گناہ ہے اور اگرچہ گناہ ہمیشہ حرام ہے لیکن حالت احرام میں سخت حرام ہے۔ جدال سے مراد اپنے ہمراہی وغیرہ سے لڑنا بعض علماء کے نزدیک جدال سے مطلب کفار سے لڑنا یا ایام حج میں دائے حج کو پہلا یا بعد — ہدایہ

ا۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے حالت احرام میں ایک مرتبہ یہ شعر پڑھا۔ وَهُنَّ يَمْشِينَ بِنَا هَمِيسًا ۔ إِنْ تَصْدُقِ الطَّيْرُ نَنِكْ لَمِيسًا۔ (اونٹ ہمارے ساتھ چل رہے ہیں اور ان کی رفتار میں سرسراہٹ کی آواز ہے۔ اگر یہ فال سچ ہے تو ہم لمیس سے (کہ ایک عورت ہے) جو چاہے کریں گے) تو ہمراہیوں نے کہا کہ آپ رفث کرتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ رفث وہ ہے کہ جس میں کسی خاص عورت کی طرف خطاب کیا جائے۔ — شرح وقایہ

ب۔ ان چیزوں کے کرنے سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی مگر انسان گناہگار ہوتا ہے اور خوف ہے کہ حج قبول نہ ہو۔

۲۔ جانور کا شکار نہ کرے۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (اور نہ کرو شکار جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو) دیکھو فقرہ ۔ ۱۷۱)

ا۔ حالت احرام میں شکار کرنے خشکی کا اور دریا کا شکار منع نہیں ہے اور شکار کے جانور کو کسی کو نہ بتائے اور نہ اسکی طرف اشارہ کرے۔ — شرح وقایہ

تشریح۔ شکاری جانور کو کسی کو بتانے یا اس کی طرف اشارہ کرنے کے متعلق حدیث ابی قتادہ ہے اور اصحاب صحاح ستہ نے اسکو روایت کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ابو قتادہ نے ایک حمار وحشی کا ایک مرتبہ شکار کیا تھا اور وہ احرام سے نہ تھے اور ان کے ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی گوشت کے کھانے کے متعلق دریافت کیا تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے شکار میں کچھ مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا انہوں نے عرض کیا کہ نہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ جو اس کا گوشت باقی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شکار کی طرف اشارہ کرنا اور اسکو بتانا اسکے حفظ امن میں فرق لانا ہے کیونکہ وہ انسان سے تو چھپا رہتا ہے اور انسان کو اس کا پتہ لگ گیا ہے تو پھر اس کی جان خطرہ میں ہے دیکھو فقرہ ۔ ۶۰ ۔ اقا عدہ ۵

۳۔ کرتہ اور پاجامہ اور قبا اور عمامہ اور ٹوپی اور موزے نہ پہنے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے پہننے سے منع کیا ہے۔ احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ دیکھو فقرہ ۔ ۱۷۳ ۔

۴۔ کوئی کپڑا جو زعفران یا ورس یا گل معصفر سے رنگا ہوا ہو نہ پہنے۔ ہدایہ (فقرہ ۱۷۳ قاعدہ ۴ و فقرہ ۱۷۴ مسئلہ ۲)

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محرم کو نہیں چاہیے کہ رنگین کپڑا پہنے جو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ہو مگر جبکہ دھو کر اس کی خوشبو نکال دیگا تب اسکا پہننا جائز ہے کیونکہ رنگ کی وجہ سے اسکے پہننے کی ممانعت نہیں ہے صرف خوشبو کی وجہ سے ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک اگر گل معصفر سے رنگا ہوا کپڑا پہنا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اس رنگ میں خوشبو نہیں ہے لیکن علماء حنفیہ کے نزدیک اس میں خوشبو ہے — ہدایہ

۵۔ مرد سر اور منھ کو نہ ڈھانکے اور عورت صرف منھ نہ ڈھانکے۔ فقرہ ۱۷۳ مسئلہ ۳ و ۲۲۳ مسئلہ ۲ (۲)

۶۔ گھر کے سایہ میں آرام لینے اور کجاوہ کے سایہ میں آرام لینے اور خانہ کعبہ کے پردہ کے نیچے ہو جانے کا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ (۱۷۳ مسئلہ ۲)

[۱] پھر جنے لازم کر لیا اپنے اوپر حج ان مہینوں میں تو نہ تو عورتوں سے بے پردہ ہونا چاہیے نہ کوئی گناہ کرنا چاہیے اور نہ جھگڑا کرنا۔

ا۔ امام مالک کے نزدیک خیمہ خرگاہ وغیرہ کے سایہ میں آرام لینا مکروہ ہے کیونکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے سر کو ڈھانک لیا لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راستہ میں حالت احرام میں خیمہ میں ٹھہرتے تھے۔ دوسری یہ بھی بات ہے کہ خیمہ بدن سے تو نہیں لگتا اور سر پر ڈھانکنا تو جب ہے جب کوئی چیز پورے طور پر سر پر رکھی جائے خیمہ کے سایہ میں آنا ایسا ہے جیسے گھر کے سایہ میں آنا۔ ہدایہ

ب۔ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عقبہ نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عثمان کو ابطح میں خیمہ انکا لگا ہوا تھا اور تلوار انکی لٹکی ہوئی تھی درخت میں۔

ج۔ سایہ کیا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا بسبب گرمی کے حج میں اسکو مسلم نے حدیث ام الحصین میں روایت کیا ہے۔

د۔ حضرت عمر کھال کو درخت پر ڈالدیتے تھے اور اسکے سایہ میں بیٹھتے تھے حالانکہ آپ احرام سے ہوتے تھے۔ ہدایہ

(ہ۔ خانہ کعبہ کے پردہ کو اٹھا کر اندر یا باہر جائیں پردہ سر کو نہ لگنا چاہئے اور اگر سر کو نہ لگا تو ایسا ہی ہے جیسے اس پردہ کی سایہ میں آرام لیا۔ اسکا مضائقہ نہیں)

۷۔ خوشبو اور تیل کو استعمال نہ کرے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۶۲ و ۱۶۵)

دلیل۔ حج کرنیوالے کو چاہئے کہ اسکے بال پریشان ہوں اور احرام باندھنے کے بعد جو میل اسکے بدن پر پیدا ہو وہ لگی رہنے دے۔ از ہدایہ

۸۔ بدن کے بال نہ مونڈے۔ ہدایہ۔ (فقرہ ۱۷۱) دلیل۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

ا۔ ڈاڑھی بھی نہ کترے کیونکہ کترنا بھی مونڈنے کے معنوں میں ہے کیونکہ اس سے بھی بالوں کی پریشانی کم ہوجاتی ہے اور نیز کچھ میل بھی زائل ہوجاتا ہے۔ ہدایہ

۹۔ ناخن نہ کترے۔ شرح وقایہ (دیکھو فقرہ ۱۶۲)

۱۰۔ غسل کرنے اور حمام میں جانیکا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔ دلیل۔ عمر نے غسل کیا تھا حالانکہ آپ احرام میں تھے۔ ہدایہ

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت احرام میں سر دھونا احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے۔ ب۔ سر اور ڈاڑھی خطمی سے نہ دھوئے۔ شرح وقایہ (۱۶۲ مسئلہ ۱۹)

۱۱۔ پچھنے لگانیکا مضائقہ نہیں۔ پچھنے لگائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حالانکہ آپ احرام سے تھے (بخاری و مسلم)

۴۰۔ احرام باندھنے کے بعد حج کرنے سے رک جانا (احصار)

ا۔ اگر احرام باندھ لیا اور بیمار ہوگیا یا دشمن نے روک لیا اور حج کرنے سے باز رہا تو وہ محصر ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۵۰ — ۱۵۲
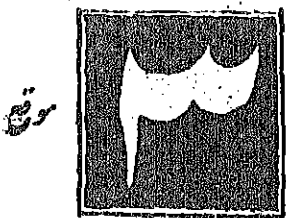
موقع ۳ اب زمین حرم میں داخل ہو تو آداب حرم کا خیال رکھے موقع
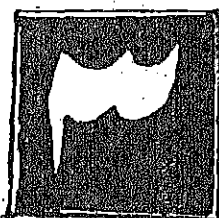
میقات سے آگے بڑھے اور زمین حرم میں پہنچے تو آداب حرم کا لحاظ رکھے۔ اور بہتر ہے کہ سواری سے اترے اور ننگے پاؤں ہوجائے اور استغفار اور توبہ کے ساتھ قدم اٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز اور مسکین شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے جاتا ہے۔ اور جو دعا نیچے لکھی ہے وہ بھی پڑھے +

۴۱۔ زمین حرم کونسی ہے اور اسکے حدود کیا ہیں (دیکھو نقشہ — فقرہ ۲۹)

ا۔ شہر مکہ معظمہ اور اسکے گرد کی زمین کچھ فاصلہ تک زمین حرم کہلاتی ہے۔
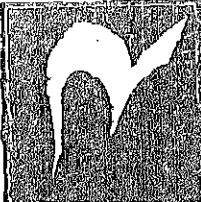
ا۔ اس زمین کو خدا تعالے نے کعبہ شریف کی تعظیم کی وجہ سے واجب التعظیم کر دیا ہے اور اس میں بہت سی چیزیں حرام کر دی گئی ہیں کہ کسی اور قطعہ زمین پر نہیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ حدود حرم میں شکار کرنا۔ درخت کاٹنا۔ جانوروں کو ستانا۔ پانی نہ پینے دینا درست نہیں۔ دیکھو فقرہ ۱۷۶ و ۱۷۸

ب۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی درندہ جانور کسی شکاری جانور کا تعاقب کرتے کرتے حدود حرم تک پہنچ جاتا ہے تو وہ درندہ حرم میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ واپس چلا جاتا ہے۔ اور اکثر لوگوں نے ہرنوں اور درندے جانوروں کو حدود حرم میں ایک جگہ بیٹھے دیکھا ہے یعنی درندہ کسی ہرن وغیرہ کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ ج۔ زمین حرم کے گرداگرد میقات تک جو زمین ہے اُسکو حِل کہتے ہیں۔

۲- زمین حرم کے یہ حدود ہیں۔ مدینہ شریف کی طرف تین میل (مقام تنعیم تک) اور یمن اور طائف اور جعرانہ[1] اور جدہ کی طرف سات میل

تشریح۔ یہ حدود اس طرح مقرر ہوئے کہ جب حضرت آدم زمین پر نازل ہوئے تو وہ شیطانوں سے ڈرتے تھے تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو آپ کی حفاظت کیواسطے بھیجا اور اُن فرشتوں نے چار طرف سے مکہ کو گھیر لیا۔ تو جو زمین اس حلقہ میں آگئی وہ زمین حرم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو بزرگی بخشی اور اس کی نسبت فرمایا مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (یعنی جو اس زمین میں داخل ہوا بس وہ امن میں آگیا) بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حجر اسود کو کعبہ شریف میں رکھا تو جہاں جہاں تک اس کی روشنی چاروں طرف پہنچی وہی حد حرم کی مقرر ہوئی۔

۴۲- حرم شریف کے کیا آداب ہیں

۱- اگر ممکن ہو تو زمین حرم میں پیدل چلے۔ اور بڑی عاجزی سے قدم اُٹھائے اور اس طرح چلے جیسے کوئی عاجز مسکین آدمی شاہنشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کو جاتا ہے۔

ا- ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ اکثر مرتبہ لاکھ لاکھ آدمی بنی اسرائیل سے حج کے واسطے جاتے تھے اور جب حدود حرم میں داخل ہوتے تھے تو وہ پاس ادب ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔

ب۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں لکھا ہے کہ جب بنی اسرائیل بغرض حج مکہ شریف آتے تھے تو مقام ذی طویٰ سے بسبب تعظیم کعبہ شریف حرم شریف تک ننگے پاؤں ہو جاتے تھے۔

۲- زمین حرم میں پہنچکر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (ترجمہ۔ اے اللہ تحقیق یہ حرم تیرا ہے۔ تیرے رسول کا ہے۔ پس حرام کر گوشت میرا اور خون میرا اور ہڈی میری دوزخ پر۔ اے اللہ پناہ دے مجھکو اپنے عذاب سے جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اُٹھائے اور بنا مجھکو اپنے دوستوں میں سے اور اپنی اطاعت کرنے والوں میں سے اور رحمت کر مجھپر کہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے)۔

۴۳- اب مقام مدعی پر پہنچے تو دعا مانگے اور آگے بڑھکر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تب بھی دعا مانگے

موقع

مقام مدعی پر پہنچے تو دعا مانگے۔ مدعی کے معنے دعا مانگنے کی جگہ کے ہیں۔ مقام مدعی ایک بلند جگہ ہے جسکو حضرت عمر نے بلند کیا تھا اور یہاں سے خانہ کعبہ کی چھت دکھائی دیتی تھی۔ یہ حال ساڑھے نو سو برس تک رہا اس کے بعد اسکے آگے مکانات بن گئے جس سے سامنا رک گیا۔ لیکن اس مقام پر دعا مانگنا مستحب ہے اس کے بعد آگے چلکر ایسی جگہ آئیگی کہ خانہ کعبہ صاف دکھائی دیگا۔ وہاں بھی دعا مانگے۔

[1] بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جدہ کی طرف ۱۰ میل اور جعرانہ کی طرف ۹ میل ہے۔

۴۳- مقام مدعیٰ اور دعا

(یہ جگہ مسجد حرام اور مقبرہ معلات کے درمیان ہے)

۱- مقام مدعیٰ پر پہنچکر یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؛

اے اللہ ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھسے وہ بہتری جو مانگی تھی تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھسے اُس بُرائی سے جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

۴۴- شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑنی

۱- شہر مکہ معظمہ پر نگاہ پڑے تو معاً یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِهَا قَرَارًا۔ وَارْزُقْنِیْ بِهَا حَلَالًا۔ (اے اللہ ہے مجکو اس میں قرار اور روزی دے مجکو اس میں حلال) یعنے اے خدا تو مجھے توفیق دے کہ میں شہر مکہ معظمہ میں جا کر رہوں۔ اور یہاں رہنے پر مجکو حلال روزی دے۔ اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ الْبَلَدُ بَلَدُكَ وَالْبَیْتُ بَیْتُكَ جِئْتُ اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَاَرُوْمُ طَاعَتَكَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِكَ رَاضِیًا بِقَدَرِكَ مُسَلِّمًا لِاَمْرِكَ وَاَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّ اِلَیْكَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیْ بِعَفْوِكَ وَاَنْ تَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْ تُدْخِلَنِیْ جَنَّتَكَ۔ (اے اللہ یہ شہر تیرا شہر ہے اور یہ گھر تیرا گھر ہے۔ آیا ہوں میں تیری رحمت اور اطاعت کی طلب میں تیرا حکم مانتا ہوا۔ تیرے حکم پر راضی تیرے امر کو تسلیم کرتا ہوا۔ اور سوال کرتا ہوں تجھسے سوال کرنا پریشان کا تیری طرف ڈرتا ہوا تیرے عذاب سے یہ کہ میری معذرت قبول کر اور اپنی رحمت سے مجھپر درگذر اور یہ کہ داخل کر مجکو جنت میں)

۵ اب شہر مکہ معظمہ میں داخل ہو ۵
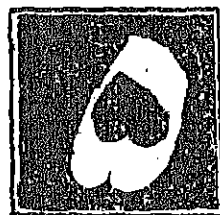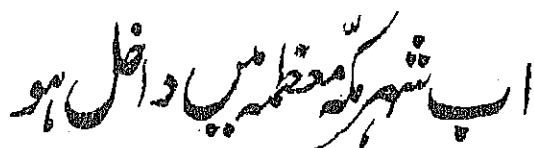
شہر میں داخل ہونے سے پہلے چاہیئے کہ غسل کرے یا وضو ہی کرے۔ جو لوگ مدینہ شریف کی طرف سے آئے ہیں انکے غسل کرنیکے لئے بہتر جگہ بیر ذی طوی ہے جو تنعیم کی طرف واقع ہے اور جو عراق کی طرف سے آئے ہیں ان کو بیر میمون آئیں پڑیگا جو جبل حرا یعنی جبل نور کے سامنے واقع ہے۔ شہر میں رات کو داخل ہونیکا کچھ مضائقہ نہیں۔

۴۵- مکہ شریف میں داخلہ

۱- مکہ شریف میں داخل ہونے کے واسطے غسل کرے تو بہتر ہے۔ ورنہ وضو ہی کرلے۔

۲- مکہ شریف میں محرم دن یا رات میں کسی وقت داخل ہو سکتا ہے حج کی غرض سے جائے یا عمرے کی غرض سے۔ ہدایہ۔

(شہر میں داخل ہونیکے واسطے دن یا رات کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔ ہدایہ مستحب یہ ہے کہ دنکو داخل ہو۔ فتاویٰ قاضی خاں)

مسجد حرام واقع مکہ معظمہ
۲۶- مسجد حرام واقع مکہ معظمہ
عرفات
جبل نور
منیٰ
مسجد سورہ مرسلات
روش
بجلی
خانہ کعبہ
منبر
باب السلام
مطاف
چاہ زمزم
مینار
باب النبی
باب العباس

ب - روایت کیا نسائی نے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں رات کو اور دن کو - اس طرح کہ حج وداع میں رات کو داخل ہوئے تھے - اور دن کو عمرہ میں -

ج - جب مکہ شریف میں داخل ہو تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جانا چاہئے - کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شریف میں داخل ہوتے تو سیدھے مسجد حرام میں تشریف لیجاتے - ہدایہ -

د - محرم کا مکہ شریف میں جانے سے مطلب تو زیارت خانہ کعبہ ہے - لہذا لازم ہے کہ پہلے مسجد حرام میں جائے -

۳ - شہر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے -

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ - فَحَرِّمْ لَحْمِيْ - وَدَمِيْ - وَعَظْمِيْ عَلَى النَّارِ

اَللّٰهُمَّ آمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ - يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ - وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ - وَاَهْلِ طَاعَتِكَ -

وَتُبْ عَلَيَّ - اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

ا - یہ وہی دعا ہے جو حرم میں داخلہ کے وقت پڑھی جاتی ہے - ترجمہ کے واسطے دیکھو فقرہ - ۴۲
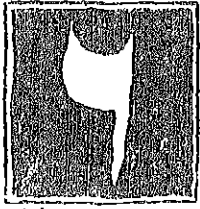
موقع ۶ اب سیدھا مسجد حرام میں جائے ۶ موقع
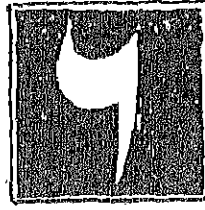
شہر میں داخل ہونے پر چاہئے کہ سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے - اور بہتر ہے کہ باب السلام سے داخل ہو اور داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے بڑھائے - اور دعا پڑھے - ہاں اگر عمرہ کا احرام باندھا ہے تو باب العمرہ سے داخل ہو کر مسجد حرام میں جائے کیونکہ آجکل عمرہ کرنے والے اسی دروازہ سے داخل ہوتے ہیں

۴۷ - مسجد حرام میں داخلہ

ا - مکہ شریف میں داخل ہونیکے بعد سیدھا مسجد حرام میں جائے - ہاں اگر کہیں اسباب رکھنا ہو تو رکھدے - جوہرۃ النیرہ - ہدایہ

ا - مستحب یہ ہے کہ داخل ہو تو لبیک کہتا ہوا داخل ہو - فتاویٰ عالمگیری

۲ - صحیحین میں لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور پہلے دو رکعت پڑھتے تھے تب لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے -

۲ - باب السلام (جسکو باب بنی شیبہ بھی کہتے ہیں) کی طرف سے داخل ہونا بہتر ہے - اور بہت عاجزی سے لبیک کہتا ہوا داخل ہو اور اس مقام کی عظمت و جلال دل میں قائم کرے - اور اگر بھیڑ میں کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بہت نرمی سے پیش آئے - بحرالرائق

۳ - اگر عمرہ کا احرام ہے تو باب العمرہ سے داخل ہو - آجکل اسی پر عمل ہے -

۴ - ننگے پاؤں داخل ہو - ہاں اگر ننگے پاؤں چلنا نقصان دیتا ہو تو کچھ پہن لے - فتاوی عالمگیری -

۵ - داخل ہوتے وقت اول داہنا پاؤں بڑھائے اور یہ دعا پڑھے -

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ - وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ - اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ - وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا - اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ - وَاَنْ تَرْحَمَنِیْ وَتَقْبَلَ عَثْرَتِیْ وَتَغْفِرَ ذُنُوْبِیْ - وَتَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ - فتاوی عالمگیری ۔ یہ دعا بھی پڑھے - [۹۲] صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمَ - اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ - وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ - وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ - مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ - بِسْمِ اللّٰہِ - وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ - اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جَمِیْعَ ذُنُوْبِیْ - وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ - وَاَدْخِلْنِیْ جَنَّتَکَ ۔۔

۴۸ - اندر داخل ہوتے ہی پہلے خانہ کعبہ پر نگاہ پڑنا

۱ - چونکہ خانہ کعبہ کے دیکھتے ہی دعا قبول ہوتی ہے - تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ کعبہ کے پاس جاتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے - اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - اور اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ - از روایت عطاء -

ا - خانہ کعبہ کو دیکھکر ہاتھ نہ اٹھائے ۔۔ ب - دیکھو مقامات قبولیت دعا - فقرہ - ۱۲۶ -

۲ - خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے تو یہ پڑھے - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - اَللّٰہُ اَکْبَرُ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ - پھر حجر اسود کی طرف چلے تو یہ پڑھتا چلے - [۹۳] اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ - وَمِنْکَ السَّلَامُ - وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ - حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ - وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ - تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ - اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا - وَتَشْرِیْفًا - وَمَھَابَۃً - وَزِدْ مَنْ تَعْظِیْمِہٖ وَتَشْرِیْفِہٖ مِمَّنْ حَجَّہٗ وَعْمَرَہٗ تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً -

ا - خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے تو تکبیر تہلیل کہے - ہدایہ (تکبیر کے معنے اللہ اکبر کہنا اور تہلیل کے معنے لا الہ الا اللہ کہنا)
ب - ابن عمرؓ جب خانہ کعبہ کو دیکھتے تو یہ پڑھتے تھے - بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لیکن بعض علماء یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتے ہیں - رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہ اس میں دنیا و آخرت کی بہتری کے واسطے دعا ہے - ہدایہ وغیرہ - (ترجمہ - اے اللہ ہمکو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے)
ج - امام محمدؒ نے مبسوط میں کوئی دعا معین نہیں کی ہے - کیونکہ اگر کوئی دعا معین یا مقرر کیجائے تو اس سے حضوری دل و رقت قلب نہیں حاصل ہوتی - لیکن اچھا ہے کہ اگر کوئی دعا جو علماء سے منقول ہے پڑھے - ہدایہ -
د - امام اعظمؒ سے منقول ہے کہ یہ دعا مانگے کہ میں مستجاب الدعوۃ ہو جاؤں (دیکھو فقرہ - ۱۲۶)

۳ - خانہ کعبہ پر نگاہ پڑتے ہی امام مالکؒ کے نزدیک تلبیہ موقوف کرے اگر احرام عمرہ کا ہے -

ا - دیکھو فقرہ ۳۷ مسئلہ ۲ و فقرہ - ۵۱ -

(ع)

---

[۹۲] داخل ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے - اور حمد واسطے اللہ کے ہے - اور درود اوپر رسول اللہ کے - اے اللہ کھول دروازے واسطے میرے اپنی رحمت کے - اور داخل کر مجکو اس میں - اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھسے بیچ اس مقام اپنے کے یہ کہ رحمت بھیجے تو اوپر سردار ہمارے محمد کے جو بندے تیرے ہیں اور رسول تیرے - اور یہ کہ رحمت کر تو مجپر اور قبول کر لغزش میری اور بخش گناہ میرے اور اتار بوجھ میرا - [۹۲] داخل ہوتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور سب تعریف خدا کے ہی واسطے ہے - اور درود اور سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر - اے اللہ معاف کر میرے سارے گناہ اور کھول واسطے میرے رحمت کے دروازے اور داخل کر مجکو جنت میں - [۹۳] اے اللہ تو سلامت ہے - اور تجھی سے ہے سلامتی - اور تیری ہی طرف پھرتی ہے سلامتی - زندہ رکھ ہمکو اے رب ہمارے ساتھ سلامتی کے - اور داخل کر ہمکو سلامتی کے گھر میں - بڑی برکت والا ہے تو اے رب ہمارے اور برتر ہے تو اے بزرگی اور اکرام والے - اے اللہ زیادہ کر اس گھر اپنے کی عظیم اور بزرگی اور ہیبت اور زیادہ کر تعظیم اور بزرگی اسکی حج اور عمرہ سے تعظیم اور بزرگی اور ہیبت -

اب طواف خانہ کعبہ کرے

(یہ طواف میں حجر اسود کو بوسہ دیکر سات چکر خانہ کعبہ کے گرد کئے جاتے ہیں) اور اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔)

خانہ کعبہ کے گرد سات مرتبہ چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ یہ طواف مطاف میں کہ ایک بیضوی دائرہ سنگین فرش کا گرد خانہ کعبہ کے بنا ہوا ہے کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ خانہ کعبہ ہمیشہ طواف کرنے والے کے بائیں ہاتھ پر رہے۔ طواف کا ہر چکر استلام حجر اسود سے شروع ہو کر استلام حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ اور سات چکروں کے بعد کہ اس مجموعہ کو طواف کہتے ہیں مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس شخص کا عمرہ کا احرام ہے اسکو چاہیئے کہ اس طواف میں طواف عمرہ کی نیت کرے۔ اور جس شخص (آفاقی) کا حج کا احرام ہے اسکو چاہیئے کہ طواف قدوم کی نیت کرے۔ گو طواف عمرہ ہو یا طواف قدوم یا اور طواف سب ایک ہی طریقہ پر ادا کئے جاتے ہیں۔ ہاں عمرہ کے طواف کرنے والے کو چاہیئے کہ طواف شروع کرتے وقت لبیک موقوف کرے۔ اور طواف قدوم کرنیوالا برابر کہتا رہے کہ اس کی تلبیہ جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری پھینکتے وقت موقوف ہوگی۔ بعض علماء کے نزدیک اس طواف کے بعد چاہ زمزم سے پانی پینا اور ملتزم کو بھی بوسہ دینا چاہیئے۔ +

۴۹۔ نقشہ خانہ کعبہ و حجر اسود و مطاف و گردش طواف
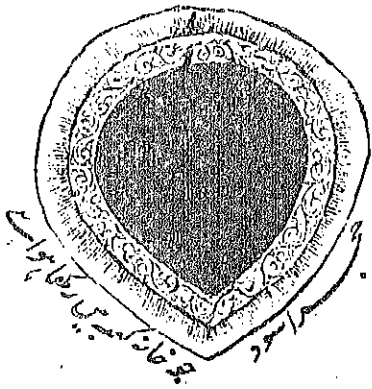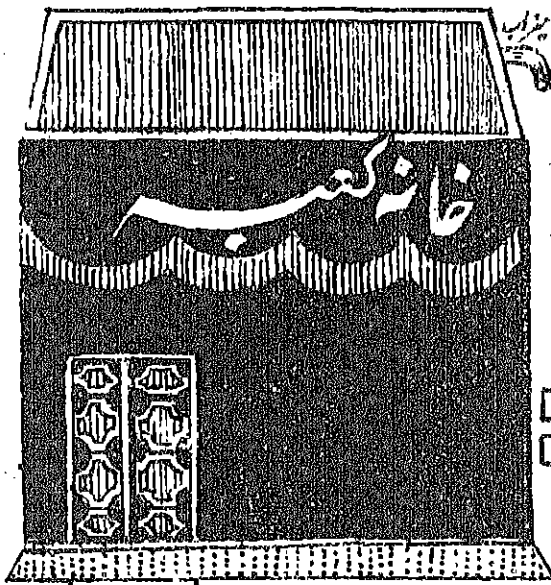
وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

۳۔ حجر اسود کے سوائے کسی اور پتھر کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔ ہاں صرف رکن یمانی کو بوسہ دینے کی اجازت ہے۔

۴۔ حجر اسود کو بوسہ دینا عورت کے واسطے ضروری نہیں جبکہ وہاں مردوں کا ہجوم ہو۔ ہاں اگر ہجوم نہو اور خالی جگہ ہو تو ضرور استلام کرے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۴۱ مسئلہ ۵)

۵۱ طریق طواف معہ اضطباع و رمل

۱۔ خانہ کعبہ کے گرد مطاف پر سات چکر کرنے کو طواف کہتے ہیں۔

ا۔ مطاف وہ مقبوی راستہ ہے جو خانہ کعبہ کے گرد بنا ہوا ہے اور اس پر پتھر کا فرش لگا ہوا ہے۔

۲۔ طواف کیواسطے نیت کرنی ضرور ہے ورنہ مطاف پر یوں ہی چکر لگانے سے طواف نہیں ہوگا۔ از عالمگیری

ا۔ مثلاً قرض خواہ کسی قرضدار کو پکڑنے مطاف پر اس کے پیچھے پیچھے جائے تو طواف شمار نہ ہوگا۔

۳۔ کل طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ہر چکر حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ختم ہوتا ہے۔ عالمگیری

ا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک حجر اسود سے طواف شروع کرنا سنت ہے اور جگہ سے بھی شروع کر سکتا ہے لیکن مکروہ ہے۔ عالمگیری

ب۔ طواف شروع کرتے ختم ہوتے حجر اسود کو بوسہ دے اور ختم پر بھی حجر اسود کو بوسہ دے۔ اگر بیچ کے چکروں میں حجر اسود کو بوسہ دینا ترک کیا تو مضائقہ نہیں۔ عالمگیری۔

ج۔ اگر تمام چکروں میں حجر اسود کو بوسہ دینا چھوڑ دے تو برا ہے۔ شرح طحاوی

د۔ ظاہر روایت کے بموجب رکن یمانی کو بھی بوسہ دے رکن عراقی اور رکن شامی کو بوسہ نہ دے اور اگر رکن یمانی کو بھی بوسہ نہ دے تو کچھ حرج نہیں۔ فتاوی عالمگیری

س۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ حجر اسود یا رکن یمانی کے سوائے کسی پتھر کو بوسہ نہ دے۔

۴۔ اپنے سیدھے ہاتھ کیطرف سے طواف شروع کرے کہ حطیم اور خانہ کعبہ بیچ میں رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ و عینی شرح کنز

ا۔ اس طور پر چلے کہ کعبہ شریف بائیں ہاتھ پر رہے۔ دیکھو نقشہ طریق طواف فقرہ ۴۹۔

ب۔ جو شخص تمام حجر اسود کے سامنے سے گذر کر طواف کرنا چاہے اسکو چاہیئے کہ طواف حجر اسود کے اس کنارے (یعنی رکن یمانی) سے شروع کرے تاکہ تمام بدن اس حجر اسود کے سامنے سے گذرے۔ فتاوی عالمگیری۔ (دیکھو فقرہ ۴۹ ہدایت متعلق طواف)

تشریح۔ کل جسم حجر اسود کے مقابل سے اس طرح گذر سکتا ہے کہ حجر اسود کی طرف رخ کرکے اس طرح کھڑا ہو کہ کل حجر اسود داہنی طرف ہو جائے۔ اور پھر اس کی طرف منہ کئے ہوئے طواف کیواسطے چلے۔ یہانتک کہ حجر اسود کے آگے بڑھ جائے تو حسب معمول طواف کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ چکر ختم ہونے پر بھی ایسا کرے۔ فتاوی عالمگیری

ج۔ اگر بجائے دائیں طرف سے طواف کرنیکے بائیں طرف سے کرے (یعنی الٹا طواف کرے) تب بھی جائز ہو سکتا ہے مگر ایسا کرنا نہ چاہیئے۔ عالمگیری

د۔ اگر حطیم کو دانستہ یا سہواً چھوڑ کر طواف کیا تو طواف کو دوبارہ حطیم کو شامل کرکے کرنا چاہیئے۔ اور اگر صرف حطیم کے گرد سات مرتبہ چکر کرے تب بھی جائز ہے۔ عینی شرح کنز

۵۔ طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں اضطباع اور رمل کرے۔ عالمگیری۔ شرح وقایہ

ا۔ رمل کی اصلیت یہ ہے کہ مشرکوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہیں یہ کہدیا تھا کہ مدینہ کی گرمی نے انکو بہت ضعیف اور کمزور کر دیا ہے تو یہ حکم

دیا گیا تھا کہ طواف کے وقت اکڑ کر اور کندھے ہلاتے چلیں وہ وقت تو گذر گیا مگر وہ طریق ابتک جاری ہے اسکے متعلق احادیث بھی ہیں۔

ب۔ جن چکروں میں رمل کرے ان میں حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کرے اور اگر لوگوں کے اژدھام کیوجہ سے رمل نہ کر سکے تو طواف کرنے میں ذرا تامل کرے تاکہ ذرا جگہ خالی ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ج۔ اگر پہلے تین چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو باقی چکروں میں رمل نہ کرے۔ ہاں اگر پہلے چکر میں رمل کرنا بھول گیا تو باقی چکروں میں کرلے اگر کل چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ فتاویٰ قاضیخان۔

د۔ اکثر فقہ کی کتابوں میں احرام کے وقت اضطباع کرنا مسنون لکھا ہے لیکن ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اضطباع خاص طواف کے وقت کرنا چاہیئے ورنہ اور وقتوں میں تو کندھے کا کھلا رہنا نماز کے وقت مکروہ ہے بحر الرائق میں بھی خاص طواف ہی کیوقت اضطباع کرنا لکھا ہے۔ اور اہل مکہ کا بھی یہی دستور ہے۔

تشریح ۔ علماء کا یہ خیال ہے کہ اگر طواف زیارت میں رمل کرے تو طواف قدوم میں رمل کرنے سے بہتر ہے وجہ یہ کہ طواف زیارت فرض ہے تو گل رمل فرض کے ساتھ ادا ہوگا۔

تشریح۔ اضطباع اسکو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کر کے دونوں کنارے اسکے بائیں کندھے پر ڈالے اور رمل سے مراد یہ ہے کہ جلد جلد چلے اور اپنے دونوں کندھوں کو اس طرح ہلاوے جیسے سپاہی سپاہی لڑائی کی دو صفوں کے درمیان اکڑ کر چلتا ہے۔ عالمگیری شرح وقایہ

۶۔ دوران طواف میں اگر وضو جاتا رہے تو چاہیئے کہ دوبارہ وضو کرے اور باقی طواف پورا کرے۔ درمختار۔

۷۔ اگر احرام عمرہ کا ہے تو بجائے طواف قدوم کے طواف عمرہ کرے۔

ا۔ طواف عمرہ بعینہ اسی طرح ادا کیا جاتا ہے جس طرح طواف قدوم اور اس طواف عمرہ میں اضطباع اور رمل بھی کرنا چاہیئے اور اسکے بعد سعی بھی۔

ب۔ عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہوتا ایک ہی طواف ہوتا ہے (جسکے وہی سات چکر ہوتے ہیں) اور اسکو طواف عمرہ کہتے ہیں۔

ج۔ عمرہ میں طواف صدر نہیں ہوتا لیکن امام حسن رحمہ اللہ کے نزدیک عمرہ کر نیوالے پر جب کہ وہ عمرہ سے فارغ ہو کر وطن جانا چاہے ضروری ہے جیسا کہ حج میں (دیکھو فقرہ ۱۲۱)

د۔ اگر طواف عمرہ کے دو یا تین چکر بعد حج کی نیت کرے تو اس طرح قارن کیواسطے جائز ہے۔

چنانچہ۔ اس کے متعلق جو مسئلہ فتاویٰ عالمگیری میں آیا ہے وہ ہم نے فقرہ ۹۰ مسئلہ ۱۲ میں درج کیا ہے۔

۸۔ طواف کے سات چکروں میں سے چار چکر فرض ہیں باقی واجب نزد امام ابو حنیفہ لیکن امام شافعی کے نزدیک سب فرض ہیں۔

۹۔ طواف کو چھوڑ کر نماز جماعت یا نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہیئے اور پھر باقی طواف پورا کرنا چاہیئے۔ عالمگیری

ا۔ جس وقت نماز کی اقامت ہو تو طواف کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو طواف کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جسقدر طواف باقی ہے اسکو ادا کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۰۔ قارن اگر دونوں طواف اور دونوں سعی ساتھ ملا کر کرے تو اچھا نہیں۔ (یعنی طواف عمرہ و طواف قدوم اور انکے بعد کی سعی۔ فقرہ ۱۱۲)

۱۱۔ قارن کو ایک طواف اور ایک سعی عمرہ اور حج دونوں کے واسطے کافی ہے (نزد امام شافعی) برخلاف امام اعظم رحمہا اللہ۔ ہدایہ

دلیل۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ (یعنی عمرہ حج میں قیامت تک داخل ہے) اور یہی وجہ ہے کہ قران کا مطلب یہی ہے کہ دو عبادتیں ایک دوسری میں ملی ہوئی ہوں۔ اور ایسا کیا ہی جاتا ہے کیونکہ تلبیہ عمرہ اور حج کے واسطے ایک ہی کہی جاتی ہے اور دونوں کے واسطے ایک ہی سفر ہوتا ہے۔ اور سر بھی دونوں کیواسطے ایک ہی مرتبہ منڈوایا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ طواف اور سعی ایک مرتبہ نہ کی جائے لیکن علماء حنفیہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ بن سعید نے دو طواف اور دو سعی کئے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ دوسرے یہ بات کہ قران کے معنی یہ ضرور ہیں کہ دو عبادتوں کو جمع کرنا۔ مگر یہ مطلب نہیں کہ ان میں کی کمی کر کے انکو
جمع کر دو۔ بلکہ انکی اصلی حالت پر۔ اور یہ جو کہا گیا کہ تلبیہ ایک کہی جاتی ہے اور سفر ایک ہوتا ہے اور سر ایک مرتبہ منڈوایا جاتا ہے۔ تو یہ چیزیں ایسی
ہیں جن سے حج کو کچھ غرض نہیں۔ کیونکہ تلبیہ احرام کیواسطے کہی جاتی ہے۔ سفر حج کی ادائگی کیواسطے ہوتا ہے اور سر منڈوانا احرام سے نکلنے کو ہیں
جو چیزیں ہیں وہ ارکان ہیں۔ وہ ہر ایک کے علیحدہ ہونے چاہئیں۔ تو حدیث کے یہ معنی ہیں کہ وقت عمرہ وقت حج میں داخل ہو گیا۔ اب قیامت تک اصل ہے۔ یہ
تشریح ہے۔ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے قران کا احرام باندھا ہے تو اگر عمرہ کا طواف کرتا ہے تو حج کے موقع پر طواف قدوم
نہ کرے اور اسی طرح اگر اب سعی کرتا ہے تو حج میں سعی نہ کرے۔

١- صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے قران کیا اور عمرہ اور حج کیواسطے ایک طواف کیا اور یہ کہا ایسا ہی کیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے۔ یہ حدیث علماء شافعی کی واسطے دلیل ہے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ ابراہیم بن محمد نے کہا کہ میں نے طواف کیا اپنے باپ کے ساتھ اور
انہوں نے حج اور عمرہ ساتھ کیا تھا تو انہوں نے دو طواف کئے اور دو بار سعی کی اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور حدیث
بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکی نسبت کہا کہ [illegible]
اور روایت ابن ابی شیبہ میں بھی ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دو طواف اور دو سعی کے منقول مروی ہے۔

١٢- مفرد یا حج یا قارن چاہئے کہ سعی طواف قدوم کے بعد کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ درمختار

١- مفرد بالحج کے واسطے افضل یہ ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے
یہ روایت آئی ہے کہ اگر آٹھویں ذی الحجہ یا بعد زوال یا قبل اسکے حج کا احرام باندھا تو طواف کیا اسکو سعی نہ کرے۔ فتاوی عالمگیری

١٣- دوران طواف میں بعض باتیں جائز نہیں ہیں۔ مثلاً

(١) کوئی چیز کھانا (٢) خرید و فروخت کرنا (٣) فتوی دینا (٤) قرأت قرآن کرنا (٥) دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درمختار

١٤- اگر احرام عمرہ کا ہے تو طواف شروع ہوتے ہی اور اس میں شروع طواف میں تلبیہ موقوف کرے۔ (دیکھو نقشہ ٣٥)

دلیل۔ امام مالک کے نزدیک تلبیہ کبھی اسوقت موقوف کرے جب مسجد حرام میں گھستے ہی خانہ کعبہ پر نگاہ پڑے۔ وجہ یہ کہ عمرہ کا مقصد زیارت
خانہ کعبہ ہے تو جب مقصد پورا ہو گیا تو لبیک موقوف کرنی چاہئے۔ مگر امام اعظم رحمۃ اللہ کی دلیل ہے کہ عمرہ قضا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے لبیک کہنا جب ہی موقوف کیا تھا جبکہ حجر اسود کے بوسہ دینے کے بعد طواف شروع کیا اور عمرہ کی اصل مقصد طواف کرنا ہے اور طواف ہی
عمرہ کا رکن ہے تو جب مقصد حاصل ہو گیا تو لبیک موقوف کرے۔ عالمگیری وغیرہ۔

١٥- طواف قدوم کو طواف تحیت۔ طواف لقا۔ طواف ثنا۔ طواف اولی العہد بھی کہتے ہیں۔ عالمگیری وغیرہ

٥٢- نقشہ مقام ابراہیم

١- مقام ابراہیم ایک پتھر کا نام ہے جس پر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا۔ (دیکھو باب ہفتم)
٢- مقام بمعنی جگہ کے ہیں اور مقام ابراہیم کے معنی حضرت ابراہیم کے کھڑا ہونے کی جگہ۔

۵۳ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔

۱۔ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کی طرف یہ پڑھتا ہوا جائے۔ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم تک گئے تھے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

۲۔ اب مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ ہدایہ

ا۔ اگر بھیڑ کی وجہ سے وہاں جگہ نہ ملے تو مسجد میں جہاں جگہ ملے وہاں پڑھے۔ اور اگر اندر جگہ نہ ملے تو مسجد سے باہر پڑھے تب بھی جائز ہے۔ فتاوی قاضیخان

ب۔ طواف کی دونوں رکعتیں ایسے وقت میں پڑھے کہ اس وقت نماز نفل پڑھنی مکروہ نہ ہو۔ شرح طحاوی۔

ج۔ سب سے بہتر جگہ اس نماز کے پڑھنے کے واسطے مقام ابراہیم ہے اسکے بعد کعبہ شریف کے اندر۔ اسکے بعد حطیم کے اندر اسکے بعد کعبہ کے گرد کسی جگہ۔ اسکے بعد مطاف پر کسی جگہ۔ اسکے بعد مسجد حرام میں کسی جگہ۔ اسکے بعد مسجد حرام سے باہر اپنی قیام گاہ پر یا حدود حرم کے اندر کسی جگہ۔

د۔ اس نماز کے واسطے اگرچہ مکان اور زمان کی شرط نہیں ہے۔ تاہم حدود حرم سے باہر پڑھنی مکروہ ہے۔

۳۔ ان دو رکعتوں کے بدلے اگر فرض نماز پڑھ لے تو علماء حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

۴۔ دو رکعت نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھے۔ عینی شرح کنز

۵۔ بعد دوگانہ کے وہ دعا مانگے جو حضرت آدم علیہ السلام نے مانگی تھی وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرَضِّنِيْ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اے اللہ تو جانتا ہے ظاہر و باطن میرا پس قبول کر عذر میرا اور تو جانتا ہے حاجت میری پس عطا کر مجھ کو جو میں سوال کرتا ہوں اور تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے پس بخش دے گناہ میرے۔ اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے ایمان جو میرے دل کے ساتھ وابستہ ہے اور یقین سچا اس قدر کہ میں جان جاؤں کہ مجھ کو نہیں پہنچے گا مگر وہ جو تو نے میرے واسطے لکھ رکھا ہے اور میں مانگتا ہوں تجھ سے رضامندی اس چیز سے جو تو نے میری قسمت میں لکھ رکھی ہے۔ اے بہت ہی رحم کرنے والے۔

ا۔ اس کے بعد جو دینی یا دنیوی دعا مانگے درست ہے۔ فتاوی عالمگیری

۶۔ ہر طواف کے سات چکروں کے بعد یہ نماز واجب ہے نزد امام اعظم رحمہ اللہ کے لیکن سنت ہے نزد امام شافعی رحمہ اللہ کے۔ ہدایہ

الف۔ دلائل۔ امام اعظم رحمۃ اللہ کی یہ دلیل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ابراہیم پر دو رکعت بعد طواف ادا کی ہیں اور آپ نے ایسا کرنے کا حکم کیا لہذا واجب ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر تو فرمایا۔ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔ (اور بناؤ مقام ابراہیم پر نماز) تو اس طرح اس نماز کا وجوب ثابت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی یہ دلیل ہے کہ یہ دو رکعت طواف کا جز نہیں ہیں اور یہ خود ہی ایک عبادت ہے۔ اور وجوب کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ لہذا سنت ہے۔ کفایہ۔

ب۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے ولنا قوله عليه السلام وليصل الطائف لكل اسبوع ركعتين۔ والامر للوجوب۔ اور ہماری دلیل قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ طواف کرنے والے کو چاہئے کہ ہر سات چکر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ایسا امر وجوب کی دلیل ہے۔ مگر یہ حدیث اس طور پر جیسا کہ اوپر بیان ہوئی کہیں نہیں پائی گئی۔ ہاں صحیحین میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کرنا ثابت ہے چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے حج اور عمرہ میں تو آپ جلدی چلتے تھے پہلے تین چکروں میں اور آہستہ چلتے تھے اگلے چار چکروں میں پھر پڑھتے دو رکعتیں۔ اور ایسا ہی عبد الرزاق نے ابن جریج سے مرسلاً روایت کی ہے اور انہوں نے عطا سے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر چکر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے)

۵۴ طواف قدوم طواف عمرہ کا وقت

۱۔ طواف قدوم کا وقت بمجرد داخل ہونے مکہ کے شروع ہو جاتا ہے

۲۔ طواف عمرہ کا وقت عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے سعی صفا و مروہ شروع کرنے تک ہے۔

۳۔ ہمیشہ طواف واجب الاداء اس کے وقت میں ادا ہوگا۔ اگرچہ نیت اس کے خلاف بھی کی ہو۔ از فتاوی عالمگیری۔

توضیح۔ اگر حج کا احرام باندھنے والا مکہ میں آکر نفل کی نیت سے طواف کرے تو طواف قدوم ادا ہوگا۔ اسی طرح اگر عمرہ کا احرام باندھنے والا طواف کرے تو طواف عمرہ ادا ہوگا اور اگر قران کرنے والا طواف کرے تو پہلا طواف عمرہ کا ہوگا اور اسکے بعد دوسرا طواف حج کا ہوگا۔ اسی طرح اگر طواف زیارت کا وقت ہو اور کسی اور نیت سے طواف کرے تو طواف زیارت ہی ادا ہوگا۔ فتاوی عالمگیری۔

۵۵ طواف قدوم سنت ہے اور طواف عمرہ عمرہ میں فرض ہے

۱۔ طواف قدوم غیر اہل مکہ کے واسطے ہے اور سنت ہے نزد امام اعظم اور واجب ہے نزد امام مالک۔ عالمگیری و شرح وقایہ

۱۔ طواف قدوم آفاقی مفرد اور قارن پر سنت ہے۔ اور عمرہ کرنیوالے اور متمتع اور اہل مکہ کے واسطے یہ طواف نہیں ہے۔

جب بعض موقع پر یہ طواف قدوم غیر اہل مکہ کے ذمہ بھی نہیں رہتا۔ دیکھو فقرہ ۔ مسئلہ ۵

۲۔ طواف عمرہ فرض ہے عمرہ کرنے والے کے واسطے چاہے وہ اہل مکہ ہو یا غیر اہل مکہ۔

۵۶ اب چاہ زمزم و ملتزم پر آئے۔

(بعض علماء کے نزدیک سعی صفا و مروہ کو پہلے چاہ زمزم اور ملتزم پر بھی جانا چاہیئے)

۱۔ صفا جانے سے پہلے زمزم کے پاس آئے اور اسکا پانی پیٹ بھر کر پئے اور باقی پانی کنوین مین ڈالدے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ

إِنِّي أَسْئَلُكَ رِزْقًا وَاسِعًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ زمزم کا پانی کس طرح پینا چاہیئے۔ اور آب زمزم کی فضیلت کے متعلق دیکھو فقرہ۔ ۱۲۳-۱۲۴۔

۲۔ ملتزم کے پاس آئے اور اسکو بوسہ دے۔ فتح القدیر (شرح ہدایہ)

۱۔ ملتزم کو بوسہ کس طرح دے اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۵
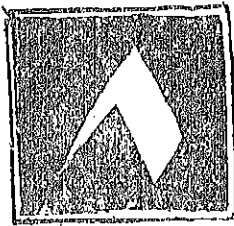
اسکے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے
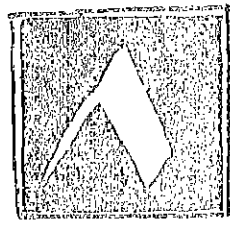
صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے واسطے۔ چاہیئے کہ پہلے حجر اسود کو بوسہ دے اور پھر سعی کے واسطے باب صفا سے باہر نکلے گر مسجد سے باہر نکلنے کے آداب نگاہ رکھے یعنی پہلے بایاں پاؤن باہر نکالے اور دعا پڑھے۔ اسکے بعد صفا کیطرف جائے اور وہان پہنچکر وہان سے مروہ تک ایک پھیرا کرے اور پھر مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا کرے۔ اور اسیطرح سات پھیرے کرے کہ ساتوان پھیرا مروہ پر تمام ہوگا۔ اور ساتون پھیرون میں میلین اخضرین کے درمیان تیز چلے۔ اور اگر سواری پر ہو تو سواری کو تیز کرے۔ اب ساتون پھیرے ختم کر کے مسجد حرام مین جا کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے جیسا کہ طواف کے ختم ہونے پر پڑھا کرتے ہین۔

۱؎ اے اللہ مین تجھ سے مانگتا ہون روزی فراخ اور علم نفع دینے والا۔ اور ہر بیماری کے واسطے شفا۔

۶۰- سعی درمیان صفا و مروہ

(مسجد حرام سے باہر نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور سعی کرے یعنی صفا و مروہ کے درمیان چلے)

۱- کوہ صفا پر چڑھے تو سعی کی نیت دل میں کرے اور منہ سے اس طرح پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔

۱- مذہب حنفی میں اضطباع نہیں کرتے۔ ہاں مذہب شافعی میں اضطباع کیا جاتا ہے۔

۲- صفا پر اس قدر اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھائی دے۔ کیونکہ اوپر چڑھنے سے یہی مقصد ہے کہ خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا۔ اور اس قدر اونچے چڑھنا سنت ہے۔ — ہدایہ، عالمگیری۔

۳- کوہ صفا پر منہ قبلہ کی طرف کرے اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر خدا تعالیٰ سے حاجت چاہے۔ — ہدایہ۔ شرح وقایہ۔

۱- یہ محل اجابت ہے چاہئے کہ مسلمانوں کے حق میں دعا کرے اور درود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے۔

ب- حدیث جابر میں ہے کہ پھر چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر یہاں تک کہ دیکھا خانہ کعبہ کو پھر توحید کی اللہ تعالیٰ کی اور منہ کیا قبلہ کی طرف اور تکبیر کہی۔

۴- کوہ صفا پر منہ قبلہ کی طرف کرے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ وَاِنِّیْ اَسْئَلُكَ کَمَا هَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَایِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ — سب تعریف اللہ کو ہے کہ راستہ بتایا ہم کو اور سب تعریف اللہ کو ہے جس نے نعمت دی ہم کو سب تعریف اللہ کو ہے کہ جس نے نیکی پر ہم کو الہام کیا۔ سب تعریف اللہ کو ہے جس نے راہ بتائی ہم کو۔ اور ہم کو راستہ نہ ملتا اگر وہ ہم کو راستہ نہ بتاتا۔ نہیں ہے معبود برحق مگر اللہ اکیلا۔ نہیں ہے اس کا کوئی ساتھی۔ سب ملک اسی کا ہے۔ اور حمد اسی کے واسطے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارڈالتا ہے۔ اور وہ زندہ ہے موت اس کو واسطے نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ میں بہتری ہے۔ اور تمام چیزوں پر قادر ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا۔ نہیں عبادت کرتے ہم لیکن اسکی اکیلے کی اگرچہ کافر برا مانیں۔ اے اللہ تحقیق تو نے کہا ہے اور تیرا قول سچ ہے۔ کہ دعا مانگو مجھ سے اور قبول کرونگا میں تمہاری دعا۔ اور تو وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ اور میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ جیسی تو نے مجھ کو اسلام کی طرف ہدایت کی ہے ایسا ہی مجھ کو اس سے نکالیو کبھی نہیں جب تک کہ میری زندگی کا خاتمہ کرے۔ اور میں حالت اسلام میں ہوں۔ پاک ہے اللہ اور حمد ہے واسطے اسکے اور نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ۔ اور اللہ بڑا ہے۔ اور نہیں ہے قوت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بزرگ ہے اور برتر۔ اے اللہ درود بھیج اور سلام ہمارے سردار پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور انکی آل پر اور انکے اصحاب پر اور تابعین پر قیامت تک۔ اے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور میرے استادوں کو اور سب مسلمانوں کو۔ اور سلام اوپر پیغمبروں کے اور حمد ہے اللہ پروردگار عالمین کو جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے۔

لہ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ سعی کروں درمیان صفا و مروہ کے سات پھیروں سے تیری خوشنودی کے واسطے۔ تو میسر کردے مجھ کو اور قبول فرما اس کو مجھ سے۔

۵۔ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے کہ سات پھیروں کے بعد مروہ پر ختم ہو۔ ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِبْدَؤُا بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ یعنی شروع اس جگہ سے کرو جسکا ذکر خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں پہلے کیا ہے اور پہلے خدا تعالےٰ نے صفا کا ذکر کیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ۔ جو حدیث ہمنے بیان کی ہے اسکو روایت کیا ہے نسائی اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اسکا مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے۔

ا۔ اگر مروہ سے سعی شروع کرے تو بعض علماء حنفیہ کے نزدیک درست ہے لیکن مکروہ ہے اس میں پہلا پھیرا شمار نہ کرنا چاہیے۔ عالمگیری۔
(درمختار میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے)

۶۔ صفا سے اترتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِيْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ا۔ یہ دعا مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے اور میلین کے درمیان صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے یا مروہ سے صفا کو جاتے ہوئے ہر دفعہ پڑھے۔

۷۔ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلے مگر صفا سے اپنی رفتار سے اترے اور مروہ تک اپنی چال سے چڑھے۔ ہدایہ

ا۔ میلین کے درمیان ساتوں پھیروں میں دوڑنا چاہیے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہدایہ

ب۔ میلین کے درمیان سعی میں عورتوں کو نہ دوڑنا چاہیے۔ عینی شرح کنز (دیکھو فقرہ ۔ ۱۴۱)

ج۔ میلین کے درمیان دوڑنے میں رمل کی نسبت ذرا تیز چلے اور اگر سواری پر ہے تو سواری کو تیز کرے۔

۸۔ میلین کے درمیان یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَاهْدِنِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے رب میرے بخش گناہ میرے۔ اور رحم کر۔ اور در گزر کر اس سے جسکو تو جانتا ہے۔ کیونکہ درحقیقت تو جانتا ہے جو کچھ کہ ہم نہیں جانتے۔ تحقیق تو زبردست بہت ہی کرم والا ہے۔ اور دکھا مجکو وہ راہ جو سیدھی ہے۔ اے اللہ کر اس کو حج مقبول اور میری کوشش کو شکر کیگئی۔ اور میرے گناہوں کو بخشا ہوا۔ اے اللہ بخش مجھکو اور میرے ماں باپکو اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو۔ اور ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو۔ اے قبول کرنیوالے دعاؤں کی۔ اے رب ہمارے ہمکو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہمکو عذاب دوزخ سے۔

۹۔ مروہ پر پہنچے تو یہاں سب عمل اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کئے تھے۔ ہدایہ و عالمگیری

ا۔ مروہ پر پہنچکر وہی دعا پڑھے جو صفا پر پڑھی جاتی ہے اور اسی طرح تمام عمل کرے۔

۱۰۔ مروہ پر اتنا اونچا چڑھے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ سکے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے۔

ا۔ اس زمانہ میں مروہ پر سے خانہ کعبہ نہیں دکھائی دیتا ہے کیونکہ بیچ میں عمارتیں بن گئی ہیں لہذا صرف خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا کافی ہے۔

۱۱۔ اگر صفا پر اور مروہ پر قیام نہ کرے تب بھی سعی درست ہے۔ ہدایہ

۱۲۔ سعی میں تلبیہ برابر کہتا رہے۔ اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرے۔

ا۔ اگر طواف زیارت کے بعد سعی کیجائے یا عمرہ کے طواف کے بعد سعی کی جائے تو اس میں تلبیہ نہیں کہی جائے گی۔

۱۳۔ صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنے کو سعی کہتے ہیں۔ اور صفا سے مروہ تک یا مروہ سے صفا تک ایک شوط یعنی ایک پھیرا ہے۔ ہدایہ و عالمگیری

ا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طریق پر یہ پھیرے کئے ہیں۔ ہدایہ

ب۔ صحیحین میں ابن عمر کی روایت ہے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اور طواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور پڑھیں پیچھے مقام ابراہیم کے دو رکعتیں۔ اور طواف کیا درمیان صفا و مروہ کے سات بار

ج۔ سعی اب صفا سے شروع ہو تو ۷ پھیروں میں مروہ پر ختم ہو۔ درمختار
د۔ طحاوی کی روایت ہے کہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک ایک پھیرا ہوا۔ اس طریق پر تو گویا ۱۴ پھیرے کرنے چاہئیں
مگر صحیح وہی ہے جو ہدایہ کے حوالہ سے ذکر کیا گیا۔

۱۴۔ سعی کے ۷ پھیروں میں سے چار پھیرے فرض ہیں باقی تین واجب۔

۱۵۔ سعی کو چھوڑ کر نماز جماعت یا نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہئے۔ اور پھر باقی سعی پوری کرنی چاہئے۔ عالمگیری

ا۔ جس وقت نماز کی اقامت ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیے یا اسی طرح جب نماز جنازہ تیار ہو تو سعی کو چھوڑ دینا چاہیے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جس قدر سعی باقی ہو۔ اس کو ادا کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۶۔ دوران سعی میں بعض باتیں جائز ہیں۔ مثلاً

(۱) کوئی چیز کھانا۔ ۲۔ خرید و فروخت کرنا۔ ۳۔ فتویٰ دینا۔ ۴۔ قرأت قرآن۔ ۵۔ دعائے ماثورہ پڑھنا۔ درمختار۔
۹۔ دوران سعی میں خرید و فروخت یا اور دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۷۔ سعی صفا و مروہ صرف ایک مرتبہ کرنی چاہئے۔ اس کے بعد نفل سعی کرنی بھی مشروع نہیں۔ ہدایہ۔

ا۔ اسی وجہ سے حج کرنیوالے کو اختیار ہے کہ چاہے سعی طواف قدوم کیساتھ کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ مگر جس طواف کے بعد کرے اس طواف میں رمل ضرور کرے۔

۱۸۔ سعی میں شرط یہ ہے کہ طواف کے بعد کیجائے۔ اگر اسکے خلاف کرے تو سعی دوبارہ کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ کوئی اگر حج کا احرام باندھکر طواف زیارت سے پہلے سعی کرنی چاہے تو اسکو چاہئے کہ ایک نفلی طواف معہ رمل کرے اور اسکے بعد سعی کرے

۱۹۔ مفرد بالحج یا قارن کو چاہئے سعی طواف قدوم کے بعد کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد۔ درمختار۔

ا۔ مفرد بالحج کے واسطے افضل یہ ہے کہ طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ اگر آٹھویں تاریخ بعد زوال آفتاب حج کا احرام باندھا تو طواف کے ساتھ اور سعی نہ کرے ورنہ کرے۔ عالمگیری۔

۶۱۔ سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔

ا۔ سعی کے بعد چاہئے کہ مسجد حرام میں جائے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری۔
ا۔ نماز کس جگہ پڑھے۔ اور کس طرح پڑھے بالکل اسی طرح پر اور اسی پابندی سے نماز پڑھنی چاہئے جیسا کہ فقرہ ۵۳ میں مذکور ہے۔

۶۲۔ سعی صفا و مروہ رکن حج ہے یا واجب

ا۔ سعی صفا و مروہ علمائے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن علمائے شافعی رکن حج کہتے ہیں۔ ہدایہ

دلیل۔ (شافعی) یہ حدیث ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ فَاسْعَوْا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیا ہے سعی کو پس سعی کرو۔ ہدایہ۔ دلیل۔ (حنفی) یہ آیت کلام مجید میں ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا
یعنی جو شخص طواف صفا و مروہ کرے اسکو کوئی گناہ نہیں ہے یہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ سعی جائز ہے کیونکہ طرز عبارت کہ نہیں ہے گناہ تم پر دلالت کرتی ہے کہ صورت جواز کی ہے بھلا رکن کس طرح ہوسکتی ہے؟ اور جو حدیث شافعیؒ نے دلیل میں پیش کی ہے وہی علمائے حنفیہ وجوب کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ اور کتب علیکم سے مطلب لیتے ہیں کہ اجازت دی گئی تمہارے واسطے جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ۔ ہدایہ

۶۳۔ وقت سعی درمیان صفا و مروہ

۱۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا وقت مفرد بالحج اور قارن اور متمتع کے واسطے ماہ ہائے حج ہیں

ا۔ صرف ایک صورت میں سعی ماہ ہائے حج کے بعد ہو سکتی ہے جبکہ طواف زیارت عید کے بعد کرے۔ (یعنی ماہ ہائے حج کے گزرنے کے بعد) اور اسکے ساتھ سعی کرے اور یہ جائز ہے۔

۲۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا وقت محرم عمرہ کے واسطے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ اس کا وقت طواف عمرہ کے بعد ہے۔

اب مسجد حرام کے باہر آئے اور مکہ میں قیام کرے

صفا و مروہ کی سعی کے بعد عمرہ کے کل افعال ختم ہو چکے۔ اب چاہیئے کہ مسجد حرام سے باہر آئے اور سر منڈوائے اور احرام اتارے۔ جس شخص نے حج کا احرام باندھ رکھا ہو اسنے ابھی تک وہی مناسک پورے کئے ہیں یعنی طواف قدوم اور سعی صفا و مروہ۔ وہ مسجد حرام سے باہر آکر احرام نہیں کھولیگا بلکہ اسی احرام سے باقی افعال کریگا۔ جبکہ متمتع کا احرام ہے اس کا عمرہ ختم ہو چکا اگر ہدی ساتھ لایا ہے تو مسجد حرام سے باہر آکر اسی احرام کو قائم رکھے اور باقی افعال حج اسی احرام سے ادا کرے۔ ہاں اگر ہدی ساتھ نہیں لایا ہے تو احرام کھولدے۔ اور حج کے واسطے مسجد حرام میں جاکر ۸ تاریخ کو یا اس سے پہلے احرام باندھے اور افعال حج کرے۔ اگر قران کا احرام باندھا ہے۔ تو افعال عمرہ تو پورے ہو چکے اور اسی احرام کو قائم رکھے اور افعال حج اسی احرام سے کرے۔ جو زمانہ قیام کا ہو غنیمت سمجھے اور دن اور رات کا بہت سا وقت مسجد حرام میں صرف کرے۔

۶۴۔ احرام اتارنا نہ اتارنا

۱۔ عمرہ کرنے والے کا عمرہ ختم ہو چکا۔ چاہیئے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام اتارے۔

ا۔ آفاقی کو چاہیے کہ میقات پر احرام باندھ کر خانہ کعبہ کے گرد طواف کرے اور اسکے بعد سعی کرے صفا مروہ اور اس کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام کھولے۔ ہدایہ۔ کفایہ

تشریح۔ عمرہ کے یہی افعال ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا میں یہی افعال کئے تھے۔ لیکن امام مالک کے نزدیک سر منڈوانے کی ضرورت نہیں امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ سے مطلب طواف خانہ کعبہ اور سعی صفا مروہ ہے اول پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دوم یہ کہ یہ آیت محلقین رؤسکم عمرہ قضا میں نازل ہوئی تھی لہذا حلق یعنی سر منڈوانا چاہیئے سوم یہ وجہ ہے کہ جب عمرہ میں تلبیہ سے محرم ہو جاتا ہے تو احرام سے باہر آنے کو ضرور ہے کہ سر منڈوایا جائے جیسا کہ حج میں تلبیہ کہی جاتی ہے تو احرام اتارنے کے واسطے سر منڈوایا جاتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

تشریح روایت کیا معاویہ نے کہ قصر کیا تھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور یہ عمرہ میں کیا تھا۔

ب۔ بال منڈوانے یا کتروانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۱ انہی مسائل کے مطابق عمرہ کے احرام کھولنے کے واسطے بھی بال کتروائے یا منڈوائے جائیں

۲۔ حج کرنے والے کا طواف قدوم ختم ہو چکا اور سعی ختم ہو چکی چاہیئے کہ باقی افعال حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

ا۔ اگر صرف طواف قدوم ہی کیا ہے تو سعی طواف زیارت کے وقت ہوگی۔

۳۔ تمتع کرنے والے کا (اگر قربانی ساتھ نہیں لایا ہے) عمرہ ختم ہو چکا چاہئے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے اور احرام اتارے اور حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

ا۔ متمتع کو چاہئے کہ بعد ادائے عمرہ کے مکہ میں اقامت کرے درحالیکہ وہ احرام اتار چکا ہے کیونکہ عمرہ وہ ختم کر چکا جس کا لئے احرام باندھا تھا۔ ہدایہ

۴۔ تمتع کرنے والے کا (اگر قربانی ساتھ لایا ہے) عمرہ ختم ہو چکا مگر چونکہ اس کو اسی احرام سے حج بھی کرنا ہے چاہئے کہ حج کی ادائیگی کا منتظر رہے۔

ا۔ متمتع احرام اتار کر (اگر ہدی نہیں لایا) یا احرام میں (اگر ہدی لایا ہے) حج کا منتظر رہے۔ عالمگیری

۵۔ قران کرنے والے کا عمرہ ختم ہو چکا مگر چونکہ اسی احرام سے اس کو حج بھی کرنا ہے چاہئے کہ حج کی ادائیگی کا منتظر رہے

ا۔ قارن کو لازم نہیں کہ عمرہ کرنے کے بعد حج کرنے سے پہلے سر منڈوائے کیونکہ اس کا احرام حج کے واسطے ابھی موجود رہنا چاہئے اور جب احرام موجود ہے تو پھر سر منڈوانا جنایت ہے یہ قارن عید کے روز سر منڈوائیگا۔ ہدایہ

۶۵۔ اثنائے قیام مکہ میں کیا کرے

(اور اکثر جگہ نماز پڑھے۔ اعتکاف بھی کرے اور خانہ کعبہ کی بھی اندر سے زیارت کرے)

۱۔ قیام مکہ میں جتنے طواف (بغیر رمل و سعی) ہو سکیں کرتا رہے کہ آفاقی کے واسطے نماز نفل سے بہتر ہیں بخلاف اہل مکہ کے۔ درمختار ۔ شرح طحاوی

ا۔ مگر نفل طواف نماز نفل پر اسوقت ترجیح دیا گیا ہے جبکہ وہ ماہ ہائے حج میں کیا جائے۔ ورنہ نماز نفل اس سے بہتر ہے۔ درمختار

۲۔ قیام مکہ میں جتنے عمرہ ہو سکیں کرے مگر ماہ ہائے حج سے پہلے کرے اگر اس سال حج کا ارادہ ہے۔

۳۔ قیام مکہ میں مسجد حرام میں بیٹھ کر کم از کم ایک قرآن شریف ختم کرے۔ جتنی مرتبہ زیادہ کر سکے بہتر ہے۔

۴۔ قیام مکہ میں جسقدر نیکی ہو سکے کرے کیونکہ وہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ گنا ہوتا ہے۔ اور اسیطرح گناہ کرنے سے بہت پرہیز کرے کہ ایک گناہ کا عذاب بھی اسیقدر ہوتا ہے۔

۵۔ قیام مکہ میں چاہئے کہ سخت گرمی یا بارش میں بھی طواف کرے کہ ایسے موقع پر بہت ثواب ہے۔

۶۔ قیام مکہ میں کبھی کبھی صرف حجر اسود کا استلام کر لیا کرے اگرچہ طواف نہ کر سکے۔ کیونکہ استلام حجر اسود ایک عبادت ہے۔

۷۔ قیام مکہ میں جب مسجد حرام میں جایا کرے تو اکثر اعتکاف کی نیت بھی کر لیا کرے کہ اعتکاف کا ثواب بھی حاصل کرے اگرچہ یہ اعتکاف کی نیت تھوڑی دیر کے واسطے ہو۔

ا۔ نیت اعتکاف کی یہ ہے۔ نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ مَا دُمْتُ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ۔ (نیت کرتا ہوں میں اعتکاف کی جبتک اس مسجد میں ہوں)

۸۔ قیام مکہ میں اگر مسجد حرام میں سونے یا کھانے پینے کا اتفاق پڑے تو مضایقہ نہیں یہ امور جائز ہیں۔

۹۔ قیام مکہ میں جب مسجد حرام میں جائے تو اکثر حطیم میں داخل ہوا کرے اور وہاں عبادت بھی کیا کرے۔

۱۰۔ قیام مکہ میں خانہ کعبہ کی دیوار کے قریب بھی بیٹھے اور خانہ کعبہ پر اکثر نگاہ بھی ڈالے کہ یہ بھی عبادت ہے۔

۱۱۔ قیام مکہ میں جو مقامات قبولیت دعا کے متعلق فقرہ ۱۶۵ میں مذکور ہیں وہاں بھی مسجد حرام میں نماز پڑھے۔

۱۲۔ قیام مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر بھی ضرور داخل ہو کہ کعبہ شریف میں داخل ہونا (مردوں اور عورتوں کے واسطے) ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحب ہے۔

ا۔ روایت کیا ہے امام بیہقی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی داخل ہوگا کعبہ شریف میں داخل ہوگا نیکی میں اور نکلیگا بدی سے اس طور پر کہ سب اس کے گناہ بخشے جاویں گے۔

ب۔ فاکہی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی داخل ہوگا بیت اللہ شریف میں اور ادا کریگا وہاں دو رکعت نماز نکلیگا گناہوں سے اس روز کے مانند کہ جنا تھا اسکو اس کی ماں نے۔

ج۔ علماء کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کیا تب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے لیکن احادیث اور آثار اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ فتح مکہ کے سال میں کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ چنانچہ صحیحین میں بروایت ابن عمر اس طرح آیا ہے۔ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ عَلٰی نَاقَۃٍ لِاُسَامَۃَ۔ حَتّٰی اَنَاخَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ۔ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَۃَ فَقَالَ ائْتِنِیْ بِالْمِفْتَاحِ۔ فَجَاءَ بِہٖ فَفَتَحَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ وَاُسَامَۃُ وَبِلَالٌ وَطَلْحَۃُ۔ فَاَجَافُوْا عَلَیْہِمُ الْبَابَ مَلِیًّا۔ ثُمَّ فَتَحُوْہُ۔ فَبَادَرَ النَّاسُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَجَدْتُ بِلَالًا عَلَی الْبَابِ۔ فَقُلْتُ اَیْنَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ قَالَ بَیْنَ عَمُوْدَیْنِ الْمُقَدَّمَیْنِ قَالَ نَسِیْتُ اَنْ اَسْاَلَہٗ کَمْ صَلّٰی (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اسامہ کے اونٹ پر مسجد حرام میں داخل ہوئے اور اونٹنی کو کعبہ کے صحن میں بٹھایا۔ پھر بلایا عثمان بن طلحہ کو کہ کنجی لا دے۔ پس وہ کنجی لیکر آیا پس قفل کھولا۔ اور اندر داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ اور بلال و طلحہ پھر اسکے بعد دروازہ تھوڑی دیر کو بند کر دیا۔ پھر اس کو کھولا۔ لوگ دوڑے۔ تو ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے اسوقت بلال کو دروازہ پر پایا۔ پس میں نے دریافت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی تھی۔ وہ بولے کہ دونوں اگلے ستونوں کے درمیان ابن عمر کہتے ہیں کہ میں بھول گیا کہ ان سے یہ پوچھتا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں) اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے دن داخل کعبہ ہوئے تھے۔

د۔ عورتوں کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا مضائقہ نہیں۔ مگر جب وہاں مرد نہ ہوں جب جائیں۔ ورنہ حطیم میں ہی جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیں کہ وہ بھی خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے برابر ہے۔ (حطیم کے متعلق دیکھو باب ہفتم) حضرت عائشہؓ نے چاہا کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جاؤں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر (یعنی حطیم) میں دو رکعت نماز پڑھ لیں کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے خانہ کعبہ میں پڑھیں۔

۱۔ کعبہ شریف میں اندر جانے کے واسطے چاہئے کہ غسل کرے۔ یا وضو ہی کرے۔ اور عمدہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے (اگر احرام باندھے ہوئے نہیں ہے)۔

۲۔ دروازہ پر کعبہ شریف کے پہنچے تو چوکھٹ کو بوسہ دے۔ اول سیدھا پاؤں اندر لیجائے (اور واپس آتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے نکالے)۔ جیسا کہ داب جمیع مساجد کا ہے۔

۳۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوتے ہوئے وہی دعا جو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پڑھنے میں پڑھا ہے۔

۴۔ اندر جا کر ادب کے قواعد کا لحاظ رکھے۔ نہ چھت کی طرف دیکھے نہ ادھر ادھر نگاہ دوڑائے نہ قندیلوں کی طرف توجہ کرے بہت خشوع و خضوع کو کام میں لائے۔

۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر جائے اور وہاں کم از کم دو رکعت تو ضرور پڑھے۔

شناخت ۔ سبزی مائل جو جگہ اندر دو ستونوں کے درمیان ہے اس کی نسبت یہ غلط مشہور ہے کہ مصلی نبوی ہے مصلی نبوی کی یہ شناخت ہے کہ خانہ کعبہ کے دروازہ سے گھس کر سیدھا چلا جائے جب سامنے کی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو بس یہی مصلی خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۶۔ اسکے بعد سامنے کی دیوار پر اپنا رخسارہ رکھے اور حمد و ثنا اور درود و استغفار بہت کرے اور ماں باپ اور مسلمانوں

کے واسطے دعا کرے۔ اور اسی طرح چاروں کونوں میں جا کر کرے۔

۷۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ جَنَّتَکَ کَمَا اَدْخَلْتَنِیْ بَیْتَکَ وَارْزُقْنِیْ رُؤْیَتَکَ اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا مِنَ النَّارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ اَللّٰھُمَّ یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اٰمِنَّا مِمَّا نَخَافُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ اے رب داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا۔ اور مقرر کر میرے واسطے اپنی طرف سے حکومت کی مدد۔ اے اللہ داخل کر مجھ کو جنت میں جیسا کہ تو نے مجھ کو داخل کیا اپنے گھر میں۔ اور نصیب کر مجھ کو اپنی زیارت۔ اے اللہ اے رب بیت العتیق کے (یعنی خانہ کعبہ کے) آزاد کر ہماری گردنیں اور ہمارے باپوں اور ماؤں کی دوزخ کی آگ سے اے زبردست اور اے بہت بخشش کرنے والے۔ اے اللہ اے پوشیدہ مہربانیوں والے جس بات سے ہم ڈرتے ہیں اس سے ہم کو امن دے۔ اے اللہ مانگتا ہوں میں تجھ سے وہ نیک بات جو مانگی تجھ سے تیرے نبی نے اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس چیز کی برائی سے جس کی پناہ مانگی تیرے نبی نے۔ اے رب قبول کر ہماری عبادت بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور ہم کو توفیق دے توبہ کی بیشک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

موقع ۱۰ — آج مسجد حرام میں خطبہ ہوگا جس میں حج کے احکام بیان ہونگے (۷ ذی الحجہ) — ۱۰ موقع

آج ظہر کی نماز کے بعد مسجد حرام میں امام صاحب منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں مگر اس روز کے اکثر احرام باندھ لیتے ہیں۔ اور بعد حمد و صلوٰۃ کے حج کی فضیلت مختصر طور پر مناسک حج مطابق مذہب امام اعظم بیان کرتے ہیں اور پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر خطبہ ختم کرتے ہیں۔

۱۴۹ — دوران حج میں کل تین خطبے ہوتے ہیں

۱۔ پہلا خطبہ ۷ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں ہوتا ہے اور دوسرا ۹ ذی الحجہ کو عرفات میں مسجد نمرہ میں تیسرا خطبہ منیٰ میں ۱۱ ذی الحجہ کو مسجد خیف میں۔ ان خطبوں میں تمام مناسک حج بتائے جاتے ہیں اور یہ خطبے ایک ایک دن کے فاصلے سے پڑھے جاتے ہیں۔ — ہدایہ، شرح وقایہ

الف۔ پہلا خطبہ ۷ ذی الحجہ کو مسجد حرام میں نماز ظہر کے بعد، دوسرا ۹ ذی الحجہ کو عرفات میں جمع بین الصلوٰتین سے پہلے اور تیسرا خطبہ ۱۱ ذی الحجہ کو منیٰ میں ظہر کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔ — فتاویٰ عالمگیری

ب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی تین روز کے خطبے منقول ہیں۔ اور اسی طرح خطبے پڑھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔ — شرح وقایہ

ج۔ امام زفر کے نزدیک تین دن برابر خطبہ پڑھنے چاہئیں۔ آٹھویں نویں دسویں کو۔ — شرح وقایہ، ہدایہ، عینی شرح کنز

دلائل۔ امام زفر کے نزدیک چونکہ یہ روز ایام حج کے ہوتے ہیں اور لوگ ان دنوں میں جمع رہتے ہیں۔ لہٰذا ان تینوں دنوں میں خطبہ پڑھنا بہتر ہے لیکن علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ خطبے سے لوگوں کو حج کے احکام بتانا مقصد ہے۔ اور ۸ ذی الحجہ کو تو لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلانے میں مشغول ہوتے ہیں (اسی وجہ سے اس دن کو یوم ترویہ[۱۵] کہتے ہیں) اور دس تاریخ عید کا دن ہے اس روز بھی لوگوں کو خطبہ سننے کا وقت نہیں ملتا کیونکہ قربانی وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں۔ لہٰذا تواریخ مذکورہ میں خطبہ زیادہ نافع ہے۔ — ہدایہ

د۔ عرفہ کے خطبہ کے سوا جو دو خطبہ ہیں ان میں جلسہ نہیں ہے یعنی بیچ میں وقفہ دیکر دو حصے نہیں کئے جاتے لیکن عرفے کے دن کا خطبہ دو خطبہ ہیں ان کے درمیان بیٹھنا چاہئے۔ — فتاویٰ عالمگیری

حاشیہ ۱۵ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ترویہ اس وجہ سے بھی کہتے ہیں کہ اس روز حضرت ابراہیم اس رویا یعنی خواب کے متعلق جو انہوں نے دیکھا تھا سوچتے تھے۔ روی بمعنی سوچنے کے ہیں۔ عینی شرح کنز

۶۷۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ دوم)

(۷۔ ذی الحجہ کی کارروائی)

۱۔ لوگ اپنی اپنی قیام گاہ سے خطبہ سننے مسجد حرام میں جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں (حج کے نقشوں کے سلسلہ کی وجہ سے نقشہ دینا پڑا ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی)

کوہ صفا

کوہ مروہ

قیام گاہ

مطاف

مقام ابراہیم

خانہ کعبہ

عرفات

مزدلفہ

منیٰ

پوری مسجد حرام کا نقشہ نہیں دیا گیا صرف مطاف کا نقشہ دیا گیا ہے

اس سے اگلا نقشہ فقرہ ۷۱ پر ہے۔

۸۔ ذی الحجہ

موقع ۱۱ آج حج کے واسطے احرام باندھیں اور صبح ہی منا روانہ ہوں ۱۱ موقع

اہل مکہ کا یہ طریق ہے کہ آج علی الصباح نہا دھو کر مسجد حرام میں آکر احرام باندھتے ہیں اور طواف اور نفل سے فارغ ہو کر صبح کی نماز پڑھتے ہیں اور بعد طلوع آفتاب مکہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوتے ہیں ۔ اور یہی طریق مسنون ہے۔ منا پہنچ کر مسجد خیف کے قریب اترنا چاہیے اور وہاں اتنا قیام کرنا چاہیے کہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز وہاں ہی پڑھی جائے۔ یہ شب کا قیام منا میں سنت ہے۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی شخص آج منا نہ جا سکے تو کل (۹ کو) سیدھا منا ہوتا ہوا عرفات پہنچ جائے مگر بلا کسی عذر ایسا نہ کرے۔

۶۸۔ حج کے واسطے آج احرام بندھیگا۔

۱۔ جب آٹھویں تاریخ ہو تو حج کا احرام مسجد حرام میں جاکر باندھے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد حرام میں ہی جاکر باندھے حدود حرم کے اندر کسی جگہ بھی باندھے ۔۔۔ ہدایہ۔ فتاوی عالمگیری۔

۲۔ آج اہل مکہ حج کے واسطے احرام باندھیں گے اور آفاقی جو تمتع کر رہا ہے۔ اور عمرہ ختم کر چکا ہے اب حج کا احرام مکہ سے باندھیگا (دیکھو فقرہ ۲۸) یہ بہتر ہو کہ یہ بعد طواف نفل کے احرام باندھے۔ اگر اس طواف کے بعد سعی بھی کرنی چاہیے تو طواف میں اضطباع اور رمل کرے اور چاہے طواف زیارت کے بعد سعی کرے (دیکھو فقرہ ۱۰۷) تو اس صورت میں اس طواف میں اضطباع اور رمل نہ کرے ؛

۳۔ اگر آٹھویں تاریخ سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہے بلکہ جتنے دن پہلے باندھے افضل ہے۔ فتاوی عالمگیری

ج۔ احرام باندھنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۳۲ و ۳۳
د۔ آٹھویں تاریخ اگر احرام باندھا اور عرفہ کے دن باندھا تو جائز ہے۔ عالمگیری۔

۲۔ آج یا آج کے دن سے پہلے متمتع (غیر سائق الہدی) کو حج کا احرام باندھنا چاہئے لیکن جتنے پہلے باندھے بہتر ہے کیونکہ کام جتنا جلدی کیا جائے اچھا ہے۔ ہدایہ۔ عینی شرح کنز

(متمتع)
ا۔ احرام حج مسجد حرام سے باندھنا حرم میں سے کسی جگہ سے کیونکہ مسجد حرام ہی سے باندھنا کچھ شرط نہیں ہے کیونکہ متمتع احرام کھول کر مکہ ہی میں اقامت کرنے کے بعد مکی کے حکم میں ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۳۶)

۳۔ قارن کا پہلا ہی احرام قائم ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱۱ و ۱۲)
(ق)
ا۔ عمرہ کے افعال کرنے کے بعد سر نہ منڈوائے بلکہ اسی احرام سے حج کے افعال شروع کرے۔ کفایہ

۶۹۔ منا کو روانہ ہونا اور وہاں قیام کرنا

(احرام باندھنے کے بعد منا کو روانہ ہوں۔ دیکھو فقرہ ۳۰۔ ۹ و نقشہ منا کو جمرات)

۱۔ صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر آفتاب نکلنے کے بعد منا کی طرف روانہ ہو۔ ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھی اور جب آفتاب نکل آیا تب منا کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہدایہ
ب۔ فتاویٰ قاضی خان میں بھی یہی لکھا ہے سورج نکلنے کے بعد منا جائے اور یہی صحیح ہے۔ اگر سورج نکلنے سے پہلے جائے تو مضائقہ نہیں لیکن سورج نکلنے پر جانا اولیٰ ہے۔ عالمگیری

۲۔ آج آٹھ تاریخ کو اگر بعد نماز ظہر مکہ سے منا گیا یا مکہ معظمہ سے دوسرے روز بعد نماز صبح روانہ ہو کر منا ہوتا ہوا عرفات پہنچا تو جائز ہے۔ ہدایہ
وجہ یہ ہے کہ منا کا قیام مناسک حج سے نہیں ہے۔ تو اگر عرفہ کی رات بھی مکہ شریف میں قیام کیا۔ تو مضائقہ نہیں لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی پیروی ترک ہوئی۔ لہذا ایسا کرنے والا گنہگار ہے۔ ہدایہ

۳۔ اگر آٹھ تاریخ جمعہ ہو تب بھی زوال سے پہلے منا کو جانا جائز ہے اس واسطے کہ اس وقت جمعہ واجب نہیں۔ ہاں زوال کے بعد جمعہ واجب ہے اور جب تک جمعہ نہ پڑھ لے تب تک نہ نکلے۔ فتاویٰ عالمگیری

۴۔ مکہ سے نکلتے وقت لبیک کہے اور جو دعا چاہے پڑھے اور لا الہ الا اللہ پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری

۵۔ راستہ میں تلبیہ و اذکار و ادعیہ و استغفار پڑھتا رہے۔ اور حبیب پروردگار علیہ الصلوٰۃ من اللہ العزیز الغفار پر درود بھیجتا رہے۔

۶۔ منا پہنچ کر مسجد خیف کے نزدیک اترنا بہتر ہے۔ (دیکھو مسجد خیف فقرہ ۳۰۔ ۹ و نقشہ منیٰ و جمرات)

۷۔ یہاں اتنا قیام رہتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا۔ صبح۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانچ نمازیں منا میں پڑھی ہیں۔ اور اس کے بعد عرفات تشریف لے گئے۔ ہدایہ

ا۔ ترویہ کے روز یعنی ۸۔ ذی الحجہ کو منا کی طرف جائے اور وہاں عرفہ (۹۔ ذی الحجہ) کی صبح تک ٹھہرے۔ اور پھر وہاں سے عرفات کو جائے۔ [illegible]

۸۔ طبرانی اور بیہقی نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرفہ کی شب کو اگر کوئی شخص منیٰ میں یہ دعا ہزار بار پڑھے تو خدا تعالیٰ سے جو مانگے سو پائے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ عَرْشُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاؤُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَاءِ رُوْحُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَاءَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا اِلَّا اِلَیْہِ ۔ اس دعا کے ترجمہ کیواسطے دیکھو فقرہ ۶ مسئلہ ۲

۹۔ منیٰ میں اس رات رہنا سنت ہے۔ اور چاہئے کہ رات کو لبیک کہتا رہے اور استغفار اور دعائیں پڑھتا رہے۔

حدیث جابر میں ہے کہ جب ہوا دن ترویہ کا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا اور سوار ہوئے اور منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ نے نمازیں پڑھیں۔ ظہر عصر مغرب عشا۔ صبح۔ اور تھوڑی دیر ٹھہرے کہ آفتاب نکل آیا۔

۹۔ ذی الحجہ

آج صبح سب حاجی منیٰ سے عرفات پہنچیں

آج صبح سورج نکلنے پر منیٰ کے ساتھ عرفات جائے۔ راستہ میں دعائیں پڑھتا جائے اور جب عرفات کے قریب پہنچے تو جس وقت جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو جو دعا منظور ہے وہ پڑھے۔ عرفات پہنچ کر مسجد ابراہیم یعنی مسجد نمرہ کے قریب ٹھہرے تو افضل ہے۔ ورنہ عرفات میں کہیں ٹھہر جائے۔ گرد اوّلی عرفہ میں ٹھہرے اسکے بعد وقوف عرفات کے واسطے غسل کرے اور مسجد نمرہ میں جا بیٹھے کہ وہاں جو خطبہ پڑھا جاوے سنے کہ اس میں مناسک حج بیان ہوں گے۔ پھر جماعت کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھے۔ اس کے بعد بلا توقف مجمع کے ساتھ میدان عرفات میں وقوف کے واسطے جائے کہ وہاں امام اور مجمع کے ساتھ دعا مانگی جائیگی۔ یہ وقوف عرفات سب سے بڑا رکن حج کا ہے اگر یہ فوت ہو گیا تو حج ہی گیا۔ سورج غروب ہونے پر جب وقوف عرفات ختم ہو تو کوچ کرے کہ امام کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہو۔

۷۰۔ عرفات کی طرف جانا

۱۔ بعد نماز فجر منیٰ سے عرفات جانا اولیٰ ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر تشریف لے گئے تھے۔ ہدایہ

۱۔ درمختار میں لکھا ہے کہ طلوع شمس کے بعد عرفات کی طرف روانہ ہونا چاہئے اور بائیں ہاتھ کی طرف کے راستے سے جانا چاہئے۔ اور عرفات سے واپسی کے وقت داہنے ہاتھ کے راستے سے واپس آنا چاہئے لیکن ابن عمر کی روایت میں ہے انہ علیہ السلام غدا من منیٰ حین طلع الفجر صبح یوم عرفۃ حتی اتی عرفۃ۔ رواہ ابو داؤد واحمد یعنے آپ طلوع فجر کے بعد تشریف لے گئے۔ اور حدیث جابر میں ہے۔ فلما کان یوم الترویۃ توجھوا الی منیٰ فاھلوا بالحج ورکب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بہا الظھر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ثم مکث قلیلاً حتی طلعت الشمس رواہ مسلم

۱۵۔ پس جب ہوا دن ترویہ کا تو منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے پس احرام باندھا حج کا اور سوار ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پس نماز پڑھی منا میں ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر اسکے بعد ذرا ٹھہرے کہ آفتاب نکل آیا۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ طلوع آفتاب کے بعد تشریف لے گئے۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ منیٰ میں قیام کرے یہاں تک کہ سورج نکلے
عرفہ کے دن بعد ازاں عرفات کو جائے اور یہی اولیٰ ہے۔ اور اگر سورج نکلنے سے پہلے جائے گا تب بھی درست ہے۔

ب۔ صبح کی نماز اول وقت عرفہ کے روز اندھیرے سے پڑھے۔ پھر عرفات کی طرف متوجہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۳۔ راستے میں تلبیہ اور تسبیح اور درود شریف پڑھتا چلا جائے۔ اور یہ دعا بھی راستہ میں پڑھے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا خَيْرَ غُدْوَةٍ غَدَوْتُهَا قَطُّ وَأَقْرِبْهَا مِنْ رِضْوَانِكَ وَأَبْعِدْهَا مِنْ سَخَطِكَ۔ اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَكَ أَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَحَجِّي مَبْرُورًا وَارْحَمْنِي وَلَا تُخَيِّبْنِي وَبَارِكْ لِي فِي سَفَرِي وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِي إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

(اے اللہ کر اس کو بہتر صبحوں سے جو صبح کہ کی ہیں (یعنی میری گذشتہ دنوں میں سے آج کا دن سب سے بہتر کیجیو) اور قریب تر رضا مندی اپنی سے اور دور تر غصہ اپنے سے۔
اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ ہی پر توکل کیا اور تیری ہی ذات کو چاہا۔ پس میرے گناہوں کو معاف کر اور میرے حج کو قبول کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے محروم نہ کر اور مبارک کر
میرا یہ سفر۔ اور عرفات میں میری حاجت روا کر۔ تحقیق تو تمام اشیاء پر قادر ہے۔)

۱۔ بائیں ہاتھ کے راستے سے پہنچے گو ضب کی راہ (دیکھو حصہ اول منیٰ فقرہ ۱۳۰ میں) منیٰ سے عرفات جائے

۴۔ راستہ میں ٹھہرے کہ پیچھے آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ محیط

۵۔ عرفات کے قریب پہنچے اور جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو تکبیر و تہلیل و تسبیح و تحمید اور صلوٰۃ و استغفار کہے اور یہ دعا پڑھے

سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَوْطِئُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقَبْرِ قَضَاؤُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْهَوَاءِ رُوحُهُ۔ سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ۔ سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ۔ سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا إِلَّا إِلَيْهِ۔

(پاکی ہے اس ذات کو جس کا عرش آسمان میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی زمین پا انداز ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی حکومت آگ پر ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی رحمت جنت میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کا قبر میں حکم جاری ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس کی پیدا کی ہوئی روح ہوا میں ہے۔ پاکی ہے اس ذات کو جس نے آسمان بلند بنایا۔ پاکی ہے اس ذات کو جس نے زمین کو بنایا۔ نہیں ہے پناہ اور نہ نجات لیکن اسی کی طرف رجوع کرنے سے۔)

۶۔ اگر کوئی محرم باہر باہر عرفات پہنچ جائے (یعنی مکہ اور منیٰ ہوتا ہوا نہ جائے) اور عرفات پر وقوف کرے تو طواف قدوم اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ ہدایہ

۱۔ ایسے شخص کے ذمہ طواف قدوم نہیں رہیگا کیونکہ اپنے ایک خاص جگہ سے افعال حج کی ترتیب شروع کردی تو اب یہاں ہی سے باقی ارکان ترتیب وار ادا کرتا ہے کسی اور ترتیب سے ادا کرنے خلاف سنت ہو جائینگے اب جو طواف قدوم جو اس سے رہ گیا اسکی جزا کچھ دینی ہوگی۔ کیونکہ طواف قدوم سنت ہے اور سنت کے ترک کرنے سے کچھ جزا نہیں دینی پڑتی۔ ہدایہ

۷۔ اگر کوئی قارن باہر باہر عرفات پہنچ جائے (یعنی مکہ و منیٰ ہوتا ہوا نہ جائے) اور عرفات پر وقوف کرے تو لازم آئیگا کہ عمرہ اس نے ترک کیا۔ ہدایہ

وجہ یہ کہ اگر وہ بعد وقوف عرفات کے عمرہ کرے تو اپنے افعال عمرہ کو افعال حج پر بنا کیا جو خلاف شرع ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ ۲۱۶ حصہ اول)

۱۔ اس قارن کے ذمہ دم قران نہیں رہیگا (فقرہ ۹۸) اور اس عمرہ کی قضا اس کو دینی چاہئے کیونکہ اس نے عمرہ شروع کر کے ترک کیا۔ تو یہ مثل محصر کے ہوا۔ (فقرہ ۱۰۵) ہدایہ

۱ ۔ نقشہ ترتیب ادائیگی حج (نقشہ سوم)

(۸، ۹، ذی الحجہ کی کارروائی)
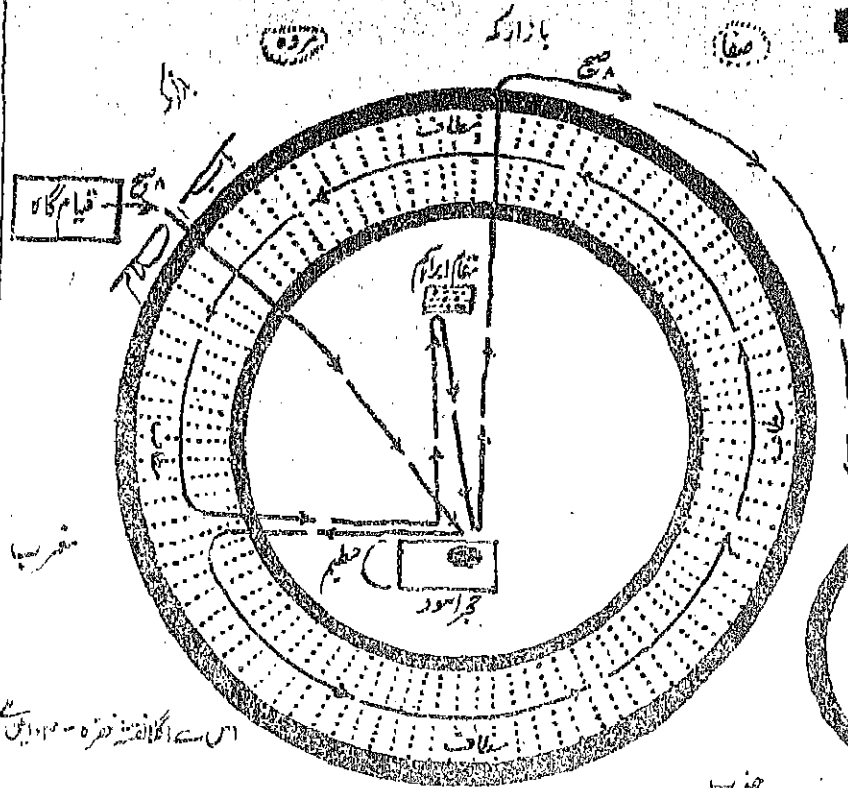
حاجی اپنی قیام گاہ سے ۸ تاریخ صبح باہر نکلکر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے اور طواف قدوم کرکے صبح ہی کے وقت منیٰ پہنچ جاتا ہے۔ اس روز اور رات کو بھی وہاں قیام رہتا ہے پھر ۹ کی صبح کو مزدلفہ کی راہ سے عرفات پہنچکر شام تک وہاں رہتا ہے پھر شب کو روانہ ہوکر مزدلفہ واپس آجاتا ہے۔

۲ ۔ عرفات میں کس جگہ اترنا چاہیے
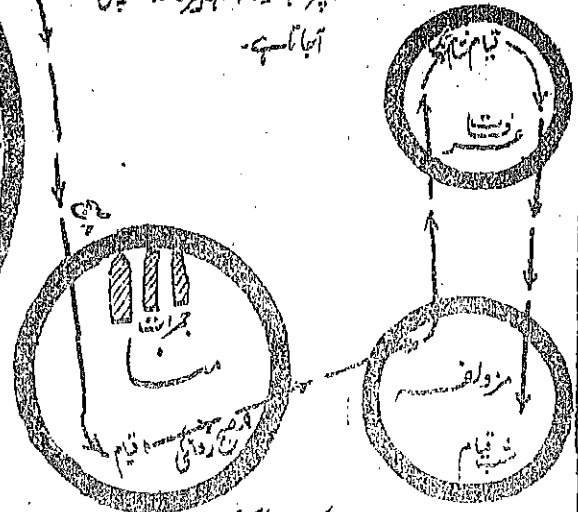
۱ ۔ عرفات میں جہاں بھی چاہے اترے لیکن پہاڑ کے قریب مسجد نمرہ کے پاس (یعنی وقوف کے حدود سے باہر) اترنا افضل ہے۔

اکثر لوگ وقوف کے حدود کے اندر اترتے ہیں کچھ مضائقہ نہیں لیکن یاد رہے کہ موقف کے حدود میں اترنے والوں کو چاہیے کہ قبل زوال آفتاب حدود کے اندر سے باہر چلے آئیں تاکہ ان کا وقوف جمع بین الصلوتین سے پہلے نہ شروع ہو جائے۔

۲ ۔ امام کو چاہیے کہ عرفات پر اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے علیحدہ نہ ٹھہرے جیسا کہ امام محمدؒ نے مبسوط میں لکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اکیلا قیام کرنا تکبر پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہاں معاملہ تضرع کا ہے۔ اور قبولیت دعا کی امید جماعت کے ساتھ زیادہ ہے تنہا لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام محمدؒ کی مراد علیحدہ نہ ٹھہرنے سے یہ ہے کہ جس جگہ لوگ عام طور پر ٹھہرتے ہیں وہاں نہ ٹھہرے۔ کنارے پر ٹھہرے کہ آمد و رفت والوں کو تکلیف ہو۔ ہدایہ

۳ ۔ مسجد نمرہ میں خطبہ سننا اور نماز ظہر و عصر ملا کر پڑھنا

۱ ۔ زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کی غرض سے غسل کرے کہ سنت ہے ورنہ وضو ہی کرلے وہ بھی جائز ہے۔ ہدایہ

اسوضو بھی درست ہے جیسا جمعہ میں اور احرام کے وقت اور عیدین میں کیا جاتا ہے۔ ہدایہ

۲ ۔ مسجد نمرہ میں جسکو مسجد ابراہیم کہتے ہیں زوال کے وقت جا بیٹھے کہ امام خطبہ پڑھے تو سنے۔

۳ ۔ جب سورج کو زوال ہو تو امام منبر پر آئے اور بیٹھ جائے اور اسوقت موذن اذان دے جیسا کہ جمعہ میں ہوتا ہے۔ مبسوط سرخسی ۔ ہدایہ ۔ (یہی اصح ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے) ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی اونٹنی پر کھڑے ہوتے تھے تب موذن آپ کے روبرو اذان دیتا تھا۔
ب۔ امام ابو یوسف کے نزدیک موذن اسوقت اذان دے جب کہ امام ابھی منبر پر نہ گیا ہو۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ بعد خطبہ کے اذان دے۔ ہدایہ

۴۔ اذان کے بعد امام کو چاہیئے کہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اس طرح پر کہ بیچ میں ذرا بیٹھ جائے کہ اس کے دو حصہ ہو جائیں جیسا جمعہ کے خطبہ میں ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔ ہدایہ

ا۔ امام مالک کے نزدیک پہلے نماز پڑھی جائے اور بعد میں خطبہ کیونکہ یہ خطبہ وعظ و نصیحت کے واسطے ہوتا ہے لہٰذا عید کے خطبہ کی طرح نماز کے بعد ہونا چاہیئے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ اول تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ پہلے پڑھا ہے۔ دوم یہ خطبہ مناسک حج کی تعلیم کے واسطے ہوتا ہے اور چونکہ ظہر اور عصر کا جمع کرنا مناسک حج سے ہے تو چاہیئے کہ خطبہ پہلے پڑھے کہ اس نماز کے متعلق بھی احکام بتائے جا سکیں۔ ہدایہ
ب۔ اگر خطبہ کو بیٹھ کر پڑھے تب بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔
ج۔ ۷ تاریخ اور ۱۱ تاریخ کے خطبوں میں جلسہ نہیں ہے یعنی خطبہ کے بیچ میں بیٹھ کر دو حصے نہیں کئے جاتے۔ عالمگیری جلد پنجم صفحہ (۲۱۰)

۵۔ اس خطبہ میں لوگوں کو وقوف عرفات۔ وقوف مزدلفہ۔ عرفات سے مزدلفہ جانا۔ رمی جمار۔ قربانی۔ حلق طواف زیارت اور قربانی سے دوسرے دن تک کے احکام سنائے۔ غایۃ السروجی۔ شرح ہدایہ

۶۔ اگر خطبہ نہ پڑھا تب بھی مضائقہ نہیں۔ یا زوال سے پہلے پڑھ لیا تب بھی مضائقہ نہیں لیکن اچھا نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری
دلیل۔ یہ خطبہ فرض نہیں ہے اگر نہ پڑھا تو مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

۷۔ جب امام خطبے سے فارغ ہو تو موذن اقامت کہے اور ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھائے اس طرح کہ ظہر کے چار فرض کے بعد موذن دوسری اقامت کہے اور عصر کی نماز پڑھی جائے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری
ا۔ گویا ایک اذان اور دو اقامت سے دونوں نمازیں جمع کی گئیں۔ م

۸۔ ان دونوں نمازوں میں فاصلہ نہ دینا چاہیئے ورنہ عصر کی نماز کے واسطے دوبارہ اذان دینی ہوگی۔ ہدایہ
مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں نمازوں کے درمیان نماز نفل پڑھے یا اور کوئی کام کرے تو اذان اول اور نماز عصر کے درمیان فاصلہ ہو جائیگا اور اس طرح اذان عصر کی نماز سے قریب نہیں رہیگی۔ لہٰذا دوسری اذان عصر کی نماز کے واسطے دینی ہوگی۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری
ا۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل بھی پڑھنے مکروہ ہیں۔ ہدایہ
ب۔ کافی میں لکھا ہے کہ دونوں نمازوں میں صرف اسقدر فاصلہ ہو سکتا ہے کہ صرف ظہر کی سنتیں پڑھ لے مگر اور کوئی نفل نہ پڑھے ورنہ عصر کے واسطے دوسری اذان کی ضرورت ہوگی۔ اگر دونوں نمازوں میں فاصلہ کر لیا تو بکراہت جائز ہے بنا بر ظاہر روایت بخلاف ایک روایت کے امام محمد صاحب سے۔ ہدایہ

۹۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنا سنت ہے۔ کفایہ
ا۔ حدیث جابر میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر کے وقت میں ادا کی۔
ب۔ ان دو نمازوں کو جمع کرنا جمع بین الصلوٰتین یا جمع تقدیم کہلاتا ہے

۱۰۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنیکی دو شرطیں ہیں امام اور احرام۔ نزد امام اعظم (یعنی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور احرام بندھا ہوا ہو) اور صاحبین کے نزدیک صرف احرام ضروری ہے امام ضروری نہیں۔ لیکن امام زفر کے نزدیک امام احرام صرف عصر کے وقت ضروری ہے۔ ہدایہ عینی بحر

۱۱۲

تشریح - دونوں نمازوں کو جمع کرنے کے واسطے اور شرائط بھی ہیں وہ یہ ہیں ظہر کا وقت ہو۔ عرفہ کا دن ہو۔ عرفات کا موقع ہو امام سب سے بڑا سردار یا اس کا نائب ہو جب یہ دو نمازیں جمع کر کے پڑھے - کفایہ، جوہرۃ النیرہ، تحفہ، سرخسی

دلیل - (امام اعظم) عصر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھنا خلاف قیاس ہے اور اس کا جائز ہونا صرف اسی صورت میں رکھا گیا ہے جب کہ ظہر کی نماز حالت احرام میں جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور اس کے بعد عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ہو۔ امام زفر کے نزدیک جمع کی صورت میں صرف عصر کی نماز اس کے وقت سے پہلے ہوگی لہٰذا صرف عصر ہی میں یہ شرط ہونی چاہیے کہ امام و احرام ہو ظہر میں کیا ضرورت ہے - ہدایہ

خلاصہ یہ ہے - {
امام اعظم کے نزدیک - امام + احرام - جمع بین الظہر والعصر کیلئے ہر دو نمازوں میں ضروری ہے
" زفر " - امام + احرام - " " " صرف نماز عصر میں " "
صاحبین " - احرام - " " " ہر دو نمازوں میں " "
}

نتیجہ یہ نکلا کہ منفرد (یعنی وہ شخص جو اکیلا نماز پڑھے) اور جماعت اور بے جماعت نماز پڑھنے والا (یعنی وہ شخص جس کی ظہر کی جماعت فوت ہو جائے اور نماز عصر میں شامل ہو) اور بے احرام و با احرام نماز پڑھنے والا (یعنی وہ شخص جو نماز ظہر بغیر احرام کے پڑھے اور عصر کی نماز میں اس کے احرام بندھا ہوا ہو) حسب ذیل احکام کا پابند ہوگا۔

(۱) منفرد {
ا - ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت پڑھے (نزد امام اعظم)
ب - ظہر کی نماز اور عصر کی نماز ملا کر پڑھے (حسب قاعدہ ظہر کے وقت میں) - نزد صاحبین

دلیل - (صاحبین) یہ ہیں دو نمازوں کا جمع کرنا ضرورت کی وجہ سے ہے تاکہ وقوف عرفات کے واسطے وقت بچے اور وقوف دیر تک ہو لہٰذا منفرد کو بھی ایسا کرنے کی ضرورت ہے۔ (امام اعظم) ہر ایک کا اپنے نماز کا وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بے وقت کرنا درست نہیں مگر صرف اس صورت میں جب کہ شرع اجازت دے اور اجازت حدیث میں یہی ہے جب کہ دونوں نمازیں جمع کیجئے آنحضرت نے حالت احرام میں اور نماز عصر کا وقت سے پہلے پڑھنا اس واسطے ہے کہ وقت میں پڑھنا جماعت کو عصر سے نہ جانے دینے کی وجہ سے ہے کیونکہ جب ایک دفعہ آدمی موقوف سے متفرق ہو جائیں گے پھر ان کا جماعت کے واسطے جمع کرنا مشکل ہے اور یہ وجہ نہیں ہے کہ وقوف کے واسطے وقت بچانا ہے جیسا کہ صاحبین کہتے ہیں کہ وقوف دیر تک ہو کیونکہ اگر وقوف میں نماز پڑھی جائے تو نماز وقوف کے مانع تو نہیں ہو سکتی مگر لوگوں کا وہاں جمع ہونا ہی ہے جو بڑی مشکل بات ہے - ہدایہ
}

(۲) جماعت بے جماعت / بے احرام با احرام {
ا - دونوں نمازیں جمع کرے (نزد امام زفر) ہدایہ
ب - دونوں نمازوں کو جمع نہ کرے (نزد امام اعظم) ہدایہ

دلیل - (زفر) چونکہ نماز عصر اس شخص نے وقت سے پہلے پڑھی جو جمع بین الصلاتین کی شرط ہے اور امام و احرام بھی پایا گیا لہٰذا نماز درست ہے (امام اعظم) بیک روایت - نماز عصر وقت سے پہلے پڑھنی خلاف قیاس ہے لیکن جائز ہے تو صرف اسی صورت میں جب کہ ظہر کا وقت ہو اور عصر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھی جائے جماعت اور حالت احرام میں ہو حج کا موقع ہو لیکن بروایت دیگر احرام حج کا زوال کے پہلے بندھا ہوا ہو تاکہ احرام جمع بین الصلاتین کے وقت سے پہلے پایا جائے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ احرام نمازوں سے پہلے بندھا ہوا ہو چاہے زوال کے بعد ہو - ہدایہ
}

مسائل منثورہ (۱) اگر کسی نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن امام اعظم یا اس کا نائب نہ تھا اور عصر کی نماز پہلے امام کے ساتھ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ نماز درست نہیں - ہدایہ (۲) اگر امام اعظم کرجائے تو اس کا نائب جماعت کرائے اگر نائب نہ ہو تو ہر نماز کو علیحدہ اس کے وقتوں میں پڑھنا چاہیے - عالمگیری - (۳) اگر کسی شخص نے نماز ظہر اپنے اسباب کے پاس علیحدہ پڑھ لی تو چاہیے کہ عصر کی نماز بھی عصر کے وقت علیحدہ پڑھے - ہدایہ - زاد میں لکھا ہے کہ یہی قول صحیح ہے (۴) اگر کسی شخص کی دونوں یا ایک نماز جماعت سے جاتی رہے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھے شرح طحاوی

۱۔ اگر کسی نے ظہر زوال سے پہلے پڑھ لی اس خیال پر کہ سورج ڈھل گیا ہے اور اس کے بعد عصر پڑھ لی تو اس کا یہ حکم ہے کہ خطبہ اور دونوں نمازوں کو دوبارہ پڑھے۔ — محیط سرخسی

۷۴۔ وقوف عرفات کا وقت

۱۔ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے وقت سے عید کے روز صبح ہونے سے پہلے تک ہے (نزد امام اعظم) — ہدایہ۔ شرح طحاوی

۲۔ " " " صبح آفتاب نکلنے کے وقت " " " " " (نزد امام مالک) — ہدایہ

ا۔ اگر کوئی اس وقت میں ایک لمحہ بھی وقوف کرے اس کا حج صحیح ہے۔ (وقوف کے متعلق دیکھو فقرہ ... مسئلہ ۹)

ب۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحج عرفة فمن وقف ساعة من ليل أو نهار فقد تم حجه (جو کوئی رات یا دن میں ذرا بھی عرفات میں ٹھہرا اس کا حج پورا ہوا)

ج۔ اگر کوئی شخص زوال کے وقت کے بعد تھوڑی دیر بھی وقوف کر کے اسی وقت مزدلفہ چلا جاوے تو اتنا وقوف علماء حنفیہ کے نزدیک جائز ہے لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ یہ وقوف کافی نہیں۔ بلکہ کچھ حصہ دن کا ہو اور کچھ رات کا

د۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز زوال کے بعد وقوف کیا ہے۔ — ہدایہ

ھ۔ روایت کیا دارقطنی نے کہ جو شخص وقوف کرے عرفات میں رات کو تو اس نے پا لیا حج کو اور جس کا فوت ہوا وقوف عرفات تو اس کا حج فوت ہوا اور اس کو چاہیئے کہ ایک عمرہ کر کے احرام کھولے اور اس حج کی سال آئندہ میں قضا دے۔

س۔ اگر کوئی شخص وقت کے اندر عرفات نہ پہنچا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ — فتاوی عالمگیری

۷۵۔ عرفات حج کے موقع پر

کی طرف کیا جائے) اور ایک جگہ یہ بھی آیا ہے کہ اَکرَمُ المَجَالِسِ مَا استُقبِلَ بِہِ القِبلَۃ۔

۱۔ روایت کی بیہقی نے ابن عباس سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں کہ دعا مانگتے تھے عرفہ میں اور دونوں ہاتھ آپکے سینہ تک تھے جیسے کھانا مانگنے والا مسکین کھانا مانگتا ہے (لہٰذا دعا بڑی عاجزی سے مانگے۔

دعا کے وقت ہاتھ کشادہ کرکے اٹھائے اور قبلہ کی طرف رخ کرے جیسے کہ کسی کو پکارنے والا اس کی طرف ہاتھ اور منہ سے متوجہ ہوتا ہے۔

اپنے واسطے اور اپنے ماں باپ اور سب مسلمان مرد و عورتوں کے واسطے بہت استغفار پڑھے۔ فتاویٰ عالمگیری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقوف میں بڑی کوشش سے اپنی امت کے واسطے دعا مانگی تھی اور قبول ہوئی تھی۔ دعا آپ کی۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے مسنون یہ ہے کہ دعا ہلکی آواز سے مانگے۔ جوہرۃ النیرہ۔

س۔ توبہ اور استغفار پڑھے اور اپنے گناہوں پر خوب روئے اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر افسوس کرے۔

۷۔ وقوف کے موقع پر پڑھنے کے واسطے علماء حنفیہ کے نزدیک کوئی خاص دعا مقرر نہیں ہے۔ جو دعا چاہے مانگے۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۔ جو دعا وقوف کے موقع پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ وہ فقرہ ۔۔۔ میں لکھی گئی ہے۔

۸۔ جو شخص عرفات پر ایسی حالت میں گذرا کہ وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اس کی طرف سے اس کے ساتھی نے احرام باندھا اور لبیک کہی تو اس کا حج صحیح ہے۔ شرح وقایہ

۱۔ اگر کوئی شخص عرفات پر دوڑتا ہوا گذرا یا سوتا ہوا گذرا یا بیہوش تھا۔ اور اس کی طرف سے اسکے ساتھی نے یا کسی غیر رفیق نے احرام حج کا باندھا۔ اور گزرنیوالے کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ یہ عرفات ہے تب بھی اسکا حج صحیح ہے کیونکہ وقوف عرفات کی شرط کینونت یعنی عرفات میں موجود ہونا ہے۔ اگرچہ نیت نہ کی ہو۔ درمختار

۹۔ اگر کوئی شخص جسکو حج کا احرام بندھا ہوا ہو (نہ عمرہ کا) وقوف کے وقت کے اندر موقف میں ایک لحظہ بھی موجود ہو۔ یا موقف سے گذرتا چلا جائے۔ سوتا ہو یا جاگتا۔ ننگا ہو یا ڈھکا ہوا۔ بے وضو ہو یا جنب۔ حائض ہو یا نفسا۔ جانتا ہو کہ میدان عرفات ہے یا نہ جانتا ہو۔ نیت حج کی کی ہو یا نہ کی ہو۔ مست ہو یا ہوشیار۔ مجنوں ہو یا غافل۔ وقوف شب کو کرے یا دن کو۔ دونوں نمازیں جمع کی ہوں یا نہ کی ہوں۔ اس کا حج ہو گیا اور فاسد نہیں ہے۔ شرح طحاوی۔ عالمگیری

دلیل۔ یہ ہے کہ حج کا رکن عرفات میں وقوف کرنا ہے وہ ہر طرح ادا ہو جاتا ہے اور سونا یا بیہوش رہنا وقوف کے فعل کے خلاف نہیں ہے یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کھانے پینے سے باز رہنا روزہ کا رکن ہے اور سو جائے یا بیہوش ہو جائے رکن کے خلاف کوئی فعل واقع نہیں ہوتا۔ ہاں نماز ایسی چیز ہے کہ وہ حالت بیہوشی میں نہیں ہو سکتی۔ اب رہا امر کہ وہ شخص یہ بھی نہ جانے کہ یہ جگہ عرفات ہے۔ اسکا تعلق نیت سے ہے۔ اور نیت ہر رکن کی علیحدہ ضروری نہیں۔ کل حج کی نیت پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ اس میں وقوف عرفات کی نیت بھی شامل ہے۔ ہدایہ

۱۔ یہ خصوصیت وقوف عرفات اور مزدلفہ ہی کے واسطے ہے کہ بغیر نیت کے وقوف صحیح ہے ورنہ اگر طواف بغیر نیت کرے مثلاً کوئی شخص دشمن کے خوف سے طواف پر بھاگتا پھرے اور وہ اس کو پکڑتا پھرے۔ یا قرضخواہ قرضدار کے پیچھے پیچھے مطاف پر بھاگتا پھرے تو طواف صحیح نہیں ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ قاضیخاں میں اس کا ذکر ہے۔

افکار و ادعیہ مخصوصہ وقوف کے موقع پر

۱- طبرانی و بیہقی و ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں حضرت علی و ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہم سے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ - وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ -
اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اور اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اور اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اور اللہ ہی کے واسطے ہے حمد نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا نہیں ہے کوئی ساتھی اسکا سب ملک اسی کا ہے اور اسی کے واسطے حمد ہے

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى - وَنَقِّنِيْ - وَاعْصِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى - وَاغْفِرْ لِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا - وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا -
اے اللہ دکھا مجھکو راستہ اور پاک کر مجھکو اور کر مجھکو مضبوط پکڑنے والا تقوے کا اور بخش مجھکو دنیا اور عقبیٰ میں اے اللہ کر اس میرے حج کو مقبول اور گناہ میرے کو بخشا ہوا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ - وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ - وَشَتَاتِ الْاَمْرِ -
اے اللہ واسطے تیرے ہے میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور موت اور میری واپسی تیری ہی طرف ہے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے قبر کے عذاب سے اور دلی شکوک سے اور پریشان حالات کی پریشانی سے

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰى - وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى - وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا مُبَارَكًا - اَللّٰهُمَّ اَمَرْتَنِيْ
اے اللہ راہ دکھا ہم کو ساتھ ہدایت کے اور ہم کو پرہیزگاری سے آراستہ کر اور بخش ہم کو دنیا اور آخرت میں اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں رزق حلال اور پاک اور متبرک اے اللہ تو نے مجھکو حکم دیا ہے

بِالدُّعَاءِ وَقَضَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ بِالْاِجَابَةِ - وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ - اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ - فَحَبِّبْهُ اِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا - وَمَا كَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَكَرِّهْهُ
دعا مانگنے کا اور قبول کرنا تیرا کام ہے اور تو خلاف نہیں کرتا اپنے وعدے کو اے اللہ جس کو تو دوست رکھتا ہے بھلائی سے پس محبوب کر اسکو واسطے ہمارے اور میسر کر اسکو واسطے ہمارے اور جسکو تو برا جانتا ہے برائی سے پس مکروہ کر اسکو

اِلَيْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
ہمارے واسطے اور دور رکھ ہمکو اس سے اور نہ چھین ہم سے اسلام بعد اسکے کہ تو نے اسکی ہدایت کی ہمکو نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا نہیں ہے اسکا کوئی شریک سب ملک اسی کا ہے اور اسی کے واسطے حمد ہے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ کل

شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ صَدْرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا - اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ
چیزوں پر قدرت رکھتا ہے - اے اللہ پیدا کر سینہ میں میرے نور - اور میرے کان میں نور - اور میری آنکھ میں نور - اور میرے دل میں نور - اے اللہ فراخ کر میرا سینہ - اور آسان کر میری مشکلات

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ
اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے شکوک باطنی سے اور حالات کی پریشانی سے اور قبر کے عذاب سے - اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے رات میں اور اس چیز کی برائی سے جو داخل ہوتی ہے دن میں

شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ - رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا
اور برائی اس چیز سے جو اڑاتی ہیں ہوائیں - اور برائی حوادث زمانہ سے - اے رب دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی - اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے - اے اللہ مانگتا ہوں تجھ سے وہ بھلائی جو

سَاَلَكَ بِهٖ نَبِيُّكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِهٖ نَبِيُّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
جو مانگی ہے تجھ سے تیرے نبی نے - اور پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے کہ پناہ مانگی تھی اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے - اے رب ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر تو نہ بخشے اور رحم نہ کرے ہم پر تو ہم

مِنَ الْخَاسِرِيْنَ - رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ - رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ
خسارہ میں رہیں گے - اے رب کر مجکو ٹھیک پڑھنے والا نماز کا اور میری اولاد کو بھی - اے رب ہمارے قبول کر دعا ہماری - اے رب بخش مجکو اور ماں باپ میرے کو اور سب مسلمانوں کو جس دن کہ قائم ہو حساب (یعنی قیامت کو)

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا
اے رب رحم کر ان دونوں پر یعنی والدین پر جیسا کہ پالا ان دونوں نے مجکو بچپن میں - اے رب ہمارے بخش ہمکو اور بھائیوں ہمارے کو جو ہم سے پہلے گذر گئے ساتھ ایمان کے - اور نہ کر ہمارے دلوں میں کینہ ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے ہیں اے رب ہمارے

اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ - رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
تحقیق تو بیشک تو مہربان رحم کرنے والا ہے - اے رب ہمارے تو سننے والا جاننے والا ہے - اور توفیق توبہ کی دے ہمکو بیشک تو توبہ کی توفیق دینے والا مہربان ہے - نہ مجھ میں قوت ہے گناہ سے بچنے کی اور نہ طاقت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ بزرگ و برتر کے

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ
اے اللہ تحقیق تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے میری جگہ قیام کو جانتا ہے اور سنتا ہے کلام میرا - اور میری باطنی حالت جانتا ہے اور میری ظاہر حالت جانتا ہے اور نہیں پوشیدہ تجھ سے میرا کوئی کام - اور میں بہت محتاج فقیر فریاد کرنے والا

۷- صاف باطنی سے اس حدیث کو دل میں جگہ دو - اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَظَنَّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَغْفِرْ لَهٗ ۔

۸- یاد رکھو کہ اس میدان میں اسوقت بڑے بڑے عابد اور پرہیزگار لوگ موجود ہیں اور جو حسنات انکو بارگاہ ذوالجلال سے اسوقت عطا ہو رہے ہیں کراماً کاتبین انکے لکھنے سے عاجز ہیں ۔

۹- صدق دل سے استغفار پڑھو - اور دل میں عہد کرو کہ آئندہ گناہ نہ کرونگا ۔

۱۰- قرآن شریف کا کوئی رکوع بھی یاد ہو تو ضرور پڑھو - اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص بھی پڑھو -

۱- حافظ قرآن کو چاہیئے کہ اسوقت جتنی سورتیں پڑھ سکے پڑھے ۔

۷۹- وقوف عرفات کا اختتام

۱- غروب آفتاب کے بعد امام کو چاہیئے کہ مجمع کیساتھ میدان عرفات سے کوچ کرے - اور آہستگی اور آرام سے مزدلفہ کیطرف چلا جائے - ہدایہ

دلیل - پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد کوچ کیا کرتے تھے - چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف کیا یہانتک کہ آفتاب ڈوب گیا ، اور جب ڈوب چکا تو وہاں سے روانہ ہوئے یہانتک کہ آئے مزدلفہ میں اور پڑھیں لوگوں کے ساتھ دونوں نمازیں مغرب و عشاء ... اور جب صبح ہوئی تو آئے قزح پہاڑ پر اور وقوف کیا اسپر ... اور اسی طرح کوچ کرتے ہیں ... اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر نہایت آہستگی اور آرام سے گئے تھے - (ہدایہ)

ا- روایت کیا حاکم نے مستدرک میں مسور بن مخرمہ سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... اور فرمایا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ وَالْاَوْثَانِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوْسِ الْجِبَالِ كَاَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ عَلٰى رُءُوْسِهَا فَاِنَّا نَدْفَعُ بَعْدَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ ۔ (یعنی آپ نے فرمایا کہ مشرک اس مقام کو قبل غروب آفتاب کے جاتے ہیں اور ہم بعد غروب آفتاب کے)

۲- اگر کوئی شخص امام سے پہلے میدان عرفات سے چل نکلے لیکن میدان وقوف سے باہر نہ جائے تو مضائقہ نہیں - ہدایہ

ا- اگر عرفات میں امام سے پہلے چل نکلے لیکن میدان عرفات کے اندر ہی رہے تو اس سے یہ مطلب ہو کہ وہ امام سے پہلے روانہ نہیں ہوا - ہدایہ

(ب) بہتر ہے کہ اپنی جگہ سے نہ چلے جبتک کہ امام نہ چلے تاکہ افاضہ (یعنی روانگی بطرف مزدلفہ) پیش از وقت شماری کی جائے - ہدایہ

۳- اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد جب امام چل چکے میدان عرفات میں ذرا توقف کرے تو مضائقہ نہیں ہے - ہدایہ

دلیل - حضرت عائشہؓ نے امام کی روانگی کے بعد پانی مانگا تھا اور روزہ افطار کیا تھا اس کے بعد روانہ ہوئی تھیں - ہدایہ

چنانچہ یہ ابن ابی شیبہ کی روایت میں بھی موجود ہے - ہدایہ

۴- غروب آفتاب کے بعد اگر امام عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر کرے تو لوگوں کو چاہیئے کہ پہلے چلے جائیں کیونکہ وقت روانگی کا ہو چکا - فتاوی عالمگیری

ملا آدمیوں میں سے بڑا گناہگار وہ شخص ہے جو عرفات میں وقوف کرے - اور خیال رکھے کہ اللہ تعالی نے اسکو نہیں بخشا ۔

۸۰ ۔ وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے

۱ ۔ وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے اسکے فوت ہو جانے سے تمام حج فوت ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّه ۔ (ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے)

ا ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ ۔ فَظَنَّ أَنَّ اللهَ لَمْ يَغْفِرْ لَه ۔ (بڑا گنہگار لوگوں میں وہ شخص ہے کہ جو عرفہ کے دن عرفات میں وقوف کرے اور یہ خیال کرے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو نہیں بخشا)

۲ ۔ وقوف میں فرض صرف ایک لمحہ وقوف کرنا ہے ۔ چنانچہ اگر کوئی شخص زوال کے وقت کے بعد تھوڑی دیر بھی وقوف کرے اسکا حج صحیح ہے ۔

۸۱ ۔ یوم عرفہ میں غلطی واقع ہونا

۱ ۔ وقوف کے بعد اگر ایک قوم نے یہ گواہی دی کہ آج ۸ ۔ ذی الحجہ ہے تو انکی گواہی تسلیم کیجائیگی اور وقوف دوسرے روز صحیح ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

۲ ۔ " " " " " " " ۱۰ " " " نہ کیجائیگی اور وہ حج جائز رہیگا " "

۳ ۔ ۸ ۔ ذی الحجہ کو اگر " " " " " ۹ ذی الحجہ ہے (یعنی یوم عرفہ) تو ان کی گواہی تسلیم کیجائیگی ۔ بشرطیکہ اتنا وقت باقی ہو کہ امام لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کر سکے اگر اتنا وقت نہ ملے تو تسلیم نہیں کیجائیگی کل مسلمان بہ ترکیب دستور روز وقوف کرنیکا حکم ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

ا ۔ جس قوم نے گواہی دی ہو وہ بھی اسی کے پابند رہیں گے ۔ اور اگر اپنی رائے سے وقوف کرینگے تو ان کا حج فوت ہو جائیگا اور ان کو چاہیے کہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہوں ۔ اور سال آئندہ میں حج کریں ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب ۔ ایک قوم کے معنوں میں دو عادل شخص لئے جا سکتے ہیں اور ان کی گواہی قبول ہوگی جبکہ دن کو وقوف کرنا ممکن ہو سکے ۔ ہاں اگر دن کو وقوف کرنا ممکن نہ ہو سکے بلکہ شب کو ممکن ہو تو اس صورت میں جب ثبوت خوب ہو جائے جب گواہی قبول ہوگی ۔ الحاصل اگر سب کا حج فوت ہوتا ہو تو امام کو چاہیے کہ گواہی قبول نہ کرے اگرچہ گواہ بہت ہوں ۔ اور اگر تھوڑے سے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو گواہی قبول کرلے ۔ غایۃ السروجی ۔ شرح ہدایہ ۔

۸۲ ۔ وقوف عرفات میں شامل نہ ہو سکنا اور حج فوت ہونا

۱ ۔ اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور عرفات پر وقوف نہ کر سکا یہانتک کہ عید کی صبح نمودار ہوئی تو اس کا حج جاتا رہا ۔ ہدایہ ۔ (دیکھو فقرہ ۵۵)

ا ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَاتَهُ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ فَلْيَتَحَلَّلْ بِعُمْرَةٍ ۔ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ ۔ یعنی جو شخص شب عید کو وقوف عرفات میں شامل نہ ہو سکا تو اسکا حج جاتا رہا ۔ اسکو لازم ہے کہ عمرہ کرکے احرام کھولے اور سال آئندہ میں اسکے بدلہ کا حج کرے ۔

ب ۔ حج دراصل وقوف عرفات کا نام ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّه ۔ (ترمذی نے اسکو صحیح کہا ہے)

۸۴ - مزدلفہ حج کے موقع پہ

۸۵ - مزدلفہ میں کہاں اُترنا چاہیے

(اب جب سب لوگ مزدلفہ آئیں تو وہاں کہاں قیام کرنا چاہیے)

۱- مزدلفہ میں پہنچنے پر اس پہاڑ کے پاس جسکو جبل قزح کہتے ہیں اُترنا افضل ہے - مگر راستہ پر نہ اُترے ---- فتاویٰ قاضیخان - ہدایہ

ا- جبل قزح کے قریب ٹھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہاڑ کے قریب کھڑے تھے اور حضرت عمر بھی اسی کے قریب کھڑے تھے - ہدایہ

۲- کل مزدلفہ موقف ہے جہاں چاہے وہاں ٹھیرے سوائے وادی محسر کے کہ وہ موقف نہیں ہے --- ہدایہ (دیکھو صورت نمبر ۸۴)

۸۶ - مغرب اور عشا ملاکر پڑھنا - (جمع بین الصلوتین)

۱- جب عشا کا وقت آئے تو موذن اذان دے اسکے بعد اقامت کہے پھر امام دونوں نمازیں مغرب اور عشا عشا کے وقت جمع کر کے پڑھائے - (ہدایہ)

ا- ان دونوں نمازوں کے جمع کرنے کو جمع تاخیر یا جمع بین الصلوتین کہتے ہیں -

ب- سنت مغرب اور سنت عشا اور وتر ان دونوں نمازوں کے بعد پڑھے -

ج- ان دونوں نمازوں میں ایک اذان اور ایک اقامت کہی جائیگی (بمقابلہ عرفات کے کہ وہاں جمع بین الصلوتین کے موقع پر ایک اذان اور دو اقامت کہی گئی)

ب ۔ اگر کسی نے مزدلفہ پہنچنے سے پہلے مغرب اور عشا راستہ میں پڑھ لی کیونکہ اسکو راستہ میں اتنی دیر ہوگی کہ مزدلفہ پہنچنے تک صبح ہو جائیگی ۔ تو جائز ہے ۔ درمختار

ج ۔ اگر کوئی شخص مزدلفہ عشا سے پہلے پہنچ جائے تو چاہئے کہ نماز مغرب نہ پڑھے جبتک عشا کا وقت نہ آئے ۔ درمختار

د ۔ اگر کوئی شخص عشا کی نماز مزدلفہ میں مغرب سے پہلے پڑھ لے تو چاہئے کہ مغرب پڑھے اور اسکے بعد پھر عشا پڑھے ۔ درمختار

۸۷ ۔ مزدلفہ میں شب باشی

۱ ۔ نماز مغرب و عشا سے فارغ ہو کر رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا اور تمام رات جاگنا ہے اور نماز اور تلاوت قرآن اور دعا میں مصروف رہے کیونکہ یہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے ۔ درمختار و فتاوی عالمگیری

ا ۔ قسطلانی نے لکھا ہے کہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ رمضان کے عشرہ آخر سے افضل ہے ۔

ب ۔ چاہئے کہ یہ دعا پڑھے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْ ھٰذَا الْمَكَانِ جَوَامِعَ الْخَیْرِ كُلِّهٖ وَاَنْ تُصْرِفَ عَنِّی الشَّرَّ كُلَّهٗ فَاِنَّهٗ لَا یَفْعَلُ ذٰلِكَ غَیْرُكَ وَلَا یَجُوْدُ بِهٖ اِلَّا اَنْتَ ۔

اے اللہ میں تجھ سے [illegible] ۔

۲ ۔ مزدلفہ میں عید کی شب کو صبح تک رہنا سنت ہے ۔

۸۸ ۔ وقوف مزدلفہ کا وقت

۱ ۔ وقوف کا وقت عید کے روز فجر کے طلوع ہونے سے خوب روشنی ہو جانے تک ہے ۔ اور جب سورج طلوع ہو گیا تو اسکا وقت جاتا رہا ۔ فتاوی عالمگیری

ا ۔ اس وقت (یعنی وقت مقررہ) سے پہلے یا بعد وقوف جائز نہیں ۔ فتاوی عالمگیری

ب ۔ وقوف مزدلفہ بھی ان ہی شرائط کے ساتھ صحیح ہے جن شرائط کے ساتھ وقوف عرفات ہے ۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۷۶ ب)

ج ۔ ابتداء وقوف آغاز صبح سے خوب روشنی ہونے تک سورج نکلنے سے قبل تک سنت ہے ۔

د ۔ اگر رات کو مزدلفہ میں قیام کیا اور فجر کو وہاں سے گزرتا ہوا چلا گیا تب بھی وقوف صحیح ہے لیکن ترک سنت کیا ۔ عالمگیری

۲ ۔ وقوف مزدلفہ ترک ہو جانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۷

۸۹ ۔ نماز فجر و وقوف مزدلفہ

۱ ۔ صبح صادق طلوع ہوتے ہی امام کو چاہئے کہ نماز فجر مزدلفہ میں جماعت سے پڑھے ۔ ہدایہ

ا ۔ روایت کی ابن مسعود نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز صبح کی نماز معمولی وقت سے پہلے پڑھی ۔ روایت کیا ہے اسکو بخاری اور مسلم نے ۔

ب ۔ حدیث جابر میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معلوم ہوئی آپ کو صبح تو نماز صبح کی اذان اور اقامت پڑھی پھر سوار ہوئے اونٹ پر اور آئے مشعر الحرام میں اور منہ کیا طرف قبلہ کے اور دعا مانگی اور تکبیر و تہلیل کہی ۔ اور توحید بیان کی اللہ تعالی کی

اور آپ وقوف کرتے رہے یہانتک کہ خوب روشنی ہوگئی ۔ دیکھو حدیث ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ فقرہ ۔ ۹۷

ج ۔ دراج نماز فجر اندھیرے سے پڑھنے کی ایک وجہ تو اوپر بیان ہوئی) ایک وجہ یہ ہے کہ چونکہ وقوف مزدلفہ کے واسطے وقت نکالنا ہے اس واسطے اس قدر پہلے یہ نماز جائز رکھی گئی ہے ۔ جیساکہ وقت سے پہلے عصر پڑھ لینی عرفات میں جائز رکھی گئی ہے ہدایہ

د ۔ اگر نماز فجر جماعت کے ساتھ نہ پڑھ سکے تو مضائقہ نہیں ۔

۲ امام کو چاہیئے کہ بعد نماز فجر کے وقوف کرے اور لوگ اس کے ساتھ وقوف کریں ۔ اور دعا میں مشغول ہوں ۔ ہدایہ

ا ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں وقوف کیا ہے اور اپنی امت کے حق میں دعا کی ہے یہاں تک کہ دعا ایسے ظالم کے حق میں بھی قبول ہوئی جو خون ناحق کرے ۔ یہ بموجب روایت ابن عباسؓ ہے ۔ ہدایہ

ب ۔ لوگ امام کے پیچھے وقوف کریں ۔ یا جہاں چاہیں ۔

ج ۔ مشعر الحرام کے پاس رو بقبلہ کھڑا ہونا چاہیے

۳ ۔ کل مزدلفہ موقف ہے سوائے وادی محسر کے لیکن افضل یہ ہے کہ لوگوں کا وقوف امام کے پیچھے اس پہاڑ پر ہو جسکو جبل قزح کہتے ہیں ۔ ہدایہ ۔ شرح طحاوی

ا ۔ وقوف کے واسطے جو جگہ مقرر ہے وہ پہاڑ مشعر الحرام کے پاس ہے جسکو جبل قزح بھی کہتے ہیں ۔ اب یہاں بڑا مکان بن گیا ہے ۔ زمانہ جاہلیت میں یہاں آگ جلا کرتی تھی ۔ دیکھو نقشہ فقرہ ۔ ۸۴ ۔

ب ۔ وادی محسر موقف نہیں ہے ۔ دیکھو حدیث فقرہ ۔ ۹۷

۴ ۔ موقف میں یہ دعا مانگنی بہتر ہے ۔ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

ا ۔ اس کے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور لبیک اور درود پڑھے ۔ اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر خدا تعالےٰ سے اپنی حاجتوں کے واسطے دعا مانگے ۔ فتاوی عالمگیری ۔

ترجمہ ۔ اے اللہ بحق مشعر الحرام اور خانہ کعبہ اور ماہ حرام اور رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے روح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا درود اور سلام پہونچا دے اور ہم کو داخل کر جنت میں اے بزرگی اور عظمت والے ۔

۹۰ ۔ وقوف مزدلفہ واجب ہے یا رکن حج

۱ ۔ وقوف مزدلفہ علما حنفیہ کے نزدیک واجب ہے حج کا رکن نہیں ہے لیکن علما شافعی کے نزدیک رکن حج ہے ۔ ہدایہ ۔

ا ۔ اگر کوئی شخص وقوف مزدلفہ ترک کرے اور بلا عذر ۔ تو علما حنفیہ کے نزدیک قربانی دینی ہوگی ۔ اگر کسی عذر سے ایسا کیا تو کچھ نہیں دینا ہوگا ۔ ہدایہ ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۸۷)

ب ۔ امام شافعیؒ کی کتابوں میں وقوف مزدلفہ کو سنت لکھا ہے ۔ مصنف

ج ۔ دلیل علما شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ[1] جس سے وقوف کی فرضیت اور رکنیت ثابت ہوتی ہے لیکن علما حنفیہ بروایت ابن عباس یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے ضعفا کو تاریکی شب میں وقوف کرنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ کیا تھا ۔ اور اگر وقوف مزدلفہ رکن حج کا رکن ہوتا تو آپ ایسا کیوں کرتے ۔ اور آیت کا یہ جواب ہے ۔

---

[1] خدا تعالیٰ کا ذکر کرو مشعر الحرام کے پاس ۔ اور مشعر الحرام مزدلفہ کو کہتے ہیں ۔

۹۳ نقشہ منا و جمرات
یہ راستہ مزدلفہ کو جاتا ہے
جمرۂ عقبہ
جمرۂ وسطیٰ
جمرۂ اولیٰ
یہ راستہ مزدلفہ کو جاتا ہے
عمارات منا
عمارات منا

۹۴۔ آج منا میں کون کونسے مناسک ادا کرنے ہونگے

۱۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مناسک حج میں سے آج پہلے رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) اسکے بعد ذبح (قربانی کرنی) اسکے بعد حلق یا قصر (سر منڈوانا یا بال کترانے)۔ ہدایہ

تشریح۔ حج کے یہ افعال یعنی رمی جمرہ عقبہ اور قربانی اور سر منڈوانا اس ترتیب سے اس وجہ سے رکھے گئے ہیں۔ کہ قربانی ذبح کرنے اور سر منڈوانے دونوں فعلوں سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے کیونکہ ذبح سے محرم محصر قربانی ذبح کرنے اور سر منڈوانے سے محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے مگر ذبح کرنے سے صرف ایک ہی قسم کا محرم احرام سے باہر ہو جاتا ہے یعنی محرم محصر۔ (محصر احرام کس طرح کھولے دیکھو فقرہ ۱۵۱) اور سر منڈوانے سے ہر قسم کا محرم احرام سے باہر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سر منڈوانا ہر قسم کے محرم کو منع ہے۔ اسی وجہ سے سر منڈوانا سب کے بعد رکھا گیا۔ ہدایہ

۹۵۔ رمی جمرہ عقبہ (آج صرف جمرہ عقبہ پر کنکر مارے جائیں گے)

۱۔ جمرہ عقبہ کی رمی کرنیکے واسطے جمرہ کی طرف زوال سے پہلے آوے۔ اور آج صرف اسی جمرہ کی رمی ہوگی۔ عالمگیری۔ (دیکھو وقت رمی جمرہ عقبہ فقرہ ۱۷۰)

۲۔ صرف حج کرنیوالا۔ اور تمتع کرنیوالا۔ اور قران کرنیوالا سب ایک ہی طرح رمی کرینگے۔ بحر الرائق

۳۔ رمی کرنیوالا بطن وادی میں کھڑا ہو کہ وہ ایک نشیب جگہ ہے اور وہاں سے اوپر کی طرف کنکریوں کو جمرہ عقبہ پر مارے۔ ہدایہ

ا۔ اگر اونچی جگہ پر بھی کھڑا ہو اور وہاں سے رمی کرے تب بھی جائز ہے۔ کیونکہ جمرہ عقبہ کا گرد اگرد ہر جگہ ایسی ہے جہاں سے رمی کا فعل پورا ہو سکتا ہے۔ لیکن افضل یہی ہے کہ بطن وادی سے پھینکے۔ ہدایہ

۴۔ سات کنکریاں جمرہ پر مارے اور ہر کنکری داہنے ہاتھ میں انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر پھینکے۔ ہدایہ و عالمگیری

ا۔ اگر سات سے زیادہ کنکریاں مارے تو کچھ حرج نہیں۔ محیط سرخسی

ب۔ کنکر کے پکڑنے کے کئی طریق ہیں مگر آسان طریق یہی ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ اور اور جس طرح پھینکے جائز ہے۔ مصنف۔

۵۔ رمی کے کنکر جنس زمین سے ہونے چاہئیں۔ نزد علمائے حنفیہ۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

دلیل۔ مقصد اصلی رمی کرنا ہے جو پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر سونے چاندی سے رمی کیجائے۔ تو وہ رمی نہ ہوگی۔ بلکہ نثار کرنا ہوگا مثلاً اگر کوئی سونے یا چاندی کے سکے جمرہ پر مارے۔ تو وہ رمی نہیں سمجھا۔ ہدایہ۔

ا۔ امام شافعی کے نزدیک رمی سوائے پتھر کے ٹکڑوں کے کسی چیز سے درست نہیں۔ عینی شرح کنز

۶۔ ہر کنکر پھینکتے ہوئے تکبیر کہے ۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطَانِ[1] ... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا عالمگیری
بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ دعا بھی پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَقَوِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاجْعَلِ الْاٰخِرَةَ خَيْرًا لِّيْ مِنَ الْاُوْلٰى ۔ اے اللہ واسطے تیرے حمد اور شکر ہے۔ اے اللہ ہدایت کر مجھکو سیدھے راستہ کی اور پرہیزگاری پر مجھکو کاربند کر اور آخرت کو میری دنیا سے بہتر۔

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمی کرتے تھے جمرہ کی بطن وادی سے اور آپ سوار تھے اور تکبیر کہتے تھے ساتھ ہر کنکری کے۔ روا ابوداؤد

ب۔ اگر کنکر پھینکتے ہوئے سبحان اللہ کہے جیسا کہ ابن مسعود سے روایت ہے تب بھی جائز ہے۔ کیونکہ تسبیح کرنے سے بھی ذکر الٰہی حاصل ہوتا ہے جو رمی کے آداب میں ہے۔

[1] بعض کتابوں میں رغما للشیطان کے آگے حزبہ بھی لکھا ہے اور بعض میں ہم معنی الفاظ مثلاً قہرًا ذخیرہ لکھے ہیں۔ کنکری مارنا جو نہیں اللہ کے نام کے ساتھ جو بزرگ اور برتر ہے اور یہ کنکری مارنا شیطان کو خاک آلودہ کرنے اور رحمٰن کو راضی کرنیکے واسطے ہے۔

اے اللہ کر میرے حج کو مقبول اور میری کوشش کو مشکور اور میرے گناہوں کو معاف کیا گیا۔

۷ - جو کنکر پھینکا جائے وہ کم از کم پھینکنے والے سے پانچ گز پر جانا چاہیے - اور اس سے کم فاصلہ پر گرا تو رمی میں شمار نہ ہوگا۔ ہدایہ

ا - یہ اندازہ بروایت حسن ہے جو انہوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے وجہ یہ ہے کہ پانچ گز سے کم فاصلہ پر کوئی چیز پھینکنا رمی نہیں ہے بلکہ طرح ہے - ہاں اگر طرح کرے تب بھی معنوں کے لحاظ سے رمی کہلا سکتی ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہوگا کیونکہ سنت کے خلاف ہے - ہدایہ

ب - اگر جمرہ کے قریب جا کر اس پر کنکری رکھدی تو جائز نہیں - ہاں اگر وہاں جا کر ڈالدے تو مضائقہ نہیں لیکن برا ہے کیونکہ سنت کے خلاف ہے - عالمگیری - کفایہ - غرض یہ ہے کہ اس طرح چاہیے پھینکے لیکن ڈالدینی جائز نہیں - اور طرح مکروہ ہے - م

ج - درمختار اور کفایہ اور فتاوی عالمگیری کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بطن وادی (جہاں سے کنکر پھینکا جاتا ہے) اور جمرہ عقبہ کے درمیان تقریباً ۸ گز کا فاصلہ ہے - چنانچہ اگر کنکر پھینکنے والے سے ۵ گز کے فاصلہ پر کنکر گرے تو جمرہ ۳ گز رہ جاتا ہے - تو یہ جائز ہے - اور اگر ۵ گز سے زیادہ فاصلہ پر گرے تب ضروری جائز ہوا کیونکہ جمرہ کا فاصلہ اور بھی کم رہ جائیگا - مگر صورتیکہ پھینکنے والے سے کنکر چار گز کے فاصلہ پر گرے تو جمرہ اور کنکر کے درمیان فاصلہ بڑھ جاتا ہے یعنی ۴ گز ہو جاتا ہے - لہذا تین گز سے زیادہ فاصلہ ہو جانے سے ناجائز ہوا کیونکہ یہ ضروری ہے کہ کنکر جمرہ سے تین گز یا کم فاصلہ پر گرے - اور کنکر پھینکنے والے اور پھینکے ہوئے کنکر کے درمیان کم سے کم ۵ گز کا فاصلہ ہو - مصنف

۸ - چھوٹی کنکری سے رمی کیجائے جیسے ٹھیکری کے ٹکڑے - عالمگیری - کفایہ

دلیل - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ لَا يُؤْذِي بَعْضُكُمْ بَعْضًا یعنی چھوٹی کنکری پھینکو کسی کو تکلیف نہ ہو

ا - بہتر ہو کہ باقلہ کے دانہ کے برابر ہوں لیکن اگر اس سے بڑا یا چھوٹا پھینکا جائے تو جائز ہے - شرح مختار -

دھلی ہوئی کنکریاں ہونی چاہیئے نجس نہ ہوں - اگر نجس ہوں تو ان سے رمی کرنی مکروہ ہے - فتح القدیر

ب - اگر بڑے سنگریزہ سے جو خذف سے زیادہ ہے رمی کرے تو جائز ہے کیونکہ مقصد رمی ہے اور وہ حاصل ہو جاتا ہے - ہدایہ - کفایہ

ج - ایک پتھر کے کئی ٹکڑے کر کے کنکریاں بنانی مکروہ ہے - عالمگیری - درمختار -

د - چھوٹی کنکری اسواسطے بھی پھینکی جاتی ہے کہ اس سے شیطان کی ذلت خیال کی جاتی ہے - حاشیہ شرح وقایہ -

تشریح - مطلب یہ ہے کہ ایک پتھر کو توڑ کر متعدد ٹکڑے نہ کرے -

۹ - اگر کنکری جمرہ کے قریب گرے اور جمرہ پر نہ لگے تو کافی ہے - اگر جمرہ سے دور گرے تو جائز نہیں - ہدایہ - عالمگیری

ا - اگر کوئی کنکری کسی آدمی کی پیٹھ پر لگ کر یا اونٹ کے کجاوہ پر جا پڑی اور اس جگہ رہ گئی تو دوبارہ پھینکے - ہاں اگر اس شخص کی پیٹھ پر سے یا کجاوہ پر سے گر گئی تو اعادہ کی ضرورت نہیں - چاہے سال بھر میں بھی گر جائے - فتاوی ظہیریہ

۱۰ - ساتوں کنکریاں اگر ایک ہی دفعہ پھینکے تو ایک پھینک شمار ہوگی اور لازم ہے کہ چھ کنکریاں اور پھینکے - ہدایہ - عالمگیری -

دلائل - نص سے ظاہر ہے کہ سات کنکریاں مرتبہ وار ہے - ہدایہ

۱۱ - پہلی کنکری پھینکنے پر تلبیہ موقوف کرے - ہدایہ - فتاوی قاضی خاں - (دیکھو فقرہ - ۷ مسئلہ ۲)

ا - حدیث جابر میں ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ عِنْدَ أَوَّلِ حَصَاةٍ رَمَى بِهَا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ - یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم موقوف کرتے تھے تلبیہ اول مرتبہ کنکری پھینکنے وقت جبکہ جمرہ عقبہ پر کنکر پھینکتے تھے - ہدایہ

ب - متمتع اور قارن بھی اسی وقت تلبیہ موقوف کریں گے -

۱۲ - رمی جمرہ عقبہ اگر سواری پر کرے تو جائز ہے - کیونکہ فعل رمی ایسی حالت میں بھی ہو جاتا ہے - ہدایہ (دیکھو فقرہ ۱۱۴)

۱۱۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس رمی کے بعد دوسری رمی ہے تو اسکو پیدل کرنا چاہیے۔ اور جس رمی کے بعد دوسری رمی نہیں ہے اسکو سواری پر کرے۔ کیونکہ جس رمی کے بعد وقوف و دعا ہے اسکو پیدل کرنا اچھا ہے۔ تاکہ تضرع ٹھیک طریق پر ہو جائے ۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ۔ ۱۱۲ مسئلہ ۳)

۱۲۔ رمی جمرہ عقبہ خود کرنی چاہیے۔ نہ کسی نائب کے ذریعہ۔ ہاں حالت عذر میں مضائقہ نہیں (دیکھو فقرہ۔ ۱۴۳)

۱۳۔ رمی کے واسطے کنکر مزدلفہ سے یا راستے سے یا جہاں سے ہی چاہے لے مگر جمرہ کے پاس سے نہ لے مکروہ ہے۔ ہدایہ۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۹۱)

(۱) اگر جمرہ عقبہ کے پاس سے بھی اتفاقاً پڑ جائے تو خیر مضائقہ نہیں۔ ہدایہ (۲) جمرہ کے قریب جو کنکر پڑے ہوں وہ اٹھانے نہ چاہئیں۔ وہ مردود ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ از ہدایہ و حاشیہ شرح وقایہ (۳) حضرت ابن عباسؓ حضرت سعید بن جبیرؓ نے دریافت کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے آج تک جمرات پر کنکر پھینکتے آئے ہیں۔ چاہیے تھا کہ کنکریوں کا ایک پہاڑ بن جاتا تو آپ نے فرمایا کہ جس کا حج قبول ہو جاتا ہے اسکی کنکریاں اٹھ جاتی ہیں یعنی فرشتے اٹھا کر لیجاتے ہیں اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا اسکی پڑی رہتی ہیں تو حضرت سعید نے کنکریوں پر نشان لگا کر پھینکا اور پھر ان کو بعد سے ڈھونڈا مگر ایک بھی نہ ملی۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ رکفایہ

(۴) مسجد میں سے کنکر لینے اور نیز کسی نجس جگہ سے لینے مکروہ ہیں۔

— رمی کے بعد جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرا رہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام نہیں فرمایا تھا۔ ہدایہ

۹۶۔ رمی جمرہ عقبہ واجب ہے

۱۔ رمی جمرہ عقبہ عید کے روز کرنی واجب ہے۔ اس کو دوسرے روز تک ملتوی کرنے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی لازم ہوگی۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ وَاِنْ اَخَّرَ اِلَی الْغَدِ رَمٰی لِاَنَّہٗ وَقْتُ جِنْسِ الرَّمْیِ وَ عَلَیْہِ دَمٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ لِتَاْخِیْرِہٖ عَنْ وَقْتِہٖ کَمَا ہُوَ مَذْہَبُہٗ ۔

۹۷۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت

۱۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت عید کے روز صبح صادق سے دوسری صبح تک ہے۔ (نزد امام اعظمؒ) در مختار
امام شافعی کے نزدیک رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔ ہدایہ

دلائل۔ (حنفی) حدیث میں آیا ہے کہ لَا تَرْمُوْا جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ اِلَّا مُصْبِحِیْنَ (جمرہ عقبہ کی رمی مت کرو مگر صبح صادق ہونے پر) اور بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَۃَ الْعَقَبَۃَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ رواہ ابو داؤد۔ اور ترمذی نے اسکو صحیح کیا ہے گویا پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ اول وقت رمی کا صبح صادق ہے۔ اور افضل وقت سورج نکلنے کے بعد ہے۔ (شافعی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو اجازت دی تھی کہ رات کے وقت رمی کر لو۔

(جواب) اس حدیث کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ گیارہویں اور بارہویں شب کے متعلق ہے کیونکہ شب عید الضحیٰ تو وقوف عرفات کا وقت ہے اور رمی وقوف کے بعد ہوتی ہے پس ضرور ہوا کہ یہ دوسری شب کے متعلق ہو۔ ہدایہ

(ب) امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ رَمٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضُحًی (رسول خدا نے چاشت کے وقت رمی کی)

۲۔ رمی جمرہ عقبہ کا وقت مسنون دسویں تاریخ طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔ اور وقت جواز زوال آفتاب

سے غروب آفتاب تک اور وقت مکروہ غروب آفتاب سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے۔ اسکے بعد وقت قضا کا تیرہویں کی غروب آفتاب تک ہے مگر اسکے ساتھ جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ ہدایہ ۔ درمختار

لہ اگر تیرہویں کے بعد بھی رمی نہ کی تو صرف قربانی دینی ہوگی۔ رمی اب پھر نہیں کرنی ہوگی ہے۔ فتاوی عالمگیری نے بحوالہ محیط سرخسی یہ بھی لکھا ہے کہ جمرہ عقبہ کے مکروہ وقت عید کے روز فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک ہی ہو۔ اور اس کو پہلے بھی کرنی بالاتفاق صحیح نہیں۔

۹۸ رمی کے بعد قربانی کرے کہ قارن اور متمتع پر واجب ہے

(ہدی یعنی قربانی کے جانور دیکھو فقرہ ۱۵۷ سے ۱۷۵)

۱۔ صرف حج کرنیوالے کو اختیار ہے کہ قربانی کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ قربانی کرنا اسکے حق میں نفل ہے۔ ہدایہ

۲۔ قارن اور متمتع پر ایک بکری یا گائے یا اونٹ قربانی کرنا واجب ہے اور یہ قربانی بطور شکریہ کی ہوتی ہے اور اسکو دم قران یا دم تمتع کہتے ہیں۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

(ب) قربانی اسی صورت میں قارن کے ذمہ نہ رہتی جبکہ ایسا اتفاق ہو کہ وہ بغیر مکہ میں داخل ہوئے باہر باہر جا کر وقوف عرفات میں شامل ہو جاتا۔ چونکہ عمرہ اس سے ترک ہوا اس واسطے جزا میں ایک قربانی لازم ہوگی۔ ہدایہ ۔ (دیکھو فقرہ ۶۰ مسئلہ ۶)

دلیل عقلی متمتع لہ یہ خدا نے جو یہ مہربانی کی کہ اس نے عمرہ اور حج دونوں جمع کئے۔ تو اس شکریہ میں اسپر قربانی واجب ہے۔ فتاوی قاضی خان

دلیل ۲ قرآن شریف میں آیا ہے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ اور چونکہ یہ ہدی متمتع پر واجب ہے لہذا قارن پر بھی واجب ہے کیونکہ قران تمتع کی طرح ہے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

۳۔ صرف حج کرنیوالا اور متمتع اور قارن وہ قربانی کریں جو کہ ممنوعات احرام کی ارتکاب کی وجہ سے واجب ہوئی ہیں

۴۔ جبتک قربانی نہ کرے سر نہ منڈوائے ۔۔۔ عالمگیری

۵۔ قربانی کس طرح کرے اور کس جانور کی کرے ۔۔۔ (دیکھو فقرہ ۱۵۷ سے ۱۷۵ تک)

۹۹ قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو تو کیا کرے

۱۔ قارن اور متمتع کو اگر قربانی میسر نہ ہو تو اسکے بدلہ دس روزہ رکھے تین روزے ایام حج میں اور سات روزے حج سے واپسی پر جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۚ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ (جسکو ہدی میسر نہ ہو (قربانی کا جانور) تو وہ تین دن کے روزہ رکھے ایام حج میں اور سات روزے حج سے واپسی پر یہ سب ملکر پورے دس ہو گئے)

تشریح ۔ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ۔ کا مطلب ہے کہ تین روزے احرام باندھنے کے بعد (نہ احرام باندھنے سے پہلے) جسوقت چاہے رکھے مگر بہتر یہ ہے کہ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں کو رکھے تاکہ آخری روزہ عرفہ کے دن ہو کیونکہ یہ روزے قربانی کے بدلہ ہیں۔ اور انتظار آخر روز تک کرنا چاہیئے (اور آخر روز تو روز عرفہ ہی ہے۔ کیونکہ دوسرے روز تو قربانی کی ہی جائیگی) کہ شاید قربانی ہاتھ لگ جائے تو بہتر ہے اگر عرفہ بھی گذر گیا اور روزے نہ رکھے تو ایک جزاء کی قربانی دینی ہوگی۔ کیونکہ ان روزوں کی قضا نہیں دی جا سکتی۔ نزد امام اعظم ۔ اور فتاوی ظہیریہ میں لکھا ہے کہ تین روزے رکھے اور یہ تینوں عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد سے عرفہ کے دن تک رکھے گو اس سے پہلے اور عرفہ کے بعد جائز نہیں۔ اور افضل یہ ہے کہ ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں تاریخ روزے رکھے تاکہ آخر روزہ عرفہ کے روز ہو۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ تین روزے رکھنے تو چاہئیں عرفہ ہی تک لیکن ایام حج گذرنے پر بعد ایام تشریق بھی انکی قضا دی جا سکتی ہے کیونکہ انکی ادائگی ایک خاص وقت پر موقوف ہے۔ مگر جب وہ وقت گذر جائے تو پھر انکی قضا دی جائے۔ لیکن امام مالک رحمتہ اللہ

(ا) سر منڈوانے میں یہ مسنون ہے کہ پہلے داہنی طرف سے منڈوایا جاوے — فتح القدیر

(ب) بموجب حدیث حلقہ کلہ او اترکہ کلہ پاؤ سر کے منڈوانے سے تمام سر کے بال کروانے اچھے

(ج) داڑھی نہ کترے۔ اگر کترے تو اسکی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ عالمگیری

۲۔ سر کے کترے ہوئے بال دفن کردے تو مستحب ہے اگر پھینکدے تو مضائقہ نہیں — فتاوی عالمگیری

ا۔ سر کے دور کے ہوئے بال موری پر یا نہانے کی جگہ نہ ڈالے۔ کہ مکروہ ہے — فتاوی عالمگیری

۳۔ سر منڈوانے کے بعد اگر چاہے تو ناخن لے اور مونچھیں کترے — جامع الرموز ......

ا۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بال کتروانے یا سر منڈوانے کے وقت ناخن نہ لے اور مونچھیں نہ کترے۔ کیونکہ احرام اتارنے کے واسطے صرف بال کتروانے یا منڈوانے کا حکم ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی موقعہ پر بال اور ناخن نہ کروائے۔ کہ نسک میں غیر نسک نہ شامل ہو جائے اور کر سر منڈوانے سے پہلے ناخن کترے۔ تب تو کفارہ دینا ہوگا۔ کیونکہ بغیر بال کترنے یا مونڈنے کے احرام سے باہر نہیں ہو سکتا ...... مصنف

۴۔ سر منڈوایا جائے یا بال کتروائے جائیں (چاہے حج کا احرام اتارنے کے واسطے اور چاہے عمرہ کا) حدود حرم میں کئے جائیں — ہدایہ

(ا) حج میں چونکہ اسکے مناسک میں سر منڈوانا اور محرم عمرہ کو مکہ میں سر منڈوانا سنت ہے۔

(ب) اگر حرم کے باہر سر منڈوائے تو دیکھو فقرہ — ۱۹۰

۵۔ عمرہ کے متعلق بھی سر منڈوانا یا بال کتروانے ان ہی مسائل کے تابع ہیں — (دیکھو فقرہ — ۱۲۴ — ۱۲۵)

۱۰۳ سر منڈوانا یا بال کتروانا واجب ہے اسی سے احرام اتارا جاتا ہے

ا۔ مفرد بالحج اور متمتع اور قارن سب (آج) سر منڈوائیں گے۔ اور احرام اتاریں گے — درمختار

۲۔ سر منڈوانا قارن اور متمتع کا اس روز ہوگا جیسا کہ قربانی کر چکے۔ اگر قربانی سے ادا سر منڈانے کے بعد قارن اور متمتع احرام سے باہر ہو جائیں گے۔ نہ قربانی کی وجہ سے بالکل اسی طرح جس طرح مفرد بالحج ہوتا ہے ...... ہدایہ

۲۔ چوتھائی سر کا منڈوانا واجب ہے اور یہ اندازہ مسح سر پر کیا گیا ہے۔ جو وضو میں ہوتا ہے — ہدایہ درمختار

۳۔ بال کتروائے تو ایک انگل کے پورے کے برابر کتروانا اسی قدر واجب ہے — ہدایہ درمختار

۴۔ عورت کو صرف بال کتروانے چاہئیں اور انگلی کی ایک پورے کے برابر۔ اور سر منڈوانا اسکو جائز نہیں — فتاوی عالمگیری درمختار

ا۔ انگلی کی ایک پور سے زیادہ احتیاطاً کترنے چاہئیں تاکہ بعض بال اگر کم بھی کترے جائیں تو حکم کے موافق ہو جائیں — غایۃ السروجی

۵۔ سر منڈوانے یا بال کتروانے کے بغیر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی عذر سے بال منڈوا نہیں سکتا تو کتروا لے۔ اگر کتروا نہیں سکتا تو منڈوا لے — فتاوی عالمگیری

مثلاً — جس کے سر پر زخم ہوں۔ جس کی وجہ سے سر منڈوا نہیں سکتا۔ اور کترنے کے لائق بال نہیں۔ تو وہ یونہی احرام سے باہر ہو گیا۔ کیونکہ وہ سر منڈوانے اور بال کتروانے سے عاجز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ احرام سے باہر ہونے میں ایام قربانی میں آخر وقت تک تاخیر کرے اگر تاخیر نہ کرے تب بھی اسکے ذمہ کوئی جزا نہ ہوگی۔ — فتاوی عالمگیری

ا۔ اگر محرم ایسی جگہ چلا گیا۔ جہاں نہ استرہ ہے اور نہ کوئی سر مونڈنے والا۔ تو یہ عذر معتبر نہیں۔ اور سر مونڈنے یا بال کترنے کے بغیر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا۔

ب۔ اگر نورہ سے سر مونڈ لیا تب بھی جائز ہے ...... درمختار۔ نورہ ایک مرکب ہے۔ جو ہڑتال وغیرہ سے تیار کیجاتی ہے جسکو لگانے سے بال جھڑ جاتے ہیں

(ج) اگر سر منڈوانے کے وقت سر پر بال نہ ہوں۔ مثلاً پہلے سر منڈوا چکا ہے یا کوئی اور سبب ہے۔ تو چاہیئے کہ استرہ سر پر پھروائے۔ کیونکہ اگر اسکے سر پر

۱۰۵۔ سر منڈوانیکے بعد سب چیز کا استعمال جائز ہے سوائے بعض کے

۱۔ سر منڈوانیکے بعد صرف جماع جائز نہیں جبتک طواف زیارت نہ کیا جائے نزد امام اعظمؒ۔ لیکن امام مالکؒ کے نزدیک جب تک خوشبو کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ہدایہ۔

۱۔ امام اعظم کے نزدیک ہر طریق کا جماع ناجائز ہے برخلاف امام شافعیؒ کیونکہ جماع کسی طریق پر بھی ترغیب شہوت ہے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۰۵) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ تو کل شئی میں خوشبو بھی آگئی۔ اور امام مالکؒ کا قیاس اس میں دخل نہیں رکھ سکتا۔ ہدایہ ج۔ عمرؓ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ مَا حُرِّمَ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ۔ یعنی جب رمی کر چکے تم جمرہ کی تو حلال ہوئیں تمہارے واسطے وہ چیزیں۔ حرام ہوئیں تھیں لیکن عورتیں اور خوشبو۔ اس کی اسناد منقطع ہیں۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب تم جمرہ کی رمی کر چکے تو حلال ہوئیں تمہارے لئے سب چیزیں مگر عورتیں۔ تو دریافت کیا ایک شخص نے کہ کیا خوشبو بھی حلال ہے تو فرمایا انہوں نے دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تر کرتے تھے سر کو اپنے مشک سے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے حدثنا وکیع عن ہشام ابن عروہ عن عائشہ عنہ علیہ السلام اذا رمیتم احدکم جمرۃ العقبۃ فقد حل له كل شيء الا النساء۔ یعنی جب رمی کر چکے تم میں سے کوئی جمرہ عقبی کی رمی حصول ہوئیں۔ اس کے واسطے سب چیزیں مگر عورتیں)۔ اس میں خوشبو کا ذکر نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ہاں قوی دلیل وہ ہے جو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہا انہوں نے کہ خوشبو لگائی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے احرام کے وقت اور قبل طواف خانہ کعبہ کے اور اس میں مشک تھا۔

ب۔ اگر سر منڈوا کر عمرہ کا احرام کھولے تو یہ قاعدہ نہیں ہے کہ بعض چیز حلال ہوتی ہے اور بعض نہیں۔ بلکہ تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں۔

۲۔ اگر حلق یا قصر کے بعد جماع کرے (یعنی اگر طواف زیارت سے پہلے جماع کرے) دیکھو فقرہ ۱۸۲

۱۰ ذی الحجہ

موقع ۱۵ آج ہی سر منڈوانیکے بعد مکہ معظمہ جا کر طواف زیارت کرے اور واپس منا آجائے ۱۵ موقع

جب سر منڈوا چکے تو چاہیئے کہ مکہ آکر طواف زیارت کرے اور اس طواف کو آج کے روز ادا کرنا فضیلت رکھتا ہے کیونکہ سنت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ چاہیئے کہ مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور طواف ادا کرے۔ اگر اس طواف میں رمل کرے اور اسکے بعد سعی کرے۔ اگر رمل اور سعی پہلے طواف قدوم میں کر چکا ہے اگر نہیں کیا تھا تو اب کرے۔ بعد طواف کے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے۔ بعض کے نزدیک اس کے بعد زمزم کا پانی پیئے۔ اگر سعی نہیں کی تھی تو اب حجر اسود کے پاس جا کر بوسہ دے اور دروازہ صفا سے باہر نکل کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھے سعی کے بعد نماز ظہر مسجد حرام میں ادا کر کے منا آجائے۔ اور منا میں تین رات قیام کرے۔

۱۰۶۔ طواف زیارت کو مکہ جانا اور واپس آنا

۱۔ حلق کے بعد طواف زیارت کے واسطے مکہ تشریف جائے اور بعد نماز ظہر واپس آئے۔

حدیث۔ روایت ہے کہ حلق کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ نے رجوع کیا طرف مکہ کے اور طواف کیا خانہ کعبہ کا۔ پھر پھرے پھر واپس

آئے منا میں اور نماز پڑھی ظہر کی منا میں۔ پھر حدیث جابر میں ہے کہ سوار ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آئے خانہ کعبہ میں اور وہاں پڑھی ظہر کی مکہ میں۔ رواہ مسلم۔

تنقیح۔ یہاں دو حدیثیں غیر متفق ہیں۔ تو شیخ ابن الہمام نے کہا کہ جب معارض ہوئیں دو حدیثیں اور نماز ظہر تو کہیں پڑھنی ضرور ہے تو مسجد حرام میں پڑھنی بہتر ہے کہ وہاں ثواب زیادہ ہے۔

۲۔ اگر کسی نے اپنا اسباب مکہ میں بھیج دیا اور خود اقامت کی منیٰ میں واسطے رمی کے مکروہ ہے۔ شرح وقایہ

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ روایت ابن ابی شیبہ میں ہے کہ من قدم ثقله قبل النفر فلا حج له (جو شخص بھیجے اسباب اپنے کوچ کرنے کے تو اس کا حج ٹھیک نہیں) اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ من قدم ثقله من منى ليلة النفر فلا حج له۔ دوسری دلیل یہ ہے جو صاحب ہدایہ نے لکھی ہے کہ اسباب کے چلا جانے سے آدمی کا دل خشوع سے نہیں رہتا۔

ا۔ اگر سب دن کی رمی سے فارغ ہونے سے پہلے اسباب مکہ شریف بھیج دے اور خود منیٰ میں رہے تو مکروہ ہے۔ ہدایہ

۱۰۷۔ طواف زیارت

(سر منڈوانے کے بعد مکہ معظمہ جاکر طواف زیارت کرکے واپس منا آجائے)

۱۔ طواف زیارت بعینہ دیگر طواف کے قاعدہ پر کیا جاتا ہے۔ (طواف کرنے کے طریق کے واسطے دیکھو فقرہ ۱۰۰ سے ۱۰۵ تک)

ا۔ اگر طواف قدوم میں رمل نہیں کیا ہے اور اسکے بعد سعی بھی نہیں کی تھی تو اس طواف میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔ ہدایہ
ب۔ اس طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھی جائیگی جیسے ہر طواف کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری
ج۔ جیسا کہ وہ اول ہی اول مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہوا تھا اس طواف کے واسطے بھی اسی دروازہ سے داخل ہوے۔ ہدایہ
د۔ اگر چار چکر طواف کے کر چکا تو عورت اس پر حلال ہو جائیگی کیونکہ فرض چار چکر ہیں اور باقی واجب جو کہ قربانی سے پہلے ادا ہو جانا ضروری ہے۔
ر۔ افضل یہ ہے کہ رمل اور سعی اس طواف کے ساتھ کرے۔ تا کہ فرض کے ساتھ ادا ہو نہ طواف قدوم کے ساتھ کہ نفل کیا تھا اور اس ہو گیا۔

۲۔ اگر طواف زیارت ایام نحر کے بعد کرے۔ یا طواف زیارت ترک کر کے چلا جائے۔ اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۲
۳۔ اس طواف کو طواف زیارت۔ طواف افاضہ۔ طواف یوم نحر۔ طواف رکن۔ طواف واجب بھی کہتے ہیں۔ ہدایہ عالمگیری
۴۔ اگر طواف زیارت کے وقت عورت حائض ہو۔ دیکھو فقرہ ۱۳۹

۱۰۸۔ طواف زیارت رکن حج ہے

۱۔ طواف زیارت فرض ہے اور حج کا رکن ہے چنانچہ اسی طواف کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ
(پارہ اقترب للناس۔ سورہ حج) اور طواف کرو بیت عتیق کا یعنی خانہ کعبہ کا۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے وَهٰذَا الطَّوَافُ هُوَ الْمَفْرُوضُ فِي الْحَجِّ وَهُوَ رُكْنٌ فِيهِ إِذْ هُوَ الْمَأْمُورُ بِهِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

۱۰۹۔ طواف زیارت کا وقت

۱۔ طواف زیارت کا وقت عید کے روز صبح ہونے پر شروع ہو جاتا ہے اور ایام نحر کے اختتام پر ختم ہو جاتا ہے۔
ا۔ طواف زیارت ایام نحر میں سے کسی روز بھی کیا جا سکتا ہے لیکن پہلا دن کہ عید کا دن ہے افضل ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ اول ایام

۱۱۲ - گیارہویں کو تمام جمروں کی رمی ہو گی

اسکے بعد اس سے اگلے جمرہ کی اور اس کے بعد جمرہ عقبہ کی - ہدایہ (دیکھو نقشہ جمرات فقرہ - ۹۳)

۱ - بعد زوال آفتاب جمروں کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ اول جمرہ اولیٰ کی یعنی اس جمرہ کی جو مسجد خیف کے پاس ہے

اور جمرہ اولیٰ پر رمی کے بعد بھی وقوف کرے (یعنی جہاں اور لوگ ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرے) اس کے بعد جمرہ وسطیٰ کی رمی کر

۲ - سب جمروں پر سات سات کنکریاں پھینکے (بالکل اسی قاعدہ پر جیسا کہ جمرہ عقبہ پر پھینکی تھی - دیکھو فقرہ - ۹۵) اور تکبیر اور تہلیل کہے

بعد بھی وقوف کرے مگر جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد وقوف نہ کرے - ہدایہ

۱ - یہ طریق موافق روایت جابر کے ہے جو انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے متعلق کی ہے - ہدایہ

ب - جمروں پر رمی کرنا - اور بیچ میں وقوف کرنا اس نقشہ سے صاف معلوم ہوگا -

(جمرہ اولیٰ) ...... وقوف ...... (۲ جمرہ وسطیٰ) ...... وقوف ...... (۳ جمرہ عقبہ) ...... مکہ ...... بطرف مکہ
فاصلہ ۳۰۵ گز ...... فاصلہ ۲۸۰ گز

یاد رہے کہ وقوف کی جگہ نشیب ذرا اوپر سمجھنا -

ج - وقوف میں خدا تعالیٰ کی حمد اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود بھیجے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنی حاجت مانگے خدا تعالیٰ سے اور
دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے - کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ اور ان سات
مقامات میں جمروں کا بھی ذکر کیا ہے - (دیکھو) ہدایہ

د - لکھا ہے کہ ان سات جگہوں میں طلب مغفرت کرے مسلمانوں کے واسطے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی تھی -
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ - ہدایہ (ترجمہ، اے خدا بخش دے حاجیوں کو اور اس شخص کو جس کے واسطے حاجی مغفرت کی دعا کریں -)

۳ - جب ایک رمی کے بعد دوسری رمی ہو تو ان کے درمیان وقوف ہوگا - اور جب ایسا نہ ہو تو وقوف نہ ہوگا - ہدایہ

کیونکہ جب ایک رمی کے بعد دوسری کیجاتی ہے تو عبادت کا سلسلہ جاری ہے اور بیچ میں وقوف کر کے دعا پڑھنی چاہئے - اور جب ایک رمی
کے بعد دوسری نہ ہو تو عبادت ختم ہو چکی - وقوف نہ ہوگا - لہذا جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد نہ عید کے روز وقوف ہے اور نہ کسی دن - ہدایہ

ج - لکھا ہے کہ ابراہیم جراح حضرت امام ابو یوسف کی بیمار پرسی کو گئے کہ وہ بہت سخت بیمار تھے اور قریب المرگ تھے - جب یہ پہنچے تو آپ نے
آنکھیں کھول دیں اور پوچھا کہ رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے یا پیدل - تو جراح بولے کہ پیدل تو انہوں نے کہا کہ تو نے خطا کی - پھر انہوں نے کہا
سوار ہو کر تو پھر بھی کہا کہ خطا کی - تو آپ بولے کہ جو رمی کہ اس کے بعد تسبیح و تہلیل اور دعا لازم ہو وہ پیدل افضل ہے - اور جو ایسی نہیں ہے وہ سواری پر افضل ہے - اس کے بعد جراح چلے گئے اور
گھر تک مشکل سے پہنچے ہوں گے کہ حضرت صاحب کے انتقال کی خبر پہنچی - قابل غور ہے کہ امام صاحب کی کیا یادداشت تھی اور ایسے بزرگوں
کے ایسے وقت پر کیا خیال ہوتے تھے -

۴ - رمی جمرہ عقبہ کی سواری پر کرنی جائز ہے اور اور جمروں کی نہیں - شرح وقایہ

۵ - رمی جمار خود کرنی چاہئے نہ نائب کے ذریعہ الا معذور کو - (دیکھو فقرہ - ۱۴۳)

۶ - رمی کی ترتیب میں غلطی یا کنکریاں پھینکنے میں غلطی اور اس کی تردید کے متعلق دیکھو - فقرہ - ۱۱۱

۱۱۳ - بارہویں کو تمام جمروں کی رمی ہو گی - اسکے بعد منیٰ سے جا سکتا ہے

۱ - بارہویں کو زوال آفتاب کے بعد تمام جمروں کی رمی اسی طرح کرے جس طرح گیارہویں کو کی تھی اور اس کے

بعد اگر چاہے تو مکہ جا سکتا ہے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔

ا۔ آج اگر مکہ شریف روانہ ہو جائے تو وہاں کے لوگ اس کو نفر اول کہتے ہیں اور جو کل کنکریاں پھینکنے کے بعد جائیگا اس کو نفر دوم کہتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

ب۔ اگر آج مکہ شریف چلا جائے تو کل کی رمی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۱۴۔ بارہویں کو منا میں قیام

ا۔ آج بھی اگر قیام کرے تو افضل ہے اور دوسرے روز بھی رمی کرے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ہدایہ

تشریح۔ بڑے بڑے عابد اور صاحب ہمت لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صبر حتی رمی الجمار الثلث فی یوم الرابع۔ (یعنی چوتھے روز یعنی تیرہویں کو بھی آپ نے رمی جمار کی تھی)

۱۱۵۔ رمی جمار واجب ہے۔

ا۔ جمروں پر کنکریاں مارنی واجب ہیں۔ اور آخر سے آخر وقت تیرہویں تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے رمی کیجا سکتی ہے۔

تشریح۔ صاحب ہدایہ کہتے ہیں۔ من ترک الرمی الجمار فی الایام کلہا فعلیہ دم لتحقق ترک الواجب۔ جس نے کل ایام کی رمی جمار ترک کی تو اس کے ذمہ ایک قربانی ہوگی۔ کیونکہ واجب کا ترک کرنا پایا گیا۔

ا۔ فتاوی عالمگیری اور شرح طحاوی اور شرح وقایہ کے مطالعہ سے پایا جاتا ہے کہ جمروں پر رمی کرنا ایام نحر میں واجب ہے۔ اور اگر ایام نحر گزر جائیں تو اس کی قضا نہیں دیجا سکتی۔ بلکہ سب رمی کے بدلے ایک بکرے کی قربانی کافی ہے۔

۱۱۶۔ رمی جمار کا وقت

ا۔ اگر کسی سے تینوں دن کی رمی جمار رہ گئی ہو تو اسکو چاہئے کہ آج سورج غروب ہونے سے پیشتر کل رمی کرے ورنہ غروب آفتاب کے بعد کہا جائیگا کہ رمی ترک کی گئی۔ ہدایہ۔

کذا ئل۔ غروب آفتاب کی شرط اس واسطے لگائی کہ رمی ایام نحر میں عبادت خیال کی گئی ہے اور جبتک ایام نحر جاری ہیں۔ رمی کیجا سکتی ہے اور جب ایام نحر گذر گئے تو رمی ترک ہوئی۔ ہدایہ

ا۔ سب دن کی رمی آج اس طرح کرنی چاہئے کہ اول رمی جمرہ عقبہ کرے۔ اسکے بعد تینوں جمروں کی رمی بعد ودفعہ اسی ترتیب کرے جیسے روز ہوتی ہے۔ ہدایہ ب۔ رمی جمار میں تاخیر کی جزا کیا ہے۔ دیکھو فقرہ ۱۰۵

ج۔ اس رمی کا وقت گیارہویں کے روز بعد زوال آفتاب شروع ہوکر تیرہویں کی شام کو ختم ہو جاتا ہے

۱۱۷- تیرہویں کو صبح مکہ جاسکتا ہے ورنہ رمی کے بعد

۱- آج صبح صادق سے پہلے مکہ جاسکتا ہے۔ اور اگر صبح ہو جائے تو رمی جمرات اسکے ذمہ ہو جائیگی- ہدایہ قاضیخان

۱- امام اعظم کے نزدیک زوال سے پہلے پہلے رمی کر کے چلا جائے تو استحساناً جائز ہے لیکن صاحبین کے نزدیک حسب دستور زوال کے بعد رمی کرے، جب جائے- ہدایہ

دلیل- امام شافعی یہ ہے کہ شام کے بعد روانگی کا ارادہ کرنا درست نہیں- لہذا رات ہونے پر رمی اسکے ذمہ ضروری ہوگی- صاحبین کے نزدیک رمی کے اور دونوں کی طرح یہ دن بھی ہے- مگر صرف فرق اتنا ہے کہ آج صبح چلا جانے کی اجازت ہے- بمقابلہ اور دونوں کے ہاں جب صبح ہوگئی اور چلا جانے کی اجازت نہ رہی تو یہ دن بھی اور دنوں کی طرح ہو گیا- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ (۱) یہ طریق ابن عباس رضی اللہ عنہ کے موافق ہے (۲) یہ کہ جب آج رمی ترک کر کے چلا جانے کی اجازت ہے اگرچہ علی الصباح ہی ہو- تو اگر رمی زوال سے پہلے کر لیا جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ بخلاف گیارہویں اور بارہویں کے کہ ان ایام میں رمی زوال سے پہلے جائز نہیں۔ وجہ حدیث جائز کیونکہ ترک بھی ان دو ایام میں جائز نہیں ہے- ہدایہ

(۱۳- ذی الحجہ کی مزید کارروائی)

موقع ۱۷ اب منیٰ سے کوچ کرے اور مکہ معظمہ آکر طواف الصدر ادا کرے ۱۷ موقع

اس طواف کی ادائگی کیواسطے باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو اور یہ طواف حاج آفاقی کیواسطے واجب ہے مکی کیواسطے اور نہ حائضہ و نفساء کے واسطے بشرطیکہ ہر دو مذکورالذکر عورتیں مکہ سے باہر ہونے سے پہلے پاک ہوں۔ اگر کوئی شخص مکہ میں رہائش اختیار کرے تب اسکے ذمہ یہ طواف نہیں رہے گا۔

(۱۳- ذی الحجہ کی کارروائی)

۱۱۸- نقشہ ترتیب ادائگی حج (نقشہ ہشتم)

آج حاجی رمی جمرات کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر مکہ شریف آتا ہے اور طواف وداع کرتا ہے اور پھر چاہ زمزم پر آتا ہے۔ باب السلام کیطرف سے خانہ کعبہ سے رخصت ہوتا ہے- اب حج ختم ہو گیا-

(حج کے نقشے ختم ہوئے)
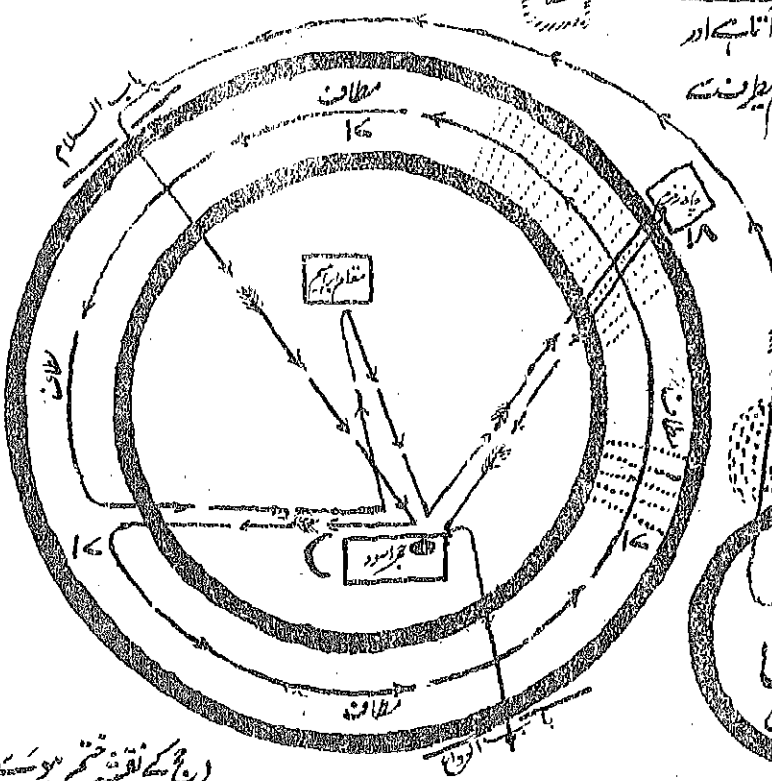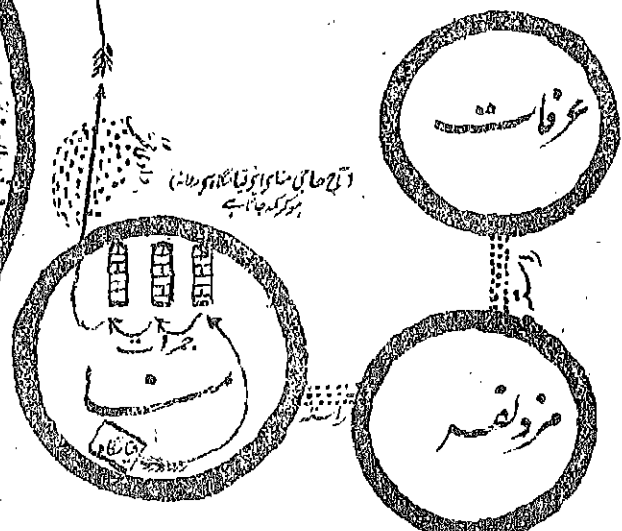
۱۱۹ منیٰ سے مکہ کی طرف روانگی اور محصب پر قیام

۱- منا سے مکہ جاتے ہوئے وادیٔ محصب (یعنی ابطح) پر اتر کر ذرا قیام کرے۔ بلکہ جیسا حدیث بخاری میں ہے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا پڑھ کر ذرا سی دیر سو کر مکہ جائے۔ - ہدایہ و صحیح بخاری

تحلیل۔ وادی محصب پر اس وجہ سے ذرا ٹھیرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر قصداً نزول فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ اِنَّا نَازِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یعنی ہم کل مقام بنی کنانہ پر اتریں گے جہاں کہ مشرک جمع ہوئے تھے۔ اور آپس میں عہد کیا تھا کہ ہم شرک پر ثابت قدم رہیں گے۔ اور بنی ہاشم اور بنی مطلب سے قطع تعلق کریں گے۔ اور ان سے تعلق رشتہ داری آیندہ سے ترک کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جگہ قیام کرنے سے مطلب یہ تھا کہ کفار کا وہاں قیام کرنا شعائر کفر ظاہر کرنا تھا۔ اور ہمارا قیام اس جگہ بغرض شعائر اسلام ظاہر کرنا ہو۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ وغیرہ

(۱) اصح یہ ہے کہ محصب میں اترنا علمائے حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ اور نہ اترنا برا ہے۔ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ یہاں اترنا ایسا مسنون ہے جیسا طواف میں رمل۔

(ب) صحیح بخاری میں ہے۔ حدثنا اصبغ بن الفرج انا ابن وھب عن عمرو بن الحارث عن قتادۃ ان انس بن مالک حدثہ
اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی الظھر والعصر والمغرب والعشاء ثم رقد رقدۃ بالمحصب ثم رکب الی البیت فطاف بہ۔

(ج) امام شافعی کے نزدیک ابطح میں اترنا سنت نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے۔ عن عائشۃ قالت نزول الابطح لیس بسنۃ اور یہی قول ابن عباس کا ہے کیونکہ آپ نے وہاں صرف آرام لینے کی غرض سے قیام کیا تھا۔ عینی شرح کنز

۱۲۰ طواف الصدر یا طواف الوداع

(اگر مکہ میں آئے تو طواف الصدر کرے)

۱- مکہ شریف پہنچکر طواف الصدر کرے مگر اس میں رمل نہ کرے۔ - ہدایہ

(۱) چونکہ پہلے طواف میں رمل کر چکا ہے اس میں نہ کرے کیونکہ رمل مشروع نہیں ہے مگر ایک دفعہ کرنا۔ ہدایہ

(ب) حسب قاعدہ طواف کے ۷ چکر کرے۔ اور انہی قواعد کی پابندی کرے جنکا ذکر فقرہ (۹) سے ۱۰ تک ہو چکا ہے۔

۲- طواف کے چکروں کے بعد حسب قاعدہ دوگانہ نماز پڑھے۔ - ہدایہ

(۱) شیخ امام کرخی بروایت ابوحنیفہؒ لکھتے ہیں کہ جب طواف صدر سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم پر آوے۔ اور دو رکعت نماز پڑھے۔ فتاوی عالمگیری

۳- اس طواف کو طواف الصدر اور طواف الوداع اور طواف الافاضہ طواف آخر عہد بالبیت طواف الواجب بھی کہتے ہیں۔ ہدایہ عالمگیری

تشریح۔ اس طواف کو طواف الوداع اسواسطے کہتے ہیں کہ اس طواف کے بعد آفاقی خانہ کعبہ سے رخصت ہوتا ہے۔ اور طواف الصدر اسوجہ سے کہتے ہیں کہ صدور یعنی واپسی کے ہیں۔ تو اس طواف کے بعد حج ختم کر کے اپنے اہل و عیال میں واپس جاتا ہے۔ ہدایہ

۱۲۱ طواف صدر غیر مکی پر واجب ہے

۱- طواف صدر غیر اہل مکہ پر واجب ہے نزد امام اعظم برخلاف امام شافعی و امام مالکؒ اور اہل مکہ پر واجب نہیں۔ - ہدایہ و عینی شرح کنز

دلیل :- امام شافعی و امام مالک اگر طواف واجب ہوتا تو اہل مکہ اور حائض کے ذمہ بھی واجب ہوتا اور ان پر معاف نہ کیا جاتا علماء حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ عن ابن عباس انہ قال کان الناس ینصرفون فی کل وجہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینفر احد حتے یکون اخر عہدہ بالبیت - رواہ مسلم واحمد - اور ایک روایت میں اتنا اور آیا ہے۔ الا انہ خفف عن المرأۃ الحائض - رواہ البخاری ومسلم - اور روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا اسکا آخری کام ساتھ خانہ کعبہ کے یہ ہوتا ہے کہ یہ طواف کرے - جامع ترمذی میں ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے - اور ہدایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اہل مکہ پر اسوجہ سے واجب نہیں ہے کہ وہ خانہ کعبہ سے رخصت ہو کر کہیں باہر نہیں جاتے۔

ا- حیض والی اور نفاس والی عورت پر اور جس شخص کا حج فوت ہوگیا ہو - اُن پر یہ طواف واجب نہیں - محیط سرخسی -

۲- آفاقی اگر حج کے بعد مکہ میں سکونت اختیار کرے تو طواف صدر اُسپر واجب نہیں - عالمگیری -

وجہ - یہ ہے کہ یہ طواف صرف اسپر واجب ہے جو مکہ سے چلا جائے - نہ اسپر جو مکہ میں رہائش کا ارادہ کرے - اگر ارادہ رہائش کا کرے تو جائیے کہ نفر اول (دیکھو فقرہ ۱۱۳) سے پہلے کرے اگر اسکے بعد کیا تو طواف الصدر اُسپر واجب ہوگا - اور پھر سکونت کا ارادہ کرنے سے اسکے ذمہ سے نہیں جا سکتا - یہ قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ - اور بعضوں کے نزدیک امام کا بھی ہے وجہ یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ طواف الصدر واجب ہوگیا کہ اسکا وقت آپہنچا - پھر مکہ کی سکونت کا ارادہ قائم کرنے سے اسکے ذمہ میں سے نہیں جا سکتا - عالمگیری و ہدایہ -

ا- اگر کوئی کوفی مکہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد مکہ سے باہر چلا گیا - تو طواف الصدر اسکے ذمہ واجب نہیں ہے - عالمگیری -

۳- طواف صدر حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمرہ کرنیوالوں پر بھی ہے جبکہ وہ مکہ سے وطن جائیں - کفایہ -

۱۴۲ - طواف الصدر کا وقت

۵- طواف الصدر کا وقت طواف زیارت کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اختتام کا کوئی وقت مقرر نہیں - جبتک مکہ میں مقیم ہے یہ طواف کر سکتا ہے - عالمگیری

ا- طواف الصدر مکہ سے رخصت ہونیوالے پر جب وہ رخصت کا ارادہ کرے واجب ہوتا ہے عمرہ کرنیوالے اور اہل مکہ اور اہل میقات اور حدود میقات کے اندر رہنے والوں پر واجب نہیں عالمگیری -

(ب) اس طواف کے دو وقت ہیں ایک وقت جواز دوسرا استحباب - وقت جواز یہ ہے کہ اگر مکہ سے روانگی کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ طواف کیا (گو ارادہ ہی ارادہ میں سال بھر ٹھیرا رہے) اور اقامت کی نیت نہ کی اور نہ مکہ میں گھر بنا لیا) تو یہ طواف جائز ہے - اور جواز کا آخر وقت مقرر نہیں ہے جبتک مکہ میں قیام ہے چاہے سال گذر جائے یہ طواف کر سکتا ہے - وقت استحباب یہ ہے کہ جب سفر کا ارادہ کرے اسیوقت بلکہ عین روانگی کے وقت کرے - چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر یہ طواف کر کے عشا تک ٹھیرا تو بہتر ہے کہ دوبارہ کرے کہ عین چلتے وقت خانہ کعبہ سے رخصت ہو - عالمگیری

۱۴ - ذی الحجۃ

موقع ۱۸ اب چاہ زمزم سے پانی پیکر خانہ کعبہ کو الوداع کہے ۱۸ موقع

حج ختم ہوا

طواف وداع کے بعد چاہ زمزم پر آکر اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکر پانی نکالے اور پیے کہ سنت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام ہے - اس کے بعد ملتزم پر آئے اور اس کو بوسہ دے - اور اس کے بعد باب الوداع سے رخصت ہو - اور یہی طریق مسنون ہے -

۱۲۳۔ آب زمزم پینا

(طواف کر چکے اور دو رکعت نماز بھی پڑھ چکے تو چاہ زمزم پر آکر پانی پیئے)

۱۔ اب چاہ زمزم پر آئے اور اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکر پانی پیئے — ہدایہ

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ڈول پانی کا کھینچکر پیا تھا اور جو کچھ ڈول میں باقی رہا تھا وہ کنوئیں میں ڈالدیا تھا۔ ہدایہ

ب۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمیں سے ایک ڈول نکالکر کچھ پانی پی لیا اور باقی کو اسمیں ڈالدیا

اور اسی طرح ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے۔

ج۔ بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے اسمیں کلی کی تھی اس سبب اس پانی کو یہ عزت اور شرف حاصل ہے — رواہ احمد

اور اسی طرح طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

۲۔ زمزم کا پانی اپنے ہاتھ سے نکالے اور قبلہ کیطرف منہ کر کے اسکو خوب سیراب ہو کر کئی سانس میں پیئے اور ہر سانس پر نگاہ اٹھا وے اور خانہ کعبہ کو دیکھے اور اپنے منہ اور سر اور جسم پر پانی لگاتے اور اگر ہو سکے تو کچھ پیئے اوپر ڈالے۔ فتاوی عالمگیری

۱۲۴۔ آب زمزم کی فضیلت

۱۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر پانی دنیا میں پانی زمزم کا ہے کہ اسکا پینا خوراک ہے پیٹ بھرنے والی اور بیماری کے واسطے شفا ہے۔ روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم کبیر میں

۲۔ روایت کی بزار نے ابوذر سے صحیح اسناد سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی زمزم کا خوراک ہے پیٹ بھرنے والی اور شفا ہے بیمار کے واسطے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ہم زمزم کو شباعہ بھی کہتے ہیں (یعنی سیر کرنے والا کیونکہ اسکے پینے سے پیٹ بھرتا تھا) اور ہم پاتے تھے اسکو اچھی مدد عیال و اطفال پر اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں ذکر کیا ہے

۴۔ حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ کہا۔ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ إِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْفِي شَفَاكَ اللّٰهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِتَشْبَعَ أَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَإِنْ شَرِبْتَهُ لِقَطْعِ ظَمَئِكَ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ وَهِيَ هَزْمَةُ جِبْرَئِيلَ وَسُقْيَا اللّٰهِ إِسْمٰعِيلَ۔ یعنی پانی زمزم کا جس غرض کے واسطے پیا جاوے وہی غرض پوری کرتا ہے۔ اگر تو اسکو شفا کی غرض سے پیئے تو شفا دیگا تجھکو اللہ تعالی۔ اور اگر سیر ہونیکے واسطے پیئے گا تو سیر کریگا تجھکو اللہ تعالی اور اگر پیاس بجھانے کے واسطے پیئے گا تو پیاس بجھائے گا تیری اللہ تعالی۔ اور وہ پاؤں مارنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہے۔ اور پانی پلانا ہے خدا تعالی کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو۔ روایت کیا اسکو دار قطنی نے اور حاکم نے مستدرک میں۔ اسمیں اسقدر زیادہ کیا ہے۔ وَإِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيذًا أَعَاذَكَ اللّٰهُ۔ اور اگر پیئے گا تو اسکو خدا تعالی سے پناہ مانگنے کی غرض سے تو پناہ دیگا اللہ تعالی تجکو۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس جب پانی زمزم کا پیتے تو کہتے — اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ
اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام ہے تاہم بہت ذریعوں سے ثابت ہے۔

۱۲۵ - ملتزم کو بوسہ دینا

(چاہ زمزم سے پانی پی کر اب ملتزم پر آئے)

۱ - پھر آوے خانہ کعبہ کی طرف اور پھر بوسہ دے چوکھٹ کو خانہ کعبہ کی اور رکھے سینہ اور منہ اپنا ملتزم پر اور خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتا ہوا نہایت عاجزی سے دعا مانگے - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

ا - اگر خانہ کعبہ کا پردہ قریب ہو اور اگر ہو سکے تو پردہ کعبہ شریف کا پکڑ لے - ورنہ دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر دیوار کو لگا دے - اور منہ تو اپنا رخسار دیوار سے لگا دے - عالمگیری - خانہ کعبہ کے اندر جانے کے آداب کے متعلق دیکھو فقرہ - ۶۵ -

ب - جب چوکھٹ کی طرف داہنا ہاتھ اٹھائے تو یہ کہے - اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوفِكَ وَيَرْجُو رَحْمَتَكَ - تاتار خانیہ

ج - یہ دعا بھی پڑھے - اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ فَكَمَا هَدَيْتَنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنَّا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

د - اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور حمد اور درود پڑھے اور اپنی حاجت کے واسطے دعا مانگے - فتاوی قاضیخان -

روایت کی ابو داؤد نے عمرو بن شعیب سے کہا کہ میں نے عبد اللہ کے ساتھ طواف کیا اور جب ہم خانہ کعبہ کے پیچھے آئے تو میں نے کہا کہ کیا تم دوزخ سے پناہ نہیں مانگتے ہو - کہا میں تو پناہ مانگتا ہوں - اور پھر جا کر حجر اسود کو بوسہ دیا اور کھڑے ہوئے درمیان رکن اور باب کے اور رکھا سینہ اپنا اور منہ اور دونوں ہاتھ اور اپنی ہتھیلیوں کو کھولا - اور کہا کہ ایسا ہی کرتے دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو - روایا ابو داؤد

۲ - حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان کی جگہ ملتزم ہے - ہدایہ -

ا - بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ مُلْتَزَمٌ - کہ درمیان رکن اور باب خانہ کعبہ کے ملتزم ہے - اور یہی مطلب موطا سے پایا جاتا ہے -

ب - ملتزم ان مکانوں میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے - ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اللہ کی نہیں دعا کی میں نے اس جگہ کبھی مگر قبول کیا اسکو اللہ نے -

۳ - اب حجر اسود کو بوسہ دے اور اللہ اکبر کہے اور اگر بیت اللہ میں داخل ہو سکے تو اندر جائے ورنہ کچھ حرج نہیں - عالمگیری

ا - آداب دخول خانہ کعبہ کے واسطے دیکھو فقرہ - ۶۵

۱۲۶ - خانہ کعبہ کو کس طرح الوداع کہے اور جدائی پر تاسف ظاہر کرے -

(دیکھو فقرہ - ۲۱۴)

۱ - کعبہ شریف سے رخصت ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے - اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَهُ فَعَوِّضْنِيْ مِنْهُ الْجَنَّةَ وَيَزِيْدُ بِهٖ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ بِالرَّحْمَةِ فَصَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

۲ - اب کعبہ شریف کی طرف منہ کئے ہوئے الٹے پاؤں چلے - اور کعبہ کی جدائی پر حسرت کرتا اور روتا چلے اور اسی طرح چلتا ہوا مسجد حرام سے باہر جائے - فتاوی عالمگیری - ہدایہ

وہاں سے حسرت کرتا ہوا اور روتا ہوا کعبہ کی جدائی میں الٹے پاؤں لوٹے یعنی پیٹھ خانہ کعبہ کی طرف نہ کرے - شرح وقایہ

۳ - بہتر ہے کہ مکہ شریف سے باہر نکلے تو نشیب کے راستے سے نکلے - فتح القدیر شرح ہدایہ -

ا - مسجد حرام سے باہر آئے تو باب الوداع کی طرف سے - اور مساکین کو خیرات کرے جب مکہ سے روانہ ہو -

کتاب الحج و الزیارت

باب ۴ فصل اول - اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرانا

یا

(متعلق فقرہ - ۷)

حج بذریعہ نائب یا بذریعہ وصیت

ثواب اعمال کا پہنچنا خواہ وہ عبادت بدنی ہو یا مالی بنا بریں نیابت کے ہوا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اہل سنت و جماعت کو اس سے انکار نہ کرنا چاہیے۔ امام زاہدی جو ایک بڑے فاضل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ نماز و روزہ و حج وغیرہ اعمال خیر کا ثواب زندوں سے مردوں کو نہیں پہنچتا لیکن صاحب درمختار اور طحطاوی نے اس کی سخت تردید کی ہے اور امام کی اس خطا کے متعلق خدا تعالیٰ سے معافی کی دعا کی ہے۔ طحطاوی اور شرح منیہ میں بھی بہت حدیثیں ہیں کہ ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے چنانچہ اکثر حدیثیں اس کے متعلق باب ... میں زیارت مقابر وغیرہ متعلقہ کے عنوان کے تحت درج کی ہیں اور حج بذریعہ نائب ان شرائط کے تابع ہے کہ حج کرانے والا خود حج کرنے سے عاجز ہو اور عجز بھی ایسا ہو کہ اس کے دور ہونے کی امید نہ ہو۔ نائب کو اپنے مال سے سواری پر مکہ تک بھیجے (یعنی سواری کا سامان خرچ ...) [illegible]

۱۳۷ - ایک کے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل ہو سکتا ہے

۱ - ہر شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے پر منتقل کر سکتا ہے وہ عمل روزہ ہو یا نماز یا حج یا صدقہ یا اور عبادت ... دلیل صحیحین میں یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دو بکریوں کی قربانی کی، ایک اپنے واسطے اور ایک اپنی امت کے واسطے جو کہ ایمان لائی ہو خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کا ثواب کہ قربانی تھی اپنی امت کو بخشا۔ ہدایہ عینی، شرح کنز۔ کذا اسی حج کا اور قرآن شریف پڑھنے کا اور نبیوں اور ولیوں اور شہیدوں اور صالحین کی قبر کی زیارت کا، مردے کو کفن دینے اور دیگر نیک کاموں کا ثواب دوسرے شخص پر منتقل کیا جا سکتا ہے۔ نہایۃ السروجی شرح ہدایہ۔

معتزلہ کے نزدیک کوئی شخص اپنے اعمال کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچا سکتا اور وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى - (اور انسان کے واسطے جو کچھ ہے اپنی ہی کوشش سے ہے)

لیکن امام شافعی و امام مالک کے نزدیک صدقہ اور دیگر عبادت مالی اور حج کا ثواب ہر شخص دوسرے شخص پر منتقل کر سکتا ہے اور دیگر عبادات مثلاً نماز و روزہ و تلاوت قرآن وغیرہ کا ثواب دوسرے شخص پر منتقل نہیں کر سکتا۔ اہل السنت والجماعت کی دلیل یہ ہے کہ اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ أَبَرُّهُمَا حَالَ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ لِيْ بِرُّهُمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلٰوتِكَ وَأَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ - (رواہ دارقطنی) - دوسری حدیث یہ ہے معقل بن یسار سے مروی ہے - اِنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ سُوْرَةَ يٰسٓ - (رواہ ابو داؤد) - اور بھی اسی قسم کی احادیث ہیں -

۱۲۸ بعض عبادت نائب کے ذریعہ ادا ہو سکتی ہے

(عبادات تین قسم کی ہیں ان میں سے دو قسم کی بذریعہ نائب ادا کی جا سکتی ہیں)

ا۔ مالی عبادت ۔ جیسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر یہ نائب کے ذریعہ ادا کی جا سکتی ہے چاہے ضرورت کے وقت چاہے بلا ضرورت نائب مقرر کرے ۔ ہدایہ کافی

۲۔ بدنی عبادت ۔ جیسے نماز و روزہ یہ نائب کے ذریعہ ادا نہیں کی جا سکتی ۔ ہدایہ

۳۔ مالی و بدنی عبادت ۔ جیسے حج یہ نائب کے ذریعہ ادا کی جا سکتی ہے صرف ضرورت کے وقت (نہ بلا ضرورت) نائب مقرر کرے ۔ ہدایہ کافی

ا۔ بے ضرورت صرف نفلی حج کے واسطے نیابت جائز ہے یعنی اگر خود استطاعت بھی رکھتا ہے تو نفلی حج کرانے کے واسطے اپنے بدلہ دوسرے شخص کو بھیج سکتا ہے کیونکہ نفل میں بمقابلہ فرض کے بہت گنجایش ہے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ صورت اول میں صرف مال کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے چاہے خود ادا کر دے چاہے کسی سے کرا دے لہذا اگر نائب زکوٰۃ ادا کر دے تو کیا حرج ہے دوسری صورت میں نائب اس واسطے مقرر نہیں کر سکتے کہ مقصد اس خاص شخص کے نفس کو تکلیف و مشقت دینا ہے ۔ تو اسکے بدلہ نائب اگر مشقت اٹھاتا ہے تو مطلب حاصل نہیں ہوتا ۔ صورت سوم میں چونکہ مالی و بدنی عبادت ملی ہوئی ہے لہذا جب کوئی شخص اس عبادت کے کرنے سے عاجز ہو جائے تب نائب مقرر کر سکتا ہے کیونکہ جب بدن انسانی مشقت اٹھانے کے قابل نہیں تو اسکے بدلہ مال خرچ کرے ۔ ہدایہ و کفایہ ۔

۱۲۹ نائب کے ذریعہ حج کرانا ۔

(کسی نائب کے ذریعہ حج کرانے میں امور ذیل ملحوظ رہیں)

ا۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنے سے عاجز ہو اور مالدار ہو ۔ عالمگیری

ا۔ اگر تندرست آدمی مالدار ہو ۔ یا فقیر تندرست ہو تو اسکی طرف سے دوسرے کو حج کرنا جائز نہیں ۔ (فتاوی عالمگیری) ۔

ب ۔ عاجز ہونے کی شرط صرف حج فرض کے واسطے ہے ۔ ورنہ حج نفل میں کوئی شخص اپنی طرف سے دوسرے کو حج کے واسطے بھیج سکتا ہے ۔ کنز و سراج الوہاج

۲۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ ایسا شخص ہو کہ خود حج کرنے سے عاجز ہو اور یہ عجز اسکی موت تک رہے ۔ بدائع ۔ ہدایہ

دلیل ۔ موت تک عجز باقی رہنے کی یہ دلیل ہے کہ حج تمام عمر میں ایکبار فرض ہے ۔ تو عمر ختم ہونے سے پہلے اگر عجز جاتا رہا تو اب اسکو حج خود کرنا چاہئے اور اگر مر گیا یا وقت نہ ملا تو یہ حج اس کے ذمہ واجب ہے ۔ درمختار ۔

ا۔ اگر کسی شخص نے کسی مریض کی طرف سے حج کیا اور وہ شخص موت تک اس مرض سے نہ چھوٹ سکا تو یہ حج درست ہے ۔ اور اگر وہ مرض سے اچھا ہو گیا تو وہ حج باطل ہوا اب اسکا خود کرنا چاہئے ۔ یہی حکم قیدی کے واسطے ہے ۔ فتاوی عالمگیری ۔ قیدی کے متعلق دیکھو فقرہ

ب ۔ اگر کسی تندرست نے اپنی طرف سے کسی سے حج کرایا اور پھر وہ ہمیشہ بیمار رہا تو حج درست نہیں (وجہ یہ کہ جب اس نے دوسرے شخص کو حج کے واسطے بھیجا جب وہ خود حج کرنے کے لائق تھا) ۔ فتاوی عالمگیری ۔

ج ۔ کہا ایک عورت نے اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج فرض کیا خدا تعالی نے اپنے بندوں پر مگر میں نے اپنے باپ کو ضعیف اور بوڑھا پایا ہے کہ وہ سواری پر نہیں جم سکتا ۔ کیا میں حج کروں اسکی طرف سے آپ نے فرمایا ہاں ۔ رواہ البخاری و مسلم ۔
اسی طرح آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ ۔ یعنی حج کر تو اپنے باپ کی طرف سے اور عمرہ کر ۔ روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اسکو ۔

۳۔ جس کی طرف سے حج کیا جائے اُسنے حج کا حکم کیا ہو ۔ بغیر اسکے حکم کے اسکی طرف سے حج کرنا جائز نہیں ۔ فتاوی عالمگیری

الا ۔ ا ۔ وارث کا حج مورث کی طرف سے بغیر اس کے حکم کے جائز ہے ۔ فتاوی عالمگیری ۔ درمختار

ب ۔ اولاد کا حج اپنے والدین کی طرف سے بغیر انکی اجازت کے جائز ہے یہانتک کہ احرام باندھنے کے وقت اُن کا نام بھی

١١- حج کے واسطے نائب ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو عاقل ہو بالغ ہو آزاد ہو افعال حج سے واقف ہو۔ درمختار

١٢- حج کیواسطے نائب عورت کو یا غلام یا لونڈی کو (کہ مالک کی اجازت دی ہو) مقرر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ درمختار

١٣- حج کے واسطے نائب اگر ذمی یا مجنون کو مقرر کریں تو درست نہیں۔ درمختار

١- مجنون سے مراد وہ ہے کہ کچھ تھوڑی سی سمجھ رکھتا ہو۔ مگر اس سے بھی حج کرانا درست نہیں۔ درمختار

۱۳۵- اگر دو آدمیوں کے بدلہ ایک شخص حج کرے

١- اگر دو آدمیوں نے کسی کو حج کرانے بھیجا تھا اور اُس نے دونوں کی طرف سے احرام باندھا اور حج کیا تو حج خاص حج کرنے والے ہی کا ہوا اور ان دونوں میں سے کسی کا نہ ہوا اور خرچ ان دونوں کا واپس کریگا اگر ان کے مال میں سے خرچ کیا ہے اسلئے کہ حکم دینے والوں کا مال اپنے حج کے ادا کرنے میں صرف کیا۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ کفایہ

دلیل: یہ ہے کہ حج کرانے والے کو دونوں نے ہدایت کی تھی کہ ہماری طرف سے حج کرنا چونکہ وہ حج پورے پورے ایک وقت میں نہیں کر سکتا تھا اور اس شخص نے گویا ان دونوں کے ہدایت کے خلاف عمل کیا۔ لہٰذا ان دونوں میں سے ایک کا بھی حج نہ ہوا بلکہ اس شخص کا حج ہوا ہے جس نے حج خود ادا کیا ہے۔ ہدایہ

مسئلہ: اگر یہ شخص یہ چاہے کہ اس حج کا ثواب ان دونوں میں سے ایک کی طرف منتقل کردے یہ ممکن نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تب یہ شخص ایسا کرسکتا ہے کہ اپنے ماں یا باپ کے نام ثواب منتقل کردے کیونکہ والدین کے حق میں تو اپنا اس کو درست ہے اور یہ صورت جائز ہے حج کے ختم کے بعد بھی باقی رہتی ہے تو چاہے جس کو ثواب منتقل کردے۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔

٢- اگر دو آدمیوں نے کسی کو حج کرانے بھیجا تھا اور اُس نے احرام مبہم باندھا اور حج کیا تو یہ حج ان دونوں میں سے کسی کا نہ ہوگا ہاں اگر حج تمام ہونے سے پہلے ان میں سے کسی کے نام معین کردیا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک وہ حج جس کے نام معین کیا ہے اسکے واسطے ہوگا لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک وہ حج ان دونوں میں سے کسی کی طرف سے نہ ہوگا بلکہ وہ حج اس حج کرنیوالے کا ہوگا۔ اور اگر ان دونوں کے مال میں سے خرچ کیا ہے تو اسکو ان دونوں کا مال واپس کردینا پڑیگا۔ کفایہ۔ عالمگیری

دلیل ۱- یہ ہے کہ اس شخص نے حج کرانے والوں کے حکم کے خلاف کیا اسلئے یہ حج ان دونوں میں سے کسی کا نہ ہوا۔ عالمگیری۔

دلیل ۲- صورت اول میں حج کو کسی خاص شخص کے نام پر متعین نہیں کیا تھا اور صورت دوم میں حج یا عمرہ کے احرام کو متعین نہیں کیا یعنی یہ نہ کہا کہ حج کا احرام باندھتا ہوں یا عمرہ کا۔ صورت اول میں ایسا نہیں کرسکتا کہ کسی کے واسطے حج کرے اور اس کا نام نہ لے۔ ہاں صورت دوم میں یہ ہوسکتا ہے کہ حج کرے یا عمرہ مگر احرام کو متعین نہ کرے تب بھی جو افعال کریگا وہ ادا ہو جائیں گے بس وہی حج یا عمرہ جیسی صورت ہو کہلائیگا۔ کفایہ

١- اگر احرام کی نیت کو مبہم کیا یعنی یہ متعین نہ کیا کہ احرام حج کا باندھا ہے یا عمرہ کا تو اس صورت میں اسکو اختیار ہے کہ چاہے عمرہ کے نام سے اسے معین کرے اور چاہے حج کے نام سے۔ عالمگیری۔ کفایہ (دیکھو فقرہ - ۳۵)

---

۱ یعنی جن دو شخصوں کے واسطے حج کرنے آیا ہے ان میں سے کسی ایک کا بھی نام خاص نہ لیا بلکہ ایک کی طرف سے باندھا

۱۳۱ حج کرانیوالے نے کچھ حکم کیا اور حج کرنیوالے نے کچھ اور ہی کیا

۱۔ حج کرانے والے نے جدا جدا حج اور عمرے کا حکم دیا مگر اس نے دونوں کو ملا کر قران کیا تو نزد امام اعظمؒ اس نے حکم کی مخالفت کی خرچ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اور نزد امام ابو یوسف اور امام محمد بطور استحسان وہ قران حج کرانے والے کی طرف سے ادا ہو جائیگا۔ فتاوی عالمگیری

۱۔ اس قران میں حج یا عمرہ کرنے میں اگر کسی اور کی طرف سے نیت کی تھی تب بھی حج کرانے والے کے حکم کے خلاف کیا اور حج کرنے والا خود خرچ کا ذمہ دار ہوگا۔ فتاوی عالمگیری

۲۔ حج کرانے والے نے حج کا حکم دیا مگر حج کرنیوالے نے پہلے عمرہ کیا اور پھر (مکہ سے احرام باندھکر) حج کیا تو اس نے حکم کی مخالفت کی۔ فتاوی عالمگیری

(۱) اگر حج کرنے والے کے ذمہ خود فرض حج ہے تو اس حج سے وہ حج فرض ادا نہ ہوگا۔ عالمگیری۔

۳۔ حج کرانے والے نے عمرے کا حکم دیا مگر حج کرنیوالے نے پہلے عمرہ کیا اور پھر اپنی طرف سے ایک حج کیا تو اس نے حکم کی مخالفت نہیں کی ہاں اگر اول تو اپنا حج کیا پھر عمرہ کیا تو سب کے قول کے بموجب حکم کی مخالفت کی۔ عالمگیری

۴۔ ایک حج کرانے والے نے حج کا حکم کیا اور دوسرے نے اسی شخص کو عمرے کا حکم کیا مگر دونوں نے حج اور عمرے کے جمع کرنیکا حکم نہ دیا اور حج کرنے والے نے دونوں کو جمع کیا تو خرچ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ [اور] اس صورت میں نہ ہوگا جب دونوں نے جمع کرنیکا حکم دیا ہو۔ محیط سرخسی

۵۔ اگر وصی نے کسی کو حکم کیا کہ میت کی طرف سے اس سال میں حج کرے [illegible] اس نے حج نہ کیا۔ اور وہ سال گذر گیا اور سال آئندہ میں حج ادا [illegible]

۱۳۲ اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج ہوا یا نہیں

۱۔ اگر اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو حج کرانے والے کو صرف خرچ کا ثواب ملیگا۔ [illegible] حج نفل ہو یا فرض) اور حج تو حج کرنے والے ہی کا ہوگا۔ بقول امام محمدؒ۔ اور حج کرانے والے کا حج [illegible] ہدایہ

دلیل امام محمدؒ۔ وجہ یہ کہ حج تو ایک بدنی عبادت ہے [illegible] حج کرانے والا خود حج کرنے سے عاجز ہے تو اس نے جو دوسرے شخص سے حج کرایا [illegible] حج کے قائم مقام ہے (جیسا کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکنے کی صورت میں فدیہ دیتا ہے) [illegible] ہدایہ

۱۔ اگر کسی کی طرف سے کوئی قران کرنے جائے تو قربانی اس کرنے والے کے ذمہ ہوگی۔ (دیکھو فقرہ ۱۳۴)

۲۔ اگر اپنے بدلہ دوسرے سے حج کرایا تو بموجب ظاہر روایت کے اگر حج فرض تھا تو ایسا ہی ہے جیسے اپنے خود حج کیا۔

دلیل۔ اس بارہ میں حدیثیں ہیں۔ مثلاً حدیث خثعمیہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے فرمایا تھا حجی عن ابیک واعتمری کہ اپنے باپ کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر۔ ہدایہ

ا۔ صحیح مذہب یہ ہے کہ جو شخص غیر کی طرف سے حج کرتا ہے تو اس شخص کا اصل حج غیر ہی کی طرف سے ادا ہوتا ہے اگر اس حج کرنیوالے کے ذمہ اپنا فرضی حج تھا تو یہ حج اس سے ادا نہیں ہوا گویا اپنا حج اس کے ذمہ باقی ہے ۔ فتاوی عالمگیری

۱۳۳۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالے کو کس قدر خرچ ملنا چاہیے

ا۔ غیر کی طرف سے حج کرنے والے کو اس غیر کی طرف سے اتنا خرچ ملنا چاہیئے کہ مکہ تک جانے اور واپس آنے تک کو کافی ہو۔ عالمگیری

ا۔ اگر نائب حج کرنے والا حج سے فارغ ہو کر ۱۵ روز یا زیادہ وہاں مقیم رہے تو اپنے پاس سے خرچ کرے۔ الا اگر حج کرانے والے سے اجازت لی ہو مگر حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ کریگا تو ضامن ہوگا ۔ عالمگیری۔

۲۔ اگر بغیر اقامت کی نیت کے وہاں چندروز مقیم رہا تو اگر وہاں اتنا قیام کیا ہے جتنا عموماً حاجی قیام کرتے ہیں تو علما حنفیہ کے نزدیک حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ لیگا۔ مگر زیادہ اقامت کریگا تو اپنے مال میں سے خرچ کریگا۔ چنانچہ جس حال میں قافلہ کے وہاں سے روانگی کا منتظر ہو گا تو خرچ حج کرانے والے کے ذمہ ہوگا۔ اور اسی طرح جتنا بغداد میں مقیم رہیگا۔ اس کا خرچ حج کرانے والا دیگا۔ اور آنے جانے میں جو مدت گذریگی وہ قافلہ کے آنے جانے کی مدت پر شمار کیجائے گی ۔ عالمگیری

۳۔ اگر کسی نے ۱۵ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کی اور خرچ اس کا حج کرانے والے کے ذمہ نہ رہا پھر وہاں سے روانہ ہوا تو واپسی کا خرچ حکم کرنے والے کے ذمہ ہوگا نزد امام محمدؒ اور ظاہر روایت بھی یہی ہے لیکن ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ حکم کرنے والے کے مال میں سے خرچ نہیں کریگا۔ مگر درصورتیکہ اس نے مکہ میں رہائش اختیار کر لی اور پھر واپس ہوا تو بلا خلاف اپنے پاس سے واپسی کا خرچ کریگا ۔ عالمگیری۔

۴۔ اگر حج کے موسم سے پہلے حج کے واسطے روانہ ہو جائے تو چاہیئے کہ بغداد یا کوفہ کے پہنچنے تک حج کرانے والے کے مال میں سے خرچ کرے پھر حج کے زمانہ تک جس قدر وہاں ٹھہرے اپنے پاس سے خرچ کرے پھر جب وہاں سے حج کو چلے تو میت کے مال میں سے خرچ کرے تاکہ صرف راستہ کا خرچ میت کے مال میں سے ہو ۔ عالمگیری

۵۔ اگر حج کرنے والے کی اپنی سستی یا اپنے کاموں کی وجہ سے حج فوت ہوگیا تو خرچہ اسکے اپنے ذمہ ہوگا۔ لیکن اگر سال آئندہ میں اپنے پاس سے خرچ کر کے میت کے واسطے حج کیا تو جائز ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے حج فوت ہوگیا۔ مثلاً اونٹ سے گر گیا تو امام محمدؒ کے نزدیک جس قدر خرچ کر چکا ہے اس کا ضامن نہ ہوگا اور واپسی میں اپنے پاس سے خرچ کرے ۔ سراج الوہاج

۷۔ اگر کسی دوسرے راستہ سے جاوے کہ جس میں خرچ زیادہ ہو تو اگر ادھر سے بھی حج کرنے والے جاتے ہیں تو مضائقہ نہیں بحرالرائق حنفی

۸۔ اگر میت نے جس شخص کو حج کا حکم کیا تھا اس نے کوئی خادم اپنی خدمت کے واسطے رکھ لیا۔ تو اگر اس حج کرنے والے کی حیثیت کے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں تب میت کے مال میں سے اس خادم کی اجرت نہیں لیگا اور اگر اس کی حیثیت کے لوگ اپنا کام نہیں کرتے تو میت کے مال میں سے خرچ لیگا ۔ عالمگیری

۹۔ اگر کسی شخص کو حج کا حکم دیا جائے تو وہ دیگر حج کے جانے والوں کی طرح حمام میں غسل وغیرہ کرنے کی اجرت دے سکتا ہے۔ عالمگیری۔

۱۰۔ میت کی طرف سے حج کرنے والے نے حج کے بعد اپنی خوشی سے عمرہ کیا۔ تو عمرہ کا خرچ میت کے مال میں سے نہیں لے سکیگا۔ نہ اتنے دن کا خرچ جتنے دن عمرہ میں لگیں گے ۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ)

۱۱۔ اگر وصی کی طرف سے حج کرنے والا بیمار ہو جائے اور کل مال خرچ کر دے تو وصی پر یہ واجب نہیں کہ اس کے لوٹنے کے

کے واسطے اور روپیہ بھیجے۔ لیکن اگر وصی نے حج کرنے والے سے یہ کہدیا تھا۔ کہ روپیہ ختم ہو جاوے تو میرے نام سے قرض لے لیجیو اور اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہوگا۔ تو ایسا کرنا جائز ہے۔ محیط

۱۲۔ وصی کی طرف سے حج کرنے والے نے میقات سے یا اس کے بعد سے احرام باندھا اور مال کسی طرح ضائع ہو گیا اور اس شخص نے اپنے روپے سے تمام ارکان حج ادا کئے اور واپس لوٹ آیا تو وصی سے اپنا خرچ ہوا ہوا روپیہ نہ لیگا لیکن اگر قاضی حکم کرے — غایۃ السروجی شرح ہدایہ

۱۳۔ اگر خرچ کا مال مکہ میں یا اس کے قریب ضائع ہو گیا یا اس میں سے کچھ باقی نہ رہا اور حج کرنے والے نے اپنے مال میں سے خرچ کیا تو میت کے مال میں سے یہ روپیہ لینے کا اختیار ہے۔ تاتارخانیہ

۱۴۔ وصی نے کسی شخص کو درم دئے میت کی طرف سے حج کرنے کے واسطے اور پھر کسی وجہ سے اس شخص سے وہ درم واپس لینے چاہیے تو اسی وقت تک لے سکتا ہے جب تک کہ اس نے احرام نہیں باندھا۔ درم واپس لینے کے بعد اس شخص کو وطن واپس لوٹنے کا خرچ اس کی خیانت ظاہر ہونے کی صورت میں نہیں ملیگا لیکن بعض دوسری وجوہات کی وجہ سے اگر روپیہ واپس لیا تو اسکو واپسی کا خرچ دینا ہوگا — محیط

۱۳۴۔ قربانی حج کرنیوالے کے ذمہ ہے یا کرانیوالے کی

۱۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو قران کرنے بھیجا تھا۔ تو دم قران (یعنے قران کے متعلق قربانی) حج کرنے والے کے ذمہ ہوگی — ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ قربانی دو عبادت کے جمع کرنے کی وجہ سے بطور شکرانہ دینی ہوتی ہے تو چونکہ حج کرنے والے نے دو عبادتوں کو جمع کیا تو وہ قربانی اپنی طرف سے کرے۔ یاد رہے کہ یہ مسئلہ امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حج درحقیقت حج کرنے والے کا ہوتا ہے۔ ہدایہ

۲۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرنے بھیجا تھا اور وہ محصر ہو گیا تو احصار کی قربانی حج کرانے والے کے ذمہ ہے۔ نزد طرفین لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک خاص محصر کے ذمہ وہ قربانی ہے — ہدایہ

دلیل۔ احصار کی قربانی اس وجہ سے دیجاتی ہے کہ محرم مدت تک احرام میں رہنے کی تکلیف سے بچے اور احرام کھول لے۔ تو یہ تکلیف سے بچنا خاص محصر کی ذات کے واسطے ہے۔ لہذا اسی پر واجب ہوتی ہے لیکن طرفین کی یہ دلیل ہے کہ اس صورت میں حج کرانے والے نے حج کرنے والے کو اس تکلیف میں ڈالدیا۔ تو اس تکلیف سے نکالنا حج کرانے والے کا فرض ہے — ہدایہ

ا۔ اگر احرام حج کا میت کی طرف سے باندھا۔ بعد اسکے محصر ہوا پس اس صورت میں بھی دم احصار مال میت سے واجب ہوگا (نزد طرفین) اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محصر پر واجب ہوگا — ہدایہ

ب۔ بعض علماء کے نزدیک صورت مذکورہ میں یہ قربانی میت کے تہائی مال میں سے دیجائیگی کیونکہ وہ ایسی ہی ہے جیسے کہ زکوٰۃ اور کفارہ کی قربانی اور دوسرے علماء کے نزدیک جمیع مال میت میں سے دیجائیگی۔ کیونکہ یہ قربانی ایک قرضہ سمجھنا چاہیے جو میت (حج کرانے والے) کے ذمہ تھا۔ لہذا حسب قاعدہ جمیع مال میت میں سے دینا چاہیے — ہدایہ

۳۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے کسی کو حج کرنے بھیجا تھا اور اس نے وقوف عرفات سے پہلے جماع کیا تو جزا کی قربانی مامور پر واجب ہے — ہدایہ

دلیل۔ کیونکہ یہ قربانی جنایت کی ہے اور مامور مذکور نے اپنی اختیار سے جنایت کی اور مامور نفقہ کا بھی ضامن ہوگا۔ بخلاف اس

۱۳۶ - وصیت کا حج ان شرائط پر منحصر ہے

۱- نائب کے ذریعہ حج کرانے میں جو شرائط ضروری ہیں وہی اس میں بھی ضروری ہیں — عالمگیری - (دیکھو فقرہ - ۱۲۹)

۲- میت کے تہائی مال میں سے حج کیا جائے۔ چاہے اس نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو — عالمگیری

ا- اگر میت نے یہ کہا ہو کہ تہائی مال سے حج کرا دینا۔ ہر حالت میں تہائی مال سے زیادہ حج میں صرف کرنا درست نہیں — عالمگیری

شرح۔ وصیت کی مقدار تہائی مال سے زائد نہیں ہو سکتی جبکہ دیگر ورثا موجود ہوں (دیکھو کتاب المیراث اسی مصنف کی)

ب- اگر تہائی ترکہ حج کے خرچ سے زیادہ ہے (یا حج کے خرچ کے بعد کچھ بچا) تو ورثا کو واپس کر دینا چاہئے۔ حج کرنے والے کو اس (بقایا) میں سے لینا جائز نہیں — عالمگیری (دیکھو فقرہ - ۱۳۵)

ج- میت نے وصیت کی کہ میری طرف سے سو درہم میں حج کرایا جائے تو جہاں سے سو درہم میں حج ہو سکتا ہے وہاں سے کرایا جائے (ہاں اگر اس کے کل مال کے تہائی کے سو درہم نہیں ہوتے تو جہاں تک تہائی مال میں حج ہو سکے وہاں سے کرایا جائے) اور ایسا کرنے سے وصیت باطل نہیں ہوگی — عالمگیری

د- میت نے وصیت کی کہ میری طرف سے سو درہم میں حج کرایا جائے مگر اس میں سے کچھ درہم جاتے رہے تو جو باقی ہیں ان سے حج کرایا جائے اور ایسا کرنے سے وصیت باطل نہ ہوگی — شرح طحاوی۔

ر- میت نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے ہزار درہم فلاں شخص کو دینا اور ہزار درہم مساکین کو دینا اور ہزار درہم سے میرا فرض حج کرانا مگر اس کا تہائی مال دو ہزار درہم ہے تو اس کے تین حصے کر کے تقسیم کر دے۔ اب اگر تیسرا حصہ حج کے واسطے کافی نہ ہو تو باقی رقم مساکین کے حصہ میں سے لیں گے۔ اور اگر حج کی رقم میں سے کچھ بچ رہے تو مساکین کو دیدیں گے — فتاویٰ عالمگیری

۳- میت کے وطن سے حج کرایا جائے یا اگر میت نے کسی مقام کو متعین کر دیا ہے تو (چاہے وہ مقام مکہ سے قریب ہو یا بعید اور چاہے وطن بھی نہ ہو) وہاں ہی سے حج کرایا جائے۔ ہر دو صورت میں تہائی ترکہ خرچ حج کے واسطے کافی ہونا چاہئے۔ ورنہ جس مقام سے کافی ہو وہاں سے حج کرایا جائے — فتاویٰ عالمگیری

ا- اگر کوئی شخص اپنے وطن سے نکل کر ایسی جگہ جا کر مرا جو مکہ سے قریب تر ہو درحالیکہ وہ اور کام کو سوائے حج کے گیا تھا تو جو شخص اس کی طرف سے حج کریگا اس کو مرنے والے کے وطن سے حج کرنا چاہئے — فتاویٰ عالمگیری

ب- اگر کوئی شخص حج کے واسطے گیا تھا اور راستہ میں مر گیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک جو شخص مرنے والے کی طرف سے حج کرے وہ مرنے والے کے وطن سے کریگا۔ لیکن امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک وہ جہاں تک پہنچ چکا ہے وہاں سے کرے — عالمگیری

اس کے متعلق صحیح قول امام ابو حنیفہ کا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ الظہیریہ وزاد لکھا ہے —

ج- اگر میت کا کوئی وطن نہ ہو تو جس جگہ وہ مرا ہے وہی وطن خیال کرو — شرح [illegible]

د- اگر میت کے کئی وطن ہوں تو بالاتفاق اس وطن سے حج کرایا جائے جو مکہ سے زیادہ قریب ہو — عالمگیری

ہ- وصی نے سوائے وطن کے دوسری جگہ سے حج کرایا درحالیکہ تہائی مال وطن سے حج کرانے کو کافی تھا) تو وصی ضامن ہوگا اور وہ حج وصی کی طرف سے ہوگا میت کی طرف سے دوبارہ حج کرائے (اگر یہ مقام جہاں سے حج کرایا ہے وطن سے اس قدر قریب ہو کہ آدمی ایک دن میں جا کر واپس آسکے تو یہ ایسا سمجھا جائیگا جیسے وطن سے حج کرایا۔ یا اگر حج کے بعد تھوڑا مال بچا جو لباس و خوراک کے واسطے بھی کافی نہ ہو تو وصی ضامن نہ ہوگا۔ اور باقی ماندہ مال وارثوں کو واپس کر دے۔ اگر بہت زیادہ مال بچا تو وصی ضامن ہوگا اور حج دوسرا کرائے — عالمگیری

سلے یہ مقام جہاں سے حج کرایا ہے میت کے وطن سے اس قدر قریب ہو کہ رات سے پہلے وہاں جا کر واپس آسکیں — عالمگیری

۱۳۷ - وصی کو حتی المقدور وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہئے

۱ - میت نے وصی سے کہا کہ جو میری طرف سے حج کرے اسکو مال دینا تو وصی کو اس کی طرف سے خود حج کرنا جائز نہیں۔ عالمگیری

۱ - اگر میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کیا جائے - اور ان الفاظ سے زیادہ کچھ نہ کہا تھا تو وصی کو خود حج کرنیکا اختیار ہے - ہاں اگر وصی خود میت کا وارث ہے یا اس نے مال وارثوں سے کچھ دیا ہے کہ وہ اس سے چاہیں حج کرا دیں تو وہ حالیکہ سب وارث اجازت دیدیں اور وارث بالغ ہوں تو وصی حج کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ عالمگیری

۲ - میت نے وصیت کی تھی کہ میت کے مال میں سے حج کرایا جائے اور اسکا وارث یا کوئی اور شخص بنظر مہربانی اپنی طرف سے حج کر دے تو جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ا - میت نے یہ وصیت کی تھی کہ میت کے مال میں سے حج کرایا جائے اور وارث نے اس خیال سے اپنے مال میں سے حج کرا دیا کہ بعد میں میت کے مال میں سے لے لیگا تو جائز ہے اور اس کو میت کے مال میں سے لینے کا اختیار ہے (ایسا ہی حکم زکوٰۃ اور کفارہ کے متعلق ہے) اگر کسی اجنبی نے جو رشتہ دار نہیں ہے ایسا کیا تو جائز نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں۔

ب - میت نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے اور وارث نے اپنے مال سے حج کرایا بغیر اس نیت کے کہ میت کے مال میں سے واپس لے گا - تو اس طرح میت کی طرف سے فرض حج ادا ہو جائیگا۔ فتاویٰ قاضی خاں

۳ - میت نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کرایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ رہے وہ حج کرنیوالے سے واپس نہ لیا جائے - تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والے کو وصیت کی رو سے وہ مال لینا جائز ہے یہی صحیح ہے - عالمگیری

۱۳۸ - حج بذریعہ نائب کب صحیح خیال کیا جائے اور کب فاسد

۱ - اگر حج کرنے والے نے وقوف سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوا - سال آئندہ میں اسکو اپنے خرچ سے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوگا - عالمگیری

ا - جو خرچ اس کے پاس بچا ہے اسکو واپس کر دینا چاہئے - اور جو کچھ خرچ ہو چکا ہے اس کا وہ ضامن ہے - عالمگیری

۲ - اگر حج کرنے والے نے وقوف کے بعد جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا - مگر جزا کی قربانی اسکو اپنے پاس سے دینی چاہئے - عالمگیری

ا - حج کرنے والا خرچ کا ضامن نہ ہوگا - عالمگیری

۳ - اگر حج کرنیوالا طواف زیارت سے پہلے واپس چلا آیا تو اسپر اسکی بیوی حرام ہے جبتک طواف زیارت نہ کرے - عالمگیری

ا - اب اسکو چاہئے کہ بغیر احرام اپنے خرچ سے مکہ جا کر باقیماندہ ارکان ادا کرے - عالمگیری۔

حج کا سب سے بڑا رکن وقوف عرفات ہے اور اس میں حائض وجنب ونفساء سب کو شامل ہونے کی اجازت ہے جیسا کہ فقرہ ۷۶ مسئلہ ۹ میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ دوسرا رکن حج کا طواف زیارت ہے جو وقوف عرفات سے کم درجہ کا ہے۔ اگر عورت طواف زیارت کے وقت تک حائض رہے تو اس کو چاہیے کہ انتظار کرے کہ پاک ہو کر غسل کر کے یہ طواف کرے کیونکہ طواف مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد میں حائض کو جانے کی اجازت نہیں اس واسطے انتظار کرنا چاہیے۔ ہاں اس انتظار میں گر طواف زیارت کا وقت گذر جائے تو مضائقہ نہیں۔ وقت کے بعد طواف کر لے اور قربانی اس کے ذمہ نہیں ہوگی بمقابلہ مرد کے کہ اگر وقت گذار کر یہ طواف کرے تو جزا کی قربانی دینی ہوگی۔ سب ارکان حج عورت حالت ناپاکی میں کر سکتی ہے سوائے طواف کے۔ جو پاک ہونے کے بعد کر سکتی ہے۔

۱۳۹- حائض ونفساء وخنثیٰ مشکل کے واسطے رعایت

۱- اگر عورت حالت احرام میں حائض ہو جائے تو غسل کرے اور پھر احرام باندھے۔ اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے۔ کفایہ

۲- وقوف عرفات سے پہلے اگر عورت حائض ہو جائے تو چاہیے کہ غسل کر کے احرام حج کا باندھے اور تمام افعال حج کے کرے سوائے طواف کے کہ وہ حیض سے پاک ہونے کے بعد کرے۔ ہدایہ

۱- ایسا اتفاق حضرت عائشہ کو ہوا تھا تو آپ نے سوائے طواف کے کل افعال حج کے کئے تھے کیونکہ طواف مسجد میں کیا جاتا ہے اور مسجد میں ایسی حالت میں جانا منع ہے اور وقوف عرفات تو عرفات میں ہوتا ہے جو ایک جنگل ہے اور مسجد نہیں ہے۔ ہدایہ
تشریح۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ غسل سے کیا فائدہ جبتک حیض سے پاک نہ ہو جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غسل احرام کے واسطے ہے نہ کہ نماز کے واسطے۔ اور اس سے نظافت بدن تو ہو جاتی ہے۔ ہدایہ

۳- طواف زیارت کے موقع پر اگر حالت حیض یا نفاس کی پیش آئے یا بیمار ہو جائے اور اس طرح طواف زیارت کا وقت گذر جائے تو وقت کے بعد طواف کر لے۔ اور اس پر دم لازم نہ ہوگا برخلاف مرد کے کہ اس پر دم لازم ہوگا۔

حالت جنابت میں طواف زیارت کرنے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۸۲

۴- طواف وداع کے موقع پر اگر عورت حائض ہو جائے اور گھر واپس جانا ضروری ہو تو طواف وداع کرنے کی ضرورت نہیں۔ برخلاف مرد کے کہ اس پر واجب ہے۔

۱- مکہ سے باہر نکلنے سے پہلے اگر عورت حیض سے پاک ہوگئی تو طواف الصدر اس پر واجب ہے۔ چنانچہ اگر مکہ کی آبادی سے اتنی دور چلی گئی جتنی دور کو سفر کہہ سکتے ہیں اور اس وقت پاک ہوئی تو طواف صدر اس پر معاف ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت خون تو بند ہوگیا تھا مگر اس نے غسل نہیں کیا تھا اور کسی نماز کا وقت بھی نہیں گذرا تھا تب بھی طواف الصدر اس پر معاف ہے۔ چنانچہ اگر حالت حیض میں مکہ سے باہر گئی اور میقات کے اندر ہی تھی کہ اس نے غسل کیا اور مکہ شریف کسی کام کو گئی تب طواف الصدر اس پر واجب ہوگیا۔ عالمگیری - ب۔ طواف وداع کا حال فقرہ ۱۲۱ دیکھو

۴- خنثیٰ مشکل کو بھی ان ہی افعال کی پابندی لازم ہے جنکی عورتوں کو ہے۔ عینی شرح کنز - فتاوی عالمگیری

۱۴۰ - عورتوں کا حج بھی مردوں کی طرح فاسد ہوجاتا ہے

۱- جن افعال سے مردوں کا حج فاسد ہوتا ہے ان ہی سے عورتوں کا۔ کفایہ۔

۱- اس کے متعلق جو حدیث صاحب کفایہ نے لکھی ہے وہ وہی ہے جو وقوف عرفات سے پہلے جماع کرنے کے متعلق لکھی گئی۔ دیکھو فقرہ ۱۸۶ مسئلہ ۲۔

۱۴۱ - بعض مناسک کی ادائگی میں مردوں سے اختلاف

۱- احرام میں سیا ہوا اور رنگا ہوا لباس پہننا جائز ہے۔ مگر خوشبو سے نہ رنگا ہوا ہو۔ موزے۔ دستانے۔ قمیص اوڑھنی حریر اور زیور پہننا بھی جائز ہے۔ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۳۱۰ (دلیل۔ کیونکہ بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے میں بے پردگی کا اندیشہ ہے)۔

۱- خوشبو سے رنگا ہوا کپڑا خوب دھویا جاچکا ہو تو پہننا جائز ہے۔ کفایہ

۲- احرام میں سر ڈھانکے اور منہ کھلا رکھے۔ کفایہ - عالمگیری۔

دلیل - سر اس وجہ سے ڈھانکے کہ عورت کا سر ستر میں داخل ہے۔ اور اگرچہ چہرہ بھی ستر میں داخل ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ إِحْرَامُ الْمَرْأَةِ فِي وَجْهِهَا۔ عورت کا احرام چہرہ میں ہے۔ اسواسطے چہرہ کھلا رکھے۔ عینی شرح کنز۔ (دیکھو فقرہ ۲۱۲)

۱- چونکہ غیر محرم سے عورت کو منہ چھپانا فرض ہے اس واسطے اس طور پر چھپائے کہ کپڑا منہ کو نہ لگے۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کسی کپڑے کو چہرے کے سامنے اس طرح لٹکائے کہ وہ منہ کو نہ لگے۔ بلکہ فاصلہ سے رہے کیونکہ اس طرح منہ پر پردہ رکھنا ایسا ہے جیسے کجاوہ یا خیمہ وغیرہ کے سایہ میں سر کو کرلینا جس کی اجازت ہے۔ کفایہ - (دیکھو فقرہ ۳۹)

۳- تلبیہ پکار کر نہ کہے بلکہ ایسی دھیمی آواز سے کہے کہ وہ خود سنے غیر نہ سنے۔ تمام علماء کا اسی پر اجماع ہے۔ عینی شرح کنز

۴- طواف میں اضطباع و رمل نہ کرے وجہ یہ ہے کہ اس میں عورت کے ستر کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ عینی شرح کنز

۵- حجر اسود کو بوجہ ہجوم کے بوسہ نہ دے۔ اگر حجر اسود پر جگہ مل سکے تو بوسہ دے۔ ورنہ رکن یمانی کو بوسہ دے لے کہ وہ حجر اسود کے بوسہ دینے کے حکم میں ہے دلیل یہ ہے کہ عورت کو غیر مرد سے ملکر چلنا منع ہے۔ عالمگیری

۶- نماز طواف بوجہ کثرت ہجوم کے مقام ابراہیم پر نہ پڑھے مسجد حرام میں کہیں اور پڑھ لے۔

۷- میلین اخضرین کے درمیان سعی صفا و مروہ کے وقت نہ دوڑے۔ عالمگیری - شرح وقایہ

دلیل - کیونکہ اس سے عورت کے ستر کھل جانیکا اندیشہ ہے۔ عینی شرح کنز

۸۔ صفا اور مروہ پر نہ چڑھے بسبب ہجوم کے ۔ ہاں ہجوم نہ ہو تو ایسا کرے ۔ فتاوی عالمگیری

۹۔ قصر کرے احرام سے نکلنے کے واسطے ۔ کیونکہ سر منڈوانا عورت کیواسطے حرام ہے ۔ عالمگیری ۔ ہدایہ

دلیل ۔ حدیث میں آیا ہے اِنَّمَا عَلَی النِّسَاءِ التَّقْصِیْرُ ۔ رواہ ابوداؤد ۔ دوم عورت کے واسطے سر منڈوانا مثلہ ہے یعنی مرد سے مشابہت کرنی ہے ۔ جیسا کہ ڈاڑھی منڈوانا عورت سے مشابہت کرنی ہے ۔ ہدایہ

باب ۱۴ فصل سوم معذور کا حج باب ۱۴

ہم فقرہ ۵ کے مسئلہ ۱۰ و ۵ میں ذکر کر آئے ہیں کہ فالج العقل اور بیمار آدمی پر حج معاف ہے ۔ مسائل ذیل اس شخص کے متعلق ہیں جو موقعہ حج پر موجود ہو اور بیمار یا بیہوش ہو جائے ۔ چنانچہ ایسا شخص بذریعہ نائب اکثر افعال حج ادا کر سکتا ہے ۔ حج کا جو سب سے بڑا رکن ہے یعنی وقوف عرفات اس میں اس شخص کی موجودگی ضرور ہے ۔ یعنی اس شخص کو میدان وقوف میں لیجا کر لٹا دیں اور اگر وہ احرام باندھے ہوئے ہے تب اس کا ساتھی اس کی طرف سے لبیک کہے ۔ اور اگر احرام نہیں باندھا تھا تب اس کا ساتھی اس کی طرف سے احرام باندھے اور لبیک کہے تو اسکا حج صحیح ہے ۔ دوسرا رکن حج کا طواف زیارت ہے تو اس کے واسطے اسکو کندھے پر اٹھا کر یا پیٹھ پر ڈال کر طواف کرا دیں اور باقی افعال حج اس کی طرف سے نائب کر لے ۔

۱۴۲ ۔ معذور کے افعال حج نائب کر سکتا ہے ۔

۱۔ اگر کوئی شخص بیہوش ہو جائے اور اسکا ساتھی اسکی طرف سے احرام باندھے تو اسکے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۳۴ ۔

۲۔ اگر افعال حج کے ادا کرنیکے وقت تک کوئی بیہوش ہو تو فقہا کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ اس بیہوش کو افعال حج کرائے جاویں اور دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اسکی طرف سے اسکا ساتھی افعال حج ادا کرے ۔ فتاوی عالمگیری

ا ۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مبسوط میں دوسرے قول کو اصح کہا ہے ۔ ب ۔ اگر کسی ایسے شخص نے جو اسکے رفقا سے نہیں ہے اس کی طرف سے احرام باندھا اور طواف کیا اور رمی کی تو بعض فقہا نے کہا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک جائز ہے ۔ عالمگیری

۳۔ اگر کسی بیمار میں رمی کرنیکی طاقت نہیں تو کنکریاں اسکے ہاتھ پر رکھدینی چاہئیں تو یا تو وہ خود پھینکے یا جب تک وہ حکم کرے وہ پھینکی جاویں ۔

۱۴۳ ۔ معذور کا وقوف عرفات

۱۔ جو شخص عرفات پر ایسی حالت میں گذرا کہ وہ سوتا تھا یا بیہوش تھا اور اس کی طرف سے اسکے ساتھی نے احرام باندھا اور لبیک کہی تو اس کا حج صحیح ہے ۔ شرح وقایہ (دیکھو فقرہ ۔ ۶ ۔ ۷ ۔ مسئلہ ۹ ۔)

۴- اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد بیہوش ہو گیا اور ساتھی نے اسکی طرف سے حج کے ارکان ادا کئے مگر اس شخص کو وقوف کرایا اور بعد میں اسکو ہوش آیا تو حج اس کا صحیح ہے۔ از عالمگیری

تشریح:- غرض معذور موقف میں بیٹا یا بیٹھا یا کسی طرح بھی موجود ہونا چاہئے گویا یہ رکن معذور خود ادا کرے اور باقی اسکا ساتھی ادا کرے

۱۴۴- معذور کا طواف

۱- اگر کسی بیہوش کو طواف کرایا اور طواف کے بعد اسکو افاقہ ہوا یا دوران طواف میں اس کو افاقہ ہوا اور باقی طواف اس نے پورا کیا تو اس کا طواف صحیح ہے۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۲- اگر کسی معذور کو ساتھیوں نے طواف کرایا جبکہ وہ سوتا تھا تو اگر اسکی اجازت سے کرایا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ عالمگیری

۱- ہاں اگر وہ اجازت دے چکا تھا کہ مجھکو طواف کرا دینا اور پھر سو گیا تھا تب بھی جائز ہے۔ یا اگر اسکو اٹھا کر لے چلے یا مطاف پر لے گئے پھر وہ سو گیا پھر اسکو طواف کرایا تو جائز ہے[۱۵] فتاویٰ عالمگیری

۳- اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرایا تو اٹھانیوالوں کا اور اس شخص کا سب کا طواف صحیح ہوگا۔ اور اگر طواف کرانے کی اجرت مقرر ہوئی تھی تو وہ اجرت بھی لیں گے اور طواف بھی ان کا صحیح ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

۱- اٹھانے والوں نے اپنے واسطے طواف کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو یا صرف اسی شخص کی طرف سے نیت کی ہو انکا طواف صحیح ہے[۱۶] عالمگیری

۴- اگر کسی کو اٹھا کر طواف کرایا اور اٹھانیوالوں کا طواف عمرہ کا ہوا اور اس شخص کا طواف حج کا ہو یا برعکس تو یہ طواف صحیح ہوں گے۔ شرح طحاوی۔ یعنی اگر معذور کا طواف حج کا ہو اور طواف کرانیوالوں کا عمرہ کا ہو تو معذور کا حج کا اور انکا عمرہ کا ادا ہوگا

۱- اگر اٹھانے والا بلا احرام ہے تو اس شخص کا طواف جس یا کے واسطے ہے صحیح ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

۵- اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے واسطے اجرت پر کچھ آدمی لاؤ جو مجھکو طواف کرائیں اور پھر وہ سو گیا اگر ساتھی نے فوراً تعمیل کی تب طواف درست ہے ورنہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح:- اگر وہ شخص یہ کہکر سو گیا اور تعمیل فوراً نہ کی گئی بلکہ ساتھی کسی کام میں لگ گیا اور وہ اجرت پر کئی آدمی لایا جنہوں نے سوتے کو طواف کرایا تو حسن کے نزدیک اس صورت میں جائز نہیں۔ کیونکہ وہ شخص سو گیا اور اسکو حکم کئے ہوئے دیر ہو گئی تھی۔ ہاں اگر فوراً تعمیل حکم کی جاتی تو طواف جائز تھا لیکن جن لوگوں نے طواف کرایا ان کی اجرت ضرور دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

---

[۱۵] کیونکہ ضمناً اس میں اجازت پائی جاتی ہے [۱۶] صرف اسی صورت میں طواف بغیر نیت صحیح ہے کیونکہ طواف کرنیوالیکو اٹھا کر طواف کرا رہے ہیں (فقرہ ۶۷-۹)

باب ۴ فصل چہارم — بچوں کا حج باب ۴

نابالغ لڑکے لڑکیوں اور شیرخوار بچوں پر حج فرض نہیں ہے جیسا کہ ہم فقرہ ۔ ۹ میں بیان کر آئے ہیں۔ مگر اکثر لوگ جو مع اہل و عیال حج کو جاتے ہیں وہ چھوٹے بچوں کو بھی حج کراتے ہیں۔ تو ہم ذیل میں یہ بتائیں گے کہ ایسے بچوں کو کس طریق پر حج کرایا جاسکتا ہے۔ علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ لڑکا یا بچہ اگر حج کرے تو حج ہوگا یا نہیں۔ مگر فیصلہ یہی کیا گیا ہے کہ حج نفلی واقع ہوگا۔ دیکھو فقرہ ۔ ۷ شق ۵۔

۱۳۵ - بچہ کو احرام باندھیں یا اُس کی طرف سے کوئی باندھے

۱- چاہے لڑکے یا بچے کو احرام باندھیں یا اُس کی طرف سے کوئی اور باندھ دے دونوں طرح درست ہے۔ فتاوی عالمگیری

۱- اگر بچے کی طرف سے احرام باندھے تو چاہئے کہ بچے کے سلے کپڑے اتار کر سلا لباس پہنا دے اور آپ جو احرام باندھے تو اپنے احرام کے ساتھ اس کے احرام کی بھی نیت کرے۔ اور دونوں کی تلبیہ کہے۔ عالمگیری

۲- اگر کوئی شخص معہ اہل و عیال حج کو جائے تو چھوٹے بچے کی طرف سے وہ شخص احرام باندھ لے [illegible]

۱- اگر بچے کا باپ اور بھائی ساتھ ہوں تو باپ ہی اس کی طرف سے احرام باندھے۔ فتاوی عالمگیری

۱۳۶ - افعال حج بچہ کریگا یا اُس کی طرف سے کوئی اور

۱- اگر باپ اپنے بچے کو حج کرائے تو اگر بچہ خود ارکان ادا کرنے کے قابل ہو تو کرے ورنہ باپ اُس کی طرف سے کرے۔ محیط

۱- حج کے افعال باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کر سکتا ہے مثلاً جمروں پر کنکریاں مارنی وغیرہ۔ فتاوی عالمگیری

تشریح - اگر اس نے اپنے واسطے حج کا احرام باندھا ہے اور بچے کی طرف سے بھی تو خود بھی افعال حج ادا کرے اور بچے کی طرف سے بھی ادا کرے۔

۱۳۷ جنایات و کفارات کا کون ذمہ دار ہوگا

۱- اگر بچہ یا لڑکا بعض افعال حج کے ترک کرے تو اُس کی اُس کو کوئی جزا نہیں دینی ہوگی۔ محیط سرخسی

۲- اگر باپ نے اپنے بچے کی طرف سے احرام باندھا اور اُس سے کوئی ایسا فعل صادر ہوا جو احرام میں منع ہے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ نہ اسکو نہ اُسکے ولی کو۔ فتاوی عالمگیری۔

۱- لازم ہے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے مگر پھر بھی اگر اُسنے ممنوعات میں سے کچھ کیا مثلاً اگر بچے نے حالت احرام میں شکار کیا۔ تب بھی اس پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ شرح طحاوی و فتاوی عالمگیری

۳- اگر بچہ کا حج فاسد ہوگیا تو اُس پر قضا لازم نہ ہوگی۔ فتاوی عالمگیری۔

حج کا واجب ہونا دو طریق پر ہوتا ہے یا تو انسان میں شرائط موجود ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہوتا ہے یا انسان خود اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے ۔ مثلاً نذر مان کر کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائیگا تو میں ایک حج کروں گا ۔ نذر یا شرطیہ ہوتی ہے یا بلا شرط ۔ صورت اول میں جب شرائط پوری ہوں تب نذر کا پورا کرنا واجب ہے اور صورت دوم میں یوں ہی نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا علماء حنفیہ کے نزدیک نذر کا پورا کرنا ضروری ہے جزا دینے سے اسکی تلافی نہیں ہو سکتی ۔

۱۴۸ ۔ حج کی نذر ماننے کے مختلف طریق مع احکام شرعی

حج کی نذر ماننے کے مختلف طریقے	حکم شرعی	
۱ ۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے ۲ ۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام حج ہے	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (حج یا عمرہ میں سے جونسا چاہے کرے)	عالمگیری
۳ ۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا کعبہ یا مکہ تک پیدل چلنا واجب ہے اگر اس میں یہ بھی معین کیا کہ حج یا عمرہ پیادہ چلکر کروں گا تو پیدل چلکر کرنا واجب ہے ۔ کہاں سے کہاں تک پیدل چلے ۔ (۱) جہاں سے احرام باندھے وہاں سے پیدل چلے بموجب ایک قول ۔ گھر ہی سے پیدل چلے بموجب ایک قول محیط اور فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ یہی دوسرا قول صحیح ہے (۲) حج میں طواف زیارت کے بعد اور عمرہ میں طواف و سعی کے بعد پیدل چلنا چھوڑ دے کیونکہ اسنے نذر پوری عبادت پیدل چلکر کرنے کی مانی ہے ۔ تو پوری عبادت طواف زیارت کے بعد ختم ہوتی ہے ۔ ہدایہ (۳) اگر پورے راستہ یا راستہ کا بہت سا حصہ سواری پر چلے تو ایک قربانی جزا میں دینی ہوگی اور اگر کم راستہ سواری پر چلے تو اسی تناسب سے قربانی دے ۔ ہدایہ (۴) بعض فقہا نے یہ بھی لکھا ہے کہ چاہے پیدل چلے چاہے سوار ہو کر لیکن تبیین میں لکھا ہے کہ پیدل ہی چلنا صحیح ہے ۔ (۵) اگر مسافت بعید ہو اور پیدل چلنا شاق گذرے تب سواری پر جانا خلاف نہیں ۔ ہدایہ	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے	رر

نذر	حکم	حوالہ
۴۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حرم تک یا مسجد حرام تک پیدل چلنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (نزد صاحبین)	عالمگیری
۵۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ صفا و مروہ تک پیدل چلنا واجب ہے۔	ایسی نذر صحیح نہیں	عالمگیری
۶۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا بیت اللہ کی طرف نکلنا یا بیت اللہ کو سفر کرنا یا بیت اللہ میں آنا واجب ہے۔	تو یہ نذر صحیح نہیں (نزد جمیع علماء)	عالمگیری
۷۔ اللہ تعالیٰ کی واسطے میرے ذمہ یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ یا مکہ یا حرم یا مسجد الحرام یا صفا و مروہ تک ہدی ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کچھ واجب نہیں۔	حج یا عمرہ کرنا لازم ہے (نزد صاحبین)	عالمگیری
۸۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حج فرض دوبارہ واجب ہے۔	کچھ لازم نہیں ہوگا	محیط
۹۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں دو حج واجب ہیں۔	دو حج کرنے دو سال میں واجب ہونگے	عالمگیری
۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں دس حج واجب ہیں۔	دس حج دس سال میں واجب ہونگے	عالمگیری
۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں سو حج واجب ہیں۔	سو حج سو سال میں واجب ہونگے	عالمگیری
۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال میں آدھا حج واجب ہے	ایک حج کرنا لازم ہوگا	عالمگیری
۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایسا حج ہے کہ جس میں نہ طواف زیارت کرونگا نہ وقوف عرفات	"	قاضیخاں
۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ تین حج واجب ہیں اور آئندہ ایک سال میں تین آدمیوں سے تین حج کرائے تو اگر وہ حج کا وقت آنے سے پہلے مرگیا تب تو تینوں حج جائز ہوئے۔ اور اگر حج کے وقت تک زندہ ہے تو برابر تین سال تینوں حج کرے۔ — فتاوی عالمگیری۔	تین حج اس پر لازم ہیں	عالمگیری
۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ حج ہے (یا حج واجب ہے) اگر میں اچھا ہوجاؤں (یہ مریض نے کہا) اور وہ اچھا ہوگیا۔ ا۔ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا تب بھی حج واجب ہوا کیونکہ حج تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہوتا ہے ب — اگر اچھا ہوا اور حج ادا کیا تو یہ حج فرض ادا ہوجائیگا۔ عالمگیری	تو حج کرنا اس پر لازم ہوگا	عالمگیری

۱۷۹ ا۔ قربانی کی نذر ماننے کے مختلف طریق معہ احکام شرعی

(قربانی کی نذر اکثر ذیل کے طریقہ پر مانتے ہیں)

نذر	حکم	حوالہ
ا۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک ہدی ہے۔ ا۔ اگر کسی ہدی کو معین کردیا ہے تو اس صورت میں وہی ہدی واجب ہوگی۔ — فتاوی عالمگیری۔ ب۔ اگر ہدی نذر مانی ہے تو اس کی قیمت بھی خیرات کی جاسکتی ہے — فتاوی عالمگیری۔	تو ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی	عالمگیری

۴- اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک بدنہ ہے

۴- اگر دو قسموں (یعنی اونٹ اور گائے) میں سے کسی خاص قسم کو معین کیا تو وہی بدنہ واجب ہوگا جو معین کیا ہے ورنہ اونٹ واجب ہوگا۔ ہاں اگر جزور کی نذر مانی (یعنی اگر یہ نذر مانی کہ اونٹ قربانی کرونگا۔ اور بدنہ نہ کہا) تب بھی اونٹ کی قربانی واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

تو جو بدنہ چاہے قربانی کرے	عالمگیری

فائدہ جس قسم کی ہدی نذر مانی جائے اسی قسم کی دینی چاہئے اس سے کم درجہ کی نہ کی جائے ہاں زیادہ درجہ کی دینے کا مضائقہ نہیں۔ مثلاً بدنہ نذر میں مانا ہے تو بکری کا نہیں دے سکتا۔ اور اگر بکری نذر میں مانی ہے تو بدنہ دینے کا مضائقہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری

ذبح۔ اگر ہدی مانی ہے تو بالاتفاق حرم ہی میں ذبح ہونی چاہئے۔ اور اگر جزور مانی ہیں تو بالاتفاق غیر حرم میں ذبح ہوسکتے جائز ہیں۔ اگر بدنہ مانا ہے تو اور حالیکہ حرم میں ذبح کرنیکی نیت نہ کی تھی تو اس میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک جہاں چاہے ذبح کرے۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک مکہ میں ذبح کیا جانا ضرور ہے۔ شرح مجمع البحرین (تصنیف ابن الملک) و فتاویٰ عالمگیری۔

باب ۴ فصل ششم حج کرنے سے رک جانا اور حج ہاتھ نہ لگنا

اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی بات پیش آئے کہ حج کو نہ جاسکے۔ مثلاً بیمار ہوجائے۔ یا دشمن کے خوف سے نہ جاسکے تو ایسا شخص محصر ہے۔ اور اگر حج کو گیا اور کوئی ایسی بات پیش آئی کہ عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کرسکا تو ایسا شخص فائت الحج ہے۔ یعنی اُسکا حج فوت ہوگیا + محصر گھر بیٹھے ہی احرام اتار سکتا ہے مگر اسطرح کہ ایک ہدی قربانی کے واسطے کہ شریف بھیجے اور اُسکے ذبح کا وقت مقرر کرے جب وہ وقت گذرجائے تو احرام اتارے + محصر کو سال آیندہ میں اس حج کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا پڑتا ہے مگر فائت الحج کو صرف ایک ہی حج کی قضا دینی پڑتی ہے۔ گو اصل پوچھو تو اُسکے ذمہ بھی وہی ایک حج اور ایک عمرہ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ احرام کھولنے کے واسطے تو اُسکو عمرہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور حج سال آیندہ میں

(دیکھو فقرہ ۸۰ و ۴۰)

۱۵۰- احصار و محصر کے معنے و مطلب

۱- احصار کے معنے روک لینا۔ محصر کے معنے روکا گیا (ص کے زبر سے)

۲- محصر وہ شخص ہے جس نے احرام باندہا۔ اور پھر جس کام کے واسطے احرام باندہا تھا اس کے ادا کرنے سے روکا گیا خواہ وہ رکنا دشمن کے خوف یا مرض کے غلبہ یا عضو کے ٹوٹ جانے یا زخمی ہوجانے کی وجہ سے ہو یا اور کوئی ایسی وجہ ہو جو اس چیز کے پورا کرنے سے جسکا احرام باندہا ہے حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو۔ (نزد امام اعظمؒ - عالمگیری)

۱- اگر کسی نے وقوف عرفات کیا اسکے بعد احصار واقع ہوا تو وہ محصر نہیں ہے۔ ہدایہ

وجہ یہ کہ حج کا سب سے بڑا رکن پورا کرچکا ہے اور اب احصار کی وجہ سے اس کا حج فوت نہیں ہوگا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہ احرام نہیں اتار سکتا جبتک کہ طواف زیارت نہ کرلے۔ اگر طواف زیارت و وقوف مزدلفہ و رمی جمار وغیرہ نہ کرسکا یہانتک کہ ایام تشریق گذر گئے تو اس کے ذمہ چار قربانیاں ہوجائیں گی۔ عینی شرح کنز و ہدایہ

۲- اگر کوئی شخص وقوف عرفات پر قادر ہو تو وہ محصر نہیں ہے اور اگر اسکے بعد طواف پر قادر نہیں ہے تو حج اس کا ہوگیا۔ چاہئے کہ قربانی طواف کے بدلے ذبح کرے اور احرام سے باہر ہوجائے۔ ہدایہ

۲- اگر کوئی شخص وقوف عرفات نہ کر سکا مگر اسکے بعد طواف زیارت کیا تو وہ محصر نہیں ہے بلکہ وہ فائت الحج ہے اسکو چاہیے کہ ایک طواف اور کرکے احرام کھولے اور طواف زیارت کے بدلے قربانی کرے۔ اور اس حج کو سال آئندہ میں کرے۔ کفایہ

۳- اگر مکہ شریف میں کوئی امر مانع ہوا کہ وقوف عرفات اور طواف زیارت[1] نہ کر سکا تو وہ بھی محصر ہے کیونکہ وہ بھی کل حج کرنے سے معذور ہے گویا یہ ایسے شخص کے مانند ہے جو زمین حل میں محصر ہو جائے۔ ہدایہ کفایہ۔

بعضوں کے نزدیک اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کی رائے میں اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ محرم حرم کے اندر محصر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ اگر دشمن مکہ میں غالب ہو اور خانہ کعبہ تک بھی نہ جانے دے تو اس صورت میں وہ شخص محصر ہو سکتا ہے لیکن یہ اختلاف رائے صحیح نہیں ہے صحیح وہی ہے جو پہلے لکھا گیا۔ ہدایہ کفایہ

۴- اگر عورت نے احرام باندھا اور اسکے بعد اس کا خاوند یا محرم مر گیا تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۵- باب ...)

۱- اگر محرم راستہ میں مر گیا اور مکہ شریف وہاں سے تین دن یا اس سے زیادہ کے فاصلہ پر ہے تو وہ محصر ہے۔

۵- اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر خاوند نے حج کرنے سے روک دیا (یا بلا اجازت خاوند باندھا تھا) تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری

۶- اگر عورت نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر خاوند یا محرم ساتھ جانیکو نہ مل سکے تو وہ محصر ہے۔ عالمگیری

۷- غلام یا لونڈی اگر احرام باندھیں تو آقا احرام کھلوا سکتا ہے (ظاہر ہے کہ یہ احرام نفلی حج کا ہو گا)۔ عالمگیری

۸- اگر کسی نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کرنے سے رُک گیا تو وہ علماء حنفیہ کے نزدیک محصر ہے لیکن امام مالکؒ وامام شافعیؒ کے نزدیک عمرہ میں احصار نہیں ہے۔ عینی شرح کنز، کفایہ

دلیل- (ح) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر اصحاب مقام حدیبیہ میں محصر ہو گئے تھے حالانکہ سب کے سب معتمر تھے۔ لہذا عمرہ میں احصار ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسے حج کا احرام اتارنا ضرور ہوا اسواسطے ضرور ہوتا ہے کہ وہ احرام کی تکلیف سے آزاد ہو جائے اسیطرح عمرہ سے رُک جانے والے کے واسطے عمرہ کا احرام اتارنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ لہذا عمرہ سے رُک جانیوالا بھی محصر ہوا۔ امام مالکؒ وامام شافعیؒ کی یہ دلیل ہے کہ عمرہ ہر وقت کیا جا سکتا ہے اس کا کوئی خاص وقت معین نہیں ہے اور حج کا ایک خاص وقت معین ہے کہ احصار کی صورت میں وہ وقت گذر جائے تو پھر نہیں مل سکتا۔ اور عمرہ کے متعلق یہ بات نہیں ہے۔ عینی شرح کنز۔ کفایہ

۳- دشمن یا بیماری کی وجہ سے نزد امام اعظمؒ اور صرف دشمن کی وجہ سے نزد امام شافعیؒ محرم حج کرنے سے باز رہ سکتا ہے۔ ہدایہ

دلیل- (امام شافعیؒ) ہی فائدہ کعبہ میں پہنچکر احرام اتارنا صرف اسی شخص کے واسطے مشروع ہے جو دشمن کی وجہ سے رُکا ہو کیونکہ اسکو دشمن سے نجات نہیں مل سکتی جبتک کہ احرام نہ اتارے (وجہ یہ کہ دشمن تو اس کے حج کرنے کے مانع ہے) لہذا اگر بیماری سے رُکا اور احرام اتار دیا تو اس طرح بیماری سے نجات تو نہیں ملیگی۔ تو معلوم ہوا کہ بیماری کی وجہ سے احصار درست نہیں ہے۔ امام اعظمؒ کی یہ دلیل ہے کہ احصار کا لفظ جو کلام مجید میں آیا ہے اس کا اطلاق بیماری سے رُک جانے پر بھی اہل لغت کے نزدیک درست ہے۔ بلکہ احصار بیماری سے رُک جانے ہی کے واسطے آتا ہے اور حصر دشمن سے رُک جانے کے واسطے۔ اگر علماء شافعی کے قول کو تسلیم ہی کر لیا جائے تو اسکے یہ معنے ہیں کہ اگر کوئی شخص احرام باندھ کر بیمار ہو جائے تو وہ مدت تک احرام ہی باندھے رہے اور یہ بڑی دقت ہے لہذا اس دقت کے رفع کرنے کو لازم ہوا کہ احرام اتار دے۔ ہدایہ

۱- شرح آثار میں امام طحاوی نے جو علقمہ سے روایت کی ہے وہ علماء حنفیہ کے واسطے دلیل ہے کہ عمرہ میں بھی احصار ہوتا ہے اور علاوہ دشمن سے رکے جانیکے اور وجہ سے بھی احصار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسطرح آیا ہے۔ قَالَ لُدِغَ صَاحِبٌ لَنَا وَهُوَ مُحْرِمٌ لِعُمْرَةٍ۔ فَذَكَرْنَاهُ لِابْنِ مَسْعُودٍ۔ فَقَالَ يَبْعَثُ الْهَدْيَ وَيُوَاعِدُ أَصْحَابَهُ مَوْعِدًا۔ فَإِذَا نُحِرَ عَنْهُ حَلَّ۔ وَبِهِ إِلَى جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ

[1] اگر ان دونوں میں سے ایک سے رُکا تو احصار ثابت نہیں ہو گا۔ شرح وقایہ

يَزِيدَ - قَالَ عَبْدُ اللهِ - ثُمَّ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ بَعْدَ ذَالِكَ - مطلب یہ ہے کہ علقمہ نے کہا کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹا اور وہ عمرہ کا محرم تہا - تو ہم نے اسکا ذکر ابن مسعود سے کیا - وہ بولے کہ اس شخص کو چاہیے کہ ایک ہدی بہیجدے اور لیجانے والوں سے اسکے ذبح کا وقت مقرر کرلے - اور جب ہدی ذبح ہوجائے تو یہ احرام کہولدے اور اسکے بدلہ پہر عمرہ کرے

۴- محرم اگر بیمار ہوجائے (کہ چل نہ سکے یا چلنا نقصان دے) یا دشمن کا خوف ہو (دشمن مسلمان ہو یا کافر یا درندہ) یا (عورت کا) خاوند یا محرم راستہ میں فوت ہوجائے - یا راستہ میں خرچ جاتا رہے - یا کرایہ کا جانور ہلاک ہوجائے (اور پیدل نہ چل سکے) تو وہ شخص محصر ہے - عینی شرح کنز - عالمگیری

۱۵۱ محصر احرام کس طرح کہولے

۱- احرام سے اس طرح باہر ہو کہ ایک ہدی کا جانور مثلاً بکری کسی شخص کے ہاتھ بہیجدے کہ حرم میں ذبح کرے یا قیمت بہیجدے کہ وہاں ہدی خرید کر ذبح کیجائے - ذبح کا وقت اور دن مقرر کرے - اس کے بعد گہر بیٹھے ہی احرام اتار دے - حلق یا قصر کی ضرورت نہیں (مسند امام اعظم) - لیکن امام شافعی کے نزدیک ایک قربانی اس مقام پر جہاں احصار واقع ہوا ہے ذبح کردینی کافی ہے پہر احرام کہولدے - ہدایہ - کفایہ

دلیل - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں محصر ہوگئے تھے تو آپ نے حلق کیا تھا اور اصحاب کو بھی کرایا تھا - (دیکھو فقرہ ۱۹۰) طرفین کی یہ دلیل ہے کہ حلق یا قصر صرف اسی وقت عبادت گنی جاتی ہے جبکہ افعال حج کی ترتیب میں ہو - اور بغیر حج ادا کئے ان کو عبادت نہیں شمار کرسکتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نے جو حلق کیا تھا وہ اس وجہ سے کیا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بس اب سب کے واپس جانیکا عزم بالجزم ہوگیا ہے - ہدایہ کفایہ

ا- اگر کسی نے یہ بھی شرط کرلی تھی کہ قربانی ذبح کرنے کے واسطے نہیں بہیجیگا تب بھی قربانی بہیجنی ہوگی - فتاویٰ عالمگیری

ب- قربانی ذبح ہونے سے پہلے اگر کوئی ایسا فعل کیا جو احرام کی حالت میں منع ہے تو جزا لازم ہوگی - فتاویٰ عالمگیری

ج- اگر قربانی ذبح کرنے کے وعدے کے دن اس گمان پر احرام سے باہر ہوگیا کہ قربانی ذبح ہوچکی ہوگی پہر معلوم ہوا کہ قربانی اس روز ذبح نہیں ہوئی تھی تو سمجھا جائیگا کہ وہ حالت احرام ہی میں تھا اور وقت سے پہلے احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے اسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اپنے وعدہ کے روز قربانی ذبح ہوگئی مگر اس نے احرام اسی دن ذبح ہونے سے کچھ پہلے کہولدیا تو بطور استحسان کے جائز ہے - عالمگیری

د- اگرچہ سر منڈانا شرط نہیں ہے تاہم سر منڈوائے تو بہتر ہے - فتاویٰ عالمگیری

س- امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہیں ہے کہ سر منڈوائے یا بال کتروائے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ضروری ہے کیونکہ سر منڈوانا اسکو نقصان نہیں دیتا - ہاں اور مناسک وہ ادا نہیں کرسکتا لیکن اگر نہ سر منڈوایا اور نہ بال کتروائے تب بھی کچھ جزا دینی نہ ہوگی - کفایہ - عینی شرح کنز

۲- مفرد کو ایک اور قارن کو دو ہدی بہیجنی چاہیئے - ہدایہ

ا- اگر مفرد دو ہدی بہیجدے تو پہلی ہدی کی قربانی پر احرام سے باہر ہوسکتا ہے - دوسری ہدی نفلی ہے - فتاویٰ عالمگیری

ب- قارن دو قربانیوں کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا اور اگر قارن صرف ایک ہدی بہیجکر احرام حج سے باہر ہونا چاہے اور عمرہ کے واسطے ہدی نہ بہیجے تو دونوں احراموں میں سے کسی سے باہر نہیں ہوسکتا - کیونکہ شرعاً ایک ہی دفعہ دونوں احراموں سے

باہر ہونا چاہیے — ہدایہ — عینی شرح کنز۔

۳۔ ذیل کی صورتوں میں ایک یا دو قربانی بھیجنے میں اختلاف ہے — فتاوی عالمگیری

ا۔ اگر احرام میں نہ حج کی نیت کی تھی نہ عمرہ کی تو ایک ہی قربانی بھیجے — عالمگیری

ب۔ اگر احرام معین کر کے بھول گیا کہ حج کا تھا یا تمتع وغیرہ کا تو ایک ہی قربانی بھیجے — عالمگیری

ج۔ اگر دو حج یا دو عمروں کا احرام ہے تو صاحبین کے نزدیک ایک قربانی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو قربانیاں بھیجے — فتاوی عالمگیری

۱۵۲۔ ہدی بھیجنے کے بعد اگر احصار دور ہو گیا یا احصار پر احصار واقع ہو تو کیا کرے

۱۔ محصر اگر ہدی بھیج چکا اس کے بعد احصار زائل ہو جائے تو اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں (نزد امام اعظم) — ہدایہ عینی شرح کنز۔

(۱) ایسے وقت احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو نہ ہدی مل سکے گی اور نہ حج۔ تو اس کو حج کو جانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اصلی مقصد یعنی حج تو مل ہی نہیں سکتا۔ یا سہنکہ صبر کرے اور احرام اتارے — اگر حج کو چلا جائے اور عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ جس کا حج فوت ہو جاتا ہے تو وہ عمرہ ہی کر کے احرام اتارتا ہے اگر اس نے ایسا کیا تو سال آئندہ عمرہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا صرف حج کرنا پڑیگا — عینی شرح کنز — کفایہ — ہدایہ

(۲) ایسے وقت احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو ہدی اور حج دونوں مل جائیں گے۔ تو اس کو حج کو جانا ضروری ہے کیونکہ جو مانع تھا وہ تو جاتا رہا اس سے پیشتر کہ اس کا بدلہ دیا جائے — ہدی اب اس کی ملکیت ہے جو چاہے اسکو کرے کیونکہ جس بات کے واسطے بھیجی تھی وہ بات تو جاتی رہی — عینی شرح کنز — کفایہ

(۳) اگر ایسے وقت میں احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو ہدی تو مل سکتی ہے مگر حج نہیں مل سکتا تو لاچار احرام کھولے کیونکہ جو چیز اصل ہے (یعنی حج) وہ تو ہاتھ لگ ہی نہیں سکتی — ہدایہ

(۴) اگر ایسے وقت میں احصار زائل ہوا کہ اگر حج کو جائے تو حج تو مل سکتا ہے مگر ہدی نہیں مل سکتی تو استحساناً احرام کھولنا درست ہے۔ لیکن امام زفر کہتے ہیں کہ اس صورت میں اس کا احرام کھولنا جائز نہیں۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ اصل چیز تو حج ہے وہ اسکو مل سکتا ہے تو کیوں نہ جائے — ہدایہ

تشریح — حج سے احصار واقع ہونے کی صورت میں یہ چوتھی صورت صاحبین کے موافق نہیں ہے۔ کیونکہ احصار کی قربانی ان کے نزدیک یوم نحر میں کیجاتی ہے اور حج کا وقت اس سے پہلے ہو جاتا ہے یعنی وقوف عرفات۔ تو ممکن نہیں کہ حج تو مل جائے اور ہدی نہ ملے (ہاں عمرہ کی احصار کی قربانی بالاتفاق ضروری نہیں کہ یوم نحر کو ذبح کیجائے) یہ استحساناً احرام کھولنا اسواسطے درست ہے کہ اگر وہ شخص حج کرنے چلا جائے تو قربانی کا جانور یوں ہی ضائع جائیگا اور جو اس شخص کا مطلب تھا کہ ہدی ذبح کر کے احرام کھولدوں وہ بھی حاصل نہ ہوگا۔ مال کا ضائع کرنا بھی تقریباً جان کے ضائع کرنے کے برابر ہے جس طرح جان کا ضائع ہونا عذر ہوا کرتا ہے اسی طرح مال کا ضائع کرنا بھی عذر ہے۔ اور حج کو جانے کے واسطے یہ دلیل توی ہے کہ وعدہ کا پورا کرنا کہ جس کا احرام باندھ چکا ہے زیادہ ضروری ہے — انہ کفایہ

امام زفر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جب اصل مل گئی تو اس کے نائب مقام سے کیا غرض رہی لہذا حج کی طرف روانہ ہو جائے۔ اور ہدی کا کچھ خیال نہ کرے۔

۲۔ محصر کا اگر ہدی بھیجنے کے بعد ایک احصار دور ہوا اور دوسرا واقع ہوا تو اگر اتنا وقت ہے کہ اگر یہ احصار نہ ہوتا تو وہ ہدی تک پہنچ سکتا تو دوسرے احصار کی ہدی کی نیت یہاں ہی کرلے تو وہی پہلی ہدی کافی ہوگی ورنہ دوسری ہدی بھیجنی ہوگی۔ عالمگیری

تشریح - مگر یاد رہے کہ اگر دوسرے احصار کی ہدی کی نیت اس ہدی کے ذبح ہونے کے وقت سے پہلے کرلی تب تو نیت درست ورنہ نہیں - عالمگیری

۱۵۳ احصار کی ہدی کب اور کہاں ذبح کیجائے

۱- حج یا عمرہ کے احصار کی ہدی حرم میں بھیجی جائے اور وہاں ذبح ہو کیونکہ خاص دنوں میں خاص موقع پر اس ہدی کا ذبح ہونا عبادت ہے --- ہدایہ دیکھو فقرہ - ۱۶۲

۲- یہ ہدی صاحبین کے نزدیک عید ہی کے روز ذبح ہونی چاہیے اگر حج کے متعلق ہے اور اگر عمرہ کے متعلق ہے تو بالاتفاق جب چاہے کرے لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک حج کے متعلق ہدی بھی عید سے پہلے ذبح کیجا سکتی ہے - ہدایہ عینی شرح کنز

دلیل - جبکہ یہ بات ہے کہ ایک خاص وقت اور خاص جگہ ہدی کا ذبح کرنا عبادت شمار کیا جاتا ہے تو اگر اسکے خلاف کیا گیا تو عبادت کہاں رہی - اور جب عبادت نہ رہی تو حلال ہونا اس کی وجہ سے کس طرح درست ہوگا - اس امر پر خدا تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے :-
وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ - اور ہدی کے متعلق کہا جا چکا کہ وہ جانور ہے - جو بنظر عبادت حرم میں ذبح کرنے کے واسطے بھیجا جائے --- ہدایہ

دلیل (امام شافعیؒ) - احصار کی ہدی کے واسطے استثنائی صورت ہے اور اس کا حرم میں ذبح کیا جانا ضروری نہیں کیونکہ شرع نے اس ہدی کے واسطے خاص طور پر اجازت دی ہے تاکہ دقت رفع ہو اور اگر حرم میں ذبح کیا جانا مخصوص کردیں تو پھر دقت آن پڑتی ہے - علماء حنفیہ کا یہ جواب ہے کہ وقت ہی رفع کرنے کو تو ایسا کیا جاتا ہے - اور یہ کیا کچھ کم دقت رفع ہو جاتی ہے کہ احرام گھر بیٹھے اتار لیا اور ہدی بھیجدی - اس قدر رفع دقت کافی ہے - ہدایہ

دلیل ۳ - احصار حج کی ہدی ایسی ہے جیسے قران و تمتع کی اور ان دونوں کی ہدی روز عید سے پہلے ذبح کرنی جائز نہیں اور نیز اس ہدی کا ذبح کرنا ایسا ہے جیسے حلق یا قصر کرنا کہ اس سے احرام اتارا جاتا ہے اور حلق تو عید سے پہلے جائز ہی نہیں لہذا احصار کی ہدی بھی قربانی کرنی عید سے پہلے درست نہیں --- ہدایہ دیکھو فقرہ - ۱۶۲ -

دلیل - امام اعظمؒ کہتے ہیں کہ یہ ہدی تو مثل کفارہ کی ہدی کے ہے یہاں تک کہ اس کا گوشت کھانا بھی محصر کو روا نہیں (دیکھو فقرہ ۱۶۷) لہذا مکان کی قید اس پر لازم آتی ہے اور زمان کی نہیں - جیسے کفارہ کے ہدی کا قاعدہ ہے بخلاف تمتع و قران کی ہدی کے کہ وہ کفارہ کی ہدی نہیں ہے اور نیز بخلاف حلق کے کیونکہ حلق سے ایک خاص وقت میں احرام سے باہر ہو سکتا ہے اور وہ وقت وقوف عرفات کے بعد ہے یعنی جبکہ حج کا جزو سب سے بڑا رکن پورا ہو جاتا ہے اور احصار کی ہدی کی صورت میں گویا بڑا رکن ادا ہی نہیں کیا جاتا گویا اس سے بہت پہلے احرام سے باہر ہو جاتا ہے لہذا اس کی اس کے ساتھ کیا تشبیہ --- ہدایہ

۱۵۴ محصر سال آئندہ میں بدلہ کیونکر دے

۱- اگر حج کا احرام اتارا ہے تو اسکے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیے --- ہدایہ - شرح وقایہ

(۱- ابن عباس و ابن عمر سے اسیطرح روایت کیا گیا ہے - کہ ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہیے - وجہ یہ ہے - کہ چونکہ حج کرنے سے رک گیا تو اسکے بدلہ ایک حج کرنا تو ضرور ہوا - اور عمرہ اس وجہ سے واجب ہوا کہ جب حج کرنے سے رک گیا تو مانند فائت الحج کے ہوا (یعنی جسکا حج فوت ہو گیا) جسکو احرام اتارنے کے واسطے عمرہ کے افعال کرنے ہوتے ہیں - اب چونکہ وہ اس سال محصر ہے (یعنی خانہ کعبہ تک جا ہی نہیں سکتا کہ عمرہ کرے اور احرام کھول دے) تو اسکے ذمہ سال آئندہ میں ایک حج اور ایک عمرہ واجب ہوگا - کفایہ

ب- امام شافعیؒ کے نزدیک اگر حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ صرف ایک حج ہی کرنا ہوگا۔ کیونکہ صرف حج سے محصر ہوا ہے اور قربانی بھیجکر احرام کھولدیا ہے تو بس اس کے بدلہ اس کے ذمہ صرف حج ہی ہے اور عمرہ نہیں ہے۔ کفایہ - عینی شرح -

ج- اگر احرام اتارنے کے بعد احصار زائل ہوگیا اور حج کا وقت باقی تھا کہ حج کیا تو اب وہ جزا کا حج و عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا اس حج میں قضا کی نیت نہیں کیجائے گی۔ غایۃ السروجی (شرح ہدایہ) دیکھو فقرہ - ۱۵۲

۲- اگر عمرہ کا احرام اتارا ہے تو اُس کے بدلہ صرف ایک عمرہ ادا کرنا چاہئیے۔ ہدایہ - شرح وقایہ

۳- اگر قران کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے ادا کرنے چاہئیں۔ ہدایہ - شرح وقایہ

دلیل ا- بدلہ میں ایک حج اور دو عمرہ ادا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک حج اور ایک عمرہ تو اصلی حج اور عمرہ کے بدلہ دینا ہوگا۔ اور دوسرا عمرہ اسواسطے کہ اس سے حج اور عمرہ فوت ہوا اسکی جزا میں دینا پڑا۔ کیونکہ جب احرام باندھ چکا تو دونوں چیزیں ادا کرنی ضرور ہوگئیں ۱۰۔ ہدایہ

دلیل ۲- ہمارے خیال میں سیدھی دلیل یہ ہے کہ جب قران فوت ہوا تو عمرہ کے بدلہ تو ایک عمرہ کرنا ہوگا۔ اور حج کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ - یعنے ایسے شخص کو دو عمرہ اور ایک حج بدلہ میں دینا ہوگا۔ مصنف

ا- اگر قارن مکہ میں داخل ہوا اور اس نے طواف کیا اور وقوف عرفات سے پہلے محصر ہوگیا تو وہ حج کے بدلہ سال آئندہ میں ایک حج اور ایک عمرہ کریگا اور عمرہ کے بدلہ عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ (کیونکہ طواف کرلینے سے عمرہ کا بار اسپر سے اتر گیا) - کفایہ

ب- اگر قارن کا احصار زائل ہوجائے اور پھر قران کرے تو جزا کا عمرہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔

۴- اگر ایسا احرام اتارا ہے جسمیں نہ حج کی نیت تھی نہ عمرہ کی تو اسکے بدلہ استحساناً ایک ہی عمرہ کرنا ہوگا۔ عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۲۵)

۵- اگر ایسا احرام اتارا ہے جسکو معین تو کیا تھا کہ حج یا تمتع وغیرہ کا ہے لیکن بھول گیا تو بدلہ اسکے ایک حج اور ایک عمرہ کرنا چاہئیے۔ فتاوی عالمگیری دیکھو فقرہ - ۱۲۵

۱۵۵- حج فوت ہوجانا

۱- حج اس حالت میں فوت ہوجاتا ہے جبکہ محرم عید کی صبح تک وقوف عرفات نہ کرسکے۔ ہدایہ - کفایہ

۲- جب حج فوت ہوجائے تو لازم ہے کہ طواف خانہ کعبہ و سعی صفا و مروہ کی کرکے احرام اتارے (یعنی عمرہ کرکے احرام اتار دے) اور یہ حج سال آئندہ میں کرے اور قربانی واجب نہیں۔ ہدایہ - کفایہ

دلیل ا- بروایت ابن عمر و ابن عباس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَاتَهُ عَرَفَةُ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ فَلْيَتَحَلَّلْ بِعُمْرَةٍ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ۔ رواہ الدارقطنی

دلیل ۲- جبکہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس سے خارج ہونا بغیر حج یا عمرہ کے درست نہیں۔ چنانچہ جس صورت میں کوئی احرام باندھے اور حج یا عمرہ کی نیت نہ کرے اور نہ دل میں ہی ایسی نیت کرے۔ تو وہ بھی احرام سے باہر نہیں ہوسکتا جبتک کہ حج یا عمرہ نہ کرے۔ اور جب ان دونوں میں سے کسی کو معین نہیں کیا ہے تو عمرہ کرنا ہی پڑیگا (دیکھو فقرہ - ۱۲۵) اور اس غلطی کی وجہ سے قربانی

لہ جس سے رات تک بھی وقوف عرفات ہوسکا تو اسکا حج فوت ہوا۔ اسکو چاہئیے کہ عمرہ کرکے احرام کھولدے اور اسکے ذمہ ایک حج باقی رہیگا۔

لازم نہیں ہوگی کیونکہ حج کے فوت ہونے کی صورت میں بھی جزا عمرہ ہی ہوتی ہے جو بجائے قربانی کے ہوتی ہے۔ یہی صورت محصر کی ہے کہ اس کو بھی عمرہ ہی جزا دینی ہوگی قربانی نہیں ہوگی۔ ہدایہ۔ کفایہ

ا۔ حج فوت ہو جانے سے قربانی لازم نہیں آئے گی صرف اس حج کی قضا دینی ہوگی۔ نزد امام اعظم۔ لیکن حسن بن زیاد نے کہا ہے کہ اس شخص پر قربانی بھی ہے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا بھی کرے۔ عمر بن خطاب سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور امام شافعی کے نزدیک بھی قربانی لازم ہے۔ عینی شرح کنز

ب۔ وقوف عرفات کا وقت روز عید کی صبح تک رہتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۴۲

ج۔ جس شخص کا حج فوت ہو گیا اس پر طواف الصدر واجب نہیں ہے۔ فتاویٰ قاضی خان

د۔ چاہے حج نفل ہو یا فرض ہو یا نذر اور خواہ وہ حج اب فاسد ہوا ہو یا شروع ہی سے فاسد ہو۔ سب کے فوت ہو جانے کے متعلق ایک ہی حکم ہے۔ عالمگیری

۱۴۴۔ عمرہ فوت نہیں ہوا کرتا کیونکہ وہ تو سال میں کسی وقت بھی ادا کیا جا سکتا ہے سوا یوم عرفہ، یوم عید الضحیٰ و ایام تشریق کے۔ ہدایہ

ا۔ ایام مذکورہ میں عمرہ مکروہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے مکروہ جانا ہے اور اسی وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ یہ دن تو حج کے دن ہیں اور حج ہی کے واسطے مقرر ہیں اور ابن عباس سے مروی ہے لا تعتمر فی خمسۃ ایام۔ واعتمر قبلہا او بعدہا۔ اور مذہب ظاہر یہی ہے۔ ہدایہ

ب۔ امام ابو یوسف کے نزدیک عرفہ کے روز زوال سے پہلے پہلے اگر عمرہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ زوال کے بعد سے رکن حج کا وقت شروع ہوتا ہے۔ ہدایہ۔ کفایہ

ج۔ اگر ایام ممنوعہ میں کسی نے عمرہ کر لیا ہے تو اس کا عمرہ صحیح ہو جائیگا اور وہ شخص ان ایام میں عمرہ کا محرم ہو سکتا ہے۔ کراہت صرف اس واسطے ہے کہ یہ ایام خاص حج کے واسطے ہیں اور ایسا کرنے میں وہ شخص خالصاً حج کے واسطے تیاری نہیں کر سکتا۔ ہدایہ۔ کفایہ

۱۴۵۔ قران فوت ہو جانے کی صورت میں اوّل عمرہ کا طواف و سعی کرے پھر حج کے فوت ہو جانے کی عوض میں طواف و سعی کرے اور سر منڈوائے یا بال کتروائے۔ عالمگیری

ا۔ قران کی قربانی اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی۔ عالمگیری

ب۔ جب وہ طواف شروع کرے جس سے احرام سے باہر ہو گا تو لبیک موقوف کرے۔ بدائع

ج۔ اگر متمتع سائق الہدی تھا (یعنی قربانی ساتھ لایا تھا) تو اس قربانی کو جو چاہے کرے۔ عالمگیری

۱۴۶۔ جس احرام سے حج کا فوت کرنے والا طواف کرتا ہے (کہ احرام اتارے) وہ احرام حج کا سمجھا جائیگا یا عمرہ کا۔ امام محمدؒ و امام اعظمؒ کے نزدیک وہ حج ہی کا احرام ہے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حج فوت ہو جانے سے وہ احرام عمرہ کا شمار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

اس اختلاف رائے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر اس شخص نے دوسرے حج کا احرام باندھا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے کہ اس دوسرے احرام کو توڑ دے لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک احرام باقی رکھے۔ فتاویٰ عالمگیری دیکھو فقرہ ۱۹۱

لے یعنی ان دنوں میں عمرہ مکروہ اور ان کے پہلے یا پیچھے کر دے یہ پانچ دن بھی ذکر کئے جا چکے)

باب ۴

فصل ہفتم - ہدی یعنی قربانی کے جانور

ہدی اس حلال جانور کو کہتے ہیں جسکو حرم میں بطور ہدیہ بغرض ذبح لیجائیں۔ اونٹ کی ہدی کو بدنہ کہتے ہیں۔ کوئی ہدی جبتک صراحتاً ہدی نہ مقرر کیجائے ہدی نہیں کہلائیگی۔ چنانچہ یا تو نیت کر لیجاتی ہے کہ یہ جانور ہدی مقرر کر دیا گیا یا مکہ کی طرف ہانک کر اس خیال سے لیجایا جاتا ہے۔ ہدی ایک ہدیہ ہے جو بارگاہ عزوجل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسی واسطے اُس کا ادب لازم ہوتا ہے نہ اسپر سواری کیجاتی ہے نہ اس کا دودھ یا کوئی اور چیز کام میں لائی جاتی ہے یہاں تک کہ قربانی کے بعد اس کی نکیل اور جھول بھی خیرات کر دینی پڑتی ہے ہدی کو حرم تک پیچھے سے ہانکتے ہوئے لیجاتے ہیں اور اس فعل کو سوق ہدی کہتے ہیں اور اگر آگے سے کھینچتے ہوئے لیجلیں تو قود ہدی کہلاتا ہے۔ بعض لوگ اس امر کے اظہار کے واسطے کہ یہ جانور ہدی ہے اس کے گلے میں پٹہ ڈالدیتے ہیں۔ اور بعض نال لٹکا دیتے ہیں اور بعضے درخت کی ٹہنی یا جوتی اس کے گلے میں لٹکا دیتے ہیں مگر بعض جو جھول اُڑھاتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ اور بعض اشعار کرتے ہیں یعنی اونٹ کے بائیں طرف کے کوہان میں برچھی مار کر شگاف کر دیتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا ہے۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔ لوگ یہ کہیں گے کہ امام اعظمؒ کس واسطے اس فعل کو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مکروہ بتاتے ہیں حالانکہ آپ کا یہ مقولہ تھا۔ ما صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو من ھیبتنا (جو امر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے وہ ہمارا مذہب ہے) بات یہ ہے کہ مصلحتاً اشعار کیا جاتا تھا جس کا ذکر ہم نے سطور آئندہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد کچھ تو اس لحاظ سے کہ لوگ اس میں مبالغہ کرنے لگے یعنی ایسا شگاف ڈالنے لگے کہ جانور کو تکلیف پہنچنے لگی اور وہ زخم بے شا بہ ہونے لگا۔ اور کچھ اس لحاظ سے کہ مسنون طریق پر وہ شگاف کر ہی نہ سکتے تھے۔ بمقابلہ تقلید کے مکروہ سمجھا گیا۔ اگر کوئی حنفی المذہب اُن ہی پابندیوں کے ساتھ باتباع فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اشعار کرے تو ہمارے خیال میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر ہدی راستہ میں جاتے ہوئے مرجائے تو اس کی بدلہ اگر واجب ہدی ہے یعنی تمتع یا قران کی ہے تو اور دینی پڑیگی۔ تمام ہدایا کی قربانی کیواسطے حرم مقرر ہے جیسا کہ ہے۔ و محلہا ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ

۱۵۶- ہدی اور بدنہ اور دم کے معنی و مطلب

۱- ھدی- وہ حلال جانور ہے جس کو بطور ہدیہ حرم کو لیجاتے ہیں- عالمگیری- یا وہ جانور جو حرم میں ذبح کی غرض سے بطور عبادت لیجایا جائے- ہدایہ (ہدی۔ د کے زبر سے اور زیر سے دونوں طرح درست ہے۔ اس کے معنی چوپایہ جانور کے ہیں جو مکہ میں قربانی کی غرض سے لیجایا جائے۔ منتخب)

ا- ہدی وہ جانور ہے جسکو بطور ہدیہ حرم میں لیجاتے ہیں۔ چاہے وہ بھیڑ ہو یا بکری یا گائے یا اونٹ- م

ب- جانور جب ہی ہدی کہلائیگا جب بطور دلالت یا صراحتاً مقرر کیا جائے- بحرالرائق- لمتنی بھم- دلالت یا تو نیت کر لینے سے ہوتی ہے کہ میں نے اس جانور کو ہدی مقرر کیا) یا مکہ کی طرف جانور کو ہانک کر لیجائے- فتاوی عالمگیری- دیکھو فقرہ ۳۳ سطر ۱۳- (م)

۲- بدنہ- امام اعظمؒ کے نزدیک اونٹ یا گائے کو کہتے ہیں لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک صرف اونٹ ہی کو کہتے ہیں- ہدایہ-

دلیل- امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جمعہ کے روز اول وقت مسجد میں آئے تو وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اسکے بعد آئے تو وہ ایسا ہے کہ جس نے گائے کی قربانی کی۔ تو اس حدیث سے پتہ لگا کہ بدنہ اونٹ ہی کے واسطے بولا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں گائے کا لفظ آیا۔ لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ بدنہ لغت میں اونٹ اور گائے دونوں کو کہتے ہیں

لہذا ایک گائے بھی سات آدمیوں کیلئے ہو سکتی ہے۔ ہاں حدیث مذکورہ میں بدنہ کے معنی خاص اونٹ ہی کے ہیں جیسا کہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے بدنہ

ا۔ یہ جانور یا تو صراحتاً ہدی مقرر کئے جاتے ہیں یا دلالتاً اور دلالت اس طرح ہوتی ہے کہ نیت کرے کہ یہ جانور میں نے ہدی مقرر کیا یا مکہ کی طرف ہانک کر لیجانے سے کہ چاہئے نیت نہ کی ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۳۳ مسئلہ ۳ (۲)

۳-۷۵م - اس جانور کو کہتے ہیں جو جنایت کی جزا میں دیا جائے۔

۱۵۷ - ہدی کے کونسے جانور ہیں اور ان میں کونسا افضل ہے اور ایک جانور میں کے آدمی شریک ہو سکتے ہیں

۱- ہدی تین ہیں:- ۱- اونٹ۔ ۲- گائے و بیل۔ ۳- بھیڑ و بکری۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

۲- سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے و بیل اور پھر بھیڑ و بکری۔ فتح القدیر

ا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ادناہ شاۃ یعنی سب سے کم درجہ کی ہدی بکری ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس سے اعلیٰ درجہ کی ہدی بھی ہے اور وہ گائے اور اونٹ ہے۔ کیونکہ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو حرم میں ذبح کے واسطے بطریق عبادت بھیجا یا جائے۔ اور یہ بات ان تینوں مذکورہ جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ روایت کی شافعی نے عطاء سے کہا انہوں نے کہ ادنیٰ درجہ کی قربانی حج میں بکری ہے اور ایسا ہی ابن عباس کی روایت میں ہے۔ جو صحیح بخاری میں ہے۔

ج۔ جس جنایت کی جزا میں قربانی لازم ہوتی ہے وہاں بکری کی قربانی دینی جائز ہے۔ مگر دو موقعوں میں جبکہ طواف زیارت حالت جنابت میں کرے یا وقوف عرفات کے بعد جماع کرے۔ ہدایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۶۸، قاعدہ ۲۰، و فقرہ ۱۸۲ و ۱۸۶۔

۳- بھیڑ اور بکری میں شرکت نہیں ہوتی اور گائے و بیل و اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ ہدایہ

۴- ہدی کے واسطے وہی جانور منتخب کئے جا سکتے ہیں (یعنی ان مذکورہ بالا قسم کے جانوروں میں سے) جن کی اضحیہ درست ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ ہدی کا ذبح کرنا ایک عبادت ہے جس کا تعلق اضحیہ کی طرح جانور کا خون کرنے سے ہے۔ لہذا وہی صفات ہدی میں بھی ہونی چاہئے جو اضحیہ میں ہوں۔ ہدایہ ا۔ جانور فربہ ہونا چاہئے۔ اور کانڑا یا لنگڑا و دبلا۔ کان کٹا ہوا۔ سینگ ٹوٹا۔ دم کٹا نہ ہو۔

۱۵۸ - ہدی پر نہ سواری کرنی چاہئے نہ اسکی کوئی چیز کام میں لانی چاہئے

۱- ہدی پر سواری نہ کرنی چاہئے۔ الا ضرورت کے وقت۔ شرح وقایہ

ا۔ اگر اونٹ ہدی ہو تو اسپر ضرورت پڑے پر سوار ہو سکتا ہے جائز ہے۔ لیکن بے ضرورت سوار نہ ہونا چاہئے۔ ہدایہ

ب۔ اگر اسپر سواری کی اور اس کی وجہ سے اسے کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کی مقدار کے موافق صدقہ دینا چاہئے اور یہ صدقہ فقراء کو دیا جائے نہ امراء کو۔ فتاویٰ عالمگیری

ج۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ ہانکے لئے جاتا تھا ہدی کو تو آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جا اسپر تو اس نے کہا کہ یہ بدنہ ہے سو آپ نے کہا کہ سوار ہو جا اسپر تو دیکھا میں نے کہ وہ اسپر سوار تھا۔ رواہ البخاری۔ و مسلم۔

۲- ہدی پر بوجھ نہ لادنا چاہئے۔ الا ضرورتاً۔ محیط سرخسی (کیونکہ یہ امر تعظیم کے خلاف ہے)

ا۔ اگر ضرورت کی وجہ سے اسپر بوجھ لدوایا اور اس وجہ سے جانور کو کچھ نقصان پہنچا تو اس نقصان کی جزا صدقہ دینا چاہئے۔ اور یہ صدقہ فقراء کو دینا چاہئے نہ امراء کو۔ عالمگیری

۳- ہدی کا دودھ نہ نکالنا چاہیئے۔ اگر نکالے تو اُسکو خیرات کر دینا چاہیئے۔ ہدایہ۔

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ دودھ بھی اس جانور کا ایک جزو ہے۔ لہذا وہ بھی ہدی میں شامل ہے۔ ہدایہ

ا- بہتر ہے کہ دودھ کا اُترنا موقوف کرنے کے واسطے تھنوں پر سرد پانی چھڑکیں مگر یہ جب کریں جب ذبح کا موقع قریب ہو۔ اور اگر ذبح کا موقع دور ہے اور دودھ نکلنے سے جانور کو نقصان ہو تو دودھ نکال لینا چاہیئے اور اُس کو خیرات کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ دودھ تھنوں میں جمع ہو جانے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری۔ ب- اگر اپنے کام میں اس دودھ کو لے آئے یا کسی امیر کو دیدے تو اس کی قیمت خیرات کر دے یا اتنا دودھ اسی قیمت کا خیرات کر دے کیونکہ اس دودھ کی قیمت کی ادائیگی اسپر واجب ہے۔ ہدایہ۔

۴- ہدی کے اگر بچہ پیدا ہو تو اس کو خیرات کر دے یا ساتھ ہی ذبح کر دے یا بیچکر اُس کی قیمت خیرات کرے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا- اگر بچہ اس کے ہاتھ سے مر جائے تو اس کی قیمت خیرات کرنی ہوگی۔ یا اگر اس بچہ کی عوض میں کوئی ہدی خرید لی تو بہتر ہے۔ عالمگیری

۱۵۹- سوق یا قود ہدی یا تقلید بدنہ یا تجلیل یا اشعار بغرض اظہار نیت احرام

(دیکھو فقرہ ۳۲۔ ۳ (۲))

اگر کوئی ہدی کو جھول اُڑھائے یا اشعار کرے یا بکری کے گلے میں پٹہ ڈالے تو محرم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جھول اُڑھانا سردی یا گرمی یا مکھیوں کے رفع کرنے کو ہوتا ہے اور حج کے متعلق اس طریق پر کوئی خاص بات نہیں بیجاتی۔ اور اشعار کرنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک اگرچہ اشعار اچھا ہے لیکن کبھی اشعار معالجہ کے واسطے بھی کیا جاتا ہے بخلاف پٹہ ڈالنے کے کہ وہ ہدی کے واسطے خاص ہے اور بکری کے پٹہ ڈالنا نہ طریقہ کے موافق ہے اور نہ سنت۔ ہدایہ۔

ا- اگر متمتع قربانی کو ہانکنا چاہے اور یہ افضل ہے تو احرام باندھے اور اپنی ہدی کو چلائے اور سوق ہدی افضل ہے قود ہدی سے وقایہ

ا- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ذوالحلیفہ میں احرام باندھا تو ہدایا آپکے آگے آگے ہانکے جاتے تھے۔ فقرہ ۳۲۔ ۳ (۲) میں ذکر کیا گیا ہے کہ سوق ہدی وقود ہدی کیا ہے۔ تمتع یا قران کے ساتھ ہدی کا اس واسطے ذکر کیا گیا کہ ان کو ہدی لیجانی واجب ہے۔ اور صرف حج کرنے والے کے واسطے اختیاری۔

۲- اونٹ کے گلے میں قلادہ باندھنا افضل ہے بہ نسبت اُسکو جھول اُڑھانے کے۔ ہدایہ۔ شرح وقایہ

ا- اگر ہدی اونٹ[۱] ہے تو اس کے گلے میں توشہ دان یا نعل یا چمڑہ کا ٹکڑا یا درخت کی چھال لٹکا دیتے ہیں۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری

ب- تقلید سے مطلب اونٹ یا گائے کے گلے میں پٹہ ڈالنا یا توشہ دان یا جوتی لٹکانا۔ اور تجلیل جھول ڈالنے کو کہتے ہیں۔ اور تقلید افضل ہے تجلیل سے کیونکہ تقلید کا ذکر حدیث شریف میں بھی آیا ہے اور قرآن شریف میں آیا ہے وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ۔

ج- بکری کے گلے میں پٹہ نہ ڈالنا چاہیئے ایک تو طریقہ کے خلاف ہے دوسرے مسنون بھی نہیں ہے (نزد علماء حنفیہ) ہدایہ۔ عالمگیری

د- دم جنایت اور دم احصار کے گلے میں بھی پٹہ ڈالنا مسنون نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو مضائقہ بھی نہیں ہے۔ عالمگیری

ر- ہدی نفل اور ہدی تمتع اور ہدی قران اور ہدی نذر کے گلے میں قلادہ باندھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہدی حج کے ارکان کی ہیں۔ اور قلادہ انکی گردن میں باندھنے سے ان کی شہرت ہوتی ہے۔ ہاں احصار و جنایت کی ہدی کے گلے میں قلادہ نہ باندھے۔ کیونکہ ان کا چھپانا مقصود ہوتا ہے کیونکہ وہ جنایت کی جزا میں دیجاتی ہیں۔ اگر احصار اور جنایت کی ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالا تو جائز ہے اور کچھ مضائقہ نہیں۔ ہدایہ۔ و عالمگیری۔

۳- اشعار یعنی شگاف لگانا اونٹ کے کوہان میں بائیں جانب مکروہ ہے۔ شرح وقایہ۔

تشریح ۱- اونٹ کے کوہان میں اکثر شگاف کر دیتے تھے اس اظہار کے واسطے کہ یہ ہدی ہے۔ امام اعظم نے اسکو مکروہ رکھا ہے کیونکہ یہ مثلہ ہے یعنی خدا تعالیٰ کی مخلوق کے کسی عضو کو تبدیل کرنا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ حدیث عمران میں ہے کہ نہیں کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں مگر منع کیا ہمکو مثلہ سے۔

تشریح ۲- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار اس وجہ سے کیا تھا کہ مشرکین ہدایا سے تعرض کرتے تھے مگر جب اس کو اشعار کر دیتے تھے تو پھر نہ کرتے تھے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے مکروہ رکھا ہے اشعار کو اپنے زمانے کے آدمیوں کے واسطے کیونکہ اکثر لوگ اشعار

---

[۱] ہدی سے مطلب یہاں اونٹ لیا گیا ہے

میں مبالغہ کرتے تھے یہاں تک کہ زخم پڑ جائیگا خوف ہوتا تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ پٹہ ڈالنے پر اشعار کو ترجیح نہ دینی چاہئے ۔ شرح وقایہ
تشریح ۳ بعض علما کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ نے جو اشعار کرنا مکروہ رکھا ہے وہ بمقابلہ تقلید یعنی اونٹ کے پٹہ ڈالنے کے مکروہ رکھا ہے ۔
تشریح ۴ امام شافعی کے نزدیک اشعار سنت ہے اور صاحبین کے نزدیک مستحب ہے ۔

۱۔ اشعار کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث سے ثابت ہے مگر حدیثیں اس امر میں اکثر معارض ہیں کہ کوہان کے دائیں طرف آپ نے اشعار کیا تھا یا بائیں طرف ۔ جامع ترمذی میں ابن عباس سے جو روایت ہے اس میں دائیں طرف لکھا ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر دائیں بائیں کا ان میں ذکر نہیں ۔ موطا میں ہے کہ حضرت عمرؓ جب مدینہ سے ہدی بھیجتے تھے تو اس کی تقلید کرتے تھے دو نعلوں سے اور اشعار کرتے تھے اس کا بائیں طرف ۔ اور یہ مسلم کی روایت سے معارض ہے ۔ غرض اشعار کرنا ثابت ہے ۔ اور کوئی ممانعت نہیں ۔ مگر جس صورت میں کہ تقلید کرنا اور اشعار کرنا دونوں مسنون ہیں تو کیوں نہ تقلید کرے ۔ اور اشعار اس طریق پر کرنا جیسے آنحضرت نے کیا تھا بڑا مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ترک بہتر ہے ۔ م

۱۶۰ ۔ ہدی کا ضائع ہونا ۔ یا قریب المرگ ہونا ۔ یا بعد ذبح اسکا تلف ہونا

۱۔ اگر ہدی ہلاک ہوجائے یا اس کو کچھ نقصان پہنچے درحالیکہ ہانک کر بیجائی جارہی ہو ۔ تو

ا۔ اگر ہلاک ہوجائے تو اگر نفل تھی تو اس کی بجائے اور دینی واجب نہیں[۵۱] ۔ ہدایہ ۔ شرح وقایہ
ب۔ ” ” ” اگر واجب تھی ” ” ” ” ہے ۔ ”
ج۔ ” اسکو کچھ نقصان پہنچا ہے تو اگر نفل تھی تو اسی کو ذبح کرے ۔ ”
د۔ ” ” ” ” اگر واجب تھی تو اسکو فروخت کرکے اسکی بجائے اور دے ۔ ہدایہ

دلیل ۔ دج نفل ہدی کے متعلق یہ ہے کہ جو ہدی ہلاک ہوگئی ہے اس نے اس عبادت کے واسطے مقرر کی تھی ۔ اگر وہ ہلاک ہوگئی ۔ دوسری نہ کرے ۔ اور واجب کے واسطے یہ دلیل ہے کہ جو ہدی ہلاک ہوگئی اسکے ہلاک ہوجانے سے اس کے ذمہ واجب تو باقی ہے لہذا اسکے بدلہ میں اور دینی پڑیگی ۔ اگر جانور کو زیادہ نقصان پہنچا ہو تو اسکے بدلہ دوسری ہدی کرنی چاہئے کیونکہ جب عیب بہت سا پایا جاوے (مثلاً تہائی حصہ سے زیادہ دم یا آنکھ یا کان جاتا رہے) تو واجب اس سے ادا نہیں ہوسکتا ۔ دوسری ہدی کرے اور اسکو جو چاہے سو کرے اسکا مال ہے ۔ ہدایہ ۔ وشرح وقایہ

۲۔ اگر ہدی چوری ہوگئی ۔ اور اسکی بجائے دوسری دی اور اس کے گلے میں پٹہ ڈالکر حرم کی طرف متوجہ کیا اور بعد ازاں پہلی ہدی مل گئی ۔ تو اس کی تین صورتیں ہیں ۔

ا۔ دونوں ہدی کو ذبح کرے تو افضل ہے ۔ ۲۔ اگر پہلی کو ذبح کرے اور دوسری کو فروخت کرے تو جائز ہے ۔
۳۔ اگر دوسری کو ذبح کرے اور پہلی کو فروخت کرے تو اگر دونوں کی قیمت یکساں ہے تو اس پر کچھ واجب نہیں ۔ اگر دوسری کم قیمت کی ہے تو جس قدر کم ہے وہ قیمت خیرات کردے ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔

۳۔ اگر نفل ہدی راستہ میں مرنے کے قریب ہوجائے تو ۔ (ہدایہ)

ا۔ اگر نفل ہدی ہے اور اونٹ ہے تو اس کو نحر کرلینا چاہئے[۵۱] اور اس کے قلادہ کو اس کے خون سے رنگ دے اور اس کے کوہان پر خون تھپیڑ دے ۔ اور اس کے گوشت میں سے نہ مالک کھائے اور نہ اور کوئی امیر آدمی ۔ ہدایہ

دلیل ۔ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجیہ اسلمی کو اسی طرح حکم فرمایا تھا ۔ (دیکھو فقرہ ۱۶۴) اور قلادہ کو رنگ کردینے سے یہ مطلب ہے کہ یہ نشانی لگادی گئی ہے کہ یہ گوشت صرف فقراء کے کھانے کے واسطے ہے اور امراء اس میں

---

۵۱ یعنی یہاں ہی ذبح کرلینا چاہئے اگر حرم تک نہ پہنچ سکی تو مضائقہ نہیں ۔ ۵۲ یہ حکم کم استطاعت شخص کے واسطے ہے ۔ اگر استطاعت رکھتا ہو تو دوسری ذبح کرے ۔

سے نہ کھائیں۔ کیونکہ ہدی کے گوشت میں سے کھانے کی اجازت جب ہی ہے جبکہ وہ حرم میں جاکر ذبح ہو مگر جبکہ وہ راستہ میں ذبح ہوگا تو اس کا گوشت کھانا درست نہیں۔ مگر فقراء کو یہ گوشت صدقہ کردینا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ جانوروں کو کھلایا جائے۔ اور یوں ہی ضائع جائے۔ ہدایہ

۲۔ اگر واجب ہدی ہے تو اس کو ذبح کرکے جو چاہے کرے اس کی ملکیت ہے اس کی بجائے تو حرم میں دوسری ذبح کیجائیگی۔ ہدایہ

۴۔ اگر ہدی حرم میں پہنچکر قربانی کے دن سے پہلے معطوب ہوجائے تو

(۱) اگر نفل ہدی ہے اور نقصان بہت آگیا ہے تو اس کو ذبح کرے اور اس کا گوشت فقراء کو تقسیم کرے اور خود اس میں سے نہ کھائے اور اگر نقصان تھوڑا سا پہنچا ہے تو اس کو ذبح کرکے اس میں سے خود بھی کھائے اور فقراء کو بھی تقسیم کرے۔ عالمگیری

(۲) اگر تمتع کی ہدی مقام پر پہنچکر معطوب ہوجائے تو اس کے واسطے یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ دوسری قربانی دینی ہوگی۔ عالمگیری

۵۔ اگر ذبح کے بعد ہدی تلف ہوجائے تو کسی قسم کی بھی ہدی ہو مالک کے ذمہ اس کا بدلہ نہیں ہے۔ عالمگیری۔

۱۔ اگر ذبح کے بعد مالک اس کو تلف کردے تو اگر ایسی ہدی تھی جس کا تصدق کرنا واجب ہے تو اس کی قیمت مالک کے ذمہ واجب ہوگی اور اگر ایسی ہدی ہے جس کا تصدق کرنا اس کے ذمہ واجب نہیں ہے تو اس کے ذمہ کچھ واجب نہوگا۔ دیکھو فقرہ نمبر ۱۲ سلسلہ ۱۴۰۔ عالمگیری

۱۶۱۔ ذبح یا نحر کرنا

۱۔ اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے۔ اور گائے بیل بھیڑ و بکری کو ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ

ا۔ اونٹ کو اس طرح نحر کرتے ہیں کہ اونٹ کو کھڑا کرکے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی گردن پر برچھی مارتے ہیں۔ اور چاہے اسکو لٹاکر برچھی مارے۔ مگر پہلا طریق مسنون ہے۔ اور اصحاب کا طریق بھی یہی رہا ہے۔ ہدایہ

ب۔ گائے اور بکری کو کھڑا کرکے ذبح نہ کرنا چاہئے کیونکہ لٹانے میں ان کے گلے کا وہ مقام جہاں چھری پھیری جاتی ہے واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اور گائے و بکری کا ذبح ہی کرنا مسنون ہے۔ ہدایہ۔ ج۔ ذبح کے وقت جانور کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے۔ عالمگیری

نتیجہ۔ کلام مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ کو نحر کریں اور اور جانوروں کو ذبح۔ چنانچہ اس طرح آیا ہے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (خدا تعالےٰ کے واسطے نماز پڑھ اور نحر کر) اور اس آیت کی تفسیر میں اونٹ کو نحر کرنا لکھا ہے۔ اور یہ آیا ہے اَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً یہ کہ گائے کو ذبح کرو۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ اور نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کیا ہے اونٹ کو اور ذبح کیا ہے گائے کو اور بکری کو۔ ہدایہ

۲۔ صاحب ہدی اگر خود ذبح یا نحر کرے تو اولیٰ ہے اور اگر خود نہیں جانتا تو کسی دوسرے سے کہے۔ ہدایہ

۱۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سو ہدی قربانی کی ذبح کرنے کے واسطے بھیجی تھیں جس میں سے کچھ اوپر ساٹھ اپنے ہاتھ سے ذبح کیں۔ اور باقی کے ذبح کے واسطے حضرت علی کو حکم دیا تھا۔ اور ذبح خود ہی کرنا اس واسطے بھی اچھا ہے کہ ذبح ایک عبادت ہے اور عبادت خود ہی کرے تو اچھا ہے۔ ہاں اگر ذبح کرنا نہ جانے تو دوسرے کے یہ کام سپرد کرے۔ ہدایہ۔

۱۶۲۔ ہدی کے جانور کب اور کہاں ذبح کئے جائیں۔

۱۔ تمتع اور قران کی ہدی کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ۔

۱۔ اگر عید الضحیٰ سے پہلے ذبح کرے تو بالاجماع جائز نہیں اور اگر عید الضحیٰ کے بعد ذبح کرے تو امام اعظم کے نزدیک وقت گزر جانے سے ایک جزا کی قربانی واجب ہوگی۔ فتاوی عالمگیری

دلیل ۱۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ (اس میں سے کھاؤ اور فقیر کو کھلاؤ پھر اپنی تفث ادا کرو یعنی اس کے بعد باقی شرائط حج پوری کرو جیسے حلق و رمی وغیرہ تو جس حالت میں کہ حلق و رمی وغیرہ کا ادا کرنا ایام نحر میں مخصوص ہے۔ اور ہدی قران و تمتع کی بھی تفث میں داخل ہے کیونکہ یہ دونوں ہی نسک ہیں تو ان دونوں کا ذبح کرنا روز عید کے واسطے خاص ہوا جیسا کہ اضحیہ کا ہوتا ہے ۔ ہدایہ

دلیل ۲۔ امام شافعی کے نزدیک تمتع اور قران کے علاوہ اور ہدی بھی عید الاضحیٰ کے علاوہ اور دن ذبح کرنی جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تمتع و قران کی ہدی بھی جزا کے طور پر دیجاتی ہے۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ سوائے متمتع اور قران کی ہدی کے اور قسم کی ہدی کفارہ جنایت کی ہے تو ان کا ذبح کیا جانا عید کے دن ضروری نہیں کیونکہ جب یہ جنایت کی جزا کی ہیں تو جزا دینے میں جتنی جلدی کیجائے بہتر ہے اور ہدی تمتع و قران کی تو ارکان حج سے ہیں ۔ ہدایہ

۲۔ نفل کی ہدی کو عید الاضحیٰ سے پہلے ذبح کرنا درست ہے بموجب صحیح قول لیکن عید الاضحیٰ کے روز ذبح کرنا افضل ہے۔ ہدایہ

دلیل ۔ نفل ہدی جب ہی عبادت شمار ہو گی جبکہ وہ ہدی کہی جائے اور وہ ہدی اسوقت کہی جائیگی ۔ جبکہ حرم میں پہنچ جائے ۔ اور جبکہ حرم میں پہنچ گئی تو چاہے عید کے روز ذبح کیا جائے یا اور کسی روز ہاں ایام نحر میں ذبح کرنا افضل ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں ذبح کرنا تو ظاہر عبادت ہے

۳۔ نذر کی ہدی کو ذبح کرنیکا وقت تمام سال ہے قربانی کے دنوں سے پہلے ہو یا پیچھے۔

۴۔ احصار کی ہدی کے ذبح کئے جانے کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۵۳

۵۔ حرم کے سوا کسی اور جگہ ہدی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ ہدایہ

دلیل ۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں جزائے صید کے متعلق فرمایا ہے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ (چاہئے کہ ہدی کعبہ پہنچے) تو گویا کل ہدایا کے واسطے یہی ایک ہدایت ہے تو جو ہدی کہ جنایت کی جزا میں دیجائے اسکو بھی حرم تک لیجانا چاہئے۔ اور ہدی کہتے بھی اسکو ہیں جو ایک خاص جگہ بھیجائی جائے اور وہ خاص جگہ کونسی ہے ؟ حرم ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ وَفِجَاجُ مَكَّةَ كُلُّهَا مَنْحَرٌ[۵] (منا تمام ذبح گاہ ہے اور اسی طرح مکہ کے کل کوچے) ۔ ہدایہ

۱۔ نفل اور تمتع اور قران کی ہدی اگر حرم میں پہنچ جائے تب اس کا گوشت مالک کھا سکتا ہے ۔ فتاوی عالمگیری (دیکھو فقرہ ۱۶۴)

۱۶۳ ۔ حج کی قربانی بقرعید کی قربانی کی نیت سے نہ کرے۔

۱۔ اگر عورت نے تمتع کیا اور جانور کو عید کی قربانی کی نیت سے ذبح کیا تو تمتع کی قربانی ادا ہو گی ۔ ہدایہ

تشریح ۔ یہ حکم مرد و عورت دونوں کے واسطے ہے۔ مگر عورت کی تخصیص اس واسطے کی گئی کہ ایسی غلطی عموماً عورتوں سے واقع ہوتی ہے ۔ از کفایہ ۔ ۱ ۔ قران کی قربانی بھی اسی طرح ادا ہو گی۔

ب ۔ اگر ایسی قربانی کر دی تو اسکے علاوہ دو قربانیاں اور دینی ہونگی ۔ ایک دم تمتع کی ۔ دوسرا جنایت کی ۔ کیونکہ وہ قربانی جس پر احرام کھولا ہے دم تمتع نہ تھی تو جزا کی قربانی دوسری واجب ہوئی ۔ از کفایہ

۱۶۴ ۔ ہدی کے گوشت کی تقسیم اور مالک کو اس میں سے کھانے کی اجازت

۱ ۔ ہدی کا گوشت کھانا مالک کو درست ہے چاہے وہ ہدی نفل ہو یا تمتع کی ہو یا قران کی ہو۔ ہدایہ شرح وقایہ ۔ دیکھو فقرہ ۱۶۲

۱ ۔ کلام مجید میں آیا ہے فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (پارہ اقترب للناس ۱۷ ۔ سورہ ۱۵ حج)

[۵] حدیث ابن ماجہ اور ابو داؤد نے جابر سے روایت کی ہے۔

ب۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص جانور قربانی کرے تو اس میں سے اس کو گوشت کھانا درست ہے۔ ثابت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کا گوشت و شوربا کھایا ہے۔ چنانچہ مستحب ہے کہ اپنے ہدی کے گوشت میں سے کچھ ضرور کھائے کہ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جائے۔ ہدایہ

۲۔ ہدی اگر اور قسم کی ہو (سوائے مذکورہ بالا قسم کے) اسکا گوشت مالک کو کھانا درست نہیں۔ کیونکہ اور ہدی کفارہ جنایت کی ہوگی یعنی

تشریح۔ نقل صحیح میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں گھر گئے تھے تو آپ نے ناجیہ اسلمی رض کے ہاتھ ہدی کے جانور بھیجے تھے اور فرمایا تھا کہ تجھکو اور تیرے رفیقوں کو ان کے گوشت میں سے کچھ نہ کھانا چاہیئے۔ ہدایہ

ا۔ احصار و جنایت کی ہدی میں سے کھانے کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں اسکا ذکر ہے

ب۔ کفارہ اور نذر اور احصار کی ہدی اور نفل کی وہ ہدی جو حرم میں نہ پہنچے ان کا گوشت کھانا مالک کو جائز نہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

۳۔ گوشت کو مساکین کو اسی طریق پر تقسیم کرنا چاہیئے جس طریق پر کہ قربانی کے گوشت کو کرتے ہیں۔ ہدایہ

تشریح۔ یہ گوشت مساکین حرم و غیر حرم کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صدقہ دینا ایک عبادت ہے جسکو عقل تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ ہر حاجتمند کو صدقہ دینا عبادت ہے لیکن امام شافعی مساکین غیر حرم کو اس گوشت میں سے دینا جائز نہیں رکھتے۔ ہدایہ۔

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر غیر حرم کے حاجتمند زیادہ محتاج ہوں تو ان کو دینا افضل ہے۔

۴۔ جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کو جائز ہے اسکا تہائی گوشت تصدق کرنا مستحب ہے اور جسکا کھانا جائز نہیں اسکا پورا گوشت تصدق کر دینا واجب ہے۔ فتاوی عالمگیری۔

۱۶۵۔ ہدی کی کھال اور جھول اور نکیل وغیرہ کو کیا کرے

ا۔ صدقہ میں دے ہدی کی جھول اور نکیل اور قصائی کی اجرت میں ان کو نہ دے۔ شرح وقایہ

ا۔ حضرت علی سے ایک روایت ہے کہ فرمایا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقسیم کروں قربانیوں کی کھالوں کو اور ان کی جھولوں کو اور حکم کیا مجھکو کہ میں نہ دوں اس میں سے قصائی کی اجرت اور فرمایا کہ ہم قصائی کو اپنے پاس سے دیا کریں گے۔ یہ روایت کی ہے ایک جماعت نے سوائے ترمذی کے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ صدقہ دو اس کی (ہدی کی) کھالوں کا اور جھولوں کا۔

(باب ۳) فصل ہشتم۔ مقامات قبولیت دعا بتعیین اوقات (باب ۳)

علماء و اہل حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ مکہ معظمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے تاہم خاص خاص جگہ جن میں دعا قبول ہوتی اور جن اوقات میں قبول ہوتی ہے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت ایسے ہیں جو خواجہ حسن بصری سے روایت کئے گئے ہیں۔ جس وقت کعبہ شریف پر نگاہ پڑتی ہے تو معاً دعا قبول ہوتی ہے۔ اسکے متعلق کسی نے حضرت امام اعظم سے دریافت کیا کہ حضرت اس وقت کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ اپنے مستجاب الدعوات ہونیکی تاکہ جو تو دعا مانگے وہ قبول ہو۔ یاد رہے کہ جس وقت کوئی بندہ خدا تعالی کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رب تمہارا بڑا حیا اور کرم والا ہے جب بندہ اسکے روبرو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے کہ اسکے ہاتھ خالی پھیر دے۔ بندہ کو لازم ہے کہ حضوری قلب اور آداب دعا ملحوظ رکھے۔ اور اگر اس دعا کا دنیا میں ظہور نہ ہو تو عاقبت میں ضرور ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ بندہ اپنے واسطے جو کچھ طلب کرتا ہے اچھا خیال کرتا ہے۔ مگر محبوب الٰہ عزوجل کے نزدیک وہ اس کے واسطے مضر ہوتا ہے۔ م۔

۱۶۶ - مقامات قبولیت دعا مع وقت قبولیت

(اوقات کی ترتیب صبح سے نصف لیل تک ہے)

نمبر شمار	نام مقام	تعیین وقت قبولیت	نمبر شمار	نام مقام	تعیین وقت قبولیت	نمبر شمار	نام مقام	وقت قبولیت
۱	نور کعبہ شریف پر نگاہ پڑنے پر ...	صبح	۱۴	مولد النبی ... (روز دوشنبہ)	وقت زوال	۲۷	ملتزم کے قریب	نصف اللیل
۲	درمیان رکن یمانی اور حجر اسود کے ...	”	۱۵	غار جبل ثور	ظہر	۲۸	منا میں ... (نزد بعض قریب بہ جمرات)	چودہویں رات
۳	حطیم کے اندر	”	۱۶	مسجد بیعت میں (واقع منا)	”	۲۹	حجر منکا کے پاس	یکشنبہ
۴	میزاب کے نیچے	”	۱۷	جبل ابو قبیس پر	”	۳۰	مسجد خیف ... (مقابلہ مسجد بیعت) ...	چہار شنبہ
۵	مقام ابراہیم کے قریب	”	۱۸	غار مرسلات میں[92] (نزد مسجد خیف) ...	”	۳۱	دار خدیجۃ الکبریٰ (یعنی قبۃ الوحی) ...	شب جمعہ
۶	مستجار پر[91]	”	۱۹	مغارہ فتح کے قریب	”	۳۲	بالائے جبل ابی قبیس (نزد بعض ...)	جمعہ
۷	مسجد الحرام	قبل طلوع	۲۰	صفا و مروہ پر	بعد عصر	۳۳	قبر شیخ ابوالحسن الشاذلی	جمعہ
۸	بین المیلین	”	۲۱	چاہ زمزم کے پاس	غروب	۳۴	نزد قبر حضرت خدیجۃ الکبریٰ	جمعہ
۹	مزدلفہ پر	”	۲۲	عرفات میں (از جبل رحمت کے بائیں جانب)	”	۳۵	نزد قبر سفیان ابن عیینہ	
۱۰	مشعر الحرام میں	”	۲۳	دار خیزراں (قریب بہ صفا)	بین العشائین	۳۶	نزد قبر شیخ فضیل بن عیاض ...	جمعہ
۱۱	مسجد کبش میں (کہ نزد منیٰ حضرت اسمٰعیل ہے) ...	قبل طلوع	۲۴	سعی پر وقت سعی کے	ہر وقت	۳۷	نزد قبر امام عبدالکریم ابن ہوازن القشیری	—
۱۲	حجر اسود کے پاس	نصف النہار	۲۵	مطاف پر وقت طواف	”	۳۸	وقت داخل ہونے باب السلام ...	ہر وقت
۱۳	اندرون خانہ کعبہ خاص کر دونوں ستونوں کے درمیان	وقت زوال	۲۶	مطاف میں مقابل باب الکعبہ ...	نصف اللیل	۳۹	قبر عبداللہ الحسن بن ابی عمیل	جمعہ

(باب ۴) فصل نہم بعض امور جو حج سے متعلق نہیں ہیں (باب ۴)

لیکن حاج کو ان کی احتیاج ہوتی ہے

بعض باتیں ایسی ہیں کہ مسائل حج سے متعلق نہیں ہیں اور اسی وجہ سے حج کی کتابوں میں نہیں پائی جاتیں مگر حجاج کو ان کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً اکثر لوگ وہاں سے مٹی لے آتے ہیں۔ اکثر آب زمزم لاتے ہیں۔ اس فصل میں ہم یہ لکھیں گے کہ شرعاً ان کا یہ فعل کہاں تک درست ہے۔

۱۶۷ - بعض امور جن کا جاننا حاج کو ضروری ہے

۱- کعبہ کی خوشبو بغرض تبرک یا اور کسی طرح لینا جائز نہیں۔ اگر لے تو واپس کر دے۔ عالمگیری۔

اگر تبرکاً خوشبو لینی چاہے تو چاہیے کہ اپنے پاس سے خوشبو لائے اور کعبہ کو لگا کر لے لے۔ عالمگیری۔

۲- زمزم کا پانی اگر کوئی شخص کہیں لیجانا چاہے تو جائز ہے۔ عالمگیری۔

۳- کعبہ کے پردوں میں سے کچھ نہ لے۔ فتاویٰ عالمگیری

[91] یہ مقام بہ رکن یمانی۔ اور خانہ کعبہ کے غربی دروازے کے بیچ میں۔ المتفرق و الفرائض۔

[92] یہاں سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی۔

کتاب الحج والزیارت
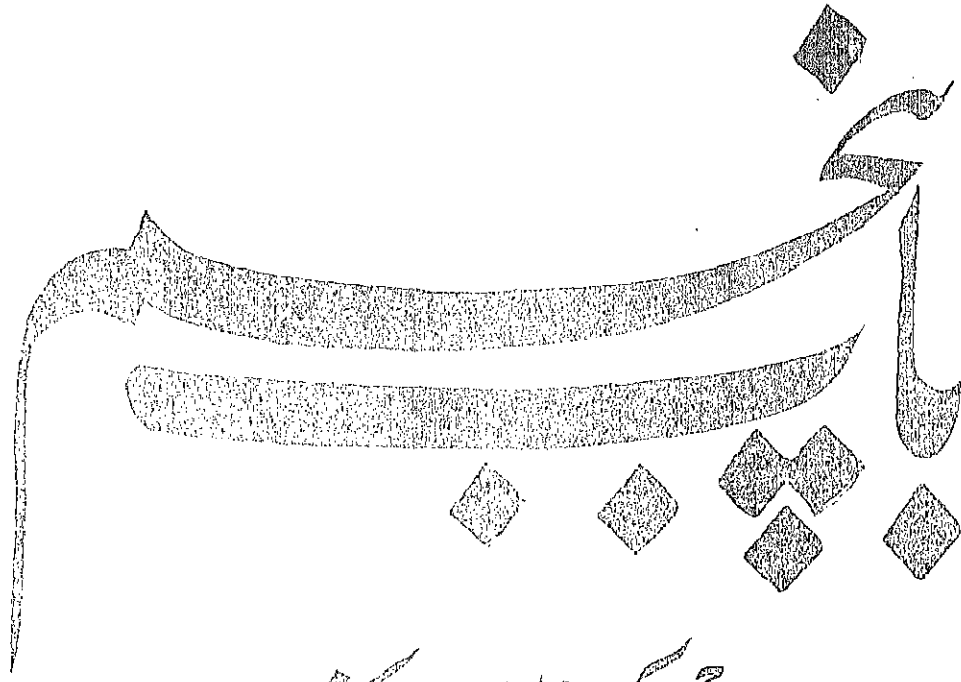
حج کے جنایات وکفارات

باب ۵ فصل اوّل - جزا اور کفّارے

حج کے متعلق جس قدر جنایات ہیں ان کا ارتکاب کسی طرح بھی کیا جائے - علی ۱۱۲ و نل ۱۶۱ - جزا یا کفارہ دینا پڑیگا - جزا اور کفارہ میں یہ فرق ہے کہ جزا تو ایسے موقع پر دیجاتی ہے جب کوئی فعل بلا عذر شرعی کے کیا جائے - اور جب عذر شرعی سے کیا جائے تو کفارہ دیا جاتا ہے - صورت اوّل میں جزا مقررہ ہیں - یعنی قربانی یا صدقہ - صورت دوم میں ان مقررہ جزا کے علاوہ روزے بھی ہیں جو انسان کی سہولت کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں کہ درصورتیکہ کوئی فعل ممنوعات کا بعذر واقع ہو تو اس شخص کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے مقررہ قربانی یا صدقہ دے یا روزے رکھ کر کفارہ ادا کرے -

۱۶۸ - جزا و کفّارے جو عام طور پر ممنوعات حج سے متعلق ہیں

قاعدہ - ۱ - ممنوعات احرام یا ممنوعات افعال حج میں سے کوئی بھی اگر بلا عذر کیا جائے تو جزا لازم ہوگی اور اگر بعذر شرعی کیا جائے تو کفارہ لازم ہوگا -

چنانچہ شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ اگر ممنوعات میں سے کوئی بلا عذر کرے تو مقررہ قربانی یا صدقہ لازم ہوگا - اور اگر کسی عذر کی وجہ سے کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار کرے -

ا - جو جزائیں جنایات و کفارات کے باب میں لکھی ہوئی ہیں وہ سب بلا عذر کی صورتیں ہیں -

ب - عذر اور بلا عذر کی صورتیں - صرف [illegible] ہی ممنوعات پر قائم ہوسکتی ہیں (۱) بال منڈانے یا کترنے (۲) ناخن کترنے (۳) لباس کپڑے پہنے (۴) خوشبو وغیرہ کا استعمال -

قاعدہ - ۲ - جزا میں مقررہ قربانی یا صدقہ دیا جائیگا اور کفارہ میں مقررہ قربانی یا صدقہ یا روزہ جو چاہے اختیار کرے -

تشریح - چنانچہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے - فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ اور لفظ اَوْ سے یہی مطلب ہے کہ انہیں سے جو چاہے اختیار کرے - اور یہ آیت معذور کے متعلق نازل ہوئی تھی -

تشریح ۲ - قربانی اور صدقہ اور روزہ کے متعلق ذیل کے مسائل یاد رکھنے چاہئیں -

ا - قربانی - ا - حرم میں ذبح کیجائیگی - اگر حرم سے باہر ذبح کرے گا تو قربانی ادا نہیں ہوگی کیونکہ قرآن مجید میں اسی طرح آیا ہے - هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ - لیکن اگر اس گوشت کو چھ مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو قیمتاً نصف صاع کے برابر ملے تو کفارہ ادا ہو جائیگا شرح حماد

ب - قربانی کا جس جگہ ذکر ہے وہاں بکرے کی قربانی دینی ہوگی سوائے دو جگہ کے کہ وہاں اونٹ کی قربانی ذبح کی جائیگی اور اسکا ذکر صراحتہ کیا گیا ہے چنانچہ جس جگہ لفظ بدنہ لکھا ہے وہاں اونٹ یا گائے کی قربانی سے مطلب ہے - (دیکھو نمبر ۱۰۵)

۲ - صدقہ (نقد یا طعام) ا - طعام دینے کی صورتیں صبح و شام کسی مسکین کو کھانا کھلانا چاہئیے دو وقت - لیکن امام محمد کے نزدیک کھانا کھلانا کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو کھانا بکا ناک بنا دینا چاہئیے یعنی اسکو کھانا دینا چاہئیے اسمیں سے جاہے وہ جتنی مرتبہ کرکے کھائے

یا اہل وعیال کو بھی کھلائے) کیونکہ صدقہ ایک عبادت ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ ادا کیجا سکتی ہے۔ صدقہ کا دوسرے کو مالک کردینا یا اسکو مباح کردینا امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک مالک کردینے کے سوا اور کچھ جائز نہیں۔ شرح طحاوی

ب۔ صدقہ دینے کی صورت میں امام شافعیؒ کے نزدیک حرم کے فقراء کو دینا ضروری ہے کیونکہ حرم کی فقراء کو صدقہ سے فائدہ پہنچانا ضروری ہے۔ تین صاع گیہوں چھ مساکین کو دے اور افضل ہے کہ مساکین کو صدقہ دے اور اگر دوسری جگہ کی فقراء کو دیا تب بھی جائز ہے۔ عالمگیری

۳۔ روزہ۔ تین دن کے روزہ جہاں چاہے رکھے اور چاہے برابر برابر رکھے اور چاہے متفرق طور پر۔ شرح طحاوی

قاعدہ۔ ۳۔ قارن پر دوہری جزا ہے جس جنایت کے بدلہ مفرد باحج کو ایک قربانی جزا میں دینی ہوگی قارن کو وہ دو دینی ہوں گی۔ مگر یہ جنایت ممنوعات احرام کی ہو نہ ممنوعات افعال حج کی یا اور طریق کی۔ درمختار۔ دیکھو فقرہ ۱۶۷۔ قاعدہ

تشریح۔ مثلاً اگر کوئی واجب واجبات حج میں ترک کرے یا حرم کی گھاس کاٹے تو اس کی جزا قارن اور متمتع دگنی نہیں دیں گے۔ کیونکہ یہ جنایت احرام کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ افعال حج کی وجہ سے ہے۔ درمختار۔

قاعدہ۔ ۴۔ عذر شرعی یہ ہیں۔ ۱۔ بخار کو کسی قسم کا ہو۔ ۲۔ سردی جو شدت سے ہو۔ ۳۔ گرمی جو شدت سے ہو۔ ۴۔ زخم تلوار کا ہو یا پھنسی کا۔ ۵۔ درد تمام سر کا یا آدھے سر کا۔ ۶۔ سر میں کثرت سے جوئیں پڑنا۔

۱۶۹۔ شکار کی جزا یا کفارہ

۱۔ شکار کی جزا دینے کے دو طریق ہیں

۱۔ جو جانور شکار کیا ہے اسکے بدلہ ہدی خرید کر (اگر اس کی قیمت میں ہدی مل سکے) خیرات کرے (نزد شیخین) یا اُس مشابہت کا جانور (اگر اس مشابہت کا جانور ہوتا ہو) ذبح کرے (نزد امام محمد و امام شافعی) ورنہ اس کی قیمت یا اُس قیمت کا کھانا خیرات کرے۔ ہدایہ۔

۲۔ یا جو جانور شکار کیا ہے اُس کی جزا میں روزہ رکھے۔ ہدایہ

تشریح طریق اول۔ قیمت کی تشخیص دو عادل شخص کریں (۱) قیمت کا اندازہ مقامی حالت کے لحاظ سے ہوگا۔ چنانچہ اگر بیابان میں شکار کیا گیا ہے تو قریب کی آبادی کے لحاظ سے قیمت مقرر کرنی چاہئیے۔ ہدایہ (۲) قیمت کی تشخیص موقع اور زمانہ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اگر موقع بدل جائے یا زمانہ بدل جائے تو قیمت بھی بدل جاتی ہے۔ عالمگیری۔ (۳) فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ قیمت کی تشخیص کرنے میں ایک عادل شخص کافی ہو سکتا ہے لیکن اگر دو شخص ہوں تو بہتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص سے تشخیص میں غلطی واقع ہو۔ اور حقوق العباد کے معاملات میں اکثر دو شخص ہی معین کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ (۴) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں شکار فروخت نہیں ہو سکتا۔ تو ایسی قریب کی آبادی میں قیمت تشخیص کیجائے۔ جہاں وہ بک سکتا ہے۔ ہدایہ

جانور کے مثل۔ اگر اس مشابہت کا جانور ہوتا ہو تو اس شکار کے بدلہ اسکو ذبح کرکے خیرات کرے (نزد محمدؒ و شافعیؒ) کیونکہ

قرآن شریف میں آیا ہے فجزاء مثل ما قتل من النعم گویا چوپایہ جزا میں دیا جائے وہ مقتول کے مشابہ ہونا چاہئے شکل میں نہ قیمت میں۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے اکثر جانوروں کو پیدائش وصورت کے لحاظ سے بدلہ میں مقرر کیا ہے۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے

ہرن وکفتار کے بدلہ بکری	خرگوش وحشی کے بدلہ بزغالہ (بکری کا بچہ چار مہینے کا)
″ ″ عناق (یعنی بکری کا بچہ)	شتر مرغ ″ بدنہ
	گورخر ″ گائے

اگر اس قیمت میں ہدی ملسکے اور اس مشابہت کا جانور نہ ملتا ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک اسکی قیمت خیرات کرنی واجب ہوگی۔ لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک اور طریق پر مشابہت قائم کیجائیگی۔ مثلاً کبوتر کے بدلے بکری دیجائے اسلئے کہ کبوتر اور بکری میں مشابہت ہے ایک تو آوازیں دونوں مشابہ ہیں اور ایکتا کہ جس طرح کبوتر پانی پیتا ہے اسی طرح بکری۔ تو اس مشابہت سے کبوتر اگر شکار کیا جائے تو اسکی جزا بکری ہونی چاہئے۔ شیخین کی یہ دلیل ہے کہ مثل ما قتل من النعم میں مثل صورتاً ہو یا مثل معنی ہو۔ اور اگر مطلق مشابہت کے معنی لئے جائیں تو ایک جانور دوسرے جانور کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ ایک ہی جنس سے ہو۔ لہذا ضروری ہے کہ مثل معنوی مراد ہو جس سے مطلب قیمت ہے اور مثل معنوی کا لحاظ مسائل شرعیہ میں کیا ہی جاتا ہے جیسا کہ حقوق عباد میں۔ — ہدایہ

اگر کھانا دیا جائے تو اس شکار کی قیمت کا کھانا دے۔ نزد علماء حنفیہ۔

ا۔ وجہ یہ ہے کہ علماء حنفیہ کے نزدیک اس شخص پر اس شکار کی جزا دینی لازم ہے تو کسی طرح دے چاہے قیمت میں دے۔ ہدایہ

ب۔ مساکین کو کھانا تقسیم کرے تو اس طور پر کہ ہر ایک کو فی کس نصف صاع گیہوں یا ایک صاع خرما یا ایک صاع جو دے اس مقدار سے کم نہ ہو کیونکہ یہ شرعی اندازہ ہے۔ ہدایہ

ج۔ اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ اس قیمت میں ایک مسکین کو کھانا نہیں دیا جاسکتا تو اسکے بدلے روزہ رکھنا چاہئے۔ عالمگیری

تیسرا طریق دوم[۵۲] ۔ اگر روزہ رکھا جائے۔ تو اس کا یہ طریق ہے۔ کہ شکار کی جو قیمت تشخیص کیجائے اس کے جتنے صاع کھجوریں یا جو یا گیہوں آسکیں۔ تو فی صاع کھجور یا جو کے بدلہ یا فی نصف صاع گیہوں کے بدلہ ایک روزہ رکھے۔ ہدایہ

ا۔ اوپر کے اندازہ میں اگر صاع کا کوئی حصہ باقی بچے تو اس کو یا تو خیرات کردے یا اسکے بدلہ پورا روزہ رکھے۔ ہدایہ

ب۔ چونکہ شکار کے مقابلہ میں روزہ کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ لہذا قیمت تشخیص کرکے کھجور وغیرہ کا اندازہ لگایا۔ اور شیخ فانی کے متعلق کتاب الصوم میں یہ بات معلوم ہوچکی ہے (دیکھو کتاب الصوم اسی مصنف کی) کہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جو بمقابلہ ایک روزہ کے دیا جانا کافی ہے۔ لہذا اسی طریق پر یہاں بھی شمار کرلیا۔ ہدایہ

ج۔ اگر شکار کی قیمت اسقدر کم ہو کہ اس قیمت میں ایک مسکین کو کھانا نہیں دیا جاسکتا تو روزہ رکھنا چاہئے۔ فتاوی عالمگیری

اختیار۔ شیخین کے نزدیک شکار کرنے والوں کو اختیار ہے کہ مذکورہ طریق سے جو آسان سمجھے اختیار کرے کیونکہ شرع نے جس پر کوئی چیز واجب ہوتی ہے تو آسان کا اختیار کرنا اسی پر چھوڑا جاتا ہے جیسے کفارہ یمین میں لیکن امام محمدؒ وامام شافعیؒ کے نزدیک ان دو حاکموں کو اختیار ہے جن کے روبرو قیمت تشخیص ہوگی۔ (دیکھو تشریح طریق اوّل) کہ قاتل کے واسطے جو جزا وہ مقرر کریں وہ اسکو دینی چاہئے۔ ہدایہ

۱۷۰۔ جوں مارنے اور ٹڈی مارنیکی جزا۔

ا۔ جو صدقہ جنایت احرام میں دیا جاتا ہے وہ نصف صاع گیہوں سے مطلب ہے۔ بخلاف صدقہ جوں کے مارنیکے کہ جسقدر بھی چاہے دے۔ (نزد امام ابویوسف) ہدایہ

۲۔ جتنے جوں یا ٹڈی ماری اسکو چاہئے کہ صدقہ دے۔ چاہے تھوڑا ہی ہو۔ مثلاً ایک کف طعام۔ شرح وقایہ دیکھو فقرہ ۱۶۸

---

[۵۱] یہاں امام شیخین کے طریق پر ہیں جو ہم یہاں بیان کرچکے ہیں۔

[۵۲] صاع عرب کا ایک پیمانہ ہے جس میں تقریباً ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک غلہ آتا ہے۔ انگریزی تول کے حساب سے — الحقوق والفرائض حصہ اول

باب ۵ — فصل دوم ـ ممنوعات احرام اور اُن کی جزا

ہم فقرہ ۹۳ میں لکھ آئے ہیں کہ احرام باندھنے کے بعد کن چیزوں سے اجتناب لازم ہے۔ تو اگر کوئی محرم ان ممنوعات کا مرتکب ہو تو اسکو جرمانہ دینا پڑتا ہے جس کا ذکر پہلے فقرہ ۱۶۸، ۱۶۹ میں آچکا ہے۔ اب یہ کہنا ہے کہ اگر جرم خفیف ہے تو جرمانہ بھی خفیف ہوگا اور اگر جرم بھاری ہے تو جرمانہ بھی اتنا ہی شدید بھاری ہوگا۔ چنانچہ کبھی بکری کی قربانی دینی پڑتی ہے اور کبھی مساکین کو کھانا کھلانا پڑتا ہے۔ اور کبھی صرف ایک دو کا فاقہ یا ایک کھجور ہی جرمانہ میں دیجاتی ہے۔ اس فصل میں آٹھ قسم کے جرم ہیں جنکے ارتکاب میں جزا دیجاتی ہے (۱) بال کترنا و منڈانا (۲) ناخن کاٹنا (۳) لباس و کپڑے کا استعمال (۴) خوشبو و تیل کا استعمال (۵) جماع و متعلقات جماع (۶) شکاری جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا (۷) جوں مارنا ٹڈی مارنا (۸) مٹی و پتھر و نباتات حدود حرم سے لیجانا۔

۱۷۱ - بال کترنا اور مونڈنا

۱۔ بال کترنے اور مونڈنے کے متعلق قواعد ـ

قاعدہ ۔ ۱۔ صاحب احرام یا بے احرام کسی محرم کا سر مونڈے تو مونڈنے والے کو صدقہ دینا ہوگا۔ اور منڈوانے والے کو قربانی۔ (چاہے زبردستی منڈوایا ہو یا خوشی سے یا کسی کے حکم سے) نزد امام اعظم ۔ ہدایہ

ا۔ امام شافعی کے نزدیک منڈوانے والے کو قربانی نہیں دینی ہوگی اگر اسکی بلا اجازت سر منڈا گیا مثلاً وہ سوتا تھا کیونکہ امام شافعی کے مذہب میں اگر کسی شخص پر زبردستی کیجائے تو وہ مواخذہ سے بری ہے اور نیند زبردستی سے بھی زیادہ ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک جس شخص پر زبردستی کی گئی یا حالت نوم میں اس کا سر مونڈا گیا تو اس کے ذمہ گناہ تو نہیں لیکن جو فعل اس پر واقع ہوا اسکے ذمہ اس کا شرعی مواخذہ ضرور ہے۔ مثلاً اس کا سو تے میں سر منڈا تو سر منڈنے سے اس کو جو بالوں کی وجہ سے بے چینی تھی وہ تو جاتی رہی اور سر کی صفائی اور زینت ہو گئی گو وہ ایسا ہونا نہیں چاہتا تھا تو شرعاً اسکو جزا دینی چاہیے جو قربانی ہے اور یہ قربانی اس پر واجب ہے بخلاف ایسے شخص کے جو ضرورتاً منڈوا تا ہے وہ چاہے قربانی دے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے (تین صاع گیہوں ہر ایک کو) اور چاہے تین روزہ رکھے۔ جو یہ کہ ضرورتمند نے تو آفت سماوی کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ ہے کہ جس کا سر منڈا ہے اس کا یہ حق نہیں ہے کہ اس قربانی کی قیمت مونڈنے والے سے لے کیونکہ یہ قربانی اس وجہ سے لازم ہوئی ہے کہ اس کے بالوں کی بے چینی رفع ہوئی اور سر کی صفائی اور زینت ہوئی ہے ۔ ہدایہ

ب۔ اگر مونڈنے والا بے احرام ہے تو امام شافعی کے نزدیک مونڈنے والے کو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی وجہ یہ کہ مونڈنے والے نے جو دوسرے کا سر مونڈا تو کچھ اپنا تو فائدہ اس سے اٹھایا ہی نہیں ـ اور جب یہ بات نہیں ہے تو کفارہ اس کے ذمہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ لیکن امام اعظم یہ کہتے ہیں کہ جو چیزیں بدن انسان پر موجود ہے اور نشوونما پاتی ہے اسکو دور کرنا احرام کے ممنوعات میں سے ہے بلکہ چاہیے کہ اسی چیز کو اسی طرح رہنے دے اب جو مونڈنے والا صاحب احرام اس چیز کو دور کیا تو وہ اسکا مرتکب ہوا چونکہ جنایت کچھ بہت بڑی نہیں ہوئی کیونکہ اپنے ذاتی فائدہ کچھ نہیں اٹھایا تو اس پر صدقہ لازم ہوا بمقابلہ قربانی کے ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۲۔ بال اُکھاڑنے یا کاٹنے یا نورہ سے صاف کرنیکا حکم مثل مونڈنے کے ہے ـ سراج الوہاج

ا۔ اگر بال جل جائیں تب بھی مونڈنے کے حکم میں ہیں ۔ م

قاعدہ ۔ ۳۔ اگر ایک جنایت کے بدلہ جزا دے چکا ہے تو دوسری جنایت کے بدلہ دوسری جزا دینی ہوگی ہاں اگر جزا نہیں دے چکا ہے تو متعدد جنایت کے بدلہ ایک بڑی جزا کافی ہوگی ـ از فتح القدیر

سلہ یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدے اور اس سے صحبت کرے اور بعد میں ثابت ہو کہ وہ لونڈی اس فروخت کنندہ کی ملکیت نہ تھی تو عقر خریدار کے ذمہ ہوگا اور فروخت کنندہ کے ذمہ نہیں ہو — فتح ہدایہ

قاعدہ - ۴ - اگر محرم کسی بے احرام کی مونچھیں کترے تو کترنے والے کو صدقہ دینا ہوگا ـ ہدایہ

دلیل ۔ انسان کو پہلے آدمی کو دیکھ کر یا اس کی صحبت سے کچھ تو تکلیف ہوتی ہے ۔ اور جب اس شخص کو صاف و ستھرا کیا مثلاً اس کی مونچھیں کتریں یا ناخن کاٹے تو کاٹنے والے کی کچھ ذاتی غرض بھی پوری ہوئی ۔ لہٰذا جنایت پوری کامل نہ ہونے کی صورت میں اسکو صدقہ دینا ہوگا ۔ ہدایہ

قاعدہ - ۵ - ایک موقع پر بال مونڈے تو ایک جزا دینی ہوگی اور کئی موقعوں پر مونڈنے کی کئی جزائیں ۔ عالمگیری

۳ - بال کترنے یا مونڈنے کی جزا

	جزا	سند
۱ - سر منڈوائے (یا ڈاڑھی منڈوائے) { (چوتھائی اور اس سے زیادہ) ایک موقع پر (حرم میں یا غیر حرم میں) ـ ـ نزد امام محمد و امام اعظم	قربانی	شرح طحاوی
{ (چوتھائی سے کم) " " ـ ـ "	صدقہ	"

ا ۔ امام ابو یوسف کے نزدیک غیر حرم میں منڈوانے سے کچھ جزا نہیں دینی ہوگی ۔ فتاویٰ قاضیخان

ب ۔ امام اعظم کے نزدیک چوتھائی سر کے منڈوانے پوری جزا یعنی قربانی اس وجہ سے دینی چاہئے کہ اکثر لوگ سر کا چوتھائی حصہ عادتاً منڈوایا کرتے ہیں جیسے اکثر ترک اور بنی ہاشم ایسا کرتے ہیں ۔ اور اسی طرح چوتھائی ڈاڑھی بھی اکثر لوگ منڈوایا کرتے ہیں مثلاً عراق میں ایسا کرتے ہیں اور عرب میں اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں تو گویا اس قدر منڈوانے سے بھی پورا مطلب حاصل ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا چوتھائی سر یا ڈاڑھی منڈوانا جنایت کامل ہوئی اور اس سے کم جنایت قاصر ہوئی ۔ جس کی جزا صدقہ ہونی چاہئے ۔ امام مالک کے نزدیک کل سر منڈوانے سے قربانی لازم ہوگی ۔ ہدایہ ۔ یاد رہے کہ اصلع کے سر پر جتنے بال موجود ہوں انہی کو پورا سر شمار کرے ۔

ج ۔ امام شافعی کے نزدیک ڈاڑھی یا سر کا تھوڑا سا حصہ منڈوانے سے بھی اگرچہ چوتھائی سے کم ہو قربانی لازم ہوگی ۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ فعل ایسا ہی ہے جیسے حرم کی گھاس کاٹی تو تھوڑی کاٹنے سے بھی قربانی دینی ہوتی ہے ـ ہدایہ

	جزا	سند
۲ - مونچھیں کترے ۔ جیسا کہ چوتھائی ڈاڑھی مونڈنے پر قربانی دینی ہوتی ہے تو یہاں یہ دیکھا جائے کہ کترے ہوئے بال ڈاڑھی کا کونسا حصہ ہے تو کل قربانی کی قیمت کا اس قدر حصہ خیرات کرنا ہوگا ۔ مثلاً کترے ہوئے بال چوتھائی ڈاڑھی کا چوتھائی حصہ ہیں تو ایک بکری کی قیمت کی چوتھائی خیرات کرنی ہوگی ـ از ہدایہ	صدقہ	ہدایہ

ا ۔ یاد رہے کہ مونچھوں کے جو بال نیچے لٹکتے آئیں ان کا مونڈنا بدعت ہے اور ان کا کترنا سنت ہے ۔ ہدایہ

	جزا	سند
۳ - کسی عضو کو مونڈے ... ... { پورا عضو) گردن یا بغل (دونوں یا ایک) یا زیر ناف ، سینہ یا پنڈلی ۔	قربانی	ہدایہ
(ایک عضو سے کم) " " " "	صدقہ	"

ا ۔ گردن مونڈنے سے امام اعظم کے نزدیک قربانی دینی ہوگی ۔ جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اگر دونوں بغل یا ایک کو مونڈے تو قربانی دینی ہوگی کیونکہ ہر بغل کے مونڈنے سے بالوں کی تکلیف سے بچنے کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے لیکن حدیثوں میں بجائے مونڈنے کے بغل کے بال اکھاڑنے لکھے ہیں اور یہ سنت ہے ۔ ہدایہ ۔ ب ۔ امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک سینہ یا پنڈلی کے مونڈنے سے قربانی دینی ہوگی یعنی ان اعضا کے مونڈنے سے جبکہ عادتاً مونڈا کرتے ہیں یا نورہ سے صاف کرتے ہیں ۔ ہدایہ

ج ۔ شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ اگر بغل کے بال نصف یا اس سے کم مونڈے تو صدقہ دینا ہوگا یعنی شرح کنز میں بھی یہی لکھا ہے ۔

	جزا	سند
۴ - کل بدن کے بال مونڈے (ایک موقع پر) ... ... نزد امام اعظم و امام ابو یوسف	قربانی	فتاویٰ عالمگیری
۵ - چند بال اکھاڑے سر یا ناک یا ڈاڑھی وغیرہ کے (تین بال تک) تو ہر بال کی عوض	صدقہ	فتاویٰ قاضیخان

ا ۔ ہر بال کے بدلہ جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ ایک کف کھانا ہے ۔ فتاویٰ قاضیخان

	جزا	سند
۶ - پچھنے لگانے کے مقام سے مونڈے ... ... } نزد امام اعظم	قربانی	فتاویٰ قاضیخان
" صاحبین	صدقہ	ہدایہ

ک ۱ اصلع اسکو کہتے ہیں جسکے سر کے بال اڑے ہوئے ہوں ۔

دلیل۔ صاحبین کہتے ہیں کہ اس مقام کو پچھنے لگانے کی غرض سے مونڈا ہے اور پچھنے لگانا محرم کے واسطے منع نہیں ہے لہذا وہ فعل بھی منع نہ ہونا چاہیئے جو پچھنے لگانے کے واسطے کیا جائے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب اس جگہ کے بال مونڈے تو وہاں کی میل وغیرہ بدن کے اس حصہ میں سے دور کی گئی اس کے بدلہ صدقہ دینا چاہیئے۔ امام ابوحنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ کو قصداً مونڈا جاتا ہے کیونکہ پچھنے لگاتے ہی نہیں جا سکتے جب تک وہ جگہ مونڈ کر صاف نہ کی جائے اور جو ایسا کیا گیا تو عضو کامل پر سے میل وغیرہ دور کی گئی اور قصداً۔ تو ضرور قربانی لازم ہوگی۔ ہدایہ۔ ۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگاتے حالانکہ آپ احرام میں تھے۔ رواہ البخاری

۱۷۳۔ ناخن کاٹنا

۱۔ ناخن کاٹنے کے متعلق قواعد۔

ناخن کاٹنے کے متعلق اس واسطے جزا مقرر ہوئی کہ ناخن کاٹنے سے ایک تو ہاتھ کی بے رونقی دور ہو جاتی ہے۔ دوسرے محرم کو آرام ملتا ہے کہ ناخن کے بڑھ جانے سے جو ہاتھ کو کام میں لانے میں تکلیف ہوتی تھی وہ دور ہوگئی اور حالت احرام میں زیب و زینت درست نہیں۔ اور نہ ایسے طور پر آرام اٹھانا درست ہے۔ ہدایہ

قاعدہ۔ ۱۔ ایک موقع پر ناخن کاٹنے کی ایک جزا اور کئی موقع پر کاٹنے کی کئی جزائیں واجب ہونگی — ہدایہ

قاعدہ۔ ۲۔ اگر محرم کسی بے احرام کے ناخن کترے تو کترنے والے کو صدقہ دینا ہوگا — ہدایہ

۲۔ ناخن کاٹنے کی جزا۔

	جزا	سند
۱۔ چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹے ۔ ۔ ۔ { ایک موقع پر — نزد امام ابوحنیفہؒ / متعدد موقعوں پر — نزد امام محمدؒ }	قربانی	ہدایہ

دلیل۔ (امام اعظم) چونکہ ایک ہی وقت میں سب ناخن کترے ہیں لہذا وہ ایک ہی گناہ شمار ہوگا اور ایک قربانی دینی کافی ہوگی۔ اگر کئی موقعوں پر کاٹے جائیں تو کئی گناہ شمار ہونگے اور ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ قربانی لازم ہوگی۔ امام محمدؒ کے نزدیک چاہے ایک موقع پر سب ناخن کاٹے جائیں یا متعدد موقعوں پر ایک قربانی سے زیادہ نہیں دینی ہوگی کیونکہ متعدد جنایت شامل کرکے شمار کی جائینگی۔ مگر یہ جب ہے جب کہ کسی موقع پر ناخن کاٹنے کی جزا ادا نہ کی گئی ہو۔ ہاں اگر ادا کر دی جائے تو پھر آئندہ نئی جنایت شمار کرنی ہوگی کیونکہ جب کفارہ دیا جا چکا تو پھر اگلی جنایت کے واسطے وہ کسی طرح شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ امام ابویوسف اور امام اعظم کے نزدیک اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن چار موقعوں پر کاٹے جائیں تو چار قربانیاں دینی ہونگی کیونکہ ایک موقع پر کاٹنے سے تو ایسا ہو سکیگا کہ کل جنایت کی ایک قربانی دیدی مگر متعدد موقعوں پر ایسا کرنے سے ایک قربانی کافی نہیں ہوگی۔ اگر ایک موقع پر کئی دفعہ آیت سجدہ پڑھی جائیں تو ایک سجدہ کفایت کر سکتا ہے۔ ہدایہ

	جزا	سند
۲۔ ایک ہاتھ ایک پاؤں کے ناخن کاٹے ... ... ۔ { پانچوں ناخن / تین سے پانچ تک (قول اول امام اعظمؒ) نزد امام زفرؒ }	قربانی	ہدایہ
{ پانچ سے کم ۔ (ہدایہ بحوالہ قدوری) ۔ }	صدقہ ہر ناخن کے بدلہ	ہدایہ (بحوالہ قدوری)

۱۔ چونکہ ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کل ہاتھ پاؤں کا چوتھائی ہے تو ضرور ہوا کہ قربانی دے کیونکہ چوتھائی سر منڈایا جائے تو قربانی دیجاتی ہے۔ امام زفرؒ کے نزدیک جب ایک ہاتھ کے پانچ ناخن کاٹنے سے قربانی لازم ہوتی ہے تو تین ناخن کے کاٹنے سے بھی ہونی چاہیئے کیونکہ پانچ میں سے تین نصف سے زیادہ ہیں تو کل ہی متصور ہونگے۔ پانچ سے کم ناخن کاٹنے پر صدقہ دینے کی یہ دلیل پیش کیجاتی ہے کہ جس حالت میں چوتھائی سر کے مونڈنے میں کل سر کے مونڈنے کے موافق جزا دیجاتی ہے تو گویا چوتھائی کل کے قائم مقام ہوا۔ اور کل سے کم پر صدقہ ہوتا ہے۔ اور چار ناخن کل یعنی پانچ سے کم ہیں۔ ہدایہ۔ ب۔ صدقہ دینے کی صورت میں ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں دے۔ ہدایہ۔ ج۔ قدوری میں جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کے ناخن کم سے کم ہیں کہ انکے کاٹنے سے قربانی دینی ہوتی ہے۔ اور یہ چار دل

۵/۲

ہاتھ پاؤں کے ناخن کے مقابل میں مقرر کئے گئے ہیں تو تین ناخن کو ایک ہاتھ کے زیادہ سے زیادہ ہیں۔ اب پھر کل کے قائم مقام کس طرح مقرر کر سکتے ہیں۔ ہدایہ

۳- چاروں ہاتھ پاؤں میں سے پانچ ناخن متفرق جگہ سے کاٹے	نزد امام ابو یوسف و امام اعظم / نزد امام محمد	صدقہ / قربانی	ہدایہ / ہدایہ

ا- صدقہ دینے کی صورت میں ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہوں دینے ہونگے۔ اگر صدقہ کی قیمت قربانی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دینا چاہیئے ۔ ہدایہ

ب- امام محمد کے نزدیک پانچ ناخن متفرق جگہ سے کاٹنے ایسے ہی ہیں جیسے ایک جگہ سے کاٹے جس کی جزا قربانی ہوتی ہے لیکن شیخین کی یہ دلیل ہے کہ پورا گناہ اسوقت خیال کیا جاتا ہے جب ناخن کاٹنے سے ہاتھ کی بے رونقی دور ہو جائے لیکن متفرق جگہ کے ناخن کاٹنے سے تو اور ہاتھ بے رونق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس طرح ناخن کاٹنے سے پورا مطلب حاصل نہیں ہوتا ہاں چوتھائی سر متفرق جگہ سے مونڈنے کی اور بات ہے وہ تو ایک خاص طریقہ ہے اور اکثر لوگوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے لہٰذا ناخن متفرق جگہ سے کاٹنے سے صدقہ ہی واجب ہوگا۔ ہدایہ

۴- ٹوٹے ہوئے ناخن کو علیحدہ کیا	کچھ نہیں	کفایہ

دلیل- کیونکہ ناخن جب ٹوٹ جاتا ہے تو اس میں نشو و نما کی قوت نہیں رہتی۔ اسواسطے اسکے علیحدہ کرنیکا مضائقہ نہیں۔ وہ تو ایسا ہے جیسے حرم کی سوکھی گھاس جسکے کاٹنے سے کچھ جزا نہیں دینی ہوتی۔ کفایہ (فقرہ ۱۷۲۵، قاعدہ - ب)

۵- پانچ ناخن کاٹے، چوتھائی سر مونڈا، کسی عضو پر خوشبو لگائی (ایک موقع پر یا کئی پر) ۔ ...	الگ قربانی	عالمگیری

ا- ہر فعل کے بدلے ایک قربانی علیحدہ دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

۱۷۳ ا- لباس و کپڑے کا استعمال

{محرم اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے طریق کے خلاف پہنے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی لیکن اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے طریق پر پہنے تب جزا دینی ہوتی ہے۔ جو سلے ہوئے کپڑے کسی عذر سے پہنے جائیں تو انکی جزا کا طریق اور ہی ہے جیسا کہ قواعد ذیل سے معلوم ہوگا۔}

ا- سلے ہوئے کپڑے اگر بلا عذر پہنے (اسمیں جزا وقت کے لحاظ سے دیجائیگی) تو ذیل کے قواعد کے مطابق عمل درآمد ہوگا

قاعدہ - ا- ایک دن یا اس سے کم پہنا

پورے ایک دن پہنے رہے۔ (کم از کم)	نزد امام اعظم	قربانی	ہدایہ و عالمگیری
نصف دن سے ذرا زیادہ پہنے۔	نزد امام ابو یوسف	〃	
ذرا سی دیر پہنے	نزد امام شافعی	〃	
ان وقتوں سے کم پہنے۔	نزد امام اعظم و نزد امام ابو یوسف	صدقہ	

تشریح- امام شافعی کے نزدیک جسوقت کسی نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہنا، بس اس سے فائدہ اٹھایا۔ لہٰذا اسکی جزا ہے انکے نزدیک قربانی لازم ہوئی۔ لیکن امام اعظم کہتے ہیں کہ پہنے سے فائدہ تو اٹھایا ہی جاتا ہے مگر پورے فائدہ کے واسطے کوئی مدت مقرر ہونی چاہیئے کہ اس

۱؎ فتاویٰ قاضیخاں میں لکھا ہے کہ اگر قبا کو اس طرح پہنے کہ آستینوں میں مونڈھے ڈال لے یا قمیص بطور تہمد باندھ لے تو کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔

۲؎ درمختار میں لکھا ہے کہ (یَوْمًا کَامِلًا اَوْ لَیْلَةً کَامِلَةً) یعنی ایک دن کامل پہن لے یا ایک رات کامل پہن لے تو قربانی لازم ہوگی۔ اور ہدایہ میں لکھا ہے (اِنْ لَبِسَ ثَوْبًا مَخِیْطًا یَوْمًا کَامِلًا فَعَلَیْهِ دَمٌ وَاِنْ کَانَ اَقَلَّ مِنْ ذٰالِکَ فَعَلَیْهِ صَدَقَةٌ) یعنی ایک دن کامل پہن لے اور اس میں رات کا ذکر نہیں۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ پورے دن پہن لے تب قربانی لازم ہوگی۔ کفایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر رات کو اتار لے اور ارادہ ہو کہ کل صبح پھر اس کپڑے کو پہن لونگا اور پھر صبح دوسرے روز بھی پہنے تو ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ ہاں درحالیکہ ارادہ یہ ہے کہ کل اس کپڑے کو نہ پہنونگا اور پھر کل وہ کپڑا پہننا پڑا تب دوسری قربانی بالاتفاق لازم ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری نے ایک دن کا ذکر کیا ہے یعنی رات آنے تک۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک دن کم سے کم وقت ہے۔ ۳؎ امام ابوحنیفہ کا بھی پہلے یہی قول تھا۔ ہدایہ

پھر قربانی کی جزا کا دارومدار ہو ۔ تو امام صاحب نے مدت ایک دن مقرر کی کیونکہ انسان اگر کوئی کپڑا پہنتا ہے تو کم سے کم ایک روز تو پہنے ہی رہتا ہے اس پر لحاظ ایک روز پہننے پر قربانی لازم کی اور ایک دن سے کم پر صدقہ لیکن امام ابو یوسف نے اکثر کو کل کے معنے میں لے کر نصف روز سے زیادہ پر بھی قربانی لازم کی ۔ ہدایہ ۔ ۲۔ اگر کئی دن رات برابر پہنے رہے [۱] بغیر اتارے تو جمیع علماء متفق ہیں کہ ایک ہی قربانی کافی ہے

قاعدہ ۔ ۲۔ اگر ایک کپڑے کی بجائے دو کپڑے پہنے (اگر بدن کے ایک ہی حصہ پر) تو ایک قربانی لازم ہوگی ۔ عالمگیری

تشریح ۱۔ ایسی بات ہے کہ ٹوپی پہنی اور پھر اپنے عمامہ بھی باندھ لو تو صرف ایک ہی قربانی دینی ہوگی ۔ فتاوی عالمگیری

تشریح ۲۔ ہاں اگر موضع ضرورت کے علاوہ دوسری جگہ پر کوئی کپڑا پہن لیا تو لازم ہے کہ دوسری قربانی لازم ہوگی ۔

قاعدہ ۔ ۳۔ اگر ایک دن پہننے کی قربانی دے چکا اور پھر اسی کپڑے کو برابر پہنے رہا تو دوسری قربانی دینی ہوگی

قاعدہ ۔ ۴۔ اگر سلا ہوا اور خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا مرد پہنے تو دو قربانی دینی ہوگی ۔ اور عورت پہنے تو ایک ۔ کیونکہ سلا ہوا تو وہ پہن سکتی ہے ۔ فتاوی عالمگیری

دلیل ۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پہنو اس کپڑے کو جس میں زعفران اور ورس ہو حالت احرام میں ۔ امام طحاوی نے بروایت ابن عباس اس کا ذکر کیا ہے ۔

قاعدہ ۔ ۵۔ اگر ایک محرم دوسرے محرم کو کپڑے پہنائے تو پہنانے والے پر کچھ جزا نہیں ۔ لیکن پہننے والے پر جزا ہے ۔

۲۔ سلے ہوئے کپڑے کسی عذر سے پہننے (اس میں جزا بلحاظ عذر دینی ہوگی نہ بلحاظ وقت) تو ذیل کے قواعد کے مطابق عمل درآمد ہوگا

قاعدہ ۔ ۶۔ عذر کے متعلق مسائل ہیں جتنے عذر ہوں اتنی مرتبہ جزا دی جاتی ہے چاہے لباس متعدد ہوں ۔ فتاوی عالمگیری ۔

مثلاً اگر دس ہتیار باندھے تو دس نہیں ہوں گی بلکہ ایک جزا ہوگی کہ ایک عذر یعنی دشمن سے مقابلہ کی وجہ سے باندھے گئے ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۷۔ اگر کپڑا کسی عذر سے پہنا تھا تو عذر جاتا رہے تو اتار دے ۔ ورنہ دوسرا کفارہ لازم ہوگا ۔ عالمگیری

تشریح ۱۔ عذر جاتا رہنے سے یہ مطلب ہے کہ وہ عذر پورا جاتا رہے ۔ اگر بیچ میں تھوڑا جاتا رہے اور پھر ہو گیا تو وہ عذر کا پورا اختتام نہیں ہے ۔ چنانچہ امام ابو یوسف کے نزدیک جیسا کہ شرح طحاوی میں لکھا ہے ایک ہی کفارہ دینا کافی ہے ۔

تشریح ۲۔ ایک عذر کے معنوں میں یہ بھی ہے کہ اگر دشمن مقابلہ پر آئے اور اس کے واسطے ہتیار باندھنے پڑیں اور بار بار ایسا کرنا پڑے تو جب تک دشمن چلا جائے ۔ تب تک ایک ہی عذر ہے ۔ ہر دفعہ ہتیار باندھنے اور کھولنے کی جزا علیحدہ علیحدہ نہ دینی پڑے گی ۔ عالمگیری

۳۔ کپڑے کے استعمال کے بعض طریق اور ان کی جزا ۔

۱۔ کپڑا سر یا منہ پر ڈھانکا (یا عورت نے صرف منہ پر ڈھانکا) ۔ تو قاعدہ ا کے تابع ہے ۔

[۱] بغیر اتارے سے یہ مطلب ہے کہ اگر بیچ میں وہ کپڑا اتار لیا اور پھر اسی کو پہن لیا تو وہ بھی برابر پہنے رہنے کے معنوں میں ہے ۔ ہاں اگر دوسرا کپڑا اس کی بجائے پہنا تو برابر پہنے رہنے کے معنی میں نہیں ہوگا اور قربانی دوسری دینی ہوگی ۔ عالمگیری ۔

ا۔ چوتھائی سر یا چوتھائی منہ پر ڈھانکنا امام اعظمؒ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے پورے سر یا منہ پر ڈھانکنا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چوتھائی سے زیادہ ڈھکے تب جزا لازم ہوتی ہے۔ کفایہ و عالمگیری

ب۔ اگر علاوہ کپڑے کے اور کسی چیز سے سر ڈھانکے مثلاً طشت یا برتن یا گیہوں کے تاپنے کا برتن وغیرہ سر پر رکھا تو کچھ جزا لازم نہیں ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری۔ (فقرہ ۳۹ و ۳۳ مسئلہ ۱-۳)

۲۔ پٹی باندھنا سر یا منہ پر (پورے دن) ... ... — صدقہ — شرح طحاوی

بغیر بیماری یا عذر کے سر یا منہ پر پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ شرح طحاوی۔

۳۔ پٹی باندھنا بدن پر (علاوہ سر اور منہ کے کسی اور جگہ پر چاہے وہ پٹی بڑی جگہ گھیرے) ... ... — کچھ نہیں — فتح القدیر

ا۔ پٹی کسی عذر سے باندھی جائے۔ بلا عذر باندھنی مکروہ ہے ... عالمگیری

۴۔ چادر یا تہمد کو رسی سے باندھنا (دن بھر) ... ... (مگر ایسا کرنا مکروہ ہے) — " — "

۵۔ قبا مونڈھوں پر پہن لی (ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے) اور طیلسان پہنی اور گھنڈیاں نہ لگائیں — " — عالمگیری

ا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک (برخلاف امام زفرؒ کے) قبا کو اس طرح پہننے میں کچھ جزا لازم نہیں آتی ہے۔ عالمگیری۔ ہدایہ

ب۔ اگر طیلسان یا قبا کی گھنڈیاں لگائیں تو ایسا ہی ہے جیسے سلا ہوا کپڑا پہننے کے طریق پر پہنا۔

۶۔ موزے پہننا ... ... — موزہ کاٹ کر — ہدایہ

ا۔ اگر کسی کے پاس جوتی نہ ہو تو موزہ بجائے جوتی کے پہن سکتا ہے مگر اس طرح پر کہ موزہ کے بیچ کا حصہ ٹخنوں[۵۲] کے نیچے نیچے تک پہن لے۔ باقی اوپر کا حصہ کاٹ ڈالے۔ (بقول امام محمدؒ بروایت ہشام) – ہدایہ

ب۔ بعض کے نزدیک موزہ بغیر کاٹے پہن لینے کا مضائقہ نہیں جبکہ بجائے جوتی کے پہنا جائے۔

دلائل۔ موزہ کو کاٹ کر پہننے کے متعلق دلیل حدیث ابن عمرؓ کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اور نہ پہنے موزہ مگر جبکہ نہ پاوے جوتیاں تو کاٹ لے موزے کو اور ٹخنوں سے نیچا کرے موزے کو۔ بغیر کاٹے پہننے کے متعلق دلیل حدیث ابن عباسؓ کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو نہ پاوے تہمد پہنے سراویل اور جو نہ پاوے نعلین پہن لے موزہ۔ اس کو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۷۔ خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا پہننا۔ دیکھو نقوش ۱۷۳ مسئلہ ۲۔ دفقرہ ۳۹ ... ...

۸۔ ہمیانی کمر میں باندھی اگر اس میں روپیہ پیسہ بھی ہو۔ ... ... — مضائقہ نہیں — ہدایہ

تشریح۔ امام مالکؒ کے نزدیک اگر ایسی ہمیانی میں کسی دوسرے شخص کا خرچ رکھا ہو تو مکروہ ہے کیونکہ اس صورت میں اسکو ضرورت نہیں ہے کہ دوسرے شخص کے خرچ کو اٹھائے پھرے۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ہمیانی سلے ہوئے کپڑے میں شامل نہیں ہے۔ لہٰذا اسکے باندھنے کا مضائقہ نہیں۔ ہدایہ

---

۵۱ ایک کپڑا ہوتا ہے کہ قاضی اپنے کندھے پر ڈالتے ہیں۔
۵۲ ٹخنوں سے مطلب پاؤں کا وہ جوڑ ہے جہاں جوتی کا تسمہ باندھتے ہیں۔ ہدایہ

۴ ۱۷ ۔ خوشبو و تیل کا استعمال

۱۔ خوشبو کے متعلق قواعد

قاعدہ ۔ ۱۔ خوشبو کی تعریف اور قسمیں ۔ خوشبو سے مراد وہ چیزیں ہیں جن میں اچھی بو آتی ہو اور سمجھدار لوگ اس کو خوشبو کہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری

خوشبو کی تین قسمیں ہیں ۔ ۱۔ نری خوشبو یعنی وہ چیز جو محض خوشبو ہی سمجھی جاتی ہے اور خوشبو کے طور پر استعمال ہی کی جاتی ہے ۲۔ وہ چیز جو بذات خود خوشبو نہیں ہے لیکن خوشبو کی اصل ہے ۔ اور خوشبو کے طور پر بھی کام میں آتی ہیں ۔ اور دوا کے طور پر بھی جیسے زیتون کا تیل ۔ ۳۔ وہ چیزیں جن کی ذات میں خوشبو نہیں اور نہ خوشبو کہلاتی ہے جیسے چربی وغیرہ ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۲۔ کن خوشبوؤں میں جزا و کفارہ ہے ۔ قسم اول کے استعمال میں کفارہ لازم ہوگا ۔ اگر دوا کے طور پر بھی کام میں لایا جائے تب بھی ۔ قسم دوم اگر تیل کے طور پر استعمال کیا جائے تو خوشبو کے حکم میں ہے ۔ اگر دوا کے طور پر کام میں لائی جائے تو ایسا نہیں ہے ۔ قسم سوم کے استعمال میں چاہے کھائے چاہے لگائے کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۳۔ پھول خوشبو نہیں ہے ۔ پھول وغیرہ خوشبو کی چیزیں سونگھنے سے کچھ جزا نہیں پڑتی لیکن ان کا سونگھنا مکروہ ہے ۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۴۔ خوشبو کا استعمال بدن پر پہننے کے کپڑوں اور بچھونے پر ایک ہی قواعد کے تابع ہے ۔ عالمگیری

الا ۔ اگر کپڑے اور بچھونے پر خوشبو لگائے تو اس میں جزا کا اندازہ مقدار خوشبو پر ہوگا ۔ اور کم خوشبو اسکو کہینگے جسکو لوگ کم سمجھتے ہیں اور زیادہ اسکو جسکو لوگ زیادہ سمجھتے ہوں ۔ اگر ایسی جگہ ہو تو جسکو خوشبو لگانیوالا سمجھے وہ کم ہے اور جسکو وہ زیادہ سمجھے وہ زیادہ ہے ۔ عالمگیری

قاعدہ ۔ ۵۔ خوشبو لگانے سے جو جزا لازم ہوتی ہے اگر وہ دیدی گئی تو اس خوشبو کی چیز کو علیحدہ کر دینا چاہئے ورنہ ظاہر روایت کے بموجب دوسری قربانی دینی واجب ہوگی ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔

قاعدہ ۔ ۶۔ تمام قسم کی خوشبوئیں ایک ہی قواعد کے تابع ہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔

قاعدہ ۔ ۷۔ خوشبو کا استعمال چاہے عمداً ہو چاہے سہواً چاہے زبردستی چاہے خوشی سے اور مرد استعمال کرے یا عورت سب ایک ہی قواعد کے تابع ہیں ۔ فتاویٰ عالمگیری ۔

قاعدہ ۔ ۸۔ تھوڑی یا بہت خوشبو کی جزا ۔ بہت سی خوشبو استعمال کرنیکی جزا قربانی ہے اور کم کی صدقہ ۔ عالمگیری

۱۔ بعض علماء نے کثیر کا اندازہ بڑے عضو پر لگایا ہے جیسے ران ، یا پنڈلی ۔ اور بعض نے بڑے عضو کی چوتھائی سے کیا ہے ۔ لیکن امام ابو جعفر رحمہ نے قلیل اور کثیر کا اندازہ اصل خوشبو سے کیا ہے ۔ مثلاً دو چلو گلاب اور ایک چلو غالیہ تو یہ کثیر ہے ۔ اور جسکو

دردِ سر کے واسطے خضاب کرے تو جزا لازم ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنے سر کو غلاف کے طور پر ڈھانکتا ہے اور یہ صحیح ہو کر کہ ایسی صورت میں جزا دینی چاہیے ۔۔۔ ہدایہ

تنبیہ جامع صغیر میں صرف سر کا ذکر ہے کہ سر پر خضاب کرنا جنایت ہے لیکن مبسوط میں سر اور ڈاڑھی دونوں کا ذکر ہے لہٰذا سر پر خضاب کرنے کی جزا علیحدہ ہے اور ڈاڑھی پر خضاب کرنے کی علیحدہ ۔۔۔ ہدایہ

٦۔ خوشبو کپڑے پر لگائی ... ... { زیادہ حصہ پر اور وہ ایک دن یا ایک رات بدن پر رہا ... — قربانی — درمختار
{ تھوڑے سے ... ... سے کم بدن پر رہا ... — صدقہ — ״

٧۔ خوشبو لباس کے کونہ میں یا چادر میں باندھے ایک دن یا ایک رات ... ... { اگر خوشبو زیادہ ہے ... — قربانی — عالمگیری
{ اگر خوشبو کم ہے ... ... — صدقہ — ״

٨۔ خوشبو میں رنگا ہوا کپڑا پہنا یا کسم میں رنگا ہوا پہنا (دیکھو فقرہ ۳ ، ۷ مسئلہ ۷ فقرہ ۳) ... ... { ایک روز پہنا — قربانی — ״
{ ایک روز سے کم پہنا — صدقہ — ״

٩۔ خوشبو زخم پر لگائے (خالص خوشبو یا کسی چیز میں ملا کر بغیر پکائے) ... ... { ایک مرتبہ لگائے ... — ״ — ״
{ برابر لگاتا رہا زخم کے اچھا ہونے تک — قربانی — ״

١۔ اگر ایک زخم کے ساتھ دوسرا اور ہو گیا تو دونوں زخموں کے اچھا ہونے تک ایک قربانی دینی ہوگی ۔۔۔ بحر الرائق

١٠۔ خوشبو زخم پر لگائے یا پاؤں کے شگافوں میں بھرے یا کان یا ناک میں ضرورتاً ڈالے یا کھائے — کچھ نہیں — ״

١١۔ خوشبو کو چھوا اور وہ لگی نہیں ... ... — ״ — ״

١٢۔ خوشبو سے مہکی ہوئی جگہ گیا ... ... { اور کپڑے خوشبو سے مہک گئے ... ... — کچھ نہیں — ״
{ اور اپنے کپڑوں کو اس خوشبو میں بسایا اور بہت خوشبو لگ گئی — قربانی — ״
{ ״ ״ ״ ״ ״ ״ کم ״ — صدقہ — ״
{ ״ ״ ״ ״ ״ اور کچھ خوشبو نہیں ... — کچھ نہیں — ״

دلیل ۔ صورت اول میں اس نے دانستہ کوئی نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن صورت دوم میں چونکہ خوشبو سے فائدہ اٹھایا ۔ لہٰذا قربانی لازم ہوگی ۔۔۔ عالمگیری

١٣۔ خوشبو کی دھونی دی ہوئی جگہ یا عطار کی دکان میں بیٹھا لیکن خوشبو کی غرض سے نہیں ... ... — کچھ نہیں — عالمگیری

١٤۔ خوشبو کھائے (یعنی خالص خوشبو) منہ بھر کر ... ... { اگر بہت ہے — قربانی — ״
{ اگر کم ہے ... — صدقہ — ״

١٥۔ خوشبو کھائے (پکا کر اس طرح کہ کھانے میں پکائے اور اس میں وہ خوشبو خوب مل جائے ... ... — کچھ نہیں — درمختار

صاحب احرام کو خبیص (جو ایک قسم کا خوشبودار حلوا ہے) کھانے میں کوئی جزا نہیں دینی پڑی ۔۔۔ سراج الوہاج

١٦۔ ״ ״ ״ (بغیر پکائے) ״ ״ ״ ملائے بغیر پکائے ... ... { اگر خوشبو غالب ہے ... — جزا — عالمگیری
{ اگر خوشبو غالب نہیں ہے — کچھ نہیں — ״

١٧۔ خوشبو پینے کی چیز میں ملائی ... ... { اگر خوشبو غالب ہے ... — قربانی — ״
{ اگر خوشبو کم ہے ... — صدقہ — ״

١۔ اگر بہت بار پیئے گا تو قربانی دینی ہوگی ۔۔۔ عالمگیری

۴۔ اگر مرد و عورت جماع کریں تو اگر دونوں عاقل و بالغ ہوں تو دونوں پر قربانی لازم ہے۔ فتاوی عالمگیری

الف۔ اگر مرد لڑکا ہے تو اس پر کچھ جزا نہیں عورت پر جزا ہے۔ عالمگیری۔
اگر عورت لڑکی ہے " " " مرد "
اگر مرد و عورت دونوں نابالغ ہیں تو دونوں پر کچھ جزا نہیں "
اگر مرد یا عورت مجنون ہوں تو مجنون ہے وہ نابالغ کے حکم میں ہے "

تشریح نمبر ۱۔ جماع سے مطلب عموماً جماع فی احد السبیلین ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک دوسرے طرق پر جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا کیونکہ وہ حقیقۃً جماع نہیں ہوتا۔ ہدایہ و کفایہ۔

{ ۲۔ اسی جماع سے حج و عمرہ فاسد ہوتا ہے۔ بالاجماع۔ }

تشریح نمبر ۳۔ جماع بھول کر یا سوتے ہیں یا زبردستی کرنا ایسا ہی ہے جیسے دانستہ کیا نزد امام اعظم برخلاف امام شافعی — ہدایہ
دلیل۔ (امام شافعی) ایسی صورت میں شریعت نے اپنے موقع پر معافی کی اجازت دی ہے اور نیند بھی ایسی ہی صورت ہے جس میں کوئی فعل کرنا دانستہ کے معنوں میں نہیں ہو سکتا۔ امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ دانستہ جماع سے حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور ایسا ہی ان طریقوں پر جماع سے لہٰذا دانستہ یا بھول کر یا سوتے میں جماع کرنا برابر ہوا اور بھول کا وصل اگرچہ بعذر کی حالت میں ہو سکتا ہے مگر حج کی حالت میں احرام اسکے مانع رہتا ہے جیسا کہ نماز پڑھتے ہوئے نماز اسکی مانع رہتی ہے اگر سوتے میں وہ فعل کرنا اور دانستہ کرنا برابر ہوتا تو مفعول پر غسل کیوں لازم آتا۔ ہدایہ

{ ۴۔ اس جماع سے حج و عمرہ فاسد ہو جاتا ہے۔ نزد امام اعظم
۵۔ " " " نہیں ہوتا نزد امام شافعی }

۵۔ اگر ایک موقع پر جماع کیجائے تو ایک قربانی دینی ہوگی۔ اور اگر مختلف موقعوں پر کیجائے تو مختلف قربانیاں دینی ہونگی۔ فتاوی عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۱۸۶ مسئلہ ۷

۱۔ ایسا واقعہ اگر وقوف عرفات کے بعد ہو تو پہلے موقع پر بدنہ کی قربانی اور دوسرے پر بکری کی قربانی دینی ہوگی۔ بقول امام اعظم و امام ابویوسف۔ شرح طحاوی

۶۔ حالت احرام میں جماع حج کے جس فعل سے پہلے یا بعد واقع ہو اسکے متعلق دیکھو باب پنجم فصل سوم خصوصاً فقرہ ۱۸۰ و ۱۸۶۔

۷۔ مرد و عورت جو سال گذشتہ میں ارتکاب جماع کی وجہ سے اس سال حج کی قضا دینے جائیں تو نزد علماء حنفیہ ان کو لازم نہیں کہ اس سال ملکر نہ رہیں لیکن امام مالک کے نزدیک گھر سے دونوں علیحدہ علیحدہ حج کو جائیں۔ اور امام زفر کے نزدیک جب سے علیحدہ ہو جائیں جب احرام باندھیں۔ امام شافعی کے نزدیک اس وقت جدا ہوں جب وہ موقع آئے جہاں سال گذشتہ میں مرتکب جماع ہوئے تھے۔ ہدایہ

دلیل یہ ہے کہ ہمراہی میں وہ دونوں اُس موقع کو یاد کرینگے اور ممکن ہے کہ پھر اسی امر کے مرتکب ہوں لہٰذا علیحدگی ہونی چاہئے۔ لیکن علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ وہ دونوں خاوند بیوی ہیں تو انہیں احرام سے پہلے علیحدگی کرا دینا انکے جائز تعلق میں دخل اندازی کرنا ہے اور احرام باندھ لینے کے بعد انہیں مفارقت اس وجہ سے نہ کیجائے کہ باہم رہنے میں انکو اس موقع پر یاد آئے گا کہ ذرا سی بات کی وجہ سے ہم کو کس قدر مشقت اٹھانی پڑی ہے اور اس سے وہ اور زیادہ نادم ہونگے۔ ہدایہ

۱۷۶ - جانور کو ایذا دینا اور شکار کرنا

ا۔ شکار کے ممنوعات کے متعلق قواعد

قاعدہ - ا۔ حرم وغیر حرم - محرم حدود حرم وغیر حرم میں شکار کرے تو جزا دینی ہوگی۔ اور بے احرام صرف حدود حرم میں شکار کرے تو تاوان لازم ہے۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح ۱۔ اگر محرم حرم میں شکار مارے تو اسپر اُسی قدر جزا لازم ہوگی جس قدر کہ جب وہ شکار کو حرم سے باہر مارتا۔ حرم کی وجہ سے کچھ اور جزا لازم نہ ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح ۲۔ اگر بے احرام نے جانور پر تیر چلایا اور وہ تیر حدود حرم سے نہ گزرا تو کچھ جزا دینی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر حرم کے باہر باز یا کتے کے ذریعے شکار کیا۔ اور کتے نے شکار کو پکڑنے پکڑتے حرم میں جا پکڑا تب بھی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ اور چاہے وہ شکار زخمی ہونے کے بعد حرم میں داخل ہو کر مر جائے تب بھی کچھ جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہاں اگر تیر مارا اور جانور کے اُس وقت لگا جبکہ وہ حرم میں داخل ہو رہا تھا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب جزا دینی ہوگی۔ یا جزا جب ہے جبکہ یا تو شکاری حرم میں ہو اور جانور حرم سے باہر یا برعکس۔ فتاویٰ عالمگیری

جانور کا حدود حرم میں یا باہر ہونا (۱) اگر شکار کھڑا ہے تو پاؤں حرم میں ہوں تو شکار حرم میں خیال کیا جائیگا۔ اگر سر حرم سے باہر ہے تو مضائقہ نہیں۔ اور اس کے خلاف ہونے سے حرم سے باہر خیال کیا جائے گا اور اگر کچھ پاؤں حرم کے اندر ہیں اور کچھ باہر تو احتیاطاً حرم کے اندر شمار ہوگا۔ (۲) اگر شکار لیٹا ہوا ہے تو سر حرم میں ہو تو شکار حرم میں خیال کیا جائیگا اگر ٹانگیں حرم سے باہر ہیں تو مضائقہ نہیں۔ اور اس کے خلاف ہونے سے حرم سے باہر خیال کیا جائیگا۔ (۳) اگر جانور کسی درخت کی شاخ پر ہے تو اگر اس کی سیدھ عموداً حرم کے اندر پڑتی ہے تو جانور حرم کے اندر ہے اور اگر عموداً حرم کے باہر پڑتا ہے تو جانور حرم کے باہر ہے۔ عالمگیری

قاعدہ - ۲۔ جانور - خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے - دریائی جانوروں کا حلال ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

ا۔ کلام مجید میں آیا ہے۔ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ (تمہارے واسطے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے) تو اس آیت کے حکم پر بحری شکار جائز ہے۔ ہدایہ۔

ب۔ خشکی کے جانور سے مطلب وہ جانور ہے جس کی پیدائش اور پرورش خشکی میں ہو اور جس کی پیدائش اور پرورش پانی میں ہو وہ بحری ہے۔ اگر بحری جانور بعد میں خشکی میں رہنے لگے یا بری جانور پانی میں۔ تو اس سے اس کی اصلیت نہیں بدلتی۔ ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری۔

ج۔ شکاری جانور وہ جانور ہے جو انسان سے بھاگتا ہو اور یہ عادت اس میں خلقی ہو۔ ہدایہ

د۔ صاحب احرام کو بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور پلی ہوئی بطخ کا ذبح کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ جانور شکاری نہیں ہیں۔ کیونکہ انسان سے نہ ڈرتے اور نہ بھاگتے ہیں۔ اور بطخ سے مراد وہ بطخ ہے جو گھروں میں حوض میں تیرتی ہے۔ اور وہی انسان سے مانوس ہوتی ہے۔ ہدایہ دکنز

۳۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ جانور ہیں کہ قتل کئے جائیں حل و حرم میں کوا۔ چیل۔ بچھو (سانپ) اور کتا کاٹنے والا۔ رواہ البخاری و مسلم۔

۱- ایک احرام والے نے دوسرے احرام والے کو شکار بتایا اور اس نے تیسرے کو اور اس طرح شکار قتل ہوا۔ دونوں پر پوری پوری جزا لازم ہوگی — عالمگیری

" " " " " پہلے احرام کو " " " بتانے والے پر " " " " — عالمگیری

" بے احرام نے " بے احرام کو " " " قاتل[1] پر " " " " — عالمگیری

۲- ایک احرام والا دوسرے کو بتائے اور دوسرا تیسرے کو اور اسی طرح شکار قتل ہو تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی — عالمگیری

۳- اگر بے احرام کسی کو اشارہ سے شکار بتائے تو اس بے احرام پر جزا لازم نہیں۔ ہدایہ

شرط یہ ہے کہ اس نے اس امر کا التزام نہیں کیا تھا کہ میں شکار نہ بتاؤں گا۔ حالانکہ محرم نے ایسا کیا تھا — عالمگیری

(- اگر جس کو اشارہ سے بتایا وہ پہلے سے اس شکار کو جانتا یا دیکھتا تھا تو اشارہ کرنے والے پر کچھ جزا واجب نہ ہوگی۔ عالمگیری

۴- ایک احرام والے نے دوسرے محرم کو تیسرے محرم کے پاس بھیجکر خبر کروائی کہ فلاں شخص نے شکار کا پتہ دیا ہے اور اس پر سب نے آجاکر اس کو قتل کیا۔ تو قیمت قاتل اور قاصد اور بھیجنے والے تینوں پر واجب ہوگی — عالمگیری

(- اگر یہ شخص پہلے سے اس شکار کو دیکھتا جانتا تھا تو قاتل کے سوا کسی پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ عالمگیری

۵- اگر ایک محرم نے کسی شخص کو ایک شکار کی طرف اشارہ کیا اور اس کو ایک ہی شکار نظر آیا تھا اور اسی شخص کو پھر دوسرا شکار دکھائی دیا۔ اگر وہ شکار بھی قتل کرے تو اشارہ کرنے والے پر پہلے ہی شکار کی جزا واجب ہوگی — عالمگیری

۶- اگر ایک محرم کو شکار مارنے کیلئے تیر کی ضرورت ہے اور شکار اور کسی طرح نہیں مارا جا سکتا تھا تو دوسرے محرم نے اس کو تیر کمان بتائی (اور دے دی) — اور اس نے اس کو تیر سے قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی — محیط

۷- اگر کسی نے ایک محرم سے چھری مانگ کر ایک شکار کو قتل کیا تو محرم پر جزا لازم نہ ہوگی۔ لیکن اگر وہ ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب وہ شخص بغیر اس کی چھری دیئے بھی ذبح پر قادر ہو ورنہ محرم بھی ضامن ہوگا۔ محیط سرخسی —

۸- کئی محرم مکہ میں کسی گھر میں اترے اور اس گھر میں بٹیاں اور کبوتر تھے اور ان میں سے بعض شخصوں نے چھوٹے شخص کو دروازہ بند کرنے کا حکم کیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منیٰ کو چلے گئے اور جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے دیکھا کر کچھ جانور پیاس کی وجہ سے مرگئے تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی — غایۃ السروجی۔

۹- اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو شکار کی خبر کی لیکن وہ شکار اس کو نظر نہ آیا پھر دوسرے احرام والے نے اسی شکار کی خبر دی اور اس نے پہلے شخص کی بات کو سچا جانا۔ جھوٹا۔ پھر شکار کو تلاش کرکے اس کو قتل کیا۔ تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی عالمگیری

قاعدہ — ۱۔ جتنی شکار اتنی جزا۔ ایک جانور کے شکار کرنے کی ایک جزا اور کئی جانوروں کے مارنے کی کئی جزائیں ہی ہوں گی — فتاوی عالمگیری۔

ا۔ اگر کئی جانور شکار کرے تو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ جزا لازم ہوگی۔ عالمگیری۔

ب۔ اگر کئی شکار احرام سے باہر ہونے کے ارادہ سے کرے تو ان سب کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ وہ احرام سے باہر ہونے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور احرام کی حالت میں گناہ کا ارادہ نہیں کرتا ہے۔ اور جلد احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوتی ہے — فتاوی عالمگیری۔

قاعدہ — ۲۔ محرم ہو کا شکار کرنے پر مجبور۔ اگر محرم بوجہ بھوک کے شکار کرنے پر مجبور ہو جائے اور شکار کرے تب بھی اس کو جزا دینی ہوگی — ہدایہ

ا۔ اس صورت میں اگرچہ اس کو شکار کی اجازت ہے گو وہ اجازت اسی شرط پر ہے کہ کفارہ دے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت سے ظاہر ہے — ہدایہ۔

---

[1] ضرور ہے کہ حرم میں اس شکار کو بتائیگا ورنہ جزا کیسی؟ + اور جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے۔ اس صورت میں ... پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔

قاعدہ ۔ ۸ ۔ شکار پکڑے تو چھوڑ دے اگر محرم نے شکار پکڑا (ہاتھ میں ہو یا پنجرہ میں یا گھر میں) واجب ہے کہ اسکو چھوڑ دے ۔ عالمگیری

ا ۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ایسے شکار کا چھوڑنا واجب نہیں ۔ عالمگیری

ب ۔ " " " " " " چاہے احرام بھی باندھ لے ۔ اور اسکو حرم میں لیجائے ۔ شرح طحاوی

ج ۔ اگر دوسرے محرم نے یہ شکار چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر کچھ جزا لازم نہیں کیونکہ شکار کرنے والا شکار کا مالک نہیں سمجھا جائے گا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے ۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۔ حرام کر دیا گیا ہے تمہارے اوپر شکار جنگلی جبتک تم احرام میں ہو ۔ عالمگیری

د ۔ اگر محرم نے شکار پکڑا اور دوسرے محرم نے اسکے ہاتھ میں قتل کر دیا تو دونوں پر جزا لازم ہوگی ۔ ہاں امام ابو حنیفہ کے نزدیک پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ قاتل سے وہ قیمت واپس لے جو اس نے جزا میں دی ہے لیکن امام زفر کے نزدیک پکڑنے والا قاتل سے وہ قیمت جو اس نے جزا میں دی ہے واپس نہیں لے سکتا ۔ از ہدایہ

ر ۔ اگر غیر محرم نے شکار کو پکڑا پھر احرام باندھا پھر اس سے کسی نے چھڑا دیا ۔ تو چھوڑنے والا اس شکار کا ضامن ہوگا ۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صاحبین کے نزدیک ضامن نہ ہوگا ۔ دلیل (امام اعظم) چونکہ پکڑنے والا شکار کا مالک ہو گیا تھا ۔ لہذا احرام باندھنے سے اس کی ملک نہیں جاتی رہیگی بلکہ ملک کی حفاظت ضروری ہے اور چھڑانے والے نے اس کے جائز مال پر دست اندازی کی ۔ لہذا اسپر ضمان واجب ہوا ۔ دلیل (صاحبین) چونکہ چھڑانے والے نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مطابق کارروائی کی لہذا ۔ اسپر ضمان نہیں ہے ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۹ ۔ درندہ کا شکار ۔ درندہ جانور (جسکا گوشت نہیں کھاتے) کے شکار میں ایک بکری جزا دیجاتی ہے ۔ عالمگیری

ا ۔ جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا مثلاً شیر وغیرہ اگر اسکا شکار کیا جائے تو علماء حنفیہ کے نزدیک اس کی بھی جزا دینی لازم ہوگی ۔ لیکن ان جانوروں کی جزا لازم نہیں ہوگی جن کے مارنے کی اجازت شرع نے دی ہے ۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک شیر وغیرہ کے مار ڈالنے میں جزا نہیں دینی ہوگی ۔ کیونکہ یہ بھی موذی جانور ہے جیسا کہ وہ پانچ موذی جانور ہیں جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان کی جزا نہیں دیجاتی اور جس میں کلب گزندہ بھی شامل ہے اور کلب گزندہ کے معنوں میں بلحاظ لغت یہ موذی جانور بھی شامل ہیں ۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ درندہ جانور مثل شیر وغیرہ شکار ہیں اس واسطے کہ وہ وحشی ہیں کہ بغیر حیلہ کے ان کا پکڑنا ممکن نہیں ۔ اور پکڑنے والے کی غرض اگرچہ اس سے گوشت حاصل کرنے کی نہیں ہوتی تاہم پوست حاصل کرنے کی تو ہوتی ہے یعنی اس کی کھال سے فائدہ اٹھانے کی یا ایذا رفع کرنے کی ۔ یا محض فخریہ شکار کرنے کی ۔ دوسرے یہ امر بھی ہے کہ اگر پانچ جانوروں کے سوا ان کا ذکر حدیث میں آیا ہے شیر وغیرہ بھی اس میں شامل کر دیں تو حدیث میں جانوروں کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی اور لفظ کلب بلحاظ عرف کے شیر وغیرہ جانوروں کو شامل نہیں کر سکتا ۔ اور حرف لغت پر غالب ہے ۔ لہذا جزا دینی چاہیئے جزا میں جو ایک بکری ہی مقرر کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ کفار (جو اسی قسم کا درندہ ہی) کے قتل کرنے میں ایک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوم یہ کہ شکار پکڑنے والا اس کی کھال سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کھال کی قیمت کے لحاظ سے ایک بکری کافی ہے جزا اس واسطے نہیں دیجاتی کہ وہ موذی جانور ہے اور انسان پر حملہ کرتا ہے ۔ امام زفر کے نزدیک جو ماکول اللحم شکار کی جزا ہے وہی اس میں بھی دینی چاہیئے ۔ ہدایہ

قاعدہ ۔ ۱۰ ۔ شکار قبضہ میں ہے اور احرام باندھا ۔ اگر شکار قبضہ میں ہے اور احرام باندھا تو شکار کو چھوڑ دینا واجب ہے اگر نہ چھوڑا اور شکار ہاتھ میں مر گیا تو قیمت کا ضامن ہوگا ۔ فتاویٰ عالمگیری

تشریح ۔ یہ شکار جو چھوڑا گیا ہے اس کی ملکیت ہی رہیگا اگر یہ چاہے تو احرام اتارنے کے بعد پھر پکڑ لے یا اگر دوسرے نے پکڑ لیا ہے تو اس سے واپس لے سکتا ہے ۔ ہاں اگر یہ شکار دوسرے شخص نے اسکے ہاتھ سے چھڑا دیا تھا تب چھوڑانے والے کو لازم ہے کہ مالک کو اس کی قیمت دے نزد امام ابو حنیفہ بر خلاف امام ابو یوسف ۔ ہدایہ

ا ۔ اگر کسی محرم نے دوسرے غیر محرم کا شکار غصب کر لیا پھر غصب کرنے والے نے احرام باندھا اور شکار اس کے ہاتھ میں تھا تو

چھوڑ دینا لازم ہے۔ اور اس کی قیمت مالک کو دینی چاہیئے۔ اگر مالک کے حوالہ کر دیا تو بری الذمہ ہو گیا مگر مر گیا اور اس کی جزا دینی ہو گی ــ محیط سرخسی فصل ازالۃ الامن من الصید۔

قاعدہ ــ ۱۱۔ شکار قبضہ میں ہے اور حرم میں داخل ہوا۔ اگر شکار ہاتھ میں ہے اور حرم میں داخل ہوا تو واجب ہے کہ شکار کو چھوڑ دے لیکن اگر پنجرہ یا کجاوہ میں ہے تو چھوڑنا لازم نہیں ــ کفایہ

دلیل۔ (علماء حنفیہ) جبکہ حرم میں داخل ہوا تو اگر شکار ہاتھ میں ہے تو بسبب تعظیم حرم اسکو چھوڑ دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کجاوے میں ہے یا وہ پنجرہ تو چھوڑنا واجب نہیں۔ جیسا کہ مروی ہے صحابہ کرام سے کہ انہوں نے احرام باندھا حالانکہ ان کے گھروں میں شکار اور کبوتر وغیرہ تھے۔ کیونکہ اس صورت میں احرام والے سے تعرض نہیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ شکاری جانور بحالت خود یا پنجرے میں محفوظ ہے نہ کہ محرم کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں البتہ محرم کے ملک میں ہے اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں ــ ہدایہ۔

قاعدہ ــ ۱۲۔ مفرد ایک اور قارن دو جزا دیگا۔ مفرد حج کرنے والے یا مفرد عمرہ کرنیوالے کو شکار کی ایک دینی ہوگی اور قارن کو ایک کے بدلہ دو جزا دینی ہوگی ــ شرح طحاوی۔

قاعدہ ــ ۱۳۔ سدھے ہوئے جانور کا قتل۔ اگر کسی سدھے ہوئے شکاری جانور کو مار ڈالے تو قیمت سدھے ہوئے جانور کی مالک کو دینی ہوگی اور غیر سدھے ہوئے جانور کی قیمت حق اللہ میں واجب ــ شرح طحاوی محیط سرخسی۔

دلیل۔ اگر ہرن انسان سے مانوس ہو جائے اور اس کو کوئی قتل کرے تو جزا ضرور لازم آئے گی کیونکہ خلقی طور پر وہ شکاری ہی جانور ہے یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی اونٹ انسان سے بھاگ کر جنگل میں چلا جائے اور اس سے ڈر کر بھاگے تو وہ شکاری جانور متصور نہ ہوگا ــ ہدایہ

۱۔ اگر بے احرام کسی کے سدھے ہوئے شکار کو حرم میں قتل کرے تب بھی یہی حکم ہے ــ عالمگیری۔

قاعدہ ــ ۱۴۔ دو ضرب ایک کفارہ۔ اگر کسی شکاری جانور کو زخمی کیا اور اس کا کفارہ دیدیا پھر اسکو قتل کیا تو دوسری جزا علیحدہ دینی ہوگی۔ ہاں اگر پہلا کفارہ ابھی نہیں دیا تو ایک کفارہ دونوں کے واسطے کافی ہے ــ فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ ــ ۱۵۔ جانور کے قتل کے بعد اس کی قیمت گھٹ بڑھ جانا۔ اگر شکار کو زخمی کرنے کے بعد اس کی قیمت بڑھ گئی۔ (مثلاً جب زخمی کیا تھا تو اس کی قیمت کم تھی مگر کچھ دنوں بعد اس کی جسم بڑھ جانے سے اس کی قیمت میں زیادتی ہوگئی اور اب جانور مر گیا) تو مرنے کے دن جو جانور کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی اور اصلی قیمت اور ضرب لگانے کے وقت کی قیمت کا فرق بھی دینا ہوگا۔ اور اگر اس کی قیمت گھٹ گئی تو جو قیمت زخمی ہونے کے دن تھی وہ واجب ہوگی ــ فتاویٰ عالمگیری۔

---

۱ فتاویٰ عالمگیری میں یہ مسئلہ سدھے ہوئے باز کے متعلق لکھا ہے ــ م

قاعدہ — ۱۶۔ اگر شکار کو زخمی کیا اور وہ مر گیا تو جزا لازم ہوگی ورنہ اگر اچھا ہو گیا اور زخم کا کچھ اثر باقی نہیں رہا تو جزا نہیں دینی ہوگی۔ ہاں اگر کچھ اثر باقی رہا تو جس قدر قیمت میں نقصان واقع ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ عالمگیری

ا۔ اگر یہ نہیں معلوم کہ جانور مر گیا یا اچھا ہو گیا تو استحساناً جزا دینی ہوگی۔ مبسوط سرخسی۔

ب۔ اگر زخمی کرنے کے بعد جانور کو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور وجہ سے مرا ہے تو زخمی کرنے کی وجہ سے جو کچھ جزا واجب ہوئی تھی اسی قدر دینی ہوگی۔ — فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ — ۱۷۔ زخمی شدہ کو قتل کرنا۔ اگر شکار کو پہلے ایسا زخمی کیا کہ وہ بھاگنے کے قابل نہ رہا اور پھر اس کو قتل کیا تو دو جزائیں دو مرتبہ کی دینی ہونگی۔ عالمگیری

ا۔ اگر قتل بھی کر چکا جب پہلی جزا دیگا تو وہ بھی ایک جزا دونوں فعلوں کے واسطے کافی ہوگی۔ سراج وہاج

قاعدہ — ۱۸۔ مدافعت میں جزا نہیں ہے۔ اگر کوئی درندہ جانور یا شکاری جانور محرم پر حملہ کرے اور مدافعت میں محرم اسکو مار ڈالے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ عالمگیری وہدایہ۔

ا۔ اگر کوئی درندہ جانور یا شکاری جانور صاحب احرام پر حملہ کرے اور وہ اسکو قتل کرے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ ہدایہ

ب۔ امام زفرؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی جزا لازم ہے۔ جیسا کہ اگر اونٹ محرم پر حملہ کرے اور وہ مدافعت میں اس کو مار ڈالے تو قیمت اس کی دینی پڑتی ہے۔ دلیل علماء حنفیہ۔ چونکہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک درندہ کو مار ڈالا اور اس کے بدلے میں بکری کا بچہ خیرات میں دیا۔ اور یہ فرمایا کہ میں نے اس کے مار ڈالنے میں ابتداء کی ہے پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر ابتداءً درندہ حملہ کرے اور وہ اس کو قتل کر دے تو اس کے بدلہ کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ محرم کو ابتداءً درندہ پر حملہ کرنا منع ہے۔ لیکن رافعت شرعاً منع نہیں ہے چنانچہ موذی جانور کے صدمہ سے بچنے کے واسطے شرعاً اس کو ایسے جانور کا مارنا لازم ہے اگرچہ وہ ایذا ابھی نہ پہنچائے جیسا کہ آیا ہے (قتل المؤذی قبل الایذا)۔ تو جب موذی جانور کا مارنا صرف اس خیال سے کہ وہ ایذا پہنچائیگا ضرور ہوا تو جب وہ ایذا پہنچائے تو بطریق اولیٰ مارنا ضرور ہوا۔ بخلاف اونٹ کے کہ اسکے بدلے میں قیمت دینی پڑتی ہے۔ نہ جزا — کفایہ

قاعدہ — ۱۹۔ کئی محرم۔ اگر دو صاحب احرام یا زیادہ ایک شکار کو قتل کریں تو ہر ایک پوری پوری جزا دیگا۔ فتاویٰ

قاعدہ — ۲۰۔ کئی بے احرام۔ اگر دو بے احرام ایک ضرب سے قتل کریں یا ایک جماعت ایک ضرب سے قتل کرے تو جزا کے اسی قدر حصہ ہو کر ہر ایک شخص پر ایک ایک حصہ لازم ہوگا — فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ — ۲۱۔ محرم و کافر۔ اگر محرم کے ساتھ کوئی لڑکا یا کافر شریک ہو کر قتل کریں تو پوری جزا محرم ہی کو دینی ہوگی۔ کافر یا لڑکے پر کچھ واجب نہ ہوگا — فتاویٰ عالمگیری۔

قاعدہ — ۲۲۔ دو شخص یکے بعد دیگرے ماریں۔ اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اور اس کے بعد دوسرے شخص نے دوسری تو ہر شخص پر وہ جزا واجب ہوگی جو اس کی ضرب کی وجہ سے جانور کی قیمت میں کمی ہوئی اور ساتھ ہی دونوں ضربوں کے بعد جو اس کی قیمت رہ گئی اس کا نصف نصف ہی

ہر ایک کے ذمہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔۲۳۔ شکار حرم سے باہر نکالنا۔ اگر کوئی شخص حرم سے ہرنی کو نکال لائے اور اس کے ہاں بچے ہوں اور پھر ہرنی اور بچے مر جائیں تو ہرنی اور بچوں کی قیمت جزا میں دینی ہوگی۔ ہدایہ

دلیل ۔ حرم کا شکاری جانور حرم سے باہر نکالنے پر بھی امن کا مستحق ہے شرعاً۔ لہذا اسکا واپس حرم میں پہنچا دینا ضروری ہے۔ ہدایہ

قاعدہ ۔۲۴۔ جانور کو ڈرا کر مار ڈالنا۔ اگر ہیبت کے سبب کوئی جانور کنوئیں میں گر گیا تو جزا لازم ہوگی۔ عالمگیری

قاعدہ ۔۲۵۔ دودھ نکالنا۔ اگر حرم کے جانور کا دودھ نکالے تو اس کی قیمت کے موافق جزا دینی ہوگی۔ ہدایہ

وجہ:۔ یہ ہے کہ دودھ بھی شکار کا ایک حصہ ہے تو جس طرح شکار کی جزا دینی ہوتی ہے اسکی بھی دینی چاہیئے۔ ہدایہ

قاعدہ ۔۲۶۔ شکار بذریعہ سواری۔ اگر کوئی شخص جانور پر سوار تھا یا اسکو کھینچتا تھا یا ہانکتا تھا اور اس جانور نے ہاتھ یا پاؤں یا منہ سے شکار کیا تو سوار پر جزا لازم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ ۔۲۷۔ انڈا توڑنا۔ اگر کسی شکاری جانور کے انڈے کو توڑے (یا بھونے) تو اس کی قیمت ہی دینی لازم ہوگی (یہی حضرت علی و ابن عباس سے مروی ہے)۔ ہدایہ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۔ یہاں یہ انڈے میں سے بچہ مرا ہوا نکلا اور چاہیے انڈے میں بچہ ہونا اور قیاس یہی چاہتا کہ انڈے ہی کی قیمت خیرات کیا جائے لیکن ایک احتمال یہ کہ چونکہ انڈا وہ چیز ہے کہ ایک روز بچہ ہو کر شکاری جانور بنجائیگا تو یہ احتمال کہ انڈہ نکلے تو بچہ زندہ ہوتا اور شکاری جانور ہو جاتا اگر یہ احتمال انڈے کے پورے جانور کی قیمت خیرات کرنی ہوگی۔ اگر انڈہ مرا بچہ بن گیا ہو اور انڈا توڑنے سے بچہ مرا ہوا نکلا تو سمجھا جاتا جانور کی قیمت اسکے بدلے میں خیرات کرنی ہوگی۔ اگرچہ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ (جبکہ بچہ مرا ہوا نکلا) انڈے کی قیمت خیرات کرے۔ ہدایہ

قاعدہ ۔۲۸۔ شکار کی خرید و فروخت حدود حرم میں۔ اگر محرم شکار خریدے یا فروخت کرے (حرم یا غیر حرم میں) تو یہ بیع باطل ہے اور اگر خریدا اور وہ شکار مر گیا تو اس کی قیمت کی جزا دے[۱]۔ فتاویٰ عالمگیری۔

۱۔ اگر دو بے احرام شکار کی خرید و فروخت کریں۔ خود حرم کے اندر ہوں۔ اور شکار باہر تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے بخلاف امام محمد۔ عالمگیری

قاعدہ ۔۲۹۔ اگر محرم شکار ذبح کرے حرم یا غیر حرم میں تو وہ شکار اسکے لئے مردار ہے اور اسپر جزا لازم ہوگی۔ اگر بے احرام ذبح کرے (حرم میں) تو اسکا کھانا جائز نہیں اور ذابح پر تاوان ہے۔ ہدایہ۔ عالمگیری

تنبیہ:۔ اگر محرم شکار کو باز یا کتے کے ذریعہ مارے تب بھی ذبح ہی کے حکم میں ہے اور اسپر جزا واجب ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری

تنبیہ:۔ اگر خود ذبح کیا اور کھایا تو ذبح کی جزا اگر ابھی نہیں دی تو کھانے کے بعد ایک ہی جزا ذبح اور کھانے کی واسطے کافی ہے۔ اگر ذبح کی جزا دے چکا۔ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جو کچھ کھایا اسکی قیمت واجب ہوگی۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہیں۔ اور اگر اس گوشت کو کسی دوسرے بے احرام یا محرم نے کھایا تو بالاتفاق توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہیں۔ شرح طحاوی

دلیل (صاحبین) یہ ذبیحہ مردار ہے تو سوائے استغفار کے اور کوئی جزا نہیں دینی ہوگی جیسا کہ دوسرے محرم کو کھانے میں سوائے استغفار کے اور کوئی جزا لازم نہیں آتی۔ امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ جزا اس وجہ سے دینی ہوگی کہ جو گوشت اسنے کھایا ہے وہ مردار ہے اور مردار کو بوجہ ممنوعات احرام کے ہے لہذا اس گوشت کا کھانا ممنوعات احرام کا مرتکب ہونا ہوا اور جب ممنوعات احرام کا مرتکب ہوا۔ تو جزا لازم ہوئے چنانچہ اگر دوسرا محرم اس گوشت کو کھائے تو چونکہ اسکے ممنوع ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے اسلئے یہ دلیل اسپر صادق نہیں ہوتی۔ ہدایہ

[۱] یعنی اگر خرید لیا اور مر گیا تو اسکو واپس تو نہیں کر سکتا لہذا اس کی قیمت دے۔

اگر مسکین کا پیٹ نہ بھرے، مثلاً روٹی کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ دے — ہدایہ
ب۔ جوں کا مارنا اور زمین پر ڈال دینا برابر ہے یعنی اسکی بھی وہی جزا ہے جو جوں اور ڈالنے کی ہے — فتاویٰ عالمگیری
ج۔ اگر جوں کسی اور شخص کو مارنے کو دیدی تب بھی جزا دینی ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری
د۔ اگر سر اتنا زور سے کھجائے کہ جوں مر جائے تب بھی جزا دینی ہوگی —
س۔ جوں کو اشارہ سے بتانا بھی جائز نہیں اگر اشارہ سے بتایا اور جوں ماری گئی تب بتانے والے پر جزا لازم ہے — عالمگیری

۲۔ دو یا تین جوئیں ماریں اپنے سر یا بدن یا کپڑے پر سے پکڑ کر ...	ایک مٹھی گیہوں	عالمگیری
۳۔ تین سے زیادہ ...	پونے دو سیر گیہوں	"
۴۔ جوئیں ماریں زمین پر سے پکڑ کر ...	کچھ نہیں	"
۵۔ کپڑے کو دھوپ میں ڈالا کہ جوئیں مر جائیں۔ (اور بہت جوئیں مریں) ...	پونے دو سیر گیہوں	"

ا۔ اگر کپڑے کو دھوپ میں خشک ہونے ڈالا کہ جوئیں مر جائیں، یا جوئیں غیر کے ہاتھ سے مروائیں سب کے واسطے ایک ہی حکم ہے — عالمگیری
ب۔ اگر صاحب احرام نے کسی بے احرام کو اپنے کپڑے دیدے کہ اسکی جوئیں چنکر مار دے تو حکم کرنے والے پر جزا لازم ہے۔ عالمگیری۔

۶۔ کپڑے کو دھوپ میں ڈالا اگر نیت یہ نہ تھی کہ جوئیں مر جائیں (اگرچہ جوئیں مر گئیں) ...	کچھ نہیں	"
۷۔ اگر ایک ٹڈی ماری ...	صدقہ	ہدایہ

ا۔ جس نے جوں یا ٹڈی ماری چاہئے کہ صدقہ دے چاہے تھوڑا ہی ہو مثلاً ایک کف طعام — شرح وقایہ
ب۔ صدقہ چاہئے صدقہ اس لئے کہ ٹڈی بھی شکار بری ہے — اور شکار وہی ہے جسکو حیلہ سے پکڑیں اور پکڑنے والا اپنے مطلب کے واسطے اسی کو پکڑے اور وابستہ پکڑے، اگرچہ ٹڈی کی قیمت بہت تھوڑی ہوتی ہے چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمرۃ خیر من جرادۃ ایک کھجور ایک ٹڈی سے بہتر ہے۔ سو جیسا کہا جاتا ہے کہ تھوڑا صدقہ بھی دے تو کافی ہے — ہدایہ

۱۷۸۔ نباتات اور مٹی اور پتھر حرم میں سے لیجانا

(حرم کے درخت وغیرہ کاٹنا صاحب احرام و بے احرام دونوں کو جائز نہیں)

ا۔ حدود حرم میں سے نباتات کاٹنے کے متعلق قواعد۔

قاعدہ — ۱۔ بلحاظ جنایت قائم کرنے کے حرم کے نباتات چار قسم پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ (از فتاویٰ عالمگیری)

(۱) وہ نباتات جنکو انسان عموماً کاشت کرتے ہیں یا بوتے ہیں۔ اور انسان نے حدود حرم میں ان کو لگایا بھی ہو۔
(۲) " " " " " " " " " " یعنی کو نہ لگایا ہو بلکہ وہ خود بخود پیدا ہو گئے ہوں
(۳) " " " " " " اور نہ بوتے ہیں (یعنی خودرو نباتات) مگر انسان نے حدود حرم میں ان کو لگایا ہو
(۴) " " " " " " " " " اور انسان نے " " نہ لگایا ہو۔

یہ چوتھی قسم کی نباتات ہے جنکے متعلق جزا لازم آتی ہے — پہلی تین قسم میں کوئی جزا نہیں ہے — فتاویٰ عالمگیری

قاعدہ — ۲۔ چوتھی قسم (یعنی جو خود بخود پیدا ہوں اور ان کو کسی نے نہ بویا ہو) ایسی ہے جس کا کاٹنا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں اور اگر کاٹے تو جزا دینی ہوگی — فتاویٰ عالمگیری

۳۔ مٹی و پتھر و نباتات کے متعلق جنایات و کفارات۔

مسئلہ	جزا	سند
۱۔ درخت اکھاڑا اور اُس کی قیمت ادا کر دی پھر اسکو وہیں بو دیا اور وہ جم گیا اور پھر اکھاڑ لیا۔	کچھ نہیں	عالمگیری
۲۔ دو صاحب احرام یا دو بے احرام یا ایک صاحب احرام دوسرا بے احرام نے درخت اکھاڑا (دونوں پر)	قیمت	عالمگیری
عالمگیری گھاس کاٹی یا جانوروں کو چرا دی	قیمت	شرح وقایہ
۴۔ مٹی پتھر کو حرم سے باہر لیجائے یا حرم میں لائے تو مضائقہ نہیں	کچھ نہیں	عالمگیری

وجہ یہ کہ جب جزا دے چکا تو وہ اس کا مالک بن گیا۔ فتاوی عالمگیری

تشریح۔ امام ابو یوسف کے نزدیک جانوروں کو حرم میں چرانا جائز ہے کیونکہ اس بات کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور جانوروں کو حرم میں جانے سے روکنا مشکل ہوتا ہے لیکن طرفین کی یہ دلیل ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گھاس کاٹنا چاہے اونٹ منہ سے کاٹے یا کسی آلہ سے کاٹی جائے ایک ہی بات ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس حالت میں کہ گھاس جانوروں کے کھلانے کی واسطے حل سے لے جا سکتی ہے جانوروں کو حرم میں چرانا ضروری نہیں۔ ہدایہ

۱۔ نہ چراوے حرم کی گھاس اور نہ کاٹے مگر اذخر کو۔ شرح وقایہ

باب ۵ فصل سوم۔ ممنوعات افعال حج اور اُن کی جزا باب ۵

جو باتیں حالت احرام میں منع ہیں وہی دوران افعال حج میں بھی منع ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں جوں مارے تو اسکو وہی جزا دینی ہوگی جو اسکو دوران طواف میں جوں مارنے سے دینی پڑتی ہے اور جتنے ممنوعات ہیں سب کے ارتکاب میں جزا دینی ہوتی ہے اور حج صحیح رہتا ہے۔ مگر صرف جماع کے ارتکاب سے حج فاسد ہو جاتا ہے۔ چاہے حالت احرام میں ہو یا دوران افعال حج میں، بشرطیکہ حج کے رکن سے پہلے (یعنی وقوف عرفات سے پہلے) ایسا کیا جائے۔ اگر وقوف عرفات کے بعد جماع کیا تو امام اعظم کے نزدیک حج فاسد نہیں ہوتا لیکن امام شافعی کے نزدیک حج فاسد ہو جائیگا کیونکہ ابھی رمی جمار اس کے ذمہ باقی ہے۔ یعنی امام اعظم کے نزدیک اگر ارتکاب جماع وقوف عرفات کے بعد ہوا اور امام شافعی کے نزدیک رمی جمار کے بعد ہو تب حج فاسد نہیں ہوتا۔ ارکان حج اپنے اپنے موقع پر ادا کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی تقدیم و تاخیر سے جزا دینی ہوتی ہے۔

۱۷۹۔ ادائے مناسک میں تقدیم و تاخیر

مسئلہ	جزا	سند
۱۔ ایک نسک کو دوسرے سے پہلے کرے (مثلاً رمی یا ذبح سے پہلے سر منڈوایا یا رمی سے پہلے قارن نے قربانی کی)	دم نزد امام اعظم / کچھ نہیں نزد صاحبین	ہدایہ

دلیل۔ صاحبین یہ ہے کہ جب قضا ادا کر دی تو جزا کی ضرورت نہ رہی۔ لیکن امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعود نے کہا ہے کہ جس نے کسی نسک کو اس کے وقت سے پہلے کیا اس پر قربانی لازم ہے۔ دوسرے یہ کہ جس حالت میں کسی نسک کو بے محل کرنے سے قربانی لازم ہوتی ہے (مثلاً اگر احرام میقات سے آگے جا کر باندھا تو قربانی لازم ہے) تو اس صورت میں تو ہونی چاہیئے۔ ہدایہ

۱۸۰ ۔ طوافِ عمرہ

مسئلہ	جزا	سند
۱۔ طوافِ عمرہ بے وضو کرے ۔	قربانی	عینی شرح کنز
چاہئے کہ اس طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی نہیں دینی ہوگی ۔ عالمگیری		
۲۔ طوافِ عمرہ بے وضو کرے اور سعی بھی بے وضو کرے (اور احرام کھول دے)	قربانی	عالمگیری و ہدایہ
جب تک کہ مکہ میں ہو چاہئے کہ اس کو دوبارہ ادا کرے ۔ تو قربانی اس کے ذمہ نہیں رہے گی اگر دوبارہ کرنے سے پہلے اپنے اہل و عیال میں چلا گیا تو طہارت کے ترک کی وجہ سے اس کو ایک قربانی دینی ہوگی ۔ پھر واپس آنا ضروری نہیں کیونکہ رکن وہ ادا کر چکا ہے اگرچہ بے وضو (جو خفیف خرابی ہے) اور احرام سے باہر بھی ہو گیا ہے اور سعی بے طہارت کرنے کی وجہ اس کے ذمہ کوئی جزا نہیں ہوگی ۔ کیونکہ اس نے سعی ایسے طواف کے بعد کی ہے جو فی نفسہ درست ہے ۔ چنانچہ اگر طواف دوبارہ طہارت سے کرے اور سعی نہ کرے تب بھی اس کے ذمہ کوئی جزا نہیں ہے ۔ اور یہ صحیح روایت کے بموجب ہے ۔ ہدایہ		
۳۔ طوافِ عمرہ حالت جنابت میں کرے ۔	قربانی	عالمگیری
(۱) چاہئے کہ طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی نہیں دینی ہوگی ۔ عالمگیری		
(ب) اگر گھر واپس چلا آیا اور طواف دوبارہ نہ کیا تو قربانی کافی ہے ۔ پھر مکہ جانے کی ضرورت نہیں ۔ عالمگیری		
۴۔ طوافِ عمرہ کے تین چکر کرے (قارن) اور پھر سعی کرے اور پھر طواف قدوم کرے اور سعی کرے پھر عرفات میں وقوف کرے تو	*	عالمگیری
چاہئے کہ ایک چکر ادا کرے تو سب عمرہ کے طواف ہو جائیں گے ۔ اور سعی دوبارہ کرے تو عمرہ کی سعی کا دوبارہ کرنا مستحب ہے اور حج کی سعی کا دوبارہ کرنا واجب ہے ۔ اور یہ شخص قارن ہے ۔ عالمگیری ۔		
۵۔ طوافِ عمرہ سے پہلے جماع کرے (جبکہ احرام قران کا ہو) تو عمرہ اور حج فاسد ہو جائیگا	دو قربانی	عالمگیری
(۱) چاہئے کہ باقی افعال ادا کرے اور سال آئندہ میں اس پر حج اور عمرہ واجب ہوگا اور قران کی قربانی اس کے ذمہ نہیں رہے گی اور جزا کی دو قربانیاں اس کو دینی ہوں گی ۔ عالمگیری ۔		
۶۔ طوافِ عمرہ میں جماع کرے (چار چکر کے بعد) تو عمرہ فاسد نہیں ہوگا نزد امام اعظم بخلاف امام شافعی (نزد امام اعظم / نزد امام شافعی)	قربانی / بدنہ	ہدایہ / ہدایہ
(۱) امام شافعی کے نزدیک عمرہ فاسد ہو جائیگا کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ حج کی طرح فرض ہے ۔ لہذا بدنہ بھی واجب ہوا ۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ چونکہ عمرہ سنت ہے اور اس کا مرتبہ حج سے کم ہے لہذا کم درجہ کی قربانی دینی چاہئے ۔ ہدایہ		
۷۔ طوافِ عمرہ میں جماع کرے (تین چکر کے بعد یا طواف سے پہلے) تو عمرہ فاسد ہو جائیگا ۔ نزد امام اعظم و امام شافعی (امام اعظم / امام شافعی)	قربانی	ہدایہ
(۱) اس عمرہ کے افعال پورے کرے مگر اس کی قضا دینی ہوگی ۔ نزد امام اعظم و امام شافعی ۔ ہدایہ		
(ب) امام شافعی کے نزدیک بدنہ کی قربانی وقوف عرفات سے قبل جماع کرنے کی طرح دینی ہوگی ۔ کیونکہ ان کے نزدیک عمرہ بھی فرض ہے ۔ علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ چونکہ عمرہ سنت ہے اس کا مرتبہ حج سے کم ہے لہذا کم درجہ کی قربانی دینی چاہئے ۔ ہدایہ		
۸۔ طوافِ عمرہ اور سعی کرے (قارن) بعد طواف قدوم اور سعی کرے تو پہلا طواف اور سعی عمرہ کی محسوب ہوگی اور دوسرا طواف اور سعی حج کا رہیگا	...	عالمگیری
۹۔ طوافِ عمرہ و طواف حج ساتھ کئے اور پھر حج کی سعی کی تو سعی عمرہ کی محسوب ہوگی ۔ ...	...	عالمگیری

مسئلہ	جزا	حوالہ
۲۔ طواف زیارت بے وضو کرے (تین چکر یا کم) ... ... ا۔ صدقہ کی مقدار ہر چکر کے بدلے نصف صاع گندم مگر انکی قیمت قربانی کی قیمت سے کم رہنی چاہیے۔ اگر برابر آجائے تو قیمت کم کرے — عالمگیری ب۔ اگر اس طواف کو دوبارہ طہارت سے کرے تو صدقہ نہیں دینا ہوگا — عالمگیری	صدقہ	عالمگیری
۳۔ طواف زیارت حالت جنابت میں کرے (کل طواف حالت جنابت میں کرے یا تین چکر تو طہارت سے کرے باقی حالت جنابت میں) ... ... ا۔ اسوجہ سے کہ ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے دوم، اسوجہ سے کہ حدث کی نسبت جنابت زیادہ غلیظ ہے تو ضروری ہوا کہ اسکی جزا اس سے زیادہ ہو۔ لہذا بدنہ جزا دیا جائے — ہدایہ ب۔ جبتک مکہ معظمہ میں ہے تو اس طواف کو دوبارہ کرے تو ایک تو صورت یہ ہے کہ ایام نحر گذرنے سے پہلے کرے تو وقت کے اندر ہو جائیگا۔ تو اس صورت میں بدنہ دینے سے بچ جائیگا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ بعد ایام نحر کے کرے تو امام اعظمؒ کے نزدیک بوجہ اس تاخیر کے قربانی لازم ہوگی۔ مگر صاحبین کے نزدیک کچھ جزا لازم نہیں ہوگا۔ بعض نسخوں میں ہے اس مذکور ہے کہ اس طواف کو دوبارہ کرنا اسکے ذمہ واجب ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ جنابت کی صورت میں واجب اور حدث کی صورت میں مستحب کیونکہ جنابت کی صورت میں زیادہ نقصان ہوتا ہے بمقابلہ حدث کی صورت کے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مکہ شریف سے گھر چلا جائے تو چاہئے کہ پھر واپس آئے۔ اور احرام دوبارہ باندھے اور اس طواف کو دوبارہ کرے۔ اور یہی افضل ہے مگر دوسری صورت یہ ہے کہ بدنہ بھیجدے تب بھی کافی ہے کہ جزا کو پورا کر دیا ہے — ہدایہ ج۔ اگر اسکے بعد طواف صدر طہارت کیحالت میں کرے تو دیکھو فقرہ ۱۰۴	بدنہ	ہدایہ
۴۔ طواف زیارت حالت جنابت میں کیا (تین چکر یا کم) ... ... ا۔ اگر اسکو دوبارہ طہارت سے کرلیا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک اگر ایام نحر میں اس طواف کو دوبارہ کیا تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ ورنہ ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں صدقہ دے ... شرح طحاوی باب الحج والعمرہ	قربانی	عالمگیری
۵۔ طواف زیارت ترک کیا (کل یا چار چکر) ... ... جس صورت میں نصف سے زیادہ طواف اسکے ذمہ باقی ہے تو گویا کل ہی باقی ہے تو گویا وہ ایسا ہے کہ اس نے طواف زیارت کیا ہی نہیں اگر یہ شخص گھر چلا جائے تو اس کو چاہئے کہ اسی احرام سے واپس آئے اور طواف زیارت کرے کیونکہ وہ جماع کے حق میں ابھی احرام سے باہر نہیں ہوا ہے۔ اور جبتک احرام سے باہر نہیں ہو سکتا جبتک طواف زیارت نہ کر لیوے۔ ہدایہ	کچھ نہیں	ہدایہ
۶۔ طواف زیارت سے تین چکر ترک کئے ... ... ا۔ چونکہ کم چیز کے ترک کرنے سے تھوڑا نقصان ہوا۔ تو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے طواف میں نقص کیا۔ اسوجہ سے ایک بکری ذبح کرنی لازم ہوگی — ہدایہ ب۔ اگر ایسی حالت میں گھر چلا جائے تو واپس آنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہاں سے بکری ذبح کرنے کیلئے بھیجدے کہ اسکی جزا ایسا ہی کافی ہے — ہدایہ	قربانی	عالمگیری
۷۔ طواف زیارت میں تاخیر کرے (یعنی ایام نحر کے بعد کرے) گو کتنی ہی مدت بعد کرے ... ... { نزد امام اعظمؒ / نزد صاحبین }	قربانی کچھ نہیں	ہدایہ ہدایہ
۸۔ طواف زیارت میں ستر کھلا رہ گیا (اتنا ستر جس سے نماز جائز نہیں ہوتی)	قربانی	ہدایہ
۹۔ طواف زیارت نجس کپڑوں سے کرے (اگر کپڑوں پر درہم سے کچھ زیادہ نجاست لگی تھی تو مکروہ ہے مگر طواف جائز ہے) ...	کچھ نہیں	محیط
۱۰۔ طواف زیارت کیا اگر حطیم کو چھوڑ دیا (اگر موقع پر موجود ہو تو چاہیئے کہ اس طواف کو دوبارہ کرے تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی) ... ... دلیل: حطیم کے گرد سے طواف کرنا واجب ہے (دیکھو باب ...) اور اسطرح طواف کرنے میں طواف کے چکروں میں کمی رہ جاتی ہے تو اگر اس طواف کو دوبارہ کرے تو بہتر ہے ورنہ سات مرتبہ حطیم کے گرد علیحدہ چکر کرے۔ تب بھی کافی ہے حطیم کے گرد اس طرح طواف	قربانی	ہدایہ

سلہ حیض و نفاس کی حالت میں یہ طواف کیا تب بھی یہی حکم ہے

کرے کہ پہلے حطیم کے باہر چکر کرے اور پھر راستہ کے بیچ میں سے گذر کر باہر نکلے اور اس طرح سات مرتبہ کرے اگر گھر کو چلا جائے اور ایسا نہ کرے تو ایک قربانی اسکے ذمہ ہوگی۔ کیونکہ حطیم خانہ کعبہ کے چوتھائی حصہ کے برابر ہے اور اس کمی کو صدقہ پورا نہیں کرسکتا۔ ہدایہ

۱۱۔ طواف زیارت کے الٹے چکر کرے ... ... (یہ طواف شمار ہوگا۔ اور احرام کھول سکتا ہے) ... ... — کچھ نہیں — عالمگیری

۱۲۔ طواف زیارت سے پہلے جماع کرے ... (یا تین چکر کرنے کے بعد کرے) ... ... (دیکھو دفعہ ۱۹۰) — قربانی — عالمگیری

۱۳۔ طواف زیارت کے بعد جماع کرے ... (کل طواف یا چار چکر کرنے کے بعد) ... (اگر قارن ہو تب بھی یہی حکم ہے) ... — کچھ نہیں — عالمگیری

۱۴۔ طواف زیارت کے بعد سر منڈوایا۔ (قارن نے) ... ... (دیکھو دفعہ ۱۹۰) ... — دو قربانیاں — عالمگیری

وجہ یہ کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ابھی باقی ہے۔ اس وجہ سے قربانیاں لازم ہوئیں۔ عالمگیری

۱۸۳۔ طواف صدر

۱۔ طواف صدر بے وضو کرے ... ... — صدقہ — ہدایہ

ا۔ کیونکہ طواف صدر کا درجہ طواف زیارت سے کم ہے اگرچہ طواف صدر واجب ہے اور امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس صورت میں بکری کی قربانی کرنی چاہئے لیکن صدقہ دینا صحیح ہے۔ ہدایہ

ب۔ اگر دوبارہ اسی طواف کو طہارت سے ادا کرے، تو صدقہ نہ دینا ہوگا۔ عالمگیری

۲۔ طواف صدر حالت جنابت میں کرے (چار چکر کرے یا کل) ... ... — قربانی — قربانی

چونکہ ایسی حالت میں بڑا نقصان ہے بمقابلہ بے وضو کے۔ اس واسطے بکری قربانی کی جاتی ہے لیکن چونکہ طواف صدر کا درجہ طواف زیارت کی وجہ سے کم ہے لہذا بکری کی قربانی پر قناعت کی گئی۔ ہدایہ

ا۔ اگر اس طواف کو طہارت سے دوبارہ کرے تو قربانی اسکے ذمہ رہیگی اور اگر مکہ سے چلا گیا ہے تو قربانی بھیجنی کافی ہے۔ فتاوی عالمگیری

۳۔ طواف صدر حالت جنابت میں کرے (تین چکر یا کم) ... ... — صدقہ — شرح طحاوی

ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔ عالمگیری

ا۔ اگر اس طواف کو طہارت سے دوبارہ کرے تو صدقہ اسکے ذمہ نہیں رہیگا۔ شرح طحاوی (باب الحج والعمرہ) — قربانی — ہدایہ

۴۔ طواف صدر کو ترک کرے (کل یا چار چکر) ... ... — قربانی — ہدایہ

ا:۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے واجب کو ترک کیا۔ جبتک وہ مکہ میں ہے اسکے واسطے یہ حکم ہے، کہ وہ طواف صدر ادا کرے۔ تاکہ ادا کے واجب اس کے وقت میں ہو جاتے۔ ہدایہ

ب:۔ حائض کو اجازت ہے۔ کہ وہ طواف الصدر ترک کر سکتی ہے۔ ہدایہ

ج:۔ اگر طواف صدر ترک کرکے چلا گیا ہے اور میقات سے باہر نہیں ہوا۔ تو چاہیے کہ واپس آکر پھر کرے اور اگر میقات سے باہر ہو گیا ہے تو نہ واپس آئے۔ اور اگر واپس آئے تو ایک عمرہ کرے۔ اور عمرہ کے افعال سے فارغ ہو کر طواف الصدر کرے۔ عالمگیری

۵۔ طواف صدر ترک کرے (تین چکر) ... ... — صدقہ — ہدایہ

ا۔ ہر چکر کے بدلے نصف صاع گیہوں فی مسکین کو خیرات کرے (ب) اگر اس طواف کا اعادہ کرے، تو صدقہ اسکے ذمہ نہ ہوگا۔ عالمگیری

۱۸۴ - طواف زیارت اور طواف صدر

۱- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (حالت جنابت میں کیا) ... ... بالاتفاق — دو قربانی — عالمگیری

۱- ایک قربانی اس وجہ سے کہ طواف صدر جنابت کی حالت میں کیا دوسری اس وجہ سے کہ طواف زیارت بے وضو کیا۔ عالمگیری

۲- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (با وضو کیا) ... ... — قربانی — عالمگیری

۳- طواف زیارت (بے وضو کیا) پھر طواف صدر (طہارت سے بعد ایام تشریق کے کیا) ... ... — قربانی — ہدایہ

۱- اس صورت میں طواف صدر بجائے طواف زیارت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ طواف صدر واجب ہے اور طواف زیارت کا دوبارہ کرنا جبکہ بے وضو کیا جا چکا ہو واجب نہیں۔ ہاں مستحب ہے۔ لہذا طواف صدر طواف زیارت کے قائم مقام ہوگا۔ ہدایہ

۴- طواف زیارت (حالت جنابت میں کیا) پھر طواف صدر (طہارت سے کیا) ... ... {نزد امام اعظم / نزد صاحبین} — دو قربانی / قربانی — ہدایہ

۱- یہ طواف صدر اگر ایام تشریق کے آخر دن با طہارت کیا تو قائم مقام طواف زیارت کے شمار ہو جائیگا۔ تو گویا طواف صدر ترک ہوا۔ اور طواف زیارت وقت مقررہ سے بعد ہوا۔ تو طواف صدر کے ترک سے قربانی واجب ہوئی بالاتفاق۔ اور طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے امام اعظم کے نزدیک ایک قربانی واجب ہوگی۔ مگر صاحبین کے نزدیک کچھ واجب نہ ہوگا۔ ہدایہ

۵- طواف زیارت (کے تین چکر مع رمل کئے اور سعی کی) پھر طواف صدر کیا ... ... — قربانی — ہدایہ

تشریح: تو چار چکر طواف صدر میں سے طواف زیارت میں محسوب ہونگے اور چونکہ طواف زیارت میں تاخیر ہوئی اس واسطے امام ابو حنیفہ کے قول کے بموجب ایک قربانی لازم ہوگی۔ اور مختار کے قول کے بموجب طواف الصدر کے ۴ چار چکر چھوڑنے کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی۔ ہدایہ

۶- طواف زیارت (کے تین چکر کئے) پھر طواف صدر (کے تین چکر کئے) ... ... — دو قربانی — ہدایہ

تشریح: تو کل ۶ چکر طواف الزیارت کے شمار ہونگے اور ایک چکر کے کم ہو جانے کی وجہ سے ایک قربانی اور دوسری طواف الصدر چھوڑنے کی وجہ سے لازم ہوگی۔ ہدایہ

۷- طواف زیارت (کے چار چکر کئے) پھر طواف صدر (کے چار چکر کئے) ... ... — دو صدقہ — عالمگیری

تو طواف زیارت کی کمی طواف الصدر میں سے پوری کیجائیگی۔ اور ایک صدقہ طواف الزیارت کی تاخیر کی وجہ سے اور ایک صدقہ طواف الصدر کی کمی کی وجہ سے۔ ہدایہ

۸- طواف زیارت (کے چار چکر کئے) پھر طواف صدر (ترک کیا) ... ... — دو قربانی — قاضی خاں

تو نزد امام اعظمؒ اس کا حج صحیح ہے لیکن اسکے ذمہ دو قربانیاں ہوں گی۔ ایک قربانی طواف زیارت کی کمی کی وجہ سے اور دوسری قربانی طواف صدر چھوڑ دینے کی وجہ سے۔ اور چاہئے کہ یہ قربانی سال آئندہ میں بھی کر منا میں ذبح کیجائے۔ قاضی خاں

۱۸۵ - سعی صفا و مروہ

۱- سعی صفا و مروہ۔ اگر مروہ سے شروع کرے تو پہلا چکر شمار نہ ہوگا۔ اور صدقہ دینا ہوگا۔ ... — صدقہ — ...

۱- پہلے پھیرے کے بدلے نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔

۲- سعی صفا و مروہ کی ترک کرے (چار پھیرے یا زیادہ) تو حج صحیح رہیگا اور دم لازم ہوگا۔ ... ... — قربانی — ہدایہ، قدوری

دلیل: سعی ملا احنفیہ کے نزدیک واجبات سے ہے جسکے ترک سے دم لازم ہوگا۔ نہ کہ فساد حج۔ ہدایہ

۳۔ سعی صفا و مروہ ترک کرے (صرف تین پھیرے ترک کرے باقی سعی ادا کرے) حج صحیح رہیگا ... ... صدقہ —

ا۔ ہر پھیرے کے بدلہ نصف صاع گیہوں خیرات کرے۔

۴۔ سعی صفا و مروہ کرے حج کے مہینہ کے بعد یا جماع کے بعد تو حج صحیح رہیگا ... ... قربانی عالمگیری

۵۔ سعی صفا و مروہ کرے سواری پر یا کسی کے کندھے پر (بلا عذر کرے) ... ... " "

ا۔ چاہیے کہ اس سعی کو دوبارہ کرے اگر نہ کیا اور مکہ سے چلا گیا تو قربانی کرنی کافی ہے۔ (نزد علماء حنفیہ) — عالمگیری

ب۔ اگر ایسا کسی عذر سے کرے تو جائز ہے۔ اور قربانی اسپر نہیں ہے — عالمگیری

۶۔ سعی صفا و مروہ کرے۔ جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں تو حج صحیح رہیگا ... ... — عالمگیری

۷۔ سعی صفا و مروہ کے بعد جماع کرے جبکہ عمرہ کا احرام ہوا ور سر منڈوانے سے پہلے ایسا کرے ... ... قربانی شرح طحاوی

ا۔ سر منڈوانے کے بعد اگر جماع کرے تو کچھ جزا لازم نہیں۔ شرح طحاوی

۱۸۶۔ وقوف عرفات

۱۔ موقف میں سے (وقوف کے وقت) باہر نکل آئے امام کی روانگی سے پہلے (جبکہ وقوف دن کو ہو) ... ... { نزد اعظم — قربانی / نزد امام شافعی — کچھ نہیں } ہدایہ

دلیل۔ (شافعی) وجہ یہ ہے کہ وقوف عرفات جو رکن حج ہے وہ تو ضرور اس صورت میں ہوا۔ لیکن اسکا امتداد نہ ہوا۔ اور امتداد رکن نہیں ہے لہذا اسکی ترک کی وجہ سے کچھ لازم نہیں۔ ہدایہ

دلیل (حنفی) عرفات کے میدان میں ٹھہرا رہنا اور غروب آفتاب تک ایسا کرنا واجب ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَادْفَعُوْا بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ پس اسکے ترک سے قربانی لازم ہے اب اسکی دو صورتیں ہیں اول اگر یہ شخص غروب آفتاب سے پہلے واپس چلا آئے۔ اور پھر وقوف میں شامل ہو جائے تو علماء کا اسمیں اختلاف ہے بعض کے نزدیک قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی لیکن بعض کے نزدیک اسکے ذمہ رہیگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ شخص غروب آفتاب کے بعد واپس آئے۔ تو اس صورت میں قربانی اسپر واجب ہوئی۔ اسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی کیونکہ واجب اس نے ترک کیا اور واپس ایسے وقت آیا کہ امتداد کا تدارک نہیں کر سکتا یہ ظاہر روایت کے بموجب ہے۔ ہدایہ

ا۔ فتاوی عالمگیری میں اسکے متعلق اسطرح لکھا ہے کہ اگر غروب آفتاب سے پہلے پہلے پھر اندر داخل ہوگیا۔ تو قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی اور اگر غروب کے بعد واپس آیا۔ تو قربانی اسکے ذمہ رہیگی۔ یہ نکلنا چاہیے اپنے اختیار سے ہو یا بے اختیاری سے کہ سواری سرکش ہو۔ اور اسوجہ سے میدان سے باہر چلا گیا — عالمگیری

۲۔ موقف میں سے (وقوف کے وقت) باہر نکل آئے امام کی روانگی سے پہلے۔ (جبکہ وقوف شب کو ہو) ... ... کچھ نہیں ہدایہ

دلیل) کیونکہ وقوف میں امتداد صرف جبھی واجب ہے جبکہ وقوف دن کے وقت ہو۔ ہدایہ

۳۔ وقوف سے پہلے جماع کرے تو حج فاسد ہو جائیگا ہدایہ ... ... { نزد امام اعظم — قربانی بکری / نزد امام شافعی — اونٹ یا گائے } ہدایہ / ہدایہ

ا۔ ایسے شخص کا حج فاسد ہوگیا اور اسکو چاہیے کہ افعال حج کو بالکل اور حجاج کی طرح پورا کرے۔ مگر اسکو سال آئندہ میں اس حج کی قضا دینی چاہیئے اور علماء حنفیہ کے نزدیک ایک بکری کی قربانی بھی دینی چاہیئے۔ اور علماء شافعی کے نزدیک اونٹ یا گائے کی قربانی بمشابہت اس جرم کے جو وقوف عرفات کے بعد جماع کے متعلق دیجاتی ہے۔ ہدایہ۔ دلیل (علماء حنفیہ) یہ

۱ یعنے حسب معمول غروب آفتاب تک ہو۔

حدیث پیش کرتے ہیں سُئل عن رجلٍ واقع امرأتہ وھما محرمان بالحج فقال یریقان دماً ویمضیان فی حجھما وعلیھما الحج من قابل
(رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا۔ حالانکہ وہ دونوں محرم تھو
آپنے فرمایا کہ دونوں قربانی کریں اور اس حج کو دونوں پورا کریں اور انکے دونوں پر سال آئندہ میں اس حج کی قضا لازم ہے۔

دلیل ۲۔ اصحاب میں ایک جماعت سے اسی طرح روایت آئی ہے اور جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس میں لفظ دم کا ہے جسکے معنے مطلق قربانی کے ہیں جسمیں بکری کی قربانی بھی شامل ہے اور ایک دلیل یہ ہے کہ ان دونوں پر قضا واجب کیگئی ہے اور قضا اسی صورت میں رکھی جاتی ہے جب کوئی چیز ضایع ہو جائے جب قضا دی گئی تو جزا کی قربانی ہلکی ہونی چاہئے یعنے بکری کافی ہے برخلاف اس جزا کے جو وقوف عرفات کے بعد یہ فعل واقع ہونے سے دیجاتی ہے کیونکہ اسمیں حج کی قضا نہیں دینی ہوتی اسواسطے اونٹ یا گائے کی قربانی دینی چاہئے تھا

ا۔ مرد و عورت دونوں پر جو صاحب احرام تھے علیحدہ علیحدہ قربانی لازم ہوگی اور سال آئندہ میں دونوں پر اس حج کی قضا لازم ہوگی فائت الحج کو ایک حج اور ایک عمرہ کرنا ہوتا ہے مگر انکو قضا میں صرف ایک حج ہی کرنا ہوگا۔ شرح طحاوی دیکھو نقرہ ۱۷۵

۴۔ وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے (قارن[۱]) اسکا حج فاسد ہو جائیگا اور عمرہ فاسد نہیں ہوگا

دو قربانی | عالمگیری

ا۔ اسکا حج فاسد ہو جائیگا تو سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور قران کی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ عالمگیری۔ دیکھو نقرہ ۱۷۵

۵۔ وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کرے (متمتع سائق الہدی) اسکا حج فاسد ہو جائیگا عمرہ فاسد نہیں ہوگا

دو قربانی | عالمگیری

ا۔ اگر وقوف عرفات سے پہلے جماع کیا تو تمتع کی قربانی اسکے ذمہ نہیں رہیگی۔ اور صرف حج فاسد ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری
ب۔ اگر عمرہ کے طواف " " تب بھی " " لیکن عمرہ اور حج دونوں فاسد ہو جائینگے۔ دیکھو نقرہ ۱۷۵

۶۔ وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے (متمتع غیر سائق الہدی) تو حج فاسد ہو جائیگا ... ...

قربانی | عالمگیری

ا۔ اسکے واسطے وہی حکم ہے جو صرف حج کرنیوالے اور صرف عمرہ کرنے والے کے متعلق ہے (چاہے وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے یا بعد) عالمگیری

۷۔ وقوف عرفات کے بعد جماع کرے تو (نزد امام ابوحنیفہ رح) حج فاسد نہیں ہوگا ... ...

بدنہ | عالمگیری

(تشریح) لیکن امام شافعی کے نزدیک اگر رمی سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو جائیگا ہاں رمی کے بعد کیا تب نہیں ہوگا۔ ہدایہ

دلیل۔ (حنفی) حدیث میں آیا ہے۔ من وقف بعرفۃ فقد تم حجہ۔ لہذا حج تو اس کا پورا ہو چکا ہے اور قربانی اس جماع کی وجہ سے اسپر واجب ہونی چاہئے۔ لیکن یہ قربانی اس وجہ سے دیجاتی ہے کہ ابن عباس کا مقولہ ہے کہ اگر محرم وقوف عرفات سے پہلے جماع کرے تو حج اس کا فاسد ہو جاتا ہے۔ اور اسپر قربانی لازم ہوتی ہے۔ اور اگر وقوف عرفات کے بعد جماع کرے تو حج اسکا تمام ہو جاتا ہے اور اسپر ایک بدنہ کی قربانی لازم ہوتی ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ چونکہ جماع ایک بڑا فعل نفس ہے۔ لہذا جزا بھی بڑی ہونی چاہئے۔ اور اسوجہ سے اونٹ یا گائے کی قربانی دی جاتی ہے۔

ا۔ اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ افعال حج کے رہ جائینگے یا انکی ادائگی میں غلطی ہو جائیگی تو انکی درستی جزا سے ہو جائیگی لیکن حج اس شخص کا صحیح رہیگا۔ ہدایہ وغیرہ

ب۔ اگر محرم نے ایک موقع پر جماع کیا تو ایک بدنہ کی قربانی دینی ہوگی۔ اور اگر کئی موقع پر کیا تو امام ابو یوسف اور امام اعظم کے نزدیک پہلی مرتبہ کے بدلہ بدنہ کی اور دوسری مرتبہ کے بدلہ بکری کی قربانی دینی چاہئے۔ اور اگر دوسرا جماع احرام توڑنے کے طور پر کیا تو اس دوسری مرتبہ کے جماع کی جزا نہیں دینی ہوگی۔ - - مبسوط و شرح طحاوی

ج۔ اگرچہ وقوف عرفات سے پہلے بھی جماع کرنا بڑی جنایت ہے لیکن اسوقت کے جماع اور اسوقت کے جماع میں فرق یہ ہے کہ اسکے ارتکاب سے حج فاسد ہو جاتا ہے اور جزا اسکی تصحیح نہیں کر سکتی۔ لہذا وہاں جرمانہ کی ہلکی جزا دیتے ہیں کیونکہ پھر اس حج کی قضا

---

[۱] یعنی یہ قارن یا تو عمرہ پورا کر چکا ہے یا عمرہ کے طواف کے چار پھیرے کر لئے تھے تب بھی اسنے گو یا پورا عمرہ کیا۔

بھی تو دینی ہوتی ہے اور وقوف عرفات کے بعد جماع اگرچہ ویسی ہی جنایت ہے لیکن یہاں جزا اسکی تسبیح کردیتی ہے اور چونکہ جزا ہی سے کام لیا جاتا ہے اسوجہ سے بڑی جزا یعنی اونٹ کی جزا دیجاتی ہے کیونکہ اس صورت میں طواف زیارت جو حج کا ایک رکن ہے باقی رہجاتا ہے۔ محیط

۸- وقوف عرفات کے بعد جماع کرے (قارن) تو حج وعمرہ فاسد نہ ہونگے ... ... | دو قربانی و بدنہ | عالمگیری

یعنی حج کی جزا میں ایک بدنہ دینا ہوگا اور عمرہ کی جزا میں ایک قربانی اور دوسری قربانی وہی دم قران ہو جو اگر وہ ہو۔ محیط

۹- وقوف عرفات کے بعد جماع کرے (متمتع سائق الہدی) تو حج فاسد نہ ہوگا ... ... | دو قربانی | عالمگیری

۱۸۷- وقوف مزدلفہ

۱- وقوف مزدلفہ ترک کرے (یا صبح طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حد سے نکلجائے۔ سراج الوہاج) ... ... | قربانی | ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ وقوف مزدلفہ واجبات سے ہے اور واجب ترک کیا تو قربانی لازم ہوتی ہے۔ ہدایہ

۲- وقوف مزدلفہ ترک کرے:- بوجہ کسی عذر کے جیسے ضعف یا بیماری یا خوف از دہام ... ... | کچھ نہیں | ہدایہ

وجہ یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعفاء اہل بیت کو بوجہ ضعف کے وقوف سے پہلے روانہ کردیا تھا (دیکھو فقرہ - ۹۰)

۱۸۸- رمی جمار

۱- رمی جمرہ عقبہ پہلے روز کی ترک کرے ... ... | قربانی | ہدایہ

وجہ یہ ہے کہ اس روز ایک ہی جمرہ کی رمی ہے۔ لہذا پوری نسک ترک کی۔ ہدایہ

رمی جمرہ عقبہ واجب ہے۔ اور واجب کے ترک ہونے سے دم لازم ہے۔ عینی شرح کنز

اور اگر وقت کے بعد یعنی ۱۱، ۱۲ تاریخ سے ۱۳ تاریخ تک اس کی قضا بھی دی تب بھی دم لازم ہوگا۔

۲- رمی جمار ایک روز کی ترک کرے ... ... | قربانی | ہدایہ

ایک دم اسواسطے لازم ہے کہ ایک روز کی رمی ایک نسک خیال کیجاتی ہے۔ ہدایہ

۳- رمی جمار سب ایام کی ترک کرے (یعنی ۱۳- ذی الحجہ غروب آفتاب تک بھی کوئی رمی نہ کرے) ہدایہ ... ... | قربانی | ہدایہ

چونکہ واجب کو ترک کیا لہذا دم لازم ہے۔ مگر صرف ایک ہی دم کافی ہے۔ تینوں روز کی ترک کا علیحدہ علیحدہ دم لازم نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے مختلف موقعوں پر حلق کیا جائے تو کل حلق ملاکر ایک خیال کیا جاتا ہے۔ ہدایہ (دیکھو فقرہ - ۱۷۱)

۴- رمی جمار میں سے ایک جمرہ کی رمی ترک کرے ... ... | صدقہ | ہدایہ

صدقہ اسوجہ سے لازم ہوا کہ چھوٹی چیز ترک کی گئی کیونکہ تینوں جمروں کی رمی کے ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے تو اس تہائی ضرور دم سے کم ہونا چاہئے۔ ہدایہ

۵- رمی جمار میں سے دو جمروں کی رمی ترک کرے۔ ہدایہ ... ... | قربانی | ہدایہ

چونکہ نصف سے زیادہ رمی ترک کی۔ لہذا دم لازم ہوا۔ ہدایہ۔ کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہے۔ م

۶- رمی جمار بے ترتیبی کرے۔ (یعنی پہلے رمی جمرہ وسطی کی کرے پھر جمرہ عقبہ کی اور پھر جمرۂ اولیٰ کی۔ | کچھ نہیں | ہدایہ

اس طرح کرنے سے اگرچہ ترتیب کی ترک ہوئی۔ مگر سب جمروں کی رمی ہوگئی۔ اور سنت ترک ہوئی۔ جس سے کچھ جزا لازم نہ ہوگی۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک کل جمروں کی علی الترتیب دوبارہ رمی کرے۔ ہدایہ

دلیل- (شافعی) رمی جمار کی ترتیب مشروع ہے اگر بے ترتیبی کرے تو ایسا ہی ہے جیسے سعی صفا و مروہ طواف سے پہلے کرلی

حلق یا قصر کرنا ضرور ہے۔ ہدایہ

سر منڈوانے کے متعلق شرائط یہ ہیں:۔

(۱) حج کا احرام اتارنیکو:
- ۱ - امام ابو حنیفہ کے نزدیک سر منڈانیکے واسطے دو شرطیں ہیں ایک زمان[۵] دوسری مکان
- ۲ - امام محمد " " " " ایک شرط ہی نہ زمان بلکہ مکان
- ۳ - امام زفر " " " " " صرف زمان نہ مکان
- ۴ - امام ابو یوسف " " " " ایک بھی شرط نہیں ہے نہ زمان نہ مکان

(۲) عمرہ کا احرام اتارنیکو: ۱ — جمیع علماء " " " " صرف ایک شرط ہے نہ زمان بلکہ مکان
(برخلاف امام ابو یوسف)

دلائل۔ امام ابو یوسف یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اصحاب کو ایک مرتبہ جب کہ وہ حالت احرام میں تھے حدیبیہ میں کفار نے گھیر لیا تھا اور سب نے وہاں ہی (حرم کے سوا دوسری جگہ میں) حلق کیا تھا۔ طرفین کی یہ دلیل ہے کہ احرام کا حج سے وہی تعلق ہے جو سلام کا نماز سے ہے۔ لہذا حلق حج کے واجبات سے ہوا۔ جیسے سلام نماز کے واجبات سے ہے۔ جب یہ بات ہے تو حدود حرم میں حلق کرنا ضروری ہوا (کیونکہ حج و عمرہ کے ارکان حدود حرم ہی میں ادا کئے جاتے ہیں) جیسے قربانی ذبح کیجاتی ہے حدود حرم میں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آنحضرت اور اصحاب نے حدیبیہ میں حدود حرم ہی میں حلق کیا ہو۔ کیونکہ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں بھی شامل ہے۔ ہدایہ۔

۱ — عمرہ کرنے والا اگر بلا حلق یا قصر حالت احرام میں حدود حرم سے باہر جا کر پھر واپس آ جائے اور اس کے بعد حلق یا قصر کرلے تو اس صورت میں اس پر کچھ واجب نہیں۔ نزد جمیع علماء۔ کیونکہ عمرہ کا ادا کرنا کسی خاص زمانہ سے متعلق نہیں۔ ہاں خاص مکان سے متعلق ضرور ہے۔ یعنی عمرہ سال میں کسی وقت ادا کر لیا جائے (دیکھو فقرہ ۳۰ مسئلہ ۲) (مگر یہ ضرور ہے کہ عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی ان کے خاص موقعوں پر ہوں) ہدایہ

۳۔ سر منڈوائے حدود حرم کے باہر (احرام حج اتارنیکے واسطے اگرچہ ایام نحر میں ہو)۔ ... ... قربانی — ہدایہ

۴۔ سر منڈوائے بعد طواف زیارت کے (قارن) ... (دیکھو فقرہ ۱۸۲) ... ... دو قربانی — عالمگیری

۵۔ سر منڈوائے رمی سے پہلے ... ... قربانی — عالمگیری

۶ سر منڈوائے اس سے پہلے کہ قربانی کرے۔ (قارن یا متمتع) ... ... دو قربانی — ہدایہ

۷ سر منڈوانیسے پہلے جماع کرے ... ... قربانی — عالمگیری

۱۔ اگر قارن ہے تب بھی ایک ہی قربانی لازم ہوگی۔ اور یہ علاوہ دم قران کے ہے۔ کفایہ۔

۸ سر منڈانے کے بعد جماع کرے (یعنی طواف زیارت سے پہلے جماع کرے) دیکھو فقرہ ۱۸۲ ... ... قربانی — ہدایہ

دلیل۔ کیونکہ وہ ابھی احرام ہی میں ہے جماع کے متعلق۔ اگرچہ سلے ہوئے کپڑے پہننے وغیرہ کی اس کو اجازت ہے۔ اور چونکہ بعد حلق کے جماع کرنا جنایت خفیف ہے۔ لہذا قربانی کے واسطے ایک بکری مقرر ہوئی۔ ہدایہ۔ دیکھو فقرہ ۱۰۱

۹ سر مونڈے ایک محرم دوسرے محرم کا وقت احرام کھولنے کے۔ ... ... کچھ نہیں — عالمگیری، ہدایہ

---

[۵۱] حلق کرے یا قصر ایک ہی بات ہے۔ [۵۲] خاص وقت میں ہو اور خاص جگہ پر ہو۔ زمان ایام نحر ہے۔ ہدایہ

باب ۵ — فصل چہارم۔ ممنوعات احرام براحرام اور انکی جزا

احرام پر احرام باندھنے کی چار صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ حج کا احرام بندھا ہوا تھا اور پہلا حج ختم نہیں ہوا تھا کہ دوسرے حج کے واسطے پھر احرام باندھ لیا یعنی ابھی سے سال آئندہ میں حج کرنیکے واسطے احرام باندھا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک عمرہ کر ہی رہا تھا کہ دوسرے عمرہ کیواسطے احرام باندھ لیا تیسری صورت یہ ہے کہ اثنائے حج میں ایک عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ دوران عمرہ میں حج کا احرام باندھ لیا۔

فقرہ ۳۸ میں اس کا مجملاً ذکر ہے لیکن ذیل میں بہ تفصیل بیان کیا ہے۔

۱۹۱۔ احرام حج + احرام حج

سند	جزا	
عالمگیری	قربانی	۱۔ احرام حج کا باندھا (اگر حج فوت ہوگیا) پھر احرام دوسرے حج کا باندھا تو اس دوسرے احرام کو بھی توڑ دینا چاہئے اور حج اور عمرہ اسکے بدلے ادا کرنا چاہئے
ہدایہ	کچھ نہیں	۲۔ احرام حج کا باندھا (اور حج ادا کیا اور حلق کیا) پھر دوسرا احرام دوسرے حج کیواسطے باندھا تو اسپر دوسرا حج کرنا لازم ہوا۔ ... ...
ہدایہ	قربانی	۳۔ احرام حج کا باندھا (اور حج ادا کیا مگر حلق نہ کیا) پھر دوسرا احرام دوسرے حج کیواسطے باندھا تو اسپر دوسرا حج کرنا لازم ہوا۔ ...

۱۹۲۔ احرام عمرہ + احرام عمرہ

سند	جزا	
ہدایہ عینی شرح کنز	قربانی	۱۔ احرام عمرہ کا باندھا (عمرہ کیا اور ابھی حلق نہ کیا) پھر احرام دوسرے عمرہ کا باندھا دوسرا عمرہ ادا کرنا بھی اسپر واجب ہے۔ ... ...

۱۹۳۔ احرام حج + احرام عمرہ

سند	جزا	
عالمگیری	قربانی	۱۔ احرام حج کا باندھا (طواف ایک چکر کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا۔ عمرہ کا احرام توڑ دے ... ...

ا۔ عمرہ کی قضا دینی لازم ہوگی۔ عالمگیری۔

سند	جزا	
ہدایہ	کچھ نہیں	۲۔ احرام حج کا باندھا (مگر حج کا کوئی فعل نہیں کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا دونوں کا ادا کرنا اسکو لازم ہے۔ ... ...

ا۔ حج اور عمرہ کا جمع کرنا آفاقی کیواسطے مشروع ہے (فقرہ ۱۴۳) تو ایسی صورتیں یہ قارن ہوگا لیکن حج پر عمرہ کا احرام باندھنا طریق سنت کے خلاف ہے۔ ہدایہ

ب۔ اگر وقوف عرفات کر لیا اور عمرے کا کوئی فعل بھی نہ کیا تو گویا اُسنے عمرہ ترک کیا کیونکہ اب کوئی صورت نہیں کہ وہ عمرہ حج سے پہلے ادا کرے۔ ہدایہ۔

ج۔ یہی حکم اہل کوفہ کے واسطے ہے۔ عالمگیری۔ دیکھو فقرہ ۱۴۳ مسئلہ ۲۔

سند	جزا	
ہدایہ	قربانی	۳۔ احرام حج کا باندھا (اور طواف قدوم کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا دونوں کا ادا کرنا اسکو لازم ہے۔ ... ...

ا۔ اسنے حج اور عمرہ کو جمع کیا جو مشروع ہے اور دونوں احرام درست ہیں۔ وجہ یہ کہ طواف قدوم سنت ہے اور حج کا رکن نہیں اور اگر کوئی اسکو ترک کرے تو کچھ لازم نہیں آتا اور یہ ممکن ہے کہ وہ شخص رکن حج کے ادا کرنے سے پہلے عمرہ کر لے اور پھر حج بھی کرے۔ مگر اس طریق پر حج اور عمرہ جمع کرنیسے دم بطور تاوان لازم ہوگا۔ ہدایہ۔ ب۔ اگر چاہے تو عمرہ کو ترک کر سکتا ہے کیونکہ وہ طواف قدوم کر چکا ہے اور اس سے احرام حج پکا ہوگیا ہے اور اس صورت میں عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔ مگر ایسی صورت میں بھی دم لازم ہوگا اور اس عمرہ کی قضا دینی ہوگی۔

سند	جزا	
ہدایہ	قربانی	۴۔ احرام حج کا باندھا (حج ادا کیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا (عید کے روز یا ایام تشریق میں کسی روز) تو یہ عمرہ کرنا اس پر لازم ہے۔ ... ...

ا۔ آفاقی کے واسطے حج اور عمرہ کو ملا کر کرنا جائز ہے لیکن اسکو لازم ہے کہ اس عمرے کو ترک کرے۔ کیونکہ اوّل تو وہ ابھی حج کا رکن ادا کر چکا ہے اور ابھی عمرہ کے افعال کریگا۔ اس طرح حج کے افعال پر عمرے کے افعال جمع ہو جائیں گے۔ جو درست نہیں (دیکھو فقرہ ۳۸) دوسرے

یہ بات بھی ہے کہ ان ایام میں عمرہ کرنا مکروہ بھی ہے (دیکھو فقرہ ۳) لہذا ترک لازم ہے۔ ہدایہ۔ ب۔ یہ عمرہ جو ترک کیا ہے اسکے بدلے دم دینا چاہئے اور اسکی قضا بھی دینی چاہئے کیونکہ آفاقی کے حق میں حج اور عمرہ کا ملا کر کرنا شرعاً جائز ہے اور اس لئے جائز میں سے ترک کی لہذا دم واجب ہوا۔ اگر حج اور عمرے کو ادا کرے تو ادا بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ کراہیت اس میں اس وجہ سے کیجاتی ہے کہ حج کے افعال ادا کرنے کو خالص وقت نہیں بچتا اور یہ حج کی تعظیم کے خلاف ہے۔ لیکن دونوں کو جمع کرنے سے دم ضرور لازم آئیگا۔ ہدایہ۔

۵۔ احرام حج کا باندھا (اور حج فوت ہو گیا) پھر احرام عمرہ کا باندھا تو عمرہ کا احرام توڑ دینا چاہئے اور عمرہ کی قضا لازم ہے۔ ... ... قربانی | عالمگیری

ا۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کسی سے حج فوت ہو جاتا ہے تو افعال عمرہ کے کر کے احرام اتار لیتا ہے (دیکھو فقرہ ۱۵۵) تو اس صورت میں گویا اسکو عمرے کے افعال کرنے پڑینگے اور اگر کوئی شخص عمرہ پر عمرہ کا احرام باندھے تب بھی اسکو یہی لازم آتا ہے کہ ایک عمرہ ترک کر دے۔ لہذا اس بار بھی ایک عمرہ ترک کر دے۔ ہدایہ

۱۹۴۔ احرام عمرہ + احرام حج

۱۔ احرام عمرہ کا باندھا (اور طواف کا ایک چکر کیا) پھر احرام حج کا باندھا ۔ اہل مکہ نے ایسا کیا۔ ... ... قربانی | ہدایہ

ا۔ اسکو لازم ہے کہ حج کو ترک کرے (نزد امام ابوحنیفہؒ) اور اسکے بعد ایک حج اور ایک عمرہ پھر کرے۔ ہدایہ

ب۔ اسکو لازم ہے کہ عمرہ کو ترک کرے (نزد امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) اور اس کے بدلے ایک عمرہ پھر کرے۔

دلیل۔ اسکے متعلق یہ دونوں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ چونکہ مکی کو حج و عمرہ جمع کرنا غیر مشروع ہے۔ لہذا اسکو چاہئے کہ عمرہ ترک کرے۔ کیونکہ اس کا درجہ بھی کم ہے اور اسکے افعال بھی بمقابلہ حج کے افعال کے کم ہیں۔ اور اس کی قضا دینی بھی آسان ہے۔ کیونکہ اس کا ادائیگی کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جب چاہے کرے۔ ہدایہ

۲۔ احرام عمرہ کا باندھا (کچھ عمرے کے افعال نہ کئے) پھر احرام حج کا باندھا (اہل مکہ نے ایسا کیا) ... ... قربانی | ہدایہ

ا۔ اس کے واسطے وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ ہدایہ

ب۔ درمختار۔ کافی اور کفایہ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں عمرہ ترک کرے بالاتفاق

۳۔ احرام عمرہ کا باندھا (اور طواف کے چار چکر کئے) پھر احرام حج کا باندھا (اہل مکہ نے ایسا کیا) اسکو چاہئے کہ حج ترک کرے اور عمرہ ادا کرے۔ ... قربانی | ہدایہ

وجہ یہ کہ عمرے کے متعلق چار چکر طواف کے کر چکا ہے تو گویا کل طواف کے ترتیب کیا اور اکثر بمنزلہ کل کے ہوتا ہے۔ لہذا اب لا چاری ہے۔ عمرہ تو کرنا پڑا۔ اسپر امام ابو یوسف امام ابوحنیفہؒ امام محمدؒ کا اتفاق ہے۔ ہدایہ

دلیل۔ امام ابوحنیفہؒ۔ (۱) عمرہ کا احرام طواف کا بہت سا حصہ ہو جانے سے پکا ہو گیا۔ بمقابلہ حج کے احرام کے جس کا کوئی فعل ابھی نہیں کیا گیا اور اس کو ترک کرنا آسان ہے۔ (۲) اگر عمرے کو ترک کرے تو اس کے افعال میں سے طواف جو کیا جا چکا ہے باطل ہوتا ہے۔ اور اگر حج کو ترک کرے تو اسکا کوئی فعل باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ حج کے افعال رد کئے جاتے ہیں۔ ہدایہ

دم۔ عمرہ ترک کیا یا حج تو دم لازم ہوگا کیونکہ وہ وقت سے پہلے احرام سے باہر ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ وہ مجبور ہو گیا کہ ایک کو دونوں میں سے نہ کرے۔ تو گویا وہ مثل محصر کے ہو گیا (دیکھو فقرہ۔ ۱۵۰)۔

قضا۔ عمرہ ترک کرنے میں تو صرف اسکو عمرہ دوبارہ کرنا ہوگا۔ اور حج ترک کرنے سے حج اور عمرہ دونوں لازم ہوں گے۔ کیونکہ وہ ایسا ہے جیسے کسی کا حج فوت ہوا۔ (فقرہ۔ ۱۵۵)

۴۔ احرام عمرہ و احرام حج باندھا (مذکورہ بالا طریق پر) اور عمرہ اور حج ادا کیا (اہل مکہ نے ایسا کیا) ... ... قربانی | ہدایہ

ا۔ دونوں ادا ہو جائیں گے۔ اگرچہ دونوں کا جمع کرنا مکی کے واسطے منع ہے۔ مگر منع سے یہ مطلب نہیں کہ حج و عمرہ کے افعال کی ادائیگی بھی صحیح نہ ہو۔ ہدایہ

دم۔ اس وجہ سے لازم ہوا کہ جو فعل منع کیا گیا ہے اسپر اس نے ارتکاب کیا اور یہ دم مکی پر تاوان کے طور پر ہے۔ ہدایہ

کتاب الحج والزیارت

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

مُقَدَّمَہ

۱۔ حج سے فارغ ہو کر قصد زیارت مرقد المطہر و قبر انور حضرت سید البشر علیہ صلوٰۃ اللہ الملک العلی الاکبر کا کرے۔ اور راستہ میں جتنی مسجدیں ملیں چاہیئے کہ سب میں نماز پڑھے۔ اور جتنے کنوئیں ملیں ان میں سے پانی پئے۔ اور راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے۔ اور جب پہنچے قریب شہر کے تو شہر کی عظمت دل میں قائم کرے کہ یہ وہ شہر ہے جسکو حبیب کبریا نے دل سے پسند فرمایا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سے دین اسلام پھیلا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سید الکونین آرام فرما ہیں۔ اور آپ کے محبان قلبی اور مہاجرین و انصار و تابعین و آل اطہار سب یہیں آرام فرما ہیں۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں رحمۃ اللعلمین چلے اور پھرے ہیں۔ چنانچہ اہل حدیث لکھتے ہیں کہ چلنا اس حصہ زمین پر جس پر سرور عالم چلے ہیں موجب کفارہ گناہ ہے۔ اور باعث پیدا ہونے نور ایمان و عرفان کا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالک اپنی تمام عمر مدینہ طیبہ میں سواری پر نہ چڑھے جب کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جس قطعہ زمین کے اندر حبیب رب العلمین رونق افروز ہوں اس کے اوپر میں سوار ہو کر چلوں۔

۲۔ جس وقت مسجد نبوی میں داخل ہو تو یہ خیال دل میں لائے کہ میں اس وقت ایسی جگہ ہوں کہ دنیا و مافیہا میں کوئی جگہ اس مرتبہ کی نہیں۔ اور اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر کرے کہ مجھکو آج یہ دن نصیب ہوا کہ جائے قیام صاحب قاب قوسین و سید الکونین میں موجود ہوں۔ اور خاتم النبیین، رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں جہاں جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے بھی کمال ادب و تواضع سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور آج مجھکو یہ عزت بخشی گئی ہے کہ اس دنیائے ناپائدار میں جنت کی زمین دیکھنی اور اسپر پھرنے کی اجازت ملی۔ اب کمال ادب سے مسجد میں جائے اور پکار کر وہاں بات کرنے بے ادبی میں داخل ہے۔ یاد کرے کہ کلام مجید میں آپ کے ادب کی نسبت یہ آیا ہے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ۔

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح کے کتاب المناسک کے باب حرم المدینہ میں جابر بن سمرہؓ سے یہ روایت آئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَمّٰی الْمَدِیْنَةَ طَابَةَ[۱] (مسلم) ؛ بعض عارفوں نے لکھا ہے کہ مدینہ کی خاک اور در و دیوار سے خوشبوئیں آتی ہیں مگر اس شخص کو جس کا دماغ کفر و نفاق اور بد اعتقادی سے صاف ہو ؛ ابو عبد اللہ عطار نے کیا اچھا کہا ہے

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ طَابَ نَسِیْمُهَا[۲] ؛ فَمَا الْمِسْكُ وَالْکَافُوْرُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ

۴۔ مدینہ شریف کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہاں کے لوگوں کو کوئی شخص تکلیف نہیں دے سکتا۔ اور اگر ایسا کرے تو اس کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ یزید کا ہوا کہ وہ دق اور سل کے مرض میں بڑی تکلیف سے مرا ؛ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا یَکِیْدُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ[۳] کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ۔ رواہ البخاری و مسلم ؛ اگر مدینہ شریف کی رہائش میں انسان کو تکلیف پہنچے تو صبر کرنا چاہئے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں اس طرح آیا ہے۔ لَا یَصْبِرُ[۴] عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اور یہ بھی آیا ہے۔

---

[۱] اللہ تعالیٰ نے نام فرمایا مدینہ کا طابہ یعنی پاک اور اچھا۔ کیونکہ مدینہ شرک کی نجاستوں سے پاک ہے [۲] یعنی خوشبو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی ہوا خوشبودار ہوگئی۔ پس مشک اور کافور اور صندل تازہ کی خوشبو کیا حقیقت رکھتی ہے۔ [۳] کوئی شخص اہل مدینہ سے دھوکہ بازی نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو وہ گھل جاتا ہے اور مٹ جاتا ہے جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

[۴] نہ صبر کرے کوئی مدینہ کی سختی اور محنت پر کوئی شخص مگر اس امید پر کہ میں ہونگا اسکے واسطے شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ - وَمَنْ سَکَنَ الْمَدِیْنَۃَ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِھَا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔[1]

۵۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی زیارت علماء حنفیہ کے نزدیک سب مستحبات سے افضل ہے ۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب میں محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ زیارت آنحضرت کی افضل ہے اور بڑے تاکید سے مستحب ہے کہ قریب واجب کے ہے نزد امام ابوحنیفہ اور مناسک فارسی اور شرح المختار میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی زیارت اس شخص کے واسطے جسکو وہاں تک پہنچنے کا مقدور ہے قریب واجب کے ہے۔ اگر کسی شخص پر حج فرض ہو تو بہتر ہے کہ پہلے حج کرے اسکے بعد زیارت اور اگر کوئی شخص نفل حج کرتا ہے تو چاہیے پہلے حج کرے اور بعد میں زیارت یا اس کے برعکس ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (بیہقی نے شعب الایمان میں اس کا ذکر کیا ہے) ۔ اہل اسلام خود سمجھ سکتے ہیں کہ جو شخص زیارت قبر شریف کرے وہ اس شخص کے مانند ہے جسنے آپ کی زیارت حیات میں کی، تو گویا اگر زیارت سے محروم رہا تو کیسا بدنصیب شخص ہے ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (جس نے زیارت کی میری قبر کی واجب ہوئی اس کے لئے میری شفاعت) تو اس درجہ کو پہنچا اہل اسلام کے واسطے معراج ہے۔

۶۔ جو شخص قبر شریف کی زیارت کرے اسکے گناہ بلاشک معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا[2]

جذب القلوب الی دیار المحبوب اور دیگر کتب میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ امت کو رب العالمین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اور ان کے پاس آکر استغفار کرنے کی خواہش دلائی ہے اور یہ کہ خدا تعالیٰ تواب الرحیم ہے۔ مگر یہ امر تین ہی باتوں پر معلق ہے۔ (۱) آنحضرت کے پاس آنے پر (۲) ان کے پاس آکر استغفار کرنے پر (۳) ان کے واسطے آنحضرت کے استغفار کرنے پر جیسا کہ سورہ محمد میں آیا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ[3] ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے متعلق علماء متفق ہیں کہ حالت حیات و ممات میں آپکی خدمت میں آنا برابر ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص قبر شریف پر آکر استغفار کرے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے آپ کے روبرو آکر آپ کی حیات میں استغفار کی۔ چنانچہ ایک اعرابی کے استغفار کرنے کا ذکر ہر چہار مذہب کی مناسک حج میں آیا ہے۔ قصہ اس طرح ہے کہ محمد بن حرب ہلالی نے کہا کہ میں قبر شریف کی زیارت کے بعد ذرا بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور اس نے بھی قبر شریف کی زیارت کی اور کہنے لگا کہ اے سب رسولوں سے بہتر۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے پاس سچی کتاب بھیجی اور اس میں یہ فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اپنے گناہ سے استغفار کرتا ہوں اور آپ سے شفاعت کراتا ہوں، پھر خوب رویا اور یہ اشعار پڑھے

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی الْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ؞ فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ[4]

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ؞ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اس کے بعد وہ زیارت سے مشرف ہو کر چلا گیا۔ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جا اس اعرابی سے مل اور اس کو خوشخبری دے کہ خدا تعالیٰ نے میری شفاعت کی سبب سے اس کی مغفرت کی اور اس کے سارے گناہ بخشے۔ اسی طرح حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت کے دفن کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کے قریب اپنے تئیں گرایا اور خاک پاک قبر شریف اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے سنا وہ ہمنے آپ سے سنا اور جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے یاد کیا وہ ہمنے آپ سے یاد کیا، اور جو آیتیں آپ پر نازل ہوئیں ان میں سے یہ آیت ہے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ الخ۔ اور میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے اسی واسطے

---

[1] جو قصداً میری زیارت کرے تو قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور جس نے مدینہ میں قیام کیا اور اسکی تکالیف پر صبر کیا تو میں اسکے واسطے شہادت دینے والا اور شفیع ہونگا قیامت کے دن اور جو شخص

[2] اور معافی مانگ اپنے گناہوں کی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی [3] اور ان لوگوں نے جس وقت اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان [4] اے بہتر ان سب سے جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں دفن ہیں۔ پھر ان ہڈیوں کی خوشبو سے ہموار اور ناہموار زمین معطر ہو گئی، میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ سکونت رکھتے ہیں۔ اور اس میں پاک دامنی اور بخشش اور کرم ہے۔

آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں تو قبر شریف سے آواز آئی کہ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ (اللہ تعالیٰ نے تجھکو بخشا) ۔ اسی طرح جواہر المنظم فی زیارت القبر المکرم میں لکھا ہے کہ اصمعی سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ قبر شریف کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ یا خدا یہ تو تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور شیطان تیرا دشمن ہے ۔ تو اگر مجھکو بخشدے تو تیرا حبیب تو خوش ہوجائے اور تیرا بندہ اپنا مقصد حاصل کرلے اور تیرا دشمن ناراض ہوجائے اور اگر تو مجھکو نہ بخشے تو تیرا حبیب ناخوش ہوجائے تیرا بندہ خراب ہوا اور تیرا دشمن خوش ہو ۔ اور عرب کے بزرگوں کا یہ دستور ہے کہ جب ان میں کوئی سردار مرجاتا ہے تو وہ اس کی قبر پر کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کرتے ہیں ۔ تو چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے سردار ہیں ان کی قبر پر مجھکو آزاد کر ۔ تو اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے اس اعرابی سے کہا کہ اے اعرابی جس طرز پر تو نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا وہ طرز پسند بارگاہ رب العزت ہوئی اور تو بخشدیا گیا ۔

۷ ۔ کوئی مسجد ایسی نہیں جس کی زیارت کے واسطے انسان سفر کرکے جائے ۔ سوائے تین مساجد کے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ [سلہ] لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ ۔ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی (نہ باندھے جاویں کجاوے مگر تین مسجدوں کی طرف ۔ مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کی طرف یعنی بیت المقدس کی طرف ۔)

۸ ۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ پیدایش ہر نفس کی اس خاک سے ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے ۔ تو ضرور ہے کہ پیدایش نفس اطہر معطر معنبر حبیب کبریا سید الانبیا کی مدینہ منورہ کی خاک پاک سے ہے ۔ اور اکثر نفوس آل و اصحاب و تابعین و عارفین اس سرزمین عنبر شمیم میں آرام فرما رہے ہیں ۔ تو کیوں نہ ہو کہ اس شہر اور خاک پاک میں انواع و اقسام کی خوبیاں ہوں ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تحقیق خاک مدینہ طیبہ کی شفا ہے ہر بیماری کے لئے ۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک گڑھا ہے بہت مشہور جس کا تجربہ علماء دین نے بارہا کیا ہے کہ اسکی خاک پانی میں گھولکر پینے سے بخار کو فوراً آرام ہو جاتا ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو حکم فرمایا کہ بخار کا علاج اس خاک پاک سے کریں ۔ شیخ مجد الدین فیروز آبادی بہت ہی سخت بیمار تھے حتی کہ ان کے پاؤں پر ورم بھی ہوگیا تھا ۔ یہ خاک پاک گھولکر چند دن پلائی بالکل آرام ہوگیا ۔ مدینہ شریف کی خاک پاک کو اگر کوئی شخص برا کہے تو امام مالک کے نزدیک قابل سزا ہے ۔ اسکو قید کرنا چاہیئے اور اس سے توبہ کرانی چاہیئے ۔ عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے جس کو اول ہی اول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بویا تھا ۔ اسکی نسبت آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی سات کھجوریں کھاوے تو کوئی زہر یا سحر اس پر اثر نہیں کرتا ۔

۹ ۔ روضہ اقدس مسجد نبوی کے بائیں کونے میں واقع ہے ۔ اس میں تین قبریں ہیں جنوب کی طرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے ۔ ذرا آگے قبر شریف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے ۔ ان کا سر آپ کے سینہ کے قریب ہے اس کے بعد قبر شریف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے ۔ ان کا سر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینہ کے قریب ہے ۔

۱۰ ۔ علمائے دین لکھتے ہیں کہ جس مقام عالی شان میں صاحب لولاک اور شہنشاہ عالم پناہ رونق افروز اور جلوہ گر ہیں کوئی جگہ دنیا و مافیہا میں اس رتبہ کو نہیں پہنچ سکتی ۔ در مختار میں لکھتے ہیں کہ جو حصہ زمین اعضائے مبارک سے ملا ہوا ہے وہ مرتبہ میں افضل ہے خانہ کعبہ اور عرش و کرسی سے ۔ یہی خیال جوہر منظم اور جذب القلوب الی دیار المحبوب میں پایا جاتا ہے ۔

۱۱ ۔ زائرین مرقد اطہر کو یاد رہے کہ قبر شریف کے بہت قریب نہ کھڑے ہوں اور اپنے ہاتھ دیوار یا جالیوں کو نہ لگاویں کہ ادب سے بعید ہے ۔ اور زیارت کے وقت مثل نماز کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوں بعینہ اس طرح جس طرح نماز کے واسطے ہاتھ باندھتے ہیں ۔ اور یہ بات جذب القلوب الی دیار المحبوب اور اختیار شرح مختار سے معلوم ہوتا ہے ۔ زائر کو چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا خیال دل میں لائے اور یہ تصور کرے کہ آپ آرام فرما رہے ہیں اور میں دست بستہ آپ کے روبرو کھڑا ہوں ۔ شرع کے خلاف کوئی امر نہ کرے مثلاً قبر شریف کو سجدہ نہ کرے ۔ جالی کو ہاتھ یا منہ سے بوسہ نہ دے ۔ چنانچہ مولانا حالی نے اس خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے ۔ بنانا نہ تربت کو میری صنم تم ۔ نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم ۔ نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم ۔ کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی ۔ کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی ۔

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا)

۱۲ ۔ ہجرت ۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنیکی اجازت دی تو اصحاب نے خفیہ طور پر روانگی شروع کی ۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود مسلح

سلہ ۔ دراصل اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ سوائے تین مسجدوں کے اور کی زیارت کے واسطے سفر کرکے جانا درست نہیں بعض علما جو یہ معنی لیتے ہیں کہ نہ سفر کیا جاوے کسی مقام کی زیارت کے واسطے مگر ان مسجدوں کی طرف ۔ صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد میں شہر بن حوشب ہے جسکو بعض علماء ضعیف بتاتے ہیں ۔ لیکن اسکی روایت کو ضعیف خیال کرنا غلط ہے ۔ علماء کو معلوم ہے کہ [illegible] کی چوری کی شہر کی نسبت اتہام ہے ۔ [illegible] قد حملہ العلماء علی محمل صحیح ۔ ہم اسکی روایت کو جس حال میں کہ بڑے بڑے محدثین مثل امام احمد ۔ بخاری ۔ ترمذی ۔ یعقوب ۔ صالح بن محمد ۔ معان بن [illegible] وغیرہ وغیرہ توثیق کریں تو کس طرح ضعیف کہہ سکتے ہیں ۔ کیا صرف اسواسطے کہ مسلم اور ابن عون اسکے قول کی تضعیف کرتے ہیں ۔

۱۲ ہو کر خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا اور باآواز بلند پکارا کہ جو مردوں سے پوچھنے والے تباہ اور ہلاک ہوں۔ اگر ان میں کوئی مقابلہ کی تاب رکھتا ہے تو اب میرے سامنے آئے۔ بھلا ایسی شجاعت فاروقی کا کون مقابلہ کر سکتا تھا۔ آپ کھلم کھلا خوب زرہ بکتر لگائے ہوئے روانہ مدینہ طیبہ ہوئے۔ اب رہ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو گے۔ تو اس بات کے سننے سے آپ کمال خوش ہوئے۔ چنانچہ اس کے بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور ہجرت کا خیال ظاہر کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے کہ میں نے حضور کے واسطے دو اونٹنیاں اسی غرض سے خرید رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک اونٹنی مجھے قیمتاً دیدو۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور کی نذر ہے قیمت میں نہیں لونگا۔ مگر آپ نے قیمت دینے میں اصرار کیا غرضکہ آٹھ سو درم کو قصواء اونٹنی آپ نے خرید لی۔ غرض پیر کے دن آپ روانہ ہوئے (ابن جوزی کہتے ہیں کہ پیر کے دن کو کئی وجہ سے شرف حاصل ہے۔ آپ مدینہ طیبہ میں بھی پیر کو پہنچے۔ ولادت شریف پیر کو ہوئی) آپ کا گذر راہ میں خیمہ ام معبد پر ہوا۔ تو اسکی ایک بکری تھی جو بہت ضعیف اور بغیر بچہ کی تھی۔ اس نے اتنا دودھ دیا کہ سب نے خوب دودھ پی لیا۔ چنانچہ ابو معبد اور ام معبد مشرف باسلام ہوئے (مواہب لدنیہ میں ہے کہ وہ بکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی اور خوب دودھ دیا کی) غرض جب آپ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حضرت بریدہ اسلمی ستر سواروں کے ساتھ شہر سے باہر آئے۔ آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرا نام بریدہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا بَرَدَ اَمْرُنَا (یعنی ٹھنڈا ہوا کام ہمارا۔ یہ بطور نیک فالی کے فرمایا)۔ پھر آپ نے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اسلم۔ آپ نے فرمایا سَلِمْنَا (یعنی سلامت رہے ہم)۔ پھر آپ نے انکی قوم بنی سہم سنکر فرمایا کہ خَرَجَ سَہْمُنَا (یعنی حاصل ہوا حصہ اسلام) بریدہ پر حضور سرور کائنات کا بڑا اثر ہوا اور وہ مع ہمراہیوں کے اسلام لے آئے۔ پھر آپ سے عرض کیا کہ جب حضور مدینہ شریف میں داخل ہوں تو چاہیئے کہ جھنڈا آگے آگے چلے تو ذوق و شوق میں حضرت بریدہ نے اپنے عمامہ کو لکڑی پر لپیٹ کر جھنڈا بنایا اور آگے آگے چلے۔ اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ آپکی زیارت کے سخت منتظر تھے۔ یہانتک کہ روزانہ لوگ شہر سے باہر آپ کے استقبال کو جاتے اور واپس دوپہر کو چلے جاتے تھے۔ ایک روز کیا ہوا کہ ایک یہودی دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ اے گروہ عرب آج تمہارا مطلب پورا ہوا۔ انصار غلبہ شوق میں دوڑے اور آپکے قدم لئے۔ پھر آپ نے محلہ قبا میں نزول فرمایا اور جمعہ کو وہاں سے روانہ ہوئے۔ انصار کے گروہ کے گروہ پیادہ و سوار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ بنی قبا کو فراق مصطفیٰ بہت شاق گذرا عرض کیا کہ تشریف لیجانے کا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھکو حکم الٰہی ہے کہ ایسی بستی میں جاؤں جس کا نام اکال القریٰ ہے (یعنی مدینہ طیبہ) جب آپ وہاں پہنچے تو لوگ منتظر تھے کوئی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اپنی طرف لیجاتا تھا اور کوئی عاجزی سے اپنے قریب خانہ پر قدم رنجہ ہونے کی درخواست کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی مامور بحکم الٰہی ہے جہاں بیٹھیگی وہاں مجھکو اترنا چاہیئے۔ تو جس جگہ اب مسجد شریف ہے اسکے قریب اونٹنی بیٹھی تھی۔ اور وہاں ہی قریب ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ تو آپ نے انکے ہاں قیام فرمایا۔ یہ دیکھتے ہی بنی نجار کی لڑکیاں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنیکی خوشی میں دف بجاتی ہوئی اور یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئیں۔ نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِیْ نَجَّار۔ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَار۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اے قبائل انصار کیا تم مجھکو دوست رکھتے ہو۔ تو سب ایک زبان ہوکر بولے ہاں یا رسول اللہ۔ تو آپ نے فرمایا قسم اللہ کی میں بھی تم کو دوست رکھتا ہوں۔ غرضکہ بروایت صحیح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب انصاری کے گھر میں سات مہینے قیام فرما رہے تھے۔ اس عرصہ میں حضرت عبداللہ بن سلام جو یہودیوں میں بڑے عالم تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کی بابت توریت میں پڑھ چکے تھے۔ ایمان لائے۔ اور اسیطرح سلمان فارسی دین مجوسی چھوڑکر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری شمعول کی اولاد سے تھے جو خود چار سو عالموں کا سردار تھا اور وہ سب کے سب بادشاہ تبع اول کے مصاحب تھے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ بادشاہ تبع کا گذر اس مقام پر ہوا جہاں مدینہ منورہ واقع ہے تو سب علماء مجبور تھے بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ یہ مقام ہجرتگاہ نبی آخر الزمان ہے ہم تو یہاں ہی رہیں گے۔ تو بادشاہ نے انکو وہاں ہی مکانات بنوا دئے۔ اور خود بادشاہ نے بھی بہت رہنا چاہا مگر انتظام سلطنت کے سبب ایسا نہ کر سکا اور ایک عریضہ حضور سرور کائنات کا لکھا اور شمعول کو دیا کہ تمہاری اولاد میں جو ہو اسکو وصیت کر دینا کہ حضور کے روبرو یہ درخواست پیش کر دے اور میرا اسلام عرض کر دے۔ تو کئی پشت سے وہ عریضہ چلا آتا تھا کہ ابو ایوب انصاری نے حضور کے روبرو پیش کیا۔ اور جس گھر میں آپ قیام فرما تھے وہ بھی وہ بادشاہ آپکے واسطے بنوا گیا تھا۔

۱۳۔ اخبار الاخیار میں مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ایک دن حاجی عبدالوہاب بخاری جو حضرت سید جلال بخاری کی اولاد سے تھے اپنے پیر سید صدر الدین کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا کہ دو نعمتیں تو دنیا میں اسوقت ایسی موجود ہیں کہ دنیا و مافیہا کی نعمتیں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتیں مگر افسوس کہ لوگ ان سے غافل ہیں۔ ایک تو وجود مبارک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد وفات حیات اور ایک کلام مجید کہ جسکے ذریعہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ پس یہ سننا تھا کہ حاجی صاحب نے پیر صاحب سے اجازت رخصت کی مانگی اور اسیوقت مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسلامی سچا عقیدہ اسی کو کہتے ہیں۔

۱۴۔ اگر کسیکو مدینہ شریف میں رہنا نصیب ہو تو اس کو نہیں چاہیئے کہ بغیر حجت شرعی وہاں سے باہر جائے۔ اکثر صحابہ کرام بعد ادائے حج جلد واپس آجاتے تھے۔ ہزاروں خاصان حق پوشیدہ و علانیہ اسی امید پر وہاں قیام پذیر ہیں کہ سرزمین اقدس ہمسایہ حبیب کبریا میں مدفون ہوں۔ رَزَقَنَا اللّٰہُ وَجَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ آمین۔

پانی پیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آپکی پیروی مین ویسا ہی کیا ہے۔

۳- تمام راستہ درود اور سلام پڑھتا چلے - فتاوی عالمگیری

موقع

مدینہ شریف نظر پڑنا

موقع

۱۹۸- مدینہ شریف نظر پڑے تو کیا کرنا چاہیے

۱- ادب کے خیال سے اگر ممکن ہو تو سواری سے اتر لے اور ننگے پاون ہو لے اور روتا ہوا اور عاجزی سے چلے اور شوق مین جلدی جلدی چلے -

۱- جو ادب کے واسطے کیا جائے وہ اچھا ہی ہے چنانچہ شیخ ابن الہمام لکھتے ہین کہ وَكُلُّ مَا كَانَ اَدْخَلَ فِي الْاَدَبِ وَالْاِجْلَالِ كَانَ حَسَنًا -

۲- اگر سواری پر ہے تو شوق کی وجہ سے سواری کو تیز چلائے -

۳- درود شریف کثرت سے پڑھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰة وسلام زیادہ پڑھے اسطرح کہے -

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - فتح القدیر -

۴- بطحار ذوالحلیفہ (یعنی معرس) مین دو رکعت نماز پڑھے کہ پیروی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے -

موقع

فصیل مدینہ شریف مین داخل ہونا

موقع

۱۹۹- شہر مین داخل ہونے وقت دعا پڑھے

۱- جب فصیل مدینہ شریف دیکھے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ - فتاوی عالمگیری -

۲- فصیل شہر مین داخل ہونے سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کرے ورنہ صرف وضو کرکے کپڑے عمدہ پہن لے اور خوشبو لگائے - عالمگیری -

۱- اگر فصیل مین داخل ہونے کے بعد غسل کرے تب بھی مضائقہ نہین لیکن مسجد مین داخل ہونے سے پہلے غسل کرے -

---

لہ اے اللہ یہ حرم ہے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا - پس (میرا داخل ہونا اسمین ایسا مبارک کر کہ) کر اسکو میرے واسطے دوزخ سے بچاؤ - اور عذاب سے اور آخرت کے حساب سے امن دینے والا -

ب - اگر پہلے سواری سے نہیں اترا تھا تو اب فصیل شہر میں داخل ہوتے وقت ضرور اتر لے - (دیکھو مقدمہ)

۳ - اب ادب سے اندر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے - بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا - اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِي وِقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ - اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِي مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ أَوْلِيَآئَكَ وَأَهْلَ طَاعَتِكَ وَاخْلِصْنِي مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي يَا خَيْرَ مَسْئُوْلٍ -

میں داخل ہوتا ہوں اللہ کا نام لے کر اور جو چاہا اللہ نے ہم ہوا اور نہیں ہے قوت عبادت پر مگر جب توفیق دے اللہ تعالیٰ - اے رب داخل کر مجھکو صدق کے ساتھ اور نکال مجھکو صدق کے ساتھ - اے اللہ کھول واسطے میرے اپنی رحمت کے دروازے اور نصیب کر مجھکو زیارت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسا نصیب کی تو نے اپنے اولیاؤں کو اپنے عبادت کرنے والوں کو - اور بچا مجھکو دوزخ کی آگ سے اور مغفرت کر میری اور رحم کر مجھ پر اے بہت سوال کیے گئے -

۴ - یہ دعا بھی پڑھے - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا - اور یہ دعا بھی پڑھے - اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا أَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ وَمَا أَقْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ أَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا - اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْ دُخُوْلِي فِيْهِ وِقَايَةً لِّي مِنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ - (فتاوی قاضیخان)

اے اللہ مجھکو اس شہر میں ٹھہرنا نصیب ہو اور نیک کمائی میں نصیب ہو - اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور اس چیز کے جس پر سایہ ڈالا ہے آسمانوں نے - اور اے پروردگار زمینوں کے - اور اس چیز کے جس کو اٹھا رکھا ہے زمینوں نے - اور اے پروردگار ہواؤں کے اور اس چیز کے جس کو کہ پراگندہ کرتی ہیں ہوائیں - میں مانگتا ہوں تجھ سے اس شہر کے واسطے بھلائی - اور اس شہر کے رہنے والوں کے واسطے بھلائی - اور اس چیز کے واسطے بھلائی جو اس شہر میں ہے - اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اس شہر کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے - اور اس شہر کے لوگوں کی برائی سے - اے اللہ یہ حرم تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے - اس میں داخل ہونا [illegible] میرے واسطے دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہو اور عذاب سے امن ہو اور آخرت کے حساب [illegible]

موقع ۴ اب مسجد نبوی میں داخل ہو موقع ۴

۲۰۰ — مسجد نبوی میں داخلہ

۱ - مسجد نبوی میں داخلہ سے پہلے بہتر ہے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے ورنہ وضو کر لے -

۲ - آداب مسجد نبوی سے یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ دے -

۱ - شروع اسلام میں جو شخص قصد مناجات بارگاہ حبیب کبریا میں کرتا تھا اس پر واجب تھا کہ کچھ صدقہ کرتا تھا اور پھر ملازمت اقدس میں حاضر ہوتا تھا - چنانچہ اس آیت شریف سے ظاہر ہے - إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً - سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا - اسکے بعد اسکا وجوب منسوخ ہو گیا اور استحباب باقی رہا -

۳ - باب جبرئیل یا باب السلام کی طرف سے داخل ہو - مگر بہتر ہے کہ باب جبرئیل کی طرف سے داخل ہو - شرح وقایہ

تشریح - آج کل زائرین باب السلام کی طرف سے داخل ہوتے ہیں اگر کوئی شخص باب جبرئیل سے آوے تو اسکو لازم ہے کہ روضہ شریف کے پیچھے سے آوے جیسا کہ فقرہ - ۱۹۶ - کے نقشہ میں نقطہ دار لکیر سے ظاہر ہوگا - اگر ایسا اتفاق ہو کہ روضہ

۱۵۲ نقشہ مسجد نبوی

مسجد نبوی واقع مدینہ منورہ

قبہ حضرت

منارہ باب الرحمۃ

منارہ سلیمانی

شریف کے سامنے کی طرف سے آوے تو لازم ہے کہ سامنے آکر یعنی موقع ۴ پہ پہنچ کر ذرا ٹھہر کر سلام عرض کرے۔ اور پھر نماز تحیۃ المسجد موقع ۵ پر پڑھے اور پھر پورے طور پر زیارت کرے۔

ا۔ داخلہ کے وقت پہلے داہنا پاؤں مسجد میں رکھے۔ (شرح وقایہ)

ب۔ ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت ایک لمحہ ٹھہر جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ اجازت مانگتا ہے کہ اجازت ہو تو اندر آؤں۔

۳ - اندر داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْكَ۔ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ۔ وَاَبْتَغٰی مَرْضَاتَكَ۔ شرح وقایہ - (اے اللہ درود بھیج اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اے اللہ بخش میرے گناہ۔ اور کھول میرے لئے دروازے رحمت اپنی کے۔ اے اللہ کر مجھ کو آج بہتر ان سے جو متوجہ ہوئے ہیں طرف تیری اور قریب تر ان کا جو قریب ہوئے ہیں طرف تیری اور مطلب کو پہنچنے والا بہت زیادہ ان سے جنہوں نے دعا مانگی تجھ سے اور چاہا مرضی تیری کو۔)

۵ - ادب یہ ہے کہ مسجد میں داخلے کے وقت نیت اعتکاف کی کرے۔

۶ - جب مسجد میں داخل ہو جائے تو یہ باتیں یاد رکھے۔

ا۔ عظمت اور شان اور شرف و عزت حضرت رسول رب العالمین کا پیش چشم و دل رکھے اور یاد رکھے کہ یہ وہی مقام ہے جہاں وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے تھے۔ اور یہ وہی مقام ہے جہاں ہر وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ اور یہ مسجد خاتم المرسلین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور اس کا ادب نہایت ہے۔

موقع ۵ اب نماز تحیۃ المسجد پڑھے ۵ موقع

۲۰۳ - نماز تحیۃ المسجد کہاں اور کیونکر پڑھے
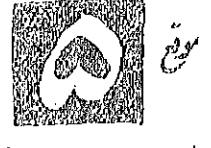
۱ - درمیان منبر اور قبر شریف کے (یعنی روضہ میں) کھڑا ہو کر یہ نماز پڑھے۔ شرح وقایہ (دیکھو نقشہ نقرہ - ۱۹۶)

ا۔ یہ مقام موقف ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور روضہ مبارک کا ایک حصہ ہے۔ اس کی شان میں یہ حدیث ہے مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ۔ (بخاری مسلم) یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ ب۔ اگر روضہ میں جگہ نہ ملے تو نماز تحیۃ المسجد مسجد کے اندر کسی اور جگہ پڑھ لے۔

۲ - دو رکعت نماز اس طرح پڑھے۔ نماز تحیۃ المسجد کی نیت کرے۔ اور رکعت اول میں بعد سورہ فاتحہ کے قل یا اور رکعت دوم میں قل ہو اللہ احد پڑھے۔

ا۔ نماز کے بعد سجدہ شکر کا کرے کہ اس نعمت عظمیٰ کو پہنچا۔ شرح وقایہ۔

ب۔ جو دعا چاہے مانگے۔ ہمارے خیال میں درود شریف بکثرت پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ

لہ روضہ اس جگہ کو کہتے ہیں جو منبر اور قبر شریف کے درمیان واقع ہے لہ محراب نبوی کے سامنے نماز تحیۃ المسجد پڑھے۔ اور اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا کندھا مقابل منبر کے ستون کے ہو۔

حَسْبُنَا وَ رَبُّنَا هَذَا بَابُ النَّارِ ـ اگر نماز جماعت یا نماز سنت فوت ہونیکا خوف ہو تو نماز تحیۃ المسجد پڑھنی چاہئے کیونکہ تحیۃ نماز فرض یا سنت کے ضمن میں ادا ہو جاتی ہے۔

موقع ٦ اب آئیے روبرو مرقد مطہر و قبر انور حضرت سید البشر علیہ الصلوٰۃ کے ٦ موقع

٢٠٣ - طریق زیارت حضرت سید البشر

١- نماز تحیۃ المسجد کے بعد مرقد اطہر کے پاس آکر اس طرح کھڑا ہو کہ حضرت سید البشر کی طرف منہ ہو اور قبلہ کی طرف پیٹھ ہو ۔ فتاوی عالمگیری۔

ا- فقہ کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ پہلے مرقد اطہر کے سرہانے کی طرف کھڑا ہو اور اسکے بعد روبرو۔ مگر چاہئے کہ نماز تحیۃ المسجد کے بعد مرقد اطہر کے روبرو ہی آکر کھڑا ہو ۔ فتح الباری الغنی۔

ب- رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کے عین مقابل کھڑا ہونے کے واسطے زائر کو چاہیے کہ اس سوراخ کے مقابل کھڑا ہو جو چہرہ شریف کی دیوار میں بنا ہوا ہے اور اس کی چاندی کا نشان ہے۔ دائیں طرف جو دو سوراخ ہیں ان میں سے پہلا عین مقابل مواجہ شریف حضرت ابو بکر کے ہے اور دوسرا مقابل مواجہ شریف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہے۔

ج- چہرہ شریف کی دیوار سے قریب ہو جانے کی بجائے پیچھے کھڑا ہو کیونکہ شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ حضرت اقدس اطہر و اقدس کے قریب نہ ہونا چاہیے۔

د- خدا تعالیٰ کا نہایت شکر کرے کہ حصول زیارت نبوی کی نعمت اسکو عطا ہوئی۔ اور مواجہ مصطفوی میں کھڑا ہونے کی عزت اسکو بخشی گئی کہ یہ اعلیٰ مقام پایا ہے۔

٢- کمال ادب اور دلی توجہ کے ساتھ زیارت کے واسطے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جیسے نماز کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری۔

ا- رسول رب العالمین کے روبرو کمال ادب سے بےحس و حرکت ہاتھ باندھے کھڑا رہے۔ اور آواز نہ ہلکی کرے نہ اونچی (دیکھو ...)

٣- پھر بہت ادب سے یوں کہے ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ . قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ . وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ . وَجَاهَدْتَ فِي أَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى قَبَضَ رُوْحَكَ حَمِيْدًا مَحْمُوْدًا . فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلّٰى عَلَيْكَ أَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَأَزْكَاهَا . وَأَتَمَّ التَّحِيَّةِ وَأَنْمَاهَا . اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقْرَبَ النَّبِيِّيْنَ . وَأَسْقِنَا مِنْ كَأْسِهِ . وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهِ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهِ . اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ بِقَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ . وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ إِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۔

سلام ہے تم پر نبی اللہ کے اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ بیشک آپ نے پہنچا دیا رسالت کے سارے حکم اور ادا کر دیا آپ نے اللہ کی امانت۔ اور خیر خواہی کی آپ نے امت کی اور محنت کرتے رہے آپ اللہ کے حکم جاری کرنے میں یہاں تک کہ آپکی روح قبض کی گئی تعریف کی گئی سراہی ہوئی۔ سو جزا دے آپکو اللہ ہم مسلمانوں کے چھوٹے اور بڑے کی ہدایت اور خیر خواہی کی بہت خوب نیک جزا اور درود بھیجے اللہ آپ پر سب درودوں میں سے افضل اور پاکیزہ درود اور سب دعاؤں میں سے پوری اور روز بروز بڑھنے والی دعا یا اللہ کر تو ہمارے نبی کو قیامت کے دن سب نبیوں سے زیادہ قریب اور پلا ہم کو انکے پیالے سے۔ اور نصیب کر ہمارے انکی شفاعت اور کر ہم کو انکے رفیقوں میں قیامت کے دن یا اللہ مت کر اس زیارت کے وقت کو ہمارے نبی علیہ السلام کی قبر کی آخری زیارت کا وقت اور نصیب کر ہم کو پھر آنا اس قبر کے پاس اسے بزرگی والے اور بزرگ کر دینے والے۔

٤- پھر بہت ادب سے خدا تعالیٰ سے بوسیلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی حاجت اور حسن خاتمہ اور مغفرت کے واسطے دعا کرے اور یہ کہے۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللّٰهِ فِيْ أَنْ أَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ ۔ اور استغفار قلب کو حاضر کرے کہ یہ خیال خوب دل میں جمائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ موجود ہیں اور میرے حاضر ہونے سے واقف ہیں۔ اور میرے کلام کو سنتے ہیں۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب میں لکھا ہے کہ کرمانی (جو ایک حنفی عالم گذرے ہیں) اس بات کو بڑی تصریح کے ساتھ لکھا ہے کہ زیارت کرنیوالے کو چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت شکل کا خیال دل میں لاوے اور یہ خیال کہ آپ قبر شریف میں آرام کر رہے ہیں اور نفس نفیس میری حاضری کو جانتے ہیں اور میرے سلام و کلام

کو سنتے ہیں اور جواب سے یاد فرماتے ہیں + زیارت کے وقت کھڑا رہنا چاہئے اور اگر کھڑا نہ رہ سکے تو بیٹھ جائے مگر نگاہ اونچی نہ کرے۔

ا۔ لکھا ہے کہ جب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیارت روضۂ عنبر شمیم کے واسطے آتے اور اسطرح سلام عرض کرتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ تو قبر شریف میں سے آواز آتی وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا إِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ب۔ بعض کتابوں میں آیا ہے کہ جو شخص مرقد اطہر کے پاس وقوف کرے اور اسطرح ستر بار پڑھے إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ اسطرح کہیگا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا فُلَانُ۔ فلان کی جگہ اس شخص کا نام لیگا۔ اس امر کے متعلق شیخ ابن الہمام نے بھی ذکر کیا ہے۔ حجرہ شریف کے گرد طواف کرے نہ اسکی دیوار کو بوسہ دے کیونکہ یہ خصوصیت کعبہ کیواسطے ہے۔

۲۰۴۔ دوسرے شخص کا سلام کس طرح عرض کرے

ا۔ اسطرح عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ سلام ہے تم پر اے اللہ کے رسول فلاں شخص فلاں کے بیٹے کی طرف سے کہ وہ آپ سے شفاعت کرنے کی درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے رب کے پاس اسکی شفاعت کریں، پس آپ شفاعت کریں اسکی اور سب مسلمانوں کی۔

ا۔ فلاں بن فلاں کی جگہ اس شخص کا اور اسکے والد کا نام لیوے۔

ب۔ اگر کئی آدمیوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہو اور نام یاد نہ رہے ہوں تو اسطرح کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ أَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْكَ۔

۲۔ یا اسطرح عرض کرے۔ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ یُسَلِّمُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (فلاں ابن فلاں سلام عرض کرتا ہے آپکی خدمت میں اے رسول اللہ)

ب۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر مدینہ شریف جانیوالوں سے کہہ دیا کرتے تھے کہ میرا سلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دینا بلکہ اس غرض کے واسطے اکثر قاصد روانہ کیا کرتے تھے۔

موقع اب ایک ہاتھ داہنی طرف ہٹ کر کھڑا ہو موقع

۲۰۵۔ زیارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک کا مقابلہ ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر یہ پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی الْغَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَفِیْقَهٗ فِی الْأَسْفَارِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا أَمِیْنَهٗ عَلَى الْأَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزٰى إِمَامًا عَنْ أُمَّةِ نَبِیِّهٖ وَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِأَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِیْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَیْرَ مَسْلَكٍ۔ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْإِسْلَامَ۔ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِأَهْلِهٖ حَتّٰى أَتَاكَ الْیَقِیْنُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ أَمِتْنَا عَلٰى حُبِّهٖ وَلَا تُخَیِّبْ سَعْیَنَا فِیْ زِیَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ یَا كَرِیْمُ۔ سلام ہے تم پر اے خلیفہ رسول اللہ کے۔ سلام ہے تم پر اے ساتھی رسول اللہ کے غار میں۔ سلام ہے تم پر اے رفیق انکے سفروں میں۔ سلام ہے تم پر اے امین انکے بھیدوں پر جزا دے تم کو اللہ ہم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سبب سے۔ اس جزا سے افضل جو اپنے نبی کی امت میں سے کسی امام کو جزا دی ہے۔ اور بیشک دین کے کام میں انکے قائم مقام ہوئے تم انکے پیچھے نیک طریقہ کے ساتھ۔ اور چلے تم انکے طریق انکی راہ پر خوب چلنا۔ اور لڑائی کی تم نے دین سے پھر جانیوالوں اور بدعتیوں کے ساتھ۔ اور نیک اور درست کیا تم نے اسلام کے کام کو۔ اور صلہ رحم کیا تم نے۔ یعنی اقربا سے موافقت اور سلوک کیا تم نے۔ اور تم ہمیشہ برحق کہنے والے رہے اور مددگار رہے اہل حق کے۔ یہانتک کہ آیا تم کو یقین۔ یعنی تمہاری وفات ہوئی۔ اور سلام ہے تم پر

اور اللہ کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ یا اللہ تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت پر مارے اور بیفائدہ اور نا امید مت کر ہماری کوشش کو انکی زیارت میں اپنی رحمت کے سبب اے بخشش کرنیوالے۔ بعد اسکے ہٹے یہانتک کہ برابر ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے

موقع اب ایک ہاتھ داہنی طرف اور ہٹ کر کھڑا ہو موقع

۲۰۶- زیارت حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱- یہ موقع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے مقابل ہے- چاہئیے کہ یہ دعا پڑھے- اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُظْھِرَ الْاِسْلَامِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ۔ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَرَضِیَ عَمَّنِ اسْتَخْلَفَکَ۔ لَقَدْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ حَیًّا وَّمَیِّتًا۔ فَکَفَلْتَ الْاَیْتَامَ۔ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ۔ وَقَوِیَ بِکَ الْاِسْلَامُ۔ وَکُنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ اِمَامًا مَّرْضِیًّا وَّھَادِیًا مَّھْدِیًّا جَمَعْتَ شَمْلَھُمْ۔ وَاَغْنَیْتَ فَقِیْرَھُمْ۔ وَجَبَرْتَ کَسِیْرَھُمْ فَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ سلام ہے تم پر اے امیر المؤمنین۔ سلام ہے تم پر اے غالب کرنیوالے اسلام کے۔ سلام ہے تم پر اے توڑنے والے بتوں کے۔ جزا دے تم کو اللہ ہم لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سبب سے افضل جزا- اور راضی ہو اس شخص سے جس نے تم کو خلیفہ کیا (یعنی ابوبکر نے) بیشک مدد کیا آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی زندگی پر زندگی کی حالت میں اور موت کی حالت میں، اور غم خواری اور سرپرستی کی تم نے یتیموں کی اور صلہ رحم کیا تم نے یعنی اقرباء سے موافقت اور سلوک کیا تم نے- اور قوت پکڑی تم سے اسلام نے- اور تھے تم مسلمانوں کے امام پسندیدہ- ہدایت کرنیوالے اور ہدایت پائے ہوئے- جمع کیا تم نے مسلمانوں کی جماعت کو- اور غنی کیا تم نے انکے فقیر کو- اور درست کر دیا تم نے انکے شکستہ حالوں کے حال کو- پھر سلام ہے تم پر اور اللہ کی رحمت- اور انکی برکتیں- پھر جس طرف سے ہٹ آیا تھا اسی طرف آدھا ہاتھ پھر جاوے
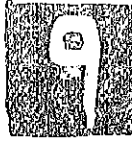
موقع ۹ اب واپس بائیں طرف تھوڑا ہٹ کر کھڑا ہو ۹ موقع

۲۰۷- طریق فاتحہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما

۱- اس مقام پر دونوں حضرات کے چہرے کا مقابل ہے- چاہئیے کہ اس طرح پڑھے-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ۔ وَمُشِیْرَیْہِ۔ وَالْمُعَاوِنَیْنِ لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ فِی الدِّیْنِ۔ وَالْقَائِمَیْنِ بَعْدَہٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ جَزَاءٍ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ لِیَشْفَعَ لَنَا۔ وَیَسْئَالُ رَبَّنَا۔ اَنْ یَّتَقَبَّلَ سَعْیَنَا۔ وَیُحْیِیْنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ۔ وَیُمِیْتَنَا عَلَیْھَا۔ وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ۔ سلام تم دونوں پر- اے دونوں ساتھ سونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے- اور دونوں رفیق انکے اور دونوں وزیر انکے- اور دونوں مشورہ کار انکے- اور دونوں مددگار انکے دین کے اور انکے بعد مسلمانوں کے کام کے- بہتری میں دونوں قائم رہنے والے- تم دونوں کو اللہ جزا دے نیک جزا- ہم- تم دونوں کے پاس آئے ہیں- تم دونوں کے ساتھ ہم وسیلہ پکڑتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تاکہ وہ شفاعت کریں ہماری- اور سوال کریں ہمارے رب سے کہ قبول کرے ہماری کوشش- اور زندہ رکھے ہم کو انکے دین پر- اور مارے ہم کو اسی طور اٹھاوے ہم کو انکے گروہ میں- بعد اسکے دعا کرے اپنے واسطے- اور اپنے ماں باپ کے واسطے- اور جس نے اسکو دعا کرنیکی واسطے وصیت کیا ہو اسکے واسطے- اور سب مسلمانوں کے واسطے- بعد اسکے کھڑا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کے پاس جس طرح پہلے کھڑا ہوا تھا-

چاہیں اللہ سے۔ اور استغفار کرے ان کی طرف سے رسول۔ تو بیشک پاویں گے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان۔ اے حبیب اللہ کے۔ اے شفیع اللہ کے۔ اے نبی اللہ کے۔ اے رسول اللہ کے۔ ہم آپ کے پاس آئے ظلم کرنیوالے اپنی جانوں پر مغفرت مانگنے والے اپنے گناہوں سے۔ پس بخشوائیں آپ گناہ ہمارے اپنے رب سے۔ اور شفاعت کریں آپ ہماری پس بیشک آپ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم۔ آپ دعا کریں اللہ سے کہ وہ عنایت کریں ہم کو سب مطالب ہمارے۔ اور اٹھائے ہم کو نیکبخت بندوں کے زمرے سے۔ اے اللہ گواہ کرتا ہوں میں تجکو۔ اور گواہ کرتا ہوں میں تیرے رسول کو۔ اور گواہ کرتا ہوں میں حضرت ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہر دو یاروں رسول تیرے کو۔ اور گواہ کرتا ہوں میں فرشتوں اترنے والوں کو اس روضہ بزرگ پر۔ اور معتکفین کو اور قیام کرنے والوں کو اس روضہ بزرگ میں۔ یہ کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر تو اکیلا نہیں کوئی ساجھی تیرا۔ اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ تیرے اور رسول تیرے ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں میں جو کچھ تیرے پاس سے آیا نبی تیرے رسول پاس امر نہی سے وہ حق ہے اور اس میں فرمانبرداری ہی ہے۔ اور میں ہوں اقرار کرنے والا اپنے گناہوں کا اور پشیمانی ظاہر کرنے والا۔ اپنی خطاؤں اور گناہوں پر وہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ ہوں۔ پس اے اللہ بخش دے وہ کل گناہ میرے۔ اور میرے ماں باپوں کو اور مسلمانوں کو۔ اور احسان کر مجھ پر جیسا احسان کیا تو نے اپنے ولیوں پر کیا کیونکہ تو ہے بہت احسان کرنے والا۔ صاحب فضل اور احسان کا۔ بہت رحم کرنے والا مسلمانوں پر اے اللہ دے تو دنیا اور آخرت میں نیکی۔ اور بچا تو ہم کو عذاب دوزخ سے۔ پاک ہے اللہ عزت والا اس چیز سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام پہنچے اوپر رسولوں کے اور ثنا واسطے اللہ کے جو رب العالمین ہے۔

ب۔ بعض علماء لکھتے ہیں کہ اب دوبارہ قبر شریف کے روبرو آنا صحابہ سے منقول نہیں ہے۔

۲۰۹ - زیارت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

ا۔ بعد ازاں فاطمۃ الزہراء کی زیارت کے واسطے حجرہ شریفہ کی طرف متوجہ ہو کر کہے۔ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِضْعَةَ رَسُولِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ النِّسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا حَبِيبَةَ حَبِيبِ اللّٰهِ جَزَاكِ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَرَضِيَ عَنْكِ أَحْسَنَ الرِّضَاءِ جِئْنَاكِ زَائِرِينَ مُسْتَشْفِعِينَ بِكِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْفَعِي لَنَا عِنْدَهُ لِيَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الْعَظِيمِ فَيُثَبِّتَنَا عَلٰى مِلَّتِهِ وَيَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِهِ وَيُنِيلَنَا مِنْ شَفَاعَتِهِ وَيُسْقِيَنَا مِنْ حَوْضِهِ الْكَرِيمِ مَشْرَبًا رَوِيًّا سَائِغًا هَنِيئًا لَا نَظْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا آمِينَ آمِينَ آمِينَ۔

سلام تم پر اور تمہارے اے صاحبزادی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سلام اور تم پر اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جزو۔ سلام اور تم پر اے فاطمۃ الزہراء سلام اور تم پر اے جنت کی عورتوں کی سردار۔ سلام اور تم پر اے اللہ کے حبیب کی حبیبہ۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور آپکی اہل کو اسلام میں سے بہتر جزا دے۔ اور راضی ہوا آپ سے بہت رضامندی۔ ہم آپکے پاس بغرض زیارت حاضر ہوئے ہیں۔ تمنا شفاعت کی آپکے ذریعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پس شفاعت کرو ہمارے واسطے انکے پاس۔ تاکہ وہ ہمارے واسطے شفاعت کریں۔ کہ وہ ہم کو انکی ملت پر ثابت رکھے۔ اور ہم کو انکے زمرہ میں اٹھائے۔ اور ہم کو انکی شفاعت دے۔ اور ہم کو انکے حوض کریم سے سیراب کرنیوالا، خوشگوار، لذیذ جام پلائے کہ اسکے بعد ہم کبھی پیاسے نہ ہوں۔

ا۔ صرف چند ہی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی زیارت اس موقع پر وہاں ہی سے کیجائے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بھی اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔

ب۔ حضرت فاطمۃ الزہراء کی قبر اطہر کے متعلق تین روایتیں ہیں۔ ایک کے بموجب قبر شریف مسجد نبوی میں واقع ہے جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔ دوسری روایت کے بموجب آپکی قبر مطہر حضرت عباس بن عبدالمطلب عم نبی العرب والعجم کے مشہد میں واقع ہے۔ تیسری روایت کے بموجب بیت الحزن میں واقع ہے یعنی اس مسجد میں جو دروازہ بقیع کے قریب ہے۔

موقع ۱۱ اس کے بعد اسطوانہ ابی لبابہ پر آئے ۱۱ موقع

۲۱۰ - اسطوانہ ابی لبابہ پر کیا کرے۔

ا۔ اسطوانہ ابی لبابہ پر آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور توبہ استغفار پڑھے۔

۱۔ یہ اسطوانہ اس نام سے اسوجہ سے مشہور ہے۔ کہ ابولبابہ ایک بڑے درجہ کے صحابی انصاری تھے جس زمانہ میں کہ آپ یہود کے قبیلہ بنی قریظہ

کتاب الحج والزیارت

باب ۶ — فصل اوّل ۔ راستہ کے پڑاؤ اور کنوئیں اور مسجدیں وغیرہ

(راستون کا نقشہ فقرہ ۔ ۲۱۵ کے نقشہ میں ملیگا یا نقشہ کلان میں)

جو سڑک جدہ سے مکہ کو جاتی ہے خوب فراخ ہے اور اکثر سرکاری موٹرین اس پر چلتی ہین ۔ سڑک کے گرد چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہین ۔ سایہ دار درخت شاذ و نادر ہی ملتا ہے ۔ پانی راستہ مین بالکل نہین ملتا ۔ ہان پڑاؤ پر ملجاتا ہے ۔

۲۱۶ ۔ جدہ سے مکہ تک

خاص جدہ مین اور جدہ سے مکہ تک جتنے پڑاؤ و قہوہ خانہ آئینگے ہم انکا مختصر بیان لکھدیتے ہین ۔ جدہ سے مکہ معظمہ دو منزل ہے یعنی بفاصلہ ۲۸ کوس ۔ پہلی منزل اکثر بحیرہ یا حدہ پر ہوتی ہے ۔ دوسری خاص مکہ معظمہ ۔

۱ ۔ **جدہ ۔ ایک مختصر سا شہر ہے** ۔ اسکے چارون طرف فصیل ہے ۔ بازار بہت خوبصورت ہین ۔ اور نہایت صاف ۔

قبر حضرت حوا رضی اللہ عنہا ۔ شہر کے شمال مین قبرستان ہے جو چاردیواری سے گھرا ہوا ہے اسکے بیچ مین حضرت حوا کی قبر ہے جس کے چار طرف ایک دیوار بنی ہوئی ہے اور سرہانے یہ کتبہ لگا ہوا ہے ۔

هُوَ الْخَلَّاقُ الْبَاقِي

هٰذَا الْقَبْرُ اُمُّ الْجَمِيْعِ حَضْرَتْ سَيِّدَتُنَا حَوَّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

سنہ الف و ثلثمائۃ　　عبدالحمید خان

قبر کے پائنتی ایک سبز رنگ کا پتھر گڑھا ہوا ہے جس پر کسی ایسی طرز پر عبارت کندہ ہے کہ پڑھی نہین جاتی ۔

سلطانی قلعہ ۔ قبرستان کے مغرب مین ایک قلعہ ہے جس کو سلطانی قلعہ کہتے ہین ۔

۲ ۔ **بحیرہ یا حدہ** ۔ جدہ کے بعد یہی بڑا پڑاؤ ہے جہان عام طور پر لوگ قیام کرتے ہین ۔ اب اسکے بعد دوسرا پڑاؤ مکہ ہے ۔ یہان تقریباً بیس گھرونکی آبادی ہے ۔ کنوئین بھی ہین مگر انمین سے اکثر کا پانی کھاری ہے ۔ یہان کچھ دوکانین بھی ہین ۔ اشیاء خوردنی ملجاتی ہے ۔

۳ ۔ **قہوہ خانہ و کنوئین** ۔ راستہ مین بارہ قہوہ خانہ اور متعدد کنوئین آتے ہین ۔ اور بہت سے انمین سے برباد ہوگئے ہین ۔ اور بعض ایسے چھوٹے ہین کہ وہ کسی شمار مین نہین ۔ انمین سے چند یہ ہین ۔ قہوہ خانہ ۔ مرعانہ ۔ باجاہ ۔ الصرین ۔ جدہ اور بحیرہ کے درمیان مین ۔ اور قہوہ خانہ شمسہ بحیرہ اور مکہ کے درمیان ۔

۴ ۔ **نخلستان** ۔ مکہ معظمہ کے قریب کئی نخلستان آتے ہین جن مین سے مسافرون کو گذرنا پڑتا ہے ۔

۲۱۷ ۔ مکہ سے مدینہ تک

مکہ سے مدینہ تک گیارہ پڑاؤ ہین جنکا حال علی الترتیب ذیل مین درج ہے ۔ یہ پڑاؤ سلطانی راستہ پر ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین یہ راستہ نہ تھا بلکہ پہاڑون مین سے ہوتا ہوا آتا تھا ۔ اور اسیوجہ سے اکثر مساجد و آثار سر راہ نہین ہین ۔

۱ ۔ **وادی فاطمہ** رضی اللہ عنہا ۔ یہ منزل مکہ شریف سے ۱۰ کوس ہے جہان قافلہ ٹھیرتا ہے وہ ایک میدان ہے ۔ گانون وغیرہ کوئی قریب نہین ۔ ہان قریب ایک باغ ہے جس مین کھجورون کے درخت ہین اور اس مین نہر بھی جاری ہے ۔

۲ ۔ **وادی عسفان** ۔ یہ جگہ بھی ایک ریگستانی میدان ہے مگر چارون طرف پہاڑون سے گھرا ہوا ہے ۔ یہان بھی کوئی گانون قریب نہین ہے ہان کچھ بدون کے گھر ہین جہان

کچھ کھانے کا سامان ملسکتا ہے پانی کی بہت تنگی ہے اگرچہ دو کنوین قریب ہین - گذشتہ مقام سے یہ مقام اٹھارہ کوس ہے -

۲ - خُلیص - اس جگہ کچھ بدوٗن کے گھر ہین اور نہر بھی ہے اور کھجور کے درخت بھی - اور ایک مسجد کا نشان باقی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین موجود تھی -

۳ - بیر قضیمہ - یہ مقام ایک کنوین کیوجہ سے جو قریب ہے بیر قضیمہ کہلاتا ہے - یہ بھی ایک میدانی جگہ ہے یہان بھی وادی عسفان کی طرح کھانے کا سامان ملسکتا ہے اگرچہ کنوین متعدد ہین مگر پانی کھاری ہے اور مقدار مین بہت تھوڑا کہ قافلہ والون کو مشکل سے کافی ہوتا ہے -

۵ - رابغ - ایک گانون ہے کسیوقت یہ بندرگاہ ہوگا - اس مین بازار بھی ہے جس مین ہر قسم کی چیز ملجاتی ہے - مگر مکانات کچے بنے ہوئے ہین - اور ایک بادشاہی قلعہ بھی ہے جس کی فصیل تو پتھر کی ہے مگر اندرونی عمارتین کچی ہین - زراعت یہان خوب ہوتی ہے - باغات ہین جس مین کھجورین بکثرت ہین - یہان تربوزہ بہت بڑا ہوتا ہے کنوین بھی ہین - مگر پانی وہان قیمتاً دیتے ہین - اور اگر قافلہ مین منگواؤ تو زیادہ قیمت لیتے ہین - رابغ کے بیچ مین سے سڑک جاتی ہے جس کے دونون طرف کچھ فاصلہ تک باغات ہین - رابغ کے آگے سے دو راستہ مدینہ شریف کو جاتے ہین -

۶ - مستورہ - اس کنوین کا پانی کھاری ہے یہ جگہ ایک میدان ہے جس کے مشرق کی طرف تھوڑی دور پر پہاڑ نظر آتے ہین یہان پانی کی سخت قلت ہے یہان کھانے پینے کا سامان کچھ نہین ملسکتا اور پانی بہت مہنگا ملتا ہے -

۷ - بیر شیخ - یہ بھی ایک ریگستان ہے کہ دو طرفہ پہاڑ ہین - پانی کے دو کنوین یہان ہین مگر وہ قافلہ کو تو کافی نہین ہوسکتے -

۸ - وادی صفرا - یہ ایک گانون ہے خاصہ بڑا - یہان نہر جاری ہے اور کھجور کے درخت بھی ہین - یہ منزل گذشتہ منزلون سے بلحاظ شادابی کے بہتر جگہ ہے -

۹ - حدید - یہان پانی کی قلت ہے - ہان پانی ملجاتا ہے جو قریب کے پہاڑ سے لایا جاتا ہے -

۱۰ - بئر عثمان - یہان پانی کا نام نہین -

۱۱ - ذوالحلیفہ - اس کو بیر علی بھی کہتے ہین - بلکہ اس زمانہ مین تو بیر علی ہی کہلاتا ہے - یہان سے مدینہ طیبہ تین کوس پر ہے - اور یہ وہ مبارک جگہ ہے جہان رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حج کا احرام باندھا تھا یہان ایک مسجد ہے جس مین احرام باندھا جاتا ہے -

(رابغ سے آگے چھوٹے راستہ کے پڑاؤ حسب ذیل ہین)

۶ - بیر حسانی - یہ بھی وہی ریگستان پہاڑون سے گھرا ہوا ہے - ہان یہان کچھ مکان بدوٗن کے ہین جہان سے کوئی کھانے پینے کی چیز مل سکتی ہے -

۷ - بیر الشیخ - پانی یہان بھی کم ہے اور قیمت ہی سے دستیاب ہوسکتا ہے -

۸ - بیر الشیخ - یہ بھی وہی ٹیلا میدان ہے - یہان پانی کے واسطے صرف ایک کنوان ہے اس مین سے بھی قیمت خرچ کرنے پر پانی ملتا ہے -

۹ - سطح الغائر - ایک گھاٹی ہے جس کی زمین سنگین ہے - کنوان ہے مگر پانی قیمتاً ہی ملتا ہے -

۱۰ - بیر ماشی - یہ بھی ایک میدان ہے اور پہاڑون سے گھرا ہوا - ہان کچھ کھجورون کے درخت ہین -

۲۱۸ راستہ کی مسجدین

(وہ مساجد جو کہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے راستہ مین ہین)

۱ - مسجد ذوالحلیفہ - اس کو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اہل مدینہ کا میقات یہی ہے (دیکھو فقرہ ۲۸) مدینہ سے ۳ کوس ہے -

۲ - مسجد معرس - یہ مدینہ سے ۶ میل ہے وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان آخر شب مین آرام فرمایا تھا اور نماز پڑھی تھی -

۳ - مسجد عرق الظبیہ - جو روحا سے دو میل آگے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان نماز پڑھی ہے علاوہ آپ کے وہان ۷۰ پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے -

۴ - مسجد شرف الروحا - مدینہ شریف سے ۳۰ یا ۳۴ میل پر واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان نماز پڑھی تھی - قبر مضر بن نزار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے تھے اسکے قریب واقع ہے -

۵ - مسجد الغزالہ - کہ روحا کے وادی مین پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے یہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے یہان ایک درخت تھا کہ جب عبد اللہ بن عمر وہان اترتے تھے تو آپ وضو کا بقیہ اس مین ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سید الانبیاء نے ایسا ہی کیا ہے مسجد الغزالہ اور اسکا فاصلہ تین میل کا ہے -

۶۔ مسجد الصفراء ۔ مدینہ سے تین روز کے راستہ پر ہے۔ مدینہ سے جانیوالوں کے واسطے یہ چوتھی منزل ہے اور یہاں خاصی اچھی آبادی ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ ابوذر غفاری کی قبر اسی مقام پر ہے۔ یہ غلط ہے یہاں جو قبر ہے وہ ابو عبیدہ کی ہے جیسا کہ امام نووی نے تہذیب الایمان میں لکھا ہے۔

۷۔ مسجد البدر ۔ یہ جگہ میدان کارزار رہی ہے اور بدر کی لڑائی مشہور ہے۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خرمہ کی ٹہنیوں کا ایک سائبان بنایا گیا تھا۔ شہداء بدر کی زیارت ضرور کرنی چاہیے اور اس طریق پر کرے جیسا کہ فقرہ (۲۳۵) میں مذکور ہے۔

۸۔ مسجد مخفر ۔ }
۹۔ مسجد مخفر ویکرہ } یہ دونوں قریب قریب واقع ہیں۔

۱۰۔ مسجد غدیر خم ۔ یہ ایک بڑی قابل تعظیم جگہ ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادائے نماز ظہر خطبہ پڑھا اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔

۱۱۔ مسجد الخلیص ۔ اسی نام کے ایک پہاڑ پر واقع ہے جو کہ شہر مدینہ سے تین روز کے راستہ پر ہے۔

۱۲۔ مسجد اللبیت ۔ مسجد خلیص سے تین میل شمال کی طرف واقع ہے۔

۱۳۔ مسجد مرالظہران ۔ یہ وادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مشرق کی طرف واقع ہے۔

۱۴۔ مسجد السرف ۔ وادی فاطمہ سے تین میل شمال کو ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اس مطہرہ کا مزار بھی اسی جگہ پر واقع ہے۔

۱۵۔ مسجد تنعیم ۔ یہاں عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اسکو مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں (دیکھو فقرہ ۲۸ (۲۳۹)

۱۶۔ مسجد ذی طوی ۔ یہ چاہ طوی کے قریب واقع ہے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ تشریف لاتے وقت رات کو قیام فرمایا تھا اور دوسرے روز مکہ میں داخل ہوئے۔

۲۱۹ ۔ راستہ کے کنوئیں

(وہ کنوئیں جو کہ اور مدینہ شریف کے راستہ میں ہیں)

(۱) بیر خلیص (۲) بیر قیضمہ (۳) بیر مستورہ (۴) بیر شیخ (۵) بیر غار
(۶) بیر روحا (۷) بیر حسانی (۸) بیر الاشہب (۹) بیر الاشہب (۱۰) بیر ماشی

باب ۷ # فصل دوم ۔ عرفات ولواح باب ۷

(دیکھو نقشہ عرفات فقرہ ۷۵۵)

۲۲۰ ۔ اندرون حدود عرفات

۱۔ موقف اعظم ۔ (یعنی موقف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی قصواء پر سوار وقوف فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ اب احاطہ بطور مسجد کے بنایا گیا ہے۔ اور وہاں سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں۔ مگر اونٹنی خوب چڑھ سکتی ہے۔ اور امام وہاں ہی اونٹنی پر کھڑا ہوتا ہے

۲۔ موقف ۔ (یا میدان عرفات) یہ وہ جگہ ہے جہاں حج کا سب سے بڑا رکن ادا کیا جاتا ہے یعنی یہی میدان ہے جس میں نویں تاریخ یعنی عرفہ کے روز ظہر سے عصر تک کل حجاج بڑے عجز وزاری سے دعا کرتے ہیں۔ اس دعا کا وقت عام طور پر نماز ظہر کے بعد شروع ہو کر نماز مغرب کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس وقت کے بعد نماز صبح سے پہلے پہلے بھی اکیلا ہی وہاں پہنچ کر دعا مانگ لے تو اسکا حج صحیح ہے۔

۳۔ مسجد نمرہ ۔ (یا مسجد ابراہیم) یہ مسجد عرفات میں موقف کے حدود سے باہر ہے۔ اس مسجد میں ۹۔ ذی الحجہ کو یعنی خاص حج کے دن ظہر اور عصر کی نماز

ظہر کے وقت میں ملا کر جماعت سے پڑھی جاتی ہے مگر پہلے خطبہ ہوتا ہے جیسا کہ نماز جمعہ میں دستور ہے اور امام حنفی ہوتا ہے۔ یہ مسجد ۳۱۶ گز لمبی اور ۳۵ گز چوڑی ہے۔ مسجد نمرہ اس وجہ سے کہلاتی ہے کہ نمرہ پہاڑ پر واقع ہے۔

۴۔ جبل رحمت۔ میدان عرفات میں یہ ایک بلند پہاڑ ہے اس پر سفید برجی بنی ہوئی ہے جو دور سے نظر آتی ہے۔

۵۔ نہر عرفات۔ یہ نہر نہر زبیدہ کی ایک شاخ ہے میدان عرفات میں واقع ہے۔

۶۔ درخت بیری۔ یہ درخت موقف اعظم سے کچھ تھوڑے سے ہی فاصلہ پر ہے درخت تو وہاں نہیں ہے لیکن دعا یہی قبول ہوتی ہے۔ دیکھو نقشہ فقرہ ۵۔

۷۔ وادی عرنہ۔ یہ ایک نشیب جگہ جو مسجد نمرہ کے پہلو میں واقع ہے مگر حرم کے حدود کے اگر مسجد کے صحن کی دیوار گرے تو اس وادی میں گرے۔

(باب ۷) فصل سوم۔ مزدلفہ و نواح (باب ۷)

(دیکھو نقشہ فقرہ ۸۴)

۲۲۱۔ اندرون حدود مزدلفہ

۱۔ مزدلفہ۔ مشتق ہے ازدلاف سے جس کے معنی "قریب ہونا" کے ہیں یہاں حضرت آدم و حوا ملے تھے اس واسطے اس مقام کا نام مزدلفہ پڑ گیا۔ یہ مقام عرفات سے تین کوس پر ہے اور یہاں نہر جاری ہے۔

۲۔ جبل قزح۔ یہ مزدلفہ میں ایک مقام ہے جہاں زمانہ جاہلیت میں آگ جلا کرتی تھی (دیکھو نقشہ فقرہ ۸۴) بعض کتابوں میں جبل قزح کو مشعر الحرام لکھا ہے مگر دراصل مشعر الحرام مزدلفہ کو کہتے ہیں۔ (دیکھو فقرہ ۲ و ۹۰)

۲۲۲۔ بیرون حدود مزدلفہ

۳۔ وادی محسر۔ ایک نشیب جگہ ہے یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو دیکھا تھا کہ آہ و زاری کر رہا تھا کیونکہ آپ کی دعا جو آپ نے امت کے لئے کی تھی بارگاہ عزوجل میں مقبول ہوئی تھی اور اسکی منظوری کا حکم مزدلفہ میں پہنچا تھا جبکہ آپ مناسک حج کی ادائگی کے واسطے تشریف لائے تھے۔ یہ وادی مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ میں پڑتی ہے جس میں سے ہو کر حجاج کو گذرنا پڑتا ہے۔ اسکی لمبائی ۵۴۵ گز ہے۔ وہاں حجاج کو اپنی رفتار سے تیز چلنے کا حکم ہے۔ (دیکھو نقشہ فقرہ ۸۴)

(باب ۷) فصل چہارم۔ منا و نواح (باب ۷)

(دیکھو نقشہ منا فقرہ ۹۲)

۲۲۳۔ اندرون حدود منا

۱۔ منا۔ مکہ شریف سے مغرب کی طرف تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا پر چھوڑ کر جانے لگے تو بولے تمنی یعنی تیری کیا آرزو ہے اگر کچھ خواہش ہو تو بتاؤ کہ پروردگار عالم کے روبرو عرض کروں۔ حضرت آدم علیہ السلام

نے کہا اَتَمَنّٰی الْجَنَّۃَ یعنی آرزو ہے تو یہی ہے کہ مجھے جنت میں بلا لیا جائے ۔ تو چونکہ یہ تمنا اس مقام پر واقع ہوئی تھی اسواسطے اس مقام کو منا منا کہنے لگے بعض کے نزدیک منا کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہیں ۔ تو چونکہ یہاں قربانی کرنے کا اندازہ کیا جاتا ہے تو اس مقام کو منا کہتے ہیں ۔ یہاں مکانات اور دوکانیں بنی ہوئی ہیں ۔ اور حج کے موسم میں بازار وغیرہ آراستہ کئے جاتے ہیں ۔

۱۔ مسجد خیف ۔ (جس کو بعض لوگوں نے غلطی سے مسجد حنیف لکھا ہے) منا کے کنارے پر واقع ہے ۔ اور چونکہ خیف معنی کنارہ کے ہیں ۔ لہذا یہ مسجد اس نام سے موسوم ہوئی ہے اس مسجد میں بیشمار پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے ۔ انکی تعداد ستر بتائی جاتی ہے ۔ اور کہتے ہیں کہ سب یہاں ہی مدفون ہیں مسجد کا طول دو سو گز لمبی اور سو گز چوڑی ہے دروازہ پر ایک مینار ہے جس پر اذان دی جاتی ہے ۔

۳۔ مسجد الکبش ۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کی تھی کبش کے معنی مینڈھے کے ہیں ۔ تو چونکہ آپ نے وہاں مینڈھا ذبح کیا تھا لہذا وہ جگہ مسجد الکبش کے نام سے نامزد ہوئی ۔

۴۔ مسجد نحر النبی ۔ یہاں اِنَّا اَعْطَیْنٰـکَ نازل ہوئی تھی ۔ (دیکھو اسی باب کی فصل)

۵۔ جمرات ۔ جمرہ کی جمع ہے یہ تین جگہ ہیں جن میں سے پہلا جمرہ اولی جو مسجد خیف کے متصل و منا سے نزدیک اور مکہ سے دور ہے ۔ دوسرا جمرہ وسطی جو جمرہ اولی کے متصل ہے تیسرا جمرہ عقبہ جس کو جمرہ قصوہ بھی کہتے ہیں ۔ اور جمرہ دنیا بھی کہتے ہیں وہ مکہ سے قریب اور منا سے دور ہے ۔ اور ان جمرات کو اسواسطے کنکر مارے جاتے ہیں جس کو رمی کرنا کہتے ہیں ۔

[illegible]۔ غار مرسلات ۔ قریب مسجد خیف کے ہے بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود کے سورہ مرسلات یہیں نازل ہوئی زیارت کرنا ضروری ہے اور جو کچھ بندہ دعا مانگے قبول ہوتی ہے ۔

۱۱۔ مذبح ۔ یہ مذبح مسجد الکبش میں کہ جاتے ذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے ۔

۲۲۴ ۔ بیرون حدود منا

۷۔ جبل ثبیر ۔ منا سے مزدلفہ جاتے وقت بائیں ہاتھ کو پڑتا ہے ۔

۸۔ مسجد عقبی ۔ (قریب منا معروف بہ مسجد البیعۃ جو قریب منا کے ہے کہ سے منا جاتے وقت دائیں ہاتھ کو آتی ہے ۔

۹۔ مسجد بیعۃ العقبی ۔ یہاں پر انصار نے بیعت قبول کی تھی ۔

۱۰۔ وادی محصب ۔ ایک گھاٹی ہے مکہ اور منا کے درمیان (دیکھو نقشہ منا و جمرات فقرہ ۔ ۱۹۳) ۔ محصب اسوجہ سے نام رکھا گیا ہے کہ وہاں کی زمین کنکریلی ہے اور کنکریاں بکثرت ہیں حصبا بالفتح کنکر کو کہتے ہیں ۔ پس محصب کے معنی وہ جگہ جہاں کنکریاں ہوں ۔ حج کے بعد مکہ واپس جاتے ہوئے محصب پر ٹھہرنا مسنون ہے ۔ (دیکھو فقرہ ۔ ۱۱۹) ۔ یہ جگہ دو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہے ایک طرف کے پہاڑ کے قریب مکہ کا قبرستان ہے جو محصب سے متعلق نہیں ہے

باب ۷ فصل پنجم مسجد حرام و عمارات اندرونی باب ۷

(دیکھو نقشہ فقرہ ۲۴۶)

۲۲۵ ۔ مسجد حرام از منہ مختلفہ میں (مع نقشہ)

۱۔ مسجد حرام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ۔ صرف اسقدر تھی کہ خانہ کعبہ کا کمرہ تھا اور حطیم تھا اور اس کے گرد مطاف اور وہ پتھر جس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں خانہ کعبہ کے قریب لگا ہوا تھا (دیکھو نقشہ الف)

۲- مسجد حرام قصی بن کلاب کے زمانہ میں - اتنی تھی جتنی کہ نقشہ (ب) سے ظاہر ہے اور مطاف کے گرد لوگوں کے گھر بنے ہوئے تھے اور گھروں کے دروازے مطاف کی طرف تھے۔

نقشہ (ب)

نقشہ (الف)

۳- مسجد حرام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول کے زمانہ میں - بالکل ایسی تھی جیسا کہ نقشہ (ج) سے ظاہر ہے۔

۴- مسجد حرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں - آپ نے مطاف کے گرد مکانات خرید کر مسجد حرام کو بڑھایا اور گرد ایک چار دیواری بنوادی جو آدمی کے قد کے برابر اونچی تھی اور اس میں جا بجا طاق تھے جن میں چراغ رکھے جاتے تھے - (جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے) اور مقام ابراہیم کو موجودہ جگہ پر قائم کیا - یہ واقعہ ۱۷ھ میں ہوا۔

۵- مسجد حرام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں - ان کے زمانہ میں جو تبدیلی واقع ہوئی وہ صرف یہ تھی کہ گرد کے اور مکانات توڑ کر مسجد حرام وسیع کی گئی۔

۶- مسجد حرام ابوجعفر منصور و مہدی کے زمانہ میں - ابوجعفر منصور نے ایک مرتبہ ۱۳۷ھ ہجری میں اور دوسری مرتبہ ۱۶۱ھ میں بہت روپیہ خرچ کرکے اس کی تعمیر کرائی چنانچہ بعض موقع ایک گز زمین کے پچیس دینار دیئے۔

نقشہ (د)

نقشہ (ج)
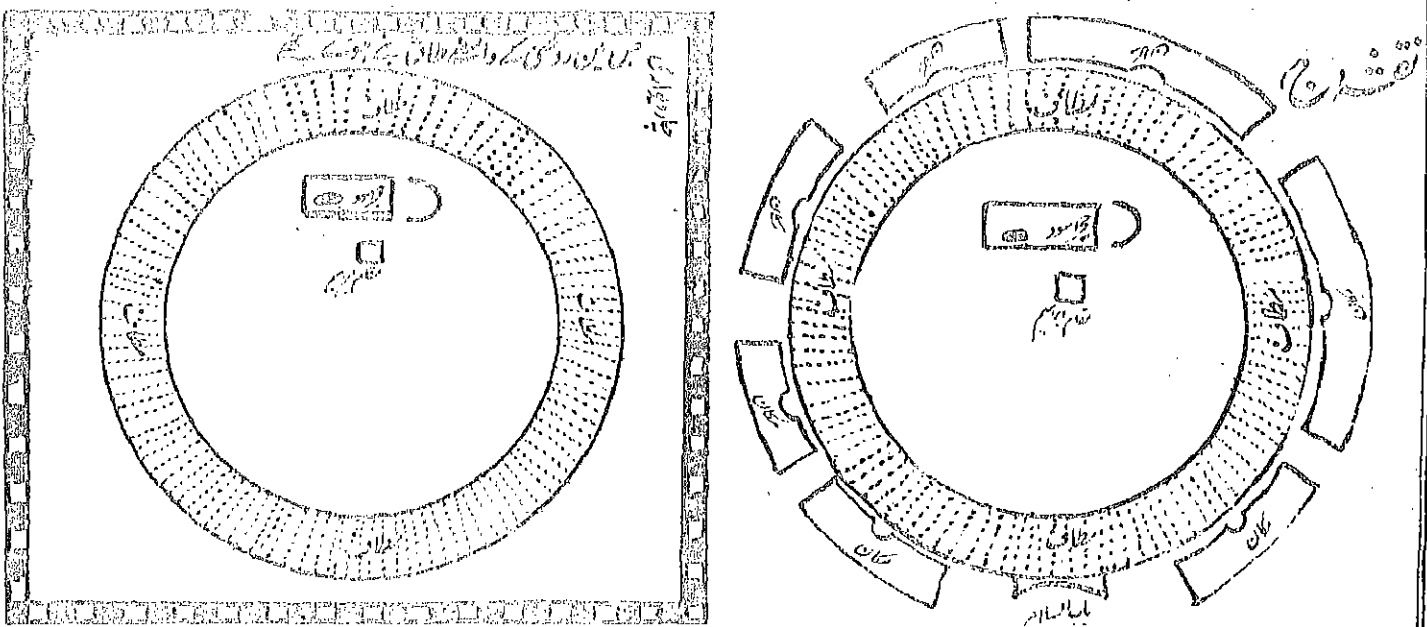
۷- مسجد حرام معتضد عباسی کے زمانہ سے آج تک - اس کے بعد معتضد عباسی نے دار الندوہ کی طرف کچھ عمارت بڑھائی اور اس زیادتی کا نام باب الزیادہ

رکھا اور کچھ عمارت کعبہ شریف کے پچھلی طرف بھی بڑھائی جس کو باب ابراہیم کہتے ہیں۔ اس کے بعد سلیمان خان بادشاہ روم نے اس مسجد کی از سرِ نو تعمیر کی۔ جو تعمیر کہ اس کے بیٹے سلطان مراد خان کے وقت میں ۹۸۳ھ ہجری میں اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد عمارت میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوئی +

۲۲۶ مسجد حرام موجودہ زمانہ میں

۱ - مسجد حرام - اس کا طول باب السلام سے باب العمرۃ تک ۴۰۴ گز ہے اور عرض باب الصفا سے باب الزیادۃ تک ۳۰۴ گز ہے۔ چاروں طرف دالان ہیں۔ بعض طرف تین گہرے ہیں اور بعض طرف زیادہ گز یا گز سے کم نہیں ہیں۔ ان تمام دالانوں کے ستون تعداد میں ۵۵۵ ہیں جیسا کہ حیات القلوب میں لکھا ہے۔ ان میں سے جو سنگ مرمر کے ہیں وہ تعداد میں ۳۱۱ ہیں اور یہ مدور ہیں اور جو سنگ شمیسہ کے ہیں وہ ۲۴۴ ہیں اور یہ ہشت پہلو ہیں۔ اور باقی سنگ صفوان کے ہیں جو ایک قسم کا سخت پتھر ہے + مسجد کے شمالی طرف محکمہ قاضی اور مدرسہ سلیمانی مسجد سے ملے ہوئے ہیں۔ اور مشرق کی طرف مدرسہ سلطانی۔ اور مغرب کی طرف مدرسہ داؤدیہ ہیں۔ ان سب میں جانے کا راستہ مسجد میں سے ہے۔
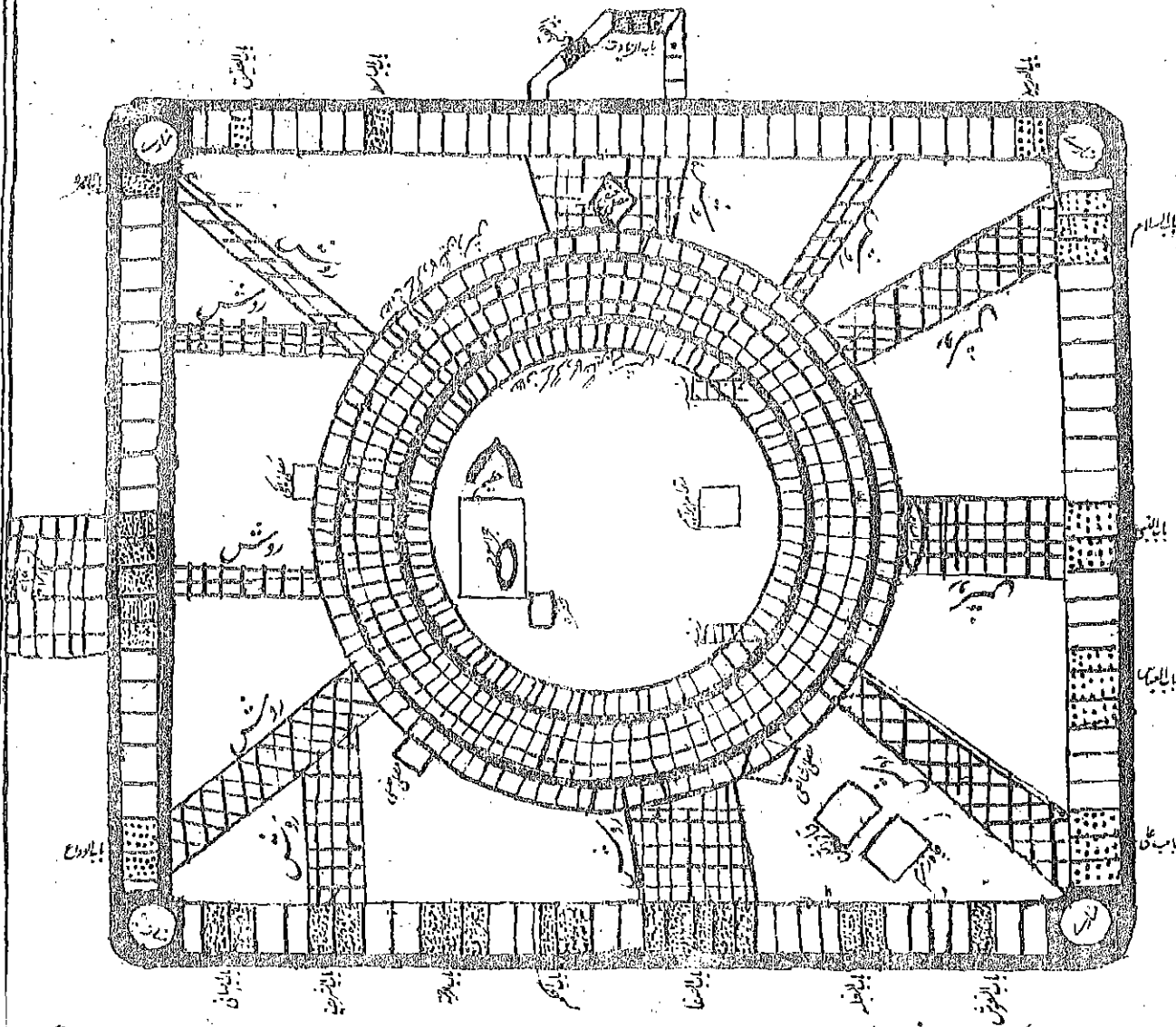
باب امہانی کی طرف بجلی کا انجن لگا ہوا ہے جس سے تمام حرم شریف میں بجلی کی روشنی ہوتی ہے۔ حرم شریف میں مطاف پر بے شمار بجلی کی کپیاں لگی ہوتی ہیں اور دونوں پر ستون لگے ہوئے ہیں جن میں بجلی کی کپیاں لگی ہوتی ہیں۔ (دیکھو نقشہ فقرہ ۱)

سب کنگرے مسجد حرام کے ۱۳۵۲ ہیں جن میں سے شمال کی طرف ۱۴۳ ہیں (سات سنگ مرمر کے باقی سنگ شمیسی کے) مشرق کی طرف ۱۲۵ (ان میں صرف ایک سنگ مرمر کا ہے باقی سب سنگ شمیسی کے) جنوب کی طرف ۱۲۵ (اٹھ سنگ مرمر کے اور باقی سنگ شمیسی کے) مغرب کی طرف ۴۰۲ اجہت...

سنگ مرمر کے ہیں باقی سنگ شمیسی)۔ ان کے علاوہ باب السلام پر ۱۹۱ اور باب الزیادت پر ۴۶ کنگرے لگے ہوئے ہیں۔

۳- دروازے: مسجد حرام کے دروازے ۱۷ ہیں۔ باب السلام (یا باب بنی شیبہ)۔ باب النبی۔ (یا باب الجنائز)۔ باب العباس۔ باب علی۔ باب النعوشش۔
باب البغلہ۔ باب الصفا۔ (یا باب بنی مخزوم)۔ باب الحاکم۔ باب الرحمت۔ (یا باب المجاہد)۔ باب الشریف۔ باب اقیانی۔ باب الوداع۔ (یا باب الحزورہ)
باب ابراہیم۔ باب العمرہ۔ (یا باب بنی سہم)۔ باب العتیق۔ (یا باب عمرو بن العاص یا باب سدہ)۔ باب الباسطیہ۔ (یا باب العجلہ) باب القطبیہ۔ باب الزیادت۔
باب الدریبہ۔ (یا باب المدینہ)

۳- باب السلام قدیم: یہ دروازہ وہ ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مسجد حرام کا دروازہ تھا۔ گویا مسجد حرام اس وقت مطاف کے بیرونی حدود تک تھی۔

۴- منارے: چھ منارے اس وقت موجود ہیں۔ منارہ باب السلام۔ یہ پینسٹھ گز اونچا ہے اسکو سلطان سلیم خان نے سنہ نو سو اکیس ہجری میں از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ دوم منارہ باب علی۔ یہ چون گز اونچا ہے۔ سوم منارہ باب الوداع۔ یہ پچاس گز اونچا ہے۔ یہ دو منزلہ ہے۔ چہارم باب الزیادہ کا منارہ۔ یہ ستاسٹھ گز بلند ہے اسکے بھی دو درجے ہیں۔ پنجم منارہ باب الزیارت۔ یہ اسی گز اونچا ہے۔ اسکے تین درجے ہیں۔ ششم منارہ باب الدریبہ۔ یہ پینسٹھ گز اونچا ہے۔

۵- گنبد: مسجد حرام کے چاروں طرف کے دالانوں پر جو گنبد اور برج ہیں وہ تعداد میں ایک سو باون ہیں۔ چھتیں ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کڑاہیاں الٹی ہوئی۔ (دیکھو نقشہ مسجد حرام فقرہ (۱، ۲))

۶- صحن: مسجد حرام کا طول مشرق سے مغرب تک چار سو اٹھارہ گز اور عرض شمال سے جنوب تک تین سو چار گز ہے۔ صحن چاروں طرف کے دالانوں سے ڈیڑھ بالشت نیچا ہے۔

۷- روشیں: وہ راستے ہیں جو مسجد حرام کے دروازوں سے مطاف تک پہنچتے ہیں۔ یہ تعداد میں دس ہیں اور ان پر پتھر کا فرش لگا ہوا ہے۔ ہر ایک کی چوڑائی دو گز بارہ انگل ہے۔

۸- مطاف: ایک گول راستہ ہے جو خانہ کعبہ اور اس کے صحن کے گرد بنایا ہوا ہے۔ اس راستہ پر اس طرح چکر لگانے کو کہ خانہ کعبہ بائیں ہاتھ پر رہے طواف کہتے ہیں۔ یہ مطاف کا دائرہ سلطان سلیم خان نے ۹۸۱ھ ہجری میں تعمیر کرایا۔ اس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ یہ دائرہ کچھ بیضوی شکل کا ہے جس کی لمبائی جنوب سے شمال تک اٹھانوے گز ۲ بالشت ۱ انگل ہے۔ اور چوڑائی کچھ کم ہے۔ یہ مطاف گردو پیش کے فرش سے نصف بالشت کے قریب نیچا ہے۔ مطاف کے گرد ۳۴ ستون لگے ہوئے ہیں جن میں سے ہر ایک دس قدم کے فاصلہ پر ہے۔ ہر دو کے بیچ میں ساٹھ ساٹھ بجلی کی کیلیاں لگی ہوئی ہیں جن میں روزانہ روشنی ہوتی ہے اور مطاف خوب جگمگا کرتا ہے۔ مطاف کے دونوں طرف گرداگرد تین تین گز کے فاصلہ تک پتھر ہی کا فرش ہے۔

۹- حفرہ: اس کو مقام جبرئیل اور معجنہ بھی کہتے ہیں۔ یہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے بائیں طرف واقع ہے۔ اس کو مقام جبرئیل اسوجہ سے کہتے ہیں کہ یہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچ نمازیں پڑھکر نمازوں کے اوقات بتائے تھے۔ معجنہ اس وجہ سے کہلاتا ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ شریف کے وقت گارا بنایا تھا۔ یہ جگہ ایک حوض کے طرز پر ہے اس میں تین سنگ مرمر کے بچھے ہوئے ہیں۔ یہ ۱۸ انگل نو گہرا ہے اور ۴ گز ۸ انگل لمبا اور ۲ گز ۱۵ انگل چوڑا ہے۔

۳۲۷- خانہ کعبہ، حطیم، میزاب وغیرہ

ا۔ خانہ کعبہ: (دیکھو نقشہ فقرہ ۴۹) اس کا طول مشرق سے مغرب تک چھبیس گز ہے۔ اور عرض بائیس گز اور اونچائی ۲۷ گز ہے۔ اور دیواروں کا آثار ۲ گز ہے۔ اسکی چھت دوہری ہے یعنی بیچ میں دو چھتیں ہیں۔ اور یہ چھت تین ستونوں پر قائم ہے اور یہ ساگون کی لکڑی کے ہیں۔ اور ان پر چاندی منڈھی ہوئی ہے۔ اور ایک سے دوسرے تک بہت سے سنہری اور روپہلی خوبصورت فانوس لگے ہوئے ہیں۔ دیواروں اور ستونوں پہ

سرخ رنگین پردے اور چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ شمالی جانب اوپر کی طرف ایک چھوٹی سی کھڑکی جس میں خانہ کعبہ کو غلاف اوڑھانے کے واسطے چھت پر جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں مصلی نبوی کے متعلق دیکھو فقرہ ۔ ۲۵۔ حجر اسود دروازہ کے قریب رکھا ہوا ہے۔ کعبہ شریف پر ہر سال سیاہ رنگ کا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ جس پر ہیں طرف سنہری اور روپہلی کلابتوں سے آیات قرآنی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور حطیم کی طرف سلطان روم کا نسب نامہ زرتصیرہ لکھا ہوتا ہے۔

۳۔ دروازہ خانہ کعبہ۔ خانہ کعبہ کی عمارت میں چار گز میں انگل کی بلندی پر ہے۔ اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے واسطے اس دروازہ کے آگے زینہ لگایا جاتا ہے جس کا ہم نے فقرہ ۲۲۹ میں ذکر کیا ہے۔ اس دروازہ کی چوکھٹ ساگون کی ہے جو چوکھٹ اور دروازوں کے کواڑوں پر چاندی کے پترے لگے ہوئے ہیں۔ دروازہ چھ گز دس انگل لمبا اور چوڑا ہوا گز ہے۔

۳۔ حجر اسود۔ حجر اسود ایک پتھر ہے جو کچھ بیضوی شکل کا ہے اور اس کے گرد چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے۔ پتھر کا طول ایک بالشت چار انگل ہے اور وہ کعبہ شریف کے بائیں ہاتھ کی طرف دروازہ میں ۲ گز سولہ انگل کی اونچائی پر نصب کیا ہوا ہے۔

۴۔ رکن یمانی۔ رکن شامی۔ رکن عراقی۔ رکن حجر اسود۔ ان کا موقع نقشہ فقرہ ۴۹ سے معلوم ہوگا۔ بعض لوگ رکن شامی کو رکن عراقی اور رکن عراقی کو رکن شامی کہتے ہیں مگر زیادہ مستند وہی ہے جو ہم نے نقشہ میں دکھایا ہے۔ رکن شامی یعنی ستون ہیں لہذا خانہ کعبہ کا جو کونہ عراق کی جانب ہے وہ ضرور رکن عراقی ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح رکن شامی اور رکن یمانی و رکن حجر اسود کی وجہ تسمیہ ہے۔

۵۔ ملتزم۔ یہ وہ چھوٹی سی جگہ ہے جو خانہ کعبہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان میں ہے۔ (دیکھو فقرہ ۱۲۵)

۶۔ حطیم۔ یہ نصف دائرہ کی شکل کی ایک دیوار ہے جو کعبہ شریف کے شمال کی طرف واقع ہے اسکو حجر یا حظیرہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی شکل اور پیمائش فقرہ (۴۹) میں دی گئی ہے یہ دیوار سنگ مرمر کی ہے۔ اسکے اندر کے فرش میں رنگ برنگ کے پتھر لگے ہوئے ہیں۔ اس میں اور خانہ کعبہ کی دیوار میں تین گز کا فاصلہ ہے یعنی اسکے اندر جانے کا راستہ تین گز چوڑا ہے۔ الحقوق والفرائض میں مولوی نذیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس دیوار کا اندرونی محیط ۲۸ گز اور بیرونی سوا چالیس گز ہے۔ حطیم کے اندر خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ (جس کو میزاب کہتے ہیں) گرتا ہے قریش نے جب خانہ کعبہ بنایا تو ان کو اسقدر مال حلال نہ ملا کہ خانہ کعبہ اسقدر بڑا بناتے کہ حطیم بھی اس میں داخل کر لیتے۔ لہذا یہ جگہ کعبہ شریف سے باہر رہ گئی اور اسیواسطے اس جگہ کو حطیم یعنی ٹوٹا ہوا کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر مانی تھی کہ اگر مکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فتح ہوگا تو میں حطیم میں دو رکعت نماز پڑھونگی۔ تو جب فتح ہوا مکہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور ان کو حطیم میں کردیا اور فرمایا کہ پڑھو اس جگہ کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہے اور تیری قوم نے جب نہ ملا ان کو خرچ تو اسکو خانہ کعبہ سے باہر کردیا تو اگر نہ قریب ہوتا زمانہ جاہلیت کا تو البتہ میں توڑتا خانہ کعبہ کو اور از سر نو بناتا اسکو بالکل اسیطرح جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور حطیم کو اس میں داخل کرتا اور اس میں دو دروازہ بناتا ایک سامنے کے رخ دوسرا پیچھے۔ اور اگر میں زندہ رہا سال آیندہ تک تو ایسا کرونگا۔ یہی بیان ابو داؤد اور مسلم اور ترمذی میں پایا جاتا ہے۔ غرض کہ نہ زندہ رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سال آیندہ۔ اسواسطے خانہ کعبہ اسی طریق پر رہا۔ اور خلفاء راشدین کو بھی فرصت نہ ملی کہ اسکی تعمیر کیطرف توجہ کرتے۔ ہاں جب حضرت عبداللہ بن زبیر کا زمانہ ہوا تو انہوں نے اس پر عمل کیا اور خانہ کعبہ کو توڑ کر حطیم کو اس میں ملا دیا۔ اس کے بعد حجاج ظالم نے خانہ کعبہ کو حضرت عبداللہ بن زبیر کے طریق پر رکھنا اچھا نہ خیال کیا اور توڑ تاڑ کر اسی پہلے طریق پر کردیا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھا۔ اسیوجہ سے حطیم خانہ کعبہ کا حصہ خیال کیا جاتا ہے اور طواف کرنے میں اسکو بیچ میں لے لیتے ہیں اور اسکو چھوڑ کر طواف کرنا درست نہیں خیال کرتے دیکھو فقرہ۔ ۱۵ مگر یاد رہے کہ اگرچہ حطیم خانہ کعبہ کا ایک ٹکڑا ہے تاہم جیسا کہ ہم نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص صرف حطیم کیطرف متوجہ ہوکر نماز پڑھے تو جائز نہیں ہوگی کیونکہ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوکر نماز پڑھنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور شرح وقایہ میں اس کے متعلق پوری بحث ہے جس کا ذکر ہم نے کتاب الصلوٰۃ میں کیا ہے۔

۷۔ میزاب۔ یہ کعبہ شریف کی چھت کا پرنالہ ہے۔ (دیکھو فقرہ ۴۹) یہ خالص سونے کا بنا ہوا ہے اس پرنالہ کا پانی حطیم میں گرتا ہے۔

۲۲۸۔ مصلی حنفی، مصلی شافعی، مصلی مالکی، مصلی حنبلی

۱۔ مصلی حنفی۔ یہ ایک مکان ہے دو منزلہ جو حطیم کی طرف مطاف کی حدود سے باہر روش پر واقع ہے۔ اوپر کی منزل مکبرون کے واسطے ہے اور اس پر چڑھنے کے واسطے لکڑی کی ایک سیڑھی مغرب کی طرف لگی ہوئی ہے۔

۲۔ مصلی شافعی۔ یہ مصلی چاہ زمزم کے پیچھے واقع ہے اور کعبہ شریف کی دیوار سے ۴۰ گز کے فاصلہ پر ہے اسکا نقشہ مقابل دیا گیا نقشہ ۳۲ میں مقام (ب) پر واقع ہے۔
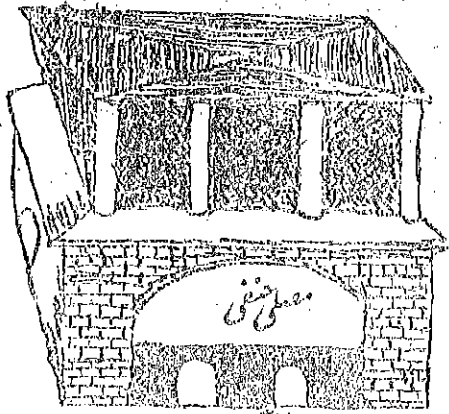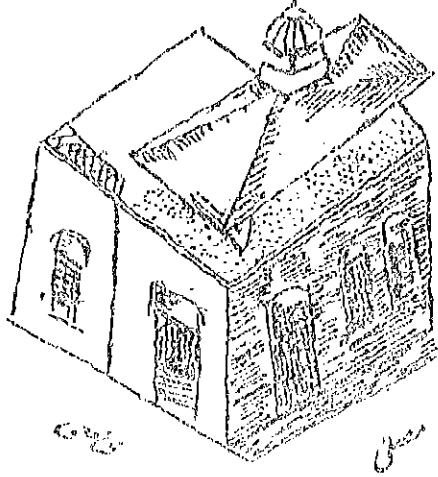
۳۔ مصلی مالکی۔ خانہ کعبہ کی دیوار سے ۶۵ گز کے فاصلہ پر پچھلی جانب واقع ہے اور مطاف کی حدود سے باہر سنگین فرش کے کنارہ پر ہے۔

۴۔ مصلی حنبلی۔ مقابل حجر اسود کے دیوار کعبہ شریف سے ۴۸ گز ہے۔
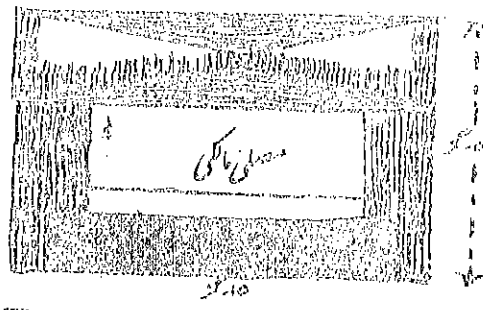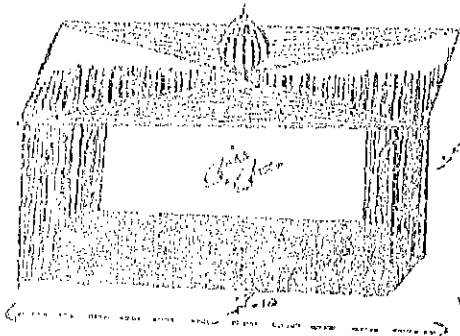
۲۲۹۔ مقام ابراہیم و چاہ زمزم و قبہ فراشین و منبر شریف

۱۔ مقام ابراہیم۔ (دیکھو نقشہ فقرہ ۵۲) ایک پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے۔ جس جگہ یہ پتھر رکھا گیا ہے اس جگہ کو مجازاً مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ یہ جگہ کعبہ شریف کی دیوار سے بفاصلہ ۲۲ گز واقع ہے اور اگر حجر اسود سے پیمائش کی جائے تو یہ فاصلہ ۲۷ گز ہے۔ یہ عمارت بشکل مستطیل ہے اور حدود مطاف کے اندر واقع ہے۔ یہ پتھر ۱۸ انگل لمبا اور اسیقدر چوڑا ہے اور کئی انگل موٹا ہے۔ اسکے اوپر غلاف چڑھا رہتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قتادہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے زمانہ اسلام میں پہلے اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کی دو ایڑیوں اور انگلیوں کا نشان دیکھا تھا مگر بدستور لوگوں کا ہاتھ لگتے لگتے وہ نشان مٹ گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ کی دیوار تعمیر کرتے کرتے پاڑ لگانے کی ضرورت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُن کو یہ پتھر پہاڑ ابو قبیس سے لاکر دیا۔ چنانچہ جتنی دیوار بلند ہوتی جاتی تھی پتھر بھی اُن کو اسیقدر اونچا کرتا جاتا تھا۔ ابن ابی شیبہ عبداللہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں کو مقام ابراہیم کے پتھر کو چھوتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس پتھر کے چھونے کا حکم نہیں دیا بلکہ حکم یہ دیا ہے کہ اس کے پاس نماز پڑھو۔ سفیان کہتے ہیں کہ یہ پتھر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور خلیفہ اول کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے متصل لگا ہوا تھا (دیکھو نقشہ فقرہ ۵۲) مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کر کے اس کو اس جگہ لگایا جہاں کہ وہ اب ہے۔ مقام ابراہیم اور حجر اسود دونوں بہشتی پتھر ہیں جنکو حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان نوح علیہ السلام کے خوف سے پہاڑ ابو قبیس میں چھپا دیا تھا مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ شریف تعمیر کرنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انکا پتہ بتایا۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہی کوئی چیز جنت کی دنیا میں سوائے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے۔ اور جگہوں سے بہترین جگہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کعبہ اور مقام ابراہیم اور ملتزم ہے۔

۳۔ قبۃ الفراشین ـ یہ عمارت چاہ زمزم کے پیچھے ہے اس میں مسجد کے متعلق جانمازیں اور سامان رکھا جاتا ہے۔

۴۔ چاہ زمزم ـ اسکی وجہ تسمیہ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہ کو معہ اپنے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ملک شام سے لاکر مکہ معظمہ میں چھوڑ کر چلے گئے اور ایک مشک پانی اور کچھ کھجوریں ان کو دے گئے تھے جب یہ پانی ختم ہوگیا تو حضرت ہاجرہ اپنے بچہ کے واسطے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کی دو پہاڑیوں پر جو قریب تھیں حالت اضطراب میں دوڑتی تھیں اور ان دونوں پہاڑیوں پر پہنچکر خدا تعالیٰ سے دعا کرتی تھیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسوقت پیاس کی وجہ سے بیتاب تھے اور جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے پاؤں زمین پر رگڑ رہے تھے جب حضرت ہاجرہ ساتویں چکر کے بعد مروہ پر پہنچیں اور وہاں خدا تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھیں تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں مارنے کی جگہ سے بحکم الٰہی ایک چشمہ نمودار ہوا اور اس میں سے خوب پانی جاری ہوا تو بی بی ہاجرہ نے مٹی ڈالکر روکنا چاہا اور کہا زم زم (زم زم کے معنی سریانی زبان میں ٹھہر ٹھہر کے ہیں) لہذا اس چشمہ کا نام زمزم ہوگیا۔ (زمزم کے فضائل کے متعلق دیکھو فقرہ ۱۲۳-۱۲۴)

چاہ زمزم بالفعل ایک کنواں ہے (دیکھو نقشہ) جو خانہ کعبہ سے بفاصلہ ۳۴ گز بائیں طرف کو ہے۔ اسکی عمارت دو منزلہ ہے اس کے نیچے کی دیواریں سنگ اسود کی ہیں۔ اس درجہ کے دو حصے ہیں اگلے حصے میں کنواں ہے۔ اور پچھلے حصہ میں آبدار خانہ اور وہاں ہی سے اوپر کے درجہ میں جانے کے واسطے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس پچھلے درجہ کا دروازہ ایک گلی طرف کو ہے۔ اوپر کے درجہ میں تین طرف تو سنگ اسود کی دیواریں ہیں۔ چوتھی طرف یعنی خانہ کعبہ کے مقابل کی طرف ایک چوبی برآمدہ بنا ہوا ہے۔ اس اوپر کے درجہ میں مؤذن رہتا ہے اور یہ بھی یہاں ایسا انتظام ہے کہ اوپر کے درجہ میں سے بھی بذریعہ ڈول پانی لے سکتے ہیں۔

کنواں اندر اور باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے منہ کا دور سوا بارہ گز کا ہے یعنی منہ کی چوڑائی ۴ گز ہے۔ اور کنوئیں کی گہرائی ۷۰ گز ہے۔ اور کنوئیں کا دہانہ زمین سے ۲ ½ گز اونچا ہے۔ پانی کی سطح سے دو گز نیچے ایک جالی لگا رکھی ہے کہ اگر کوئی چیز گر جائے تو وہ اوپر ہی نکال لی جائے۔ تہ تک نہ پہنچے۔ چار گھرنیاں اس کنوئیں کے چاروں طرف پانی کھینچنے کے واسطے لگی ہوئی ہیں۔
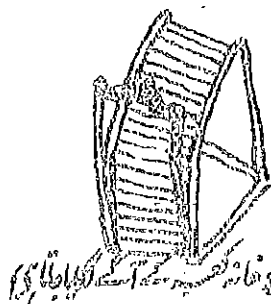
زینہ جو خانہ کعبہ کے آگے لگایا جاتا ہے
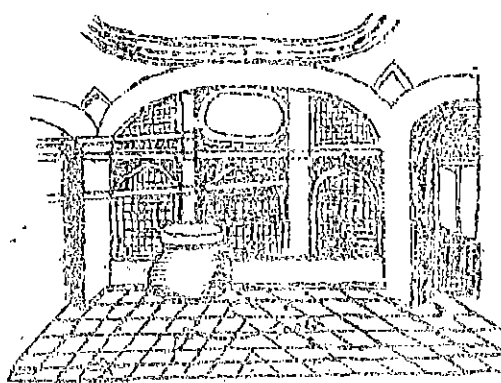
۴۔ منبر ـ مقام ابراہیم کے قریب مطاف کے کنارہ پر ہے۔ اسکی سیڑھیاں نیچے سے اوپر کی سیڑھی تک ۱۳ ہیں جس کے دونوں طرف کی دیواریں سنگ مرمر کی ہیں۔ اوپر گنبد بنا ہوا ہے جس پر سونے کا کام کیا ہوا ہے۔ اس گنبد پر کلس ہے۔ جمعہ کو اور عیدین کے روز اس پر خطبہ ہوتا ہے اور منبر پر سجایا جاتا ہے۔

۵۔ زینہ ـ یہ زینہ کبھی کسی جگہ رکھدیا جاتا ہے کبھی کسی جگہ مگر اکثر مطاف کے کنارہ پر رہتا ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے تو خانہ کعبہ کے دروازہ کے آگے لگا دیا جاتا ہے۔ اس پر چاندی کے پترے لگے ہوئے ہیں اور یہ زینہ عالیجناب نواب کلب علیخاں بہادر نواب رامپور نے ہدیۃً بھیجا تھا۔

۲۳۲ - بیرون شہر مکہ

۱ - جبل ثور - مکہ شریف سے تین کوس سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے - یہ پہاڑ بہت بلند ہے اسکی چوٹی کے پاس غار ہے جس کے اندر جانے کا راستہ بہت تنگ ہے - اندر بہت مشکل سے صرف ایک بالشت چار انگل کا سوراخ ہے جس میں سے لوگ اندر جاتے ہیں - اس تجویز سے اندر گھستے ہیں کہ پہلے دونوں ہاتھ پھیلا کر اندر کر دیتے ہیں پھر ان کے ذریعہ گھسٹ کر اندر چلے جاتے ہیں

۲ - جبل نور یا غار حرا - مکہ سے مشرق کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے پہلے اسی غار میں عبادت کیا کرتے تھے - اسی پہاڑ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا تھا اور اسی پہاڑ پر سورہ اقرأ نازل ہوئی تھی

۳ - جنت المعلی - جس کو مقبرہ معلی بھی کہتے ہیں - اس کا حال (دیکھو فقرہ ۲۲۴) میں ملے گا -

۴ - مسجد الرایہ - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی ہے - اور فتح مکہ کے دن وہاں نیزہ گاڑا ہے یہ مسجد مکہ کی بلندی کی جانب جنت المعلی کی راہ میں ہے -

۵ - مسجد جن - وہاں جنوں نے حضور کے پاس حاضر ہو کر قرآن شریف سنا ہے -

۶ - مسجد تنعیم یا مسجد عائشہ - اسکو مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں تنعیم میں ہے - اب یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں - اسکو بعض وقت مسجد تنعیم بھی کہتے ہیں -
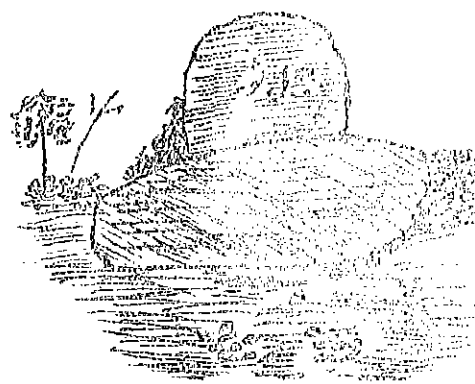
۷ - مسجد الشجرہ - مقابل مسجد جن کے ہے اس واسطے اس نام سے مشہور ہے - یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کو طلب فرمایا - اور وہ حاضر ہوا -

۸ - مسجد غنم - جس کے گرد پیش بکریاں بکتی تھیں - ظاہرا یہی مسجد الاجابہ ہے - یہ وادی محصب کے پاس محلہ عابدہ میں وادی زرد میں واقع ہے -

۹ - مسجد الشیاء - جہاں بادشاہ تبع کے گھوڑے بندھتے تھے - مگر اب جیاد مکہ میں ایک محلہ کا نام ہے -

۱۰ - مسجد ذی طوی - یہ تنعیم کی راہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت حج و عمرہ میں یہاں اترے تھے -

۱۱ - حدود میقات - اس کا حال فقرہ - ۲۰ - و ۲۸ - و ۲۹ میں ملے گا -

۱۲ - حدود حرم - اس کا حال فقرہ - ۴۱ - و ۴۲ - میں ملیگا - (دیکھو نقشہ حدود حرم فقرہ - ۲۹)

اس احاطہ پر غلاف چڑھا رہتا ہے اس احاطہ کے چار طرف اور احاطہ ہے جو تانبے کی جالی کا بنا ہوا ہے اس میں چار دروازہ لگے ہوئے ہیں ۔

۳ ۔ اسطوانہ ۔ یوں تو مسجد کے جتنے ستون ہیں سب متبرک ہیں کیونکہ جماعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کرام ایک ایک ستون کے پیچھے باقی نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ان میں سے آٹھ ستون نہایت مشہور ہیں پہلا اسطوانہ مخلقہ یہ اسطوانہ محراب نبوی کے متصل واقع ہے اسکا حال فقرہ ۲۱۳ میں لکھا گیا دوسرا اسطوانہ

مسجد نبوی کا وہ حصہ جس میں مرقد اطہر واقع ہے

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (یا اسطوانۃ القرعہ یا اسطوانۃ المہاجرین) ۔ مہاجرین جلیل القدر جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس ستون کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے ۔ اسواسطے اسکو اسطوانہ مہاجرین بھی کہتے ہیں ۔ طبرانی کی روایت میں ہے ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے ۔ کہ اگر لوگوں کو مرتبہ اس کا معلوم ہو ۔ تو بغیر قرعہ ڈالے اس جگہ نماز میسر نہ ہو ۔ اسوجہ سے اسکو اسطوانہ قرعہ کہتے ہیں ۔ تیسرا ۔ اسطوانہ ابی لبابہ (یا اسطوانہ توبہ) یہ حجرہ اقدس سے دوسرا ۔ اور قبر شریف سے چوتھا ہے ۔ اسکا حال فقرہ ۲۱۰ میں دیکھو ۔ چوتھا اسطوانہ سریر کہ اسطوانہ توبہ کے قریب ہے ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حالت اعتکاف میں ایک پلنگ پر بیٹھا کرتے تھے ۔ پانچواں اسطوانہ محرس (یا اسطوانہ علی ابن ابی طالب) یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کے واسطے بیٹھے رہا کرتے تھے ۔ چھٹا اسطوانۃ الوفود ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت کی تعلیم دیا کرتے تھے ۔ ساتواں اسطوانہ مربعۃ القبر ۔ (یا مقام جبرئیل) ۔ آٹھواں اسطوانہ تہجد ۔ یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے

باب ۷ فصل ہشتم مشاہد و مقابر مکہ و مدینہ باب ۷

۲۳۳ جنت البقیع ۔

۱۔ جنت البقیع ایک قبرستان ہے جو مدینہ طیبہ کے مشرق کی طرف بیرون شہر واقع ہے۔

ا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بقیع کی راہ مدینہ آرہے تھے اور ان کے ہمراہ ایک اہل کتاب تھا جس وقت بقیع کے پاس سے گذرے۔ اس نے کہا یہی ہے یہی ہے حضرت کعب نے اسکا مطلب دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس شہر کا ذکر ہم نے توریت میں پڑھا ہے کہ ایک قبرستان کھجور کے درختوں سے گھرا ہوا ہوگا ستر ہزار آدمی اسمیں سے اٹھینگے۔ مانند چودھویں رات کے چاند کے۔

ب۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے جب آخر رات ہوئی تو آپ جنت البقیع تشریف لے گئے۔ اور اہل بقیع پر سلام کیا اور ان کے واسطے مغفرت کی دعا کی۔ اور فرمایا۔ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ أَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ۔

ج۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف سے اٹھینگے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر اہل بقیع پھر اہل مکہ۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہیں جنکی روشنی آسمان میں ایسی ہے جیسے چاند سورج کی زمین پر ہے۔ ان میں سے ایک مقبرہ بقیع ہے اور دوسرا عسقلان۔

حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ توریت میں وارد ہوا ہے کہ مقبرہ بقیع پر فرشتے مقرر ہیں جب قبرستان قبروں سے بھر جاتا ہے تو وہ اسکو الٹ کر جنت میں خالی کر دیتے ہیں مقبرہ بنی سلمہ کی بابت بھی ایسی روایات آئی ہیں جو منزل بنی حرام میں مدینہ کے مغرب کی طرف پہاڑ سلع کے نیچے واقع ہے۔ لیکن اب اسمیں دفن کرنا موقوف ہوگیا ہے۔

د۔ حضرت ابو موہبہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو آدھی رات کو جگایا اور فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں اسوقت مقبرہ بقیع پر جاؤں اور اہل بقیع کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگوں۔ تو میں آپکے ساتھ چلا اور ہم بقیع پہنچے۔ بعد دعا و فاتحہ کے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو موہبہ اسوقت میرے پاس دنیا کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئی ہیں اور ارشاد ہوا ہے کہ یا تو دنیا میں رہنا اختیار کرو یا اشتیاق ملاقات پروردگار عالم کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کنجیاں میں نے واپس کر دی ہیں۔ میں ملاقات رب العالمین کی چاہتا ہوں۔ مگر ابو موہبہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کنجیاں دنیا کے خزانوں کی لے لیتے تو بہتر تھا آپ نے فرمایا [illegible] اسکے بعد آپ وہاں سے واپس چلے۔ بس فوراً مرض درد شروع ہوا۔ وہی درد سر تھا جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

۲۔ دعا جنت البقیع میں پڑھنے کی۔ مستحب ہے کہ ایام قیام مدینہ شریف ہر روز بعد زیارت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کی زیارت کرے اور پہلے دروازہ میں داخل ہو کر سلام کرے اور سلام کے وقت تمام اہل اصحاب اور مسلمانوں کی نیت کرے اور پھر دعا پڑھے۔ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ۔ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔ پھر گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اسکا ثواب سب کو پہنچے اور بخشا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قبرستان میں گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور اسکا ثواب اہل مقبرہ کو بخشے تو خدا تعالیٰ اس شخص کو بقدر ہر میت کے جو اس میں مدفون ہے ثواب دیگا۔

٢٣٦ قبرستان جنت المعلی

١۔ قبرستان جنت المعلی۔ مکہ شریف میں واقع ہے۔

٢۔ اس قبرستان میں حسب ذیل مدفونین علاوہ انکے ہیں جنکے قبے جات بنام بنام لکھے جاتے ہیں۔ ١۔ سیدنا عبدالرحمن بن ابا بکر۔ ٢۔ سیدنا عتاب ہو ابن اسید ٣۔ سیدنا طاؤس۔ ٤۔ سیدنا عبداللہ بن عمر۔ ٥۔ سیدنا ابو محذورہ۔ ٦۔ سیدنا حبیب بن عدی۔ ٧۔ سیدنا عبداللہ بن کریز۔ ٨۔ سیدنا سہل بن حنیف ٩۔ سیدنا عثمان والد سیدنا حضرت ابا بکر صدیق۔ ١٠۔ سیدنا عبدالقادر بن سلام۔ ١١۔ سیدنا عطا ابن رباح۔ ١٢۔ سیدنا سفیان بن عیینہ۔ ١٣۔ سیدۃ اسماء بنت ابی بکر۔ ١٤۔ سیدنا امام عبداللہ بن اسعد الیافعی۔ ١٥۔ سیدنا امام قشیری وغیرہ وغیرہ۔

قبہ ١۔ حضرت خدیجۃ الکبری۔ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ هذا قبر افضل الانام سیدتنا خدیجۃ الکبری

قبہ ٢۔ حضرت سیدتنا امنۃ الزہریۃ۔ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ هذا قبر ام خیر البریۃ سیدتنا امنۃ الزہریۃ۔

قبہ ٣۔ اجداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ فی هذا القبۃ الشریفۃ اجداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مولانا عبدالمطلب بنی هاشم علیہ السلام۔ قبر الثانی مولانا عبد مناف بن قصی

قبہ ٤۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ یہاں یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔ هذا قبر ... الجلیل الامین فی الصدیق صدیق رضی اللہ عنہما سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر

قبہ ٥۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔
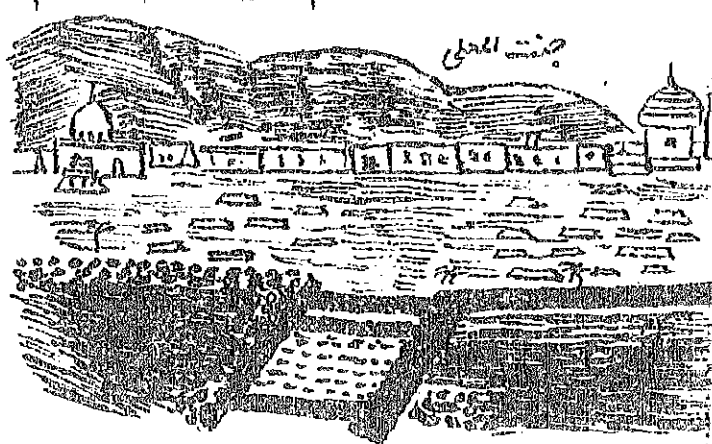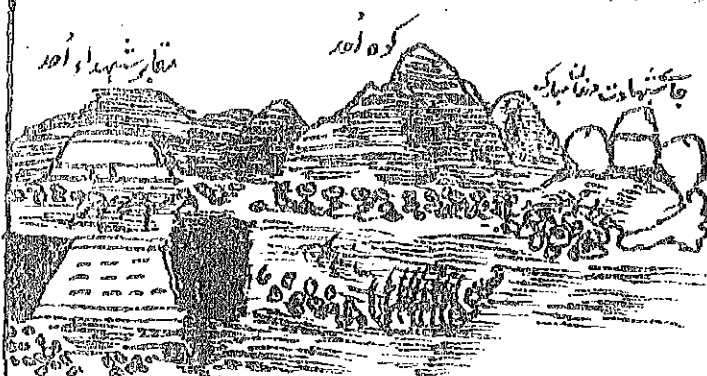
قبہ ٦۔ قاسم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

٢٣٧۔ بعض دیگر مقابر

١۔ درگاہ حضرت میمونہؓ۔ دیکھو نقشہ کلاں (خانہ ١٧)

٢۔ مقبرہ ابو عبیدہ۔ جو مسجد سفرا کے قریب ہے۔ (دیکھو نقشہ خانہ ١٣)

٣۔ مقبرہ مضر بن نزار۔ دیکھو نقشہ کلاں (خانہ ١١)

٤۔ مشہد حضرت عقیل۔ دیکھو نقشہ کلاں (خانہ ١٣)

٥۔ مقبرہ حضرت حواؑ۔ یہ جدہ میں ہے دیکھو نقشہ کلاں خانہ ٢٠ نیز دیکھو فقرہ ٢١٦

٦۔ مقبرہ حضرت ہارون۔ کوہ احد پر ہے دیکھو نقشہ کلاں (خانہ ١٠)

٧۔ مقبرہ حضرت حمزہ۔ و عبداللہ بن جحش و مصعب بن عمیر و شماس بن عثمان۔ یہ سب شہداء بھی ایک ہی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ دیکھو نقشہ کلاں (خانہ ١٠)

٨۔ مزار حضرت مالک بن سنان انصاری علمدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ دیکھو نقشہ کلاں (خانہ ١٠)

٩۔ مزار حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

ا۔ ان کے علاوہ محمد بن سابط سے روایت ہے کہ مقام ابراہیم اور حجر اسود اور رکن یمانی اور چاہ زمزم کے درمیان ایک کم سو نبیوں کی قبریں ہیں۔ اور کعبہ شریف کے گرد ... سو نبی ہوں گے۔

باب فصل نہم ۔ جملہ مساجد و آبار باب

۲۳۹ ۔ مکہ شریف و مدینہ شریف کی مسجدیں

۱ ۔ مسجد قبا ۔ یہ مسجد محلہ قبا میں واقع ہے۔ پہلی مسجد ہے جو زمانہ اسلام میں بنائی گئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اور قبیلہ بنی عوف میں اقامت فرمائی تو آپ نے مع صحابہ کرام اپنے دست مبارک سے اس مسجد کو بنایا۔ چنانچہ اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط (البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی۔ البتہ حق ہے کہ تم اس میں جا کر کھڑے ہو) اسی مسجد کی شان میں آیا ہے۔ اس مسجد میں ایک مکان ہے جو مسجد کے قبلے کی طرف واقع ہے ۔ سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اور مسجد قبا کے غربی جانب قبلے کی طرف بھی ایک عمارت ہے جس کو مسجد علی کہتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شاید یہ عمارت سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ کا گھر ہے۔ اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر میں آرام فرمایا تھا۔ اور نماز ادا فرمائی تھی۔ مسجد قبا کی دو رکعت نماز کی فضیلت ایک عمرہ کے برابر فرمائی ہے۔ ابن ماجہ میں اس طرح آیا ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم من تطہر في بيته ثم اتى مسجد قبا فصلى فيه صلوٰة كان له كاجر عمرة اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جس نے چاروں مسجدوں میں (یعنی مسجد الحرام ۔ مسجد الاقصیٰ ۔ مسجد نبوی ۔ اور مسجد قبا) میں نماز پڑھی اس کے گناہ بخشے گئے۔ اس مسجد کا طول و عرض ۶۶ گز ہے۔ کچھ تھوڑی سی ایزادی عمارت مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی تھی پیرا پس مسجد قبا کے قریب ہے ۔ یہ مسجد ۳۴ گز لمبی اور ۲۰ گز چوڑی ہے۔ اور سامنے کے رخ ۶ محراب ہیں اور پہلوؤں میں دو طرفہ چار چار محراب ہیں ہر ایک پانچ گز چوڑی ہے۔ ایک بڑا منبر ہے اور ایک بڑی محراب پر یہ حدیث کندہ ہے قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتٰى مَسْجِدَ الْقُبَاءِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَاَجْرِ الْعُمْرَةِ ۔ ایک چھوٹی سی محراب داہنے ہاتھ کی طرف اور ہے جس پر لکھا ہوا ہے ۔ هٰذَا الْمِحْرَابُ طَاقَةٌ لِكَشْفِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مسجد کے صحن میں ایک جگہ ہے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھا کرتی تھی۔ اس جگہ کو صفہ کہتے ہیں۔ اور یہاں یہ عبارت کندہ ہے ۔ هٰذَا مَحَلُّ بَرْكِ النَّاقَةِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔ مسجد کے باہر دروازہ متصلہ مقام حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما بنے ہوئے ہیں جن پر عربی عبارت کندہ ہے ۔ یہاں ایک کنواں ہے جس کو بیر خاتم کہتے ہیں۔ اس میں آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مبارک گر گئی تھی ۔ مسجد کے غربی طرف باغ فدک ہے۔ اور اس میں ایک کنواں ہے جس میں سے ایک طرف سے پانی لو تو کھاری اور دوسری طرف سے لو تو میٹھا ہے ۔ اس مسجد کی مرمت جو آخر مرتبہ ہوئی وہ سلطان محمود خان نے کرائی تھی جیسا کہ ایک فقرہ سے جو مسجد کے دروازہ پر کندہ ہے ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے امام المسلمین شاہ جہان محمود خان
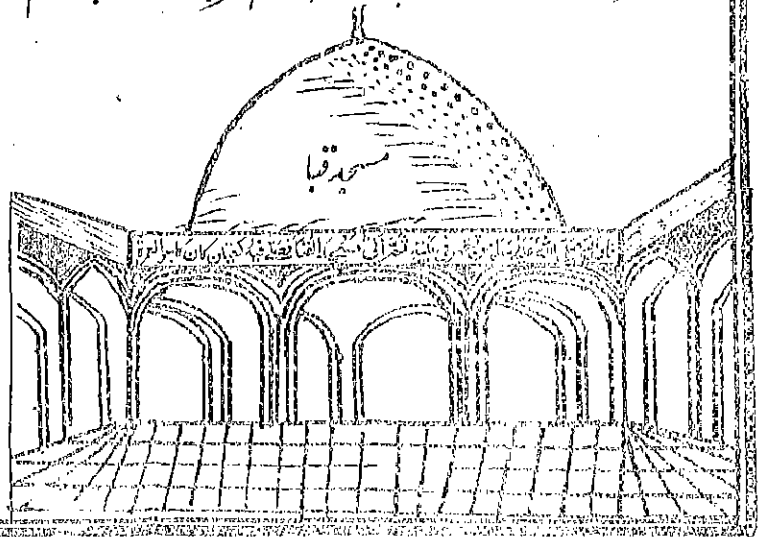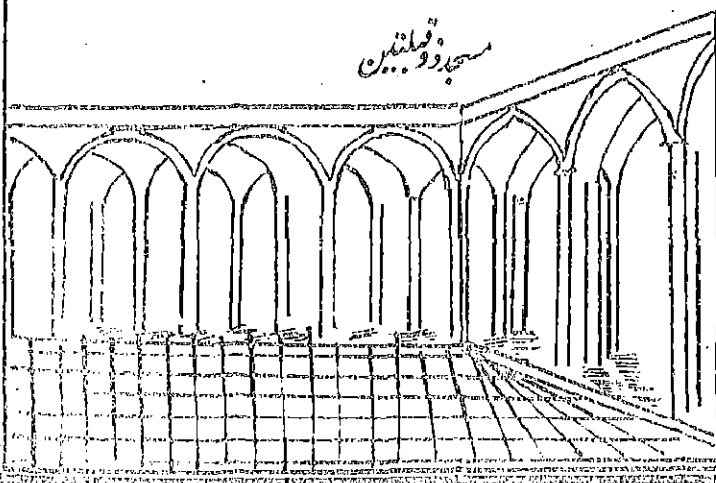
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں رونق افروز ہوئے۔ اور فرمایا کہ تیرے پاس کوئی سر دھونے کی چیز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں ہے۔ چنانچہ میں وہ چیز لیکر آپ کے ساتھ بیر بضاعہ پر گیا۔ آپ نے سر مبارک دھویا۔ اور غسالہ کو کنوئیں میں ڈالدیا۔ اس کنوئیں کا پانی اونچا تھا۔

۵ — بیر حا — مسجد نبوی کے سامنے دیوار شہر سے باہر ابو طلحہ کے باغ میں ہے۔ اکثر اوقات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہاں رونق افروز ہوتے تھے اور درختوں کے سایہ میں بیٹھکر اسکا پانی پیتے تھے۔ اسکا پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے۔ اور یہ مقام نہایت دلچسپ ہے۔

۶ — بیر عہن — مسجد شمس سے آگے تھوڑی دور پر مسجد قبا سے مشرق کی طرف ایک باغ کے اندر ہے۔ یہ مقام نہایت پاکیزہ اور لطیف ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لیگئے۔ اور آپنے وہاں وضو کیا۔ اور نماز پڑھی۔

۷ — بیر رومہ — مدینہ طیبہ سے تین کوس پر شمال مشرق کی جانب وادی عقیق میں مسجد قبلتین سے آگے ہے۔ یہ کنواں بھی بڑا ہے۔ پانی نہایت لطیف اور شیرین ہے۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں اس کنوئیں کا پانی نہایت شیرین تھا اور کنوؤں کا پانی کھاری تھا۔ اسکا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کا ڈول اسمیں جاری کردے اسکے لیے جنت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنے خالص مال سے خریدا اور وقف کر دیا جسکے سبب سے بزبان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مستحق جنت ہوئے۔ رب العالمین۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نصف کنواں بارہ ہزار درہم میں خریدا تھا۔ اور وقف کردیا۔ اسکا طریق یہ تھا کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی تھی۔ اور ایک دن اس یہودی کی۔ تو یہودی پانی قیمت پر دیتا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو مفت دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی باری کے دن کوئی پانی نہیں بھرتا۔ بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باری کے دن مسلمان دوسرے دن کی باری کا پانی بھی بھر رکھتے۔ ناچار ہو کر اس نے باقی نصف بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور آپ نے کل مسلمانوں کے واسطے وقف کر دیا۔

تمّت

مضامین کتاب بہ ترتیب حروف تہجی